

JANUARY–1978
SHANTI ANK



PRICE
Rs. 14/-

رسالہ اوم دہلی کا سالنامہ جنوری ۱۹۷۸ء

شانتی انک

چندہ سالانہ -/۲۸ روپے

بمعہ سالنامہ شانتی انک قیمت -/۱۴ روپے)

وی۔پی منگوانے پر -/۴ روپے زائد

غیر ممالک سے سالانہ چندہ

بذریعہ بحری ڈاک	-/۱۰۰ روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک	-/۲۰۰ روپے

رقم بذریعہ فارن پوسٹل منی آرڈر بھیجنے کی کرپا کریں۔ چیک یا پوسٹل آرڈر ارسال نہ کریں

نوٹ:۔ سالنامہ شانتی انک جنوری فروری ۱۹۷۸ء دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہ ہوگا

چیف ایڈیٹر: گورکھ ناتھ نندہ

ایڈیٹر: برہمانند نندہ

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر۔ پرنٹر پبلشر۔ مالک نے اعلےٰ پرنٹنگ پریس گلی سوداگراں۔ بازار بلی ماراں دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۰۶۲ بازار اجمیری گیٹ دہلی سے شائع کیا۔

گوربانی

ہر کو نام سدا سکھدائی

جاں کو سمرا جامل اُدھرے ۔ گنکا ہوں گت پائی
پنچالی کو راج سبھا ہیں ۔ رام نام سدھ آئی
تاکو دکھ ہریو کرونامے ۔ اپنی پیج بڑھائی
جونر جس کرپا ندھ گایو ۔ تاں کو بھیو سہائی
کہو نانک میں اہی بھروسے ۔ گہی آن سرنائی

۱ گنکا ایک ویشیا تھی ۲ پنچالی ۔ دروپدی

ست جگ تیں مانیو چھلیو بل باون بھایو
تریتے تیں مانیو رام رگھو ہیں کہایو
دواپر کرشن مرار کنس کرتارتھ کیتو
اُگر سین کو راج ابھے بھگتاں جن دیو
کل جگ پرمان نانک گورو انگد امر کہایو
سری گورو راج ابچل اٹل آد پرکھ فرمایو

اغراض و مقاصد

۱ ۔ زمانہ حال کی زبان میں برہم گیان کی تعلیم دینا
۲ ۔ بھگتوں، یوگیوں، گیانیوں اور دوسرے مہاپرشوں کی اُبھارنے والی زندگیوں کے حالات پیش کرنا ۔
۳ ۔ عالمگیر اور ابدی سچائیوں کی اشاعت کے ذریعے تعصب اور تنگدلی کو دور کرنا ۔
۴ ۔ ماضی و حال کے بلند ترین خیالات اور نہایت گہرے روحانی تجربات کو پیش کرنا ۔
۵ ۔ تمام قوموں اور نسلوں کے درمیان انسانی وحدت دکھا کر باہمی رواداری قدرشناسی اور اتحاد کی سپرٹ کو بڑھانا ۔

قواعد و ضوابط

۱ ۔ یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے ۔
۲ ۔ اہل حضرات کے مضامین بھی رسالہ ہذا میں درج ہو سکتے ہیں ۔ بشرطیکہ وہ اس کے ادبی و روحانی معیار پر پورے اُتریں ۔
۳ ۔ اگر کسی صاحب کو پرچہ وقت پر نہ ملے تو وہ ۱۰ سے ۱۵ تاریخ تک چٹھی لکھ کر پرچہ طلب کر سکتے ہیں اس کے بعد تعمیل نہ ہو گی ۔
۴ ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا نام اور پتہ خوشخط حروف میں لکھنا چاہیئے تاکہ رقم درست طور پر اصحاب متعلقہ کے حساب میں جمع ہو سکے
۵ ۔ تبدیلی پتہ کی اطلاع ۲۰ تاریخ سے پہلے دینی نہایت ضروری ہے

فہرست مضامین

سُکھ اور شانتی

جے سُکھ کو چاہیں سدا شرن رام کی لے (گوربانی)

چیونٹی سے لیکر برہما تک تمام جیو جنتوؤں میں سُکھ اور شانتی کی پراپتی کے لیئے دوڑ دھوپ نظر آتی ہے یہاں تک کہ سورج چاند اور دیگر نکھشتروں میں بسنے والے وشو دیوتا بھی مزید سُکھ کے خواہشمند ہیں۔ چونکہ اُن کا سورگ بھی اپنے ہی اعمالوں سے تعمیر شدہ ہے۔ اور کرموں کا پھل بھوگنے کے لیئے ہی اُن کو دِویہ شریر پراپت ہیں۔ اسلیئے اُن کو بھی ڈر اور خوف رہتا ہے۔ کہ شبھ کرموں کا پھل بھوگنے کے بعد وہ بھی سورگ سے گرائے جائیں گے۔ اور پرتھوی پر گر کر وہ پھر شبھ یا اشبھ کرموں میں پرورت ہوں گے۔ شبھ کرموں سے سورگ اور اشبھ کرموں سے نرک بھی بھوگنا پڑے گا۔

منش شریر ہی سب یونیوں سے افضل ہے۔ کیونکہ یہی کرم بھومی ہے جسمیں انسان شبھ کرم کر کے شبھ گتی حاصل کر سکتا ہے اور بُرے اعمالوں سے نرک میں دھکیلا جاتا ہے۔ اس لیئے دیوتا بھی اس منش شریر کو حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ منش شریر حاصل کر کے ہی جیو، برہم گیان کو پراپت کرتا ہے۔ اور کرم چکر سے رہائی پا کر مکت ہوتا ہے۔ اس لیئے بھی منش شریر کی بہت مہتتا ہے۔ اور اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ پراپت ہے۔ دانائی اسی میں ہے کہ ہم منش جنم کو سپھل کرنے کے لیئے برہم گیان کو حاصل کریں۔

بھئی پراپت مانکھ دیہُریا۔ گوبند ملن کی ایہہ تیری بریا،
اوَر کاج تیرے کتنے نہ کام۔ مِل سادھ سنگت بھج کیول نام (گوربانی محلہ ۵)

پرم سُکھ اور پرم شانتی کا دوسرا نام ہی مکتی ہے۔ اور وید یعنی بھگوتی شرتی کا یہ فرمان ہے کہ "رتے گیاناں نہ مکتی" یعنی بغیر برہم گیان (آتم گیان یا ایشوری گیان) کے مکتی کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ اسلیئے دانائی اسی میں ہے کہ ہم اپنی اندریوں اور من کا دمن کریں۔ من کو انتر مکھ کر کے آتم چنتن میں لگائیں۔

ہم ذرا غور کریں۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ سنسار میں کُل دو پدارتھ ہیں:۔ ایک درشٹا (دیکھنے والا) آتما ہے۔ اور دوسری چیز درشیہ ہے۔ شاستر اور مہاتماؤں کے کتھن انوسار درشٹا کا سروپ ست چیت اور آنند ہے اور درشیہ است۔ جڑ اور پرچھن ناشوان ہے۔ آتما سدا ایک رس۔ اکرتا اور ابھوگتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس درشیہ (مایا) تبدیل پذیر ہے۔ درشٹا کو ہی آتما۔ پرماتما۔ برہم وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہی پرم سُکھ اور پرم شانتی کا سروپ ہے۔

جب درشٹا آتما اپنے سروپ کو بھول کر اور درشیہ کو ست سمجھ کر مایاوی پدارتھوں کی کامنا کرتا ہے۔ تبھی یہ دکھوں اور مصیبتوں اور کرم چکر میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن جب آتم گیان دوارہ پھر اپنے سروپ میں لین ہوتا ہے۔ تو پرم سکھ اور پرم شانتی کا انوبھو کرتا ہے۔ جیسے سوپن میں ایک راجہ اپنے آپ کو کنگال دیکھتا ہے۔ اور دکھ اٹھاتا ہے۔ اسیطرح یہ جیو آتما بھی اپنے سکھ سروپ کو بھول کر مایا کی بھول بھلیوں میں پڑ کر دکھ اٹھاتا ہے۔

پرماتما (برہم یا آتما) کے اندر جب یہ اچھا پرگٹ ہوئی کہ میں ایک ہوں انیک ہو جاؤں۔ "ایکوہم بہوشیاما" تب ہرن گربھ (ہرن گربھ) ہوا۔ اس سے سوکشم بھوت۔ شبد۔ سپرش روپ رس گندھ ہوئے۔ ان سے استھول بھوت۔ آکاش۔ وایو۔ اگنی جل پرتھوی بنے۔ اور ان سے آگے استھول سرشٹی کا نرمان ہوا۔

اگیان اور ادھیاس سے جیسے سوپن (خواب) سے شریر کو سنکلپ سے رنج کر اصلی اپنا سروپ بھول جاتا ہے۔ اور اس کو سچا مان کر اس میں میں اور میرا بھرم سے دیکھا جاتا ہے۔ تو اس کو سکھ دکھ اپنے سروپ میں دکھائی دیتا ہے۔ ایسے ہی جاگرت میں بھی جب اصلی سروپ کو بھول کر شریر کو ست مانتے ہوئے اس میں میں اور میرا پکا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے دھرم اپنے سروپ میں دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے پھولوں کے رنگ کا عکس جب شیشے میں پڑتا ہے۔ تب انجان بچہ اس کو شیشے میں دیکھتا ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ یہ رنگ شیشے میں نہیں ہیں۔ دوسری جگہ پھولوں میں ہیں۔ ایسے ہی اگیان سے درشیہ کے دھرم درشٹا میں سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی شریر کے دھرم آتما میں مان لیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ آتما نروکلپ اور نرو کار اور شانت روپ ہے دکھ سکھ ہرکھ شوک سب سے مبرا ہے۔

اودیا یعنی اگیان کی دو شکتیاں ہیں۔ ایک آورن۔ دوسری وکشیپ آورن کا کام ہے۔ اصلی وستو کو ڈھانپ دینا اور وکشیپ کا کام ہے اس کی جگہ اور دکھا کر اس میں کئی قسم کی کرپاؤں کا وہم کرانا۔ اسلیئے جب تک آورن شکتی دور نہیں ہوتی تب تک وکشیپ کی نورتی ہونی بھی مشکل ہے۔ اور آورن کی نورتی کے واسطے اصل وستو یعنی برہم آتما کے گیان کی ہی ضرورت ہے۔ جب آپ کو ساکھیات ساکشی آتما انوبھو کرتے ہوئے سرب آتما برہم سچدانند پورن کی بھاونا کا پرواہ جاری رکھا جاتا ہے۔ اس وقت اورن شکتی دور ہو جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی وکشیپ کی بھی نورتی ہو جاتی ہے۔ اندریوں کا وشیانند جس پر تمام جیو لٹو ہو رہے ہیں۔ وہ صرف چیت برتی کے ٹھہراؤ ایکاگر رہنے اور برتی میں آتما کے پرتی بمب (عکس جھلک) پڑنے سے ہی آنند معلوم ہوتا ہے۔ جو کہ نقلی آنند ہے۔ اصلی نہیں۔ اور وہ بھی عارضی ہے مستقل نہیں۔ اسلیئے دانا لوگ اصل کو چھوڑ کر نقل کی طرف نہیں جاتے۔

آتمانند نہ کو کہیں سے لانا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سروپ کا ہی انوبھو ہے۔ یہ نہ جاتا ہے اور نہ ہی کم و بیش ہوتا ہے اور نہ ہی عکس کی طرح نقلی ہے۔ اسلیئے اس کو پرمانند کہا جاتا ہے۔ اور یہ شاشوت ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ آتمانند منوناش اور واسنا کے کھئے ہونے پر پرگٹ ہوتا ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ منوناش اور واسناؤں کا کھے کیسے ہو؟ اس کا اپائے یہ ہے کہ:-

تمام سنسار (نام روپ) ستھول اور سوکشم کو متھیا نشچے کر کے اس میں راگ دویش کو دور کیا جاوے اور نام روپ

دیکھنے کی بجائے ۔ سرب آتم بھاؤ یا سے پورن آتما کا ہی انوبھو کرکے اس ابھیاس کا پرواہ جاری رکھا جاوے ۔ اس ابھیاس سے منوناش اور واسنا کھشے ہو کر کیول آتم برہم کا سبھاؤک ہر وقت ہی جو پرم آنند سروپ ہے ۔ انوبھو ہوگا ۔ اُدھر سے جتنا من اور واسنا کی نورتی ہوتی جائیگی ۔ اتنی ہی برہم درشٹی (آنند روپ انوبھو) بڑھتی جائیگی ۔ جس قدر ابھیاس سے آتم درشٹی بڑھتی جاتی ہے ۔ اُسی قدر منوناش اور واسنا کھشے ہوتے جاتے ہیں ۔ گو انکا اکٹھا ابھیاس ہوتا ہے ۔ جیسے کشتی ملاح کو لیجاتی ہے اور ملاح کشتی کو ۔ جیسے ڈرائیور گاڑی کو اور گاڑی ڈرائیور کو لے جاتی ہے ۔ ایسے ہی سروپ ابھیاس سے منوناش اور واسنا کھشے اور منوناش سے آتم درشٹی ہوتے ہوئے پرم آنند اوستھا کو پراپت ہوتا ہوتا ہے ۔

آتم گیان کے ادھیکاری کے واسطے لازم ہے ۔ کہ وہ اپنے من کو برے کاموں اور بری واسناؤں کی طرف نہ جانے دے ۔ شانتی اور یکسوئی کی حالت بہم پہنچائے ۔ اندریوں یعنی حواسوں اور من کو روکے ۔ قلب (انتہ کرن) صاف ہو گیا تو اس میں آئینے کی طرح خود بخود آتما کا کشف ہوگا ۔ مکتی کی زبردست خواہش اور من کی شدھی یہ دو نو باتیں آتم گیان حاصل کرنے کیلئے ضروری ہیں ۔

جن مہاتماؤں کو برہم گیان پراپت ہو جاتا ہے ۔ ان کو سرور روحانی میسر ہوتا ہے ۔ ان کی نظروں میں دنیا کی کل راحتیں ۔ اندریوں کے رشتے سب ہیچ ہو جاتے ہیں ۔ ان کی تمام دنیاوی خواہش نابود ہو جاتی ہے ۔ دنیاوی مزے ایسے پھیکے پڑ جاتے ہیں کہ پھر ان کی طرف رغبت ہی نہیں ہوتی ۔ ایسی سرور اور مستی کی حالت کو پراپت ہوا پرش ہر ایک جاندار میں اور ہر ایک وستو میں اپنے محبوب پریتم (اپنا آتما ۔ اپنا آپ) ہی دیکھتا ہے ۔ اس کے ہردے میں آنند کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے ۔ دکھ اور مصیبت کی دنیا عین راحت ہو جاتی ہے ۔ شریر کی اہنتا ممتا اٹھ جاتی ہے ۔ اگیان کا اندھیرا مٹ جاتا ہے ۔ من اور بدھی آتم سروپ میں محو ہو جاتے ہیں ۔ تمام دنیا کی قیود مرنا جینا ۔ سکھ دکھ ۔ نفع نقصان سردی گرمی بھوک پیاس وغیرہ سے مکمل آزادی مل جاتی ہے ۔ اس کی اپاسنا کا ڈھنگ بھی کچھ نرالا ہو جاتا ہے ۔ جس بھگوان کو وہ پہلے کہیں آسمانوں میں بیٹھا ہوا تصور کرتا تھا اور اس سے خوف کھاتا تھا ۔ اس کو وہ اپنے ہردے میں براجمان اور سروتر پری پورن ذرے ذرے میں ویاپک دیکھتا ہے ۔

صحیح پربھو بھگتی (برہم گیان) کو پاکر انسان دنیا بھر کے جانداروں سے محبت کرنے لگتا ہے ۔ اپنے ایک گھر ۔ ایک دیش ۔ ایک قوم ۔ ایک مذہب ۔ کی محدودیت کا تیاگ کر کے تمام دنیا کو اپنا گھر اور تمام مخلوق کو اپنا کٹمب قبیلہ تصور کرتا ہے ۔ اور اس انمول بھگتی اور گیان روپی رتن کو حاصل کر کے اطمینان دل اور سکون قلب کی منزل تک پہنچ جاتا ہے ۔ اور بے خود ہو کر فرط مسرت میں یہ گاتا نظر آتا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

بتائیے اس اوستھا کو پراپت کر کے کہاں مذہبی جھگڑے رہیں گے ۔ کہاں فرقہ وارانہ کشمکش ۔ ہٹ دھرمی ۔ کٹر پن ۔ تنگ خیالی اور تنگ نظری ۔ بے رحمانہ سلوک اور حقارت کہاں رہ سکتے ہیں ۔ جب یہ تمام دوش دور ہو گئے ۔ تب ہر طرف سے شانتی ہی شانتی کا واتاورن دکھائی دیگا ۔ ایسی شانتی کو حاصل کرنے کیلئے سالانہ شانتی انک میں بیشمار سادھن موجود ہیں ۔ ان انوبھوی مہاتماؤں کے لیکھ بار بار پڑھیئے ۔ اور ان پر عمل کر کے منش جیون کو سپھل بنائیے ۔ یہی سب سے اُتم اور ضروری کام ہے ۔ اوم شانتی

شری وشنو سہسر نام

مترجم پنڈت شری وشنو ناتھ جی شاستری پربھاکر آچاریہ کھنہ (لدھیانہ)
(اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیارے لال جی شرما کھنہ ضلع لدھیانہ)

دیباچہ

شری وشنو سہسر نام شری گیتا جی کی طرح لا انتہا جواہرات سے بھرپور سمندر مہابھارت کا ایک انمول پرم روشن مہارتن ہے۔ اس کی تعریف میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے جیسی گستاخی کرنے کے مترادف ہے۔

یہ مہاں منگل سروپ بھگوان نام مے ہے۔ بھگوان ہی کے سمان از خود روشن بھی ہے۔ اپنی مہما کو خود ہی روشن کر رہا ہے۔ ہاں اسی بہانے کچھ بھگوت چرچا کا شبھ موقعہ حاصل ہو سکے گا۔ اس مقصد سے کچھ لکھنے کی ہمت کرتا امید ہے نامناسب بھی نہ ہو گا۔

سنسار میں سکھ کی خواہش ٹھیک مرگ ترشنا ہی ہے۔ انسان ایک درجہ یا حالت اپنے لیئے قائم کرتا ہے سمجھتا ہے۔ "وہاں پہنچ کر میں سکھی ہو جاؤں گا" بہت ہمت و استقلال سے۔ انتہائی تکالیف کو جیسے تیسے پار کر کے وہ دیرینہ خواہش پوری کر لیتا ہے۔ لیکن تعجب! اب وہاں سکھ نہیں ہے۔ سکھ اُسے کسی اور فرضی حالت میں سوجھنے لگا۔ اُس طرف دوڑ شروع ہو گئی۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی سکھ کچھ اور آگے کھسک گیا۔ سارے کا سارا جیون اسی دوڑ دھوپ میں گزر جاتا ہے۔ وائے رے قسمت! سکھ حاصل کرنے کی محض امید ہی بنی رہتی ہے۔ پانی کی خواہش سے سراب کی طرف دوڑنے والا ہرن اپنی پیاس بجھانے کی خوش نصیبی حاصل کر سکتا ہے کیا؟ محض وہم بھرانتی کے سبب دور سے بھلے ہی صاف۔ مزیدار۔ سرد پانی کے سمندر کا نظارہ دیکھ کر کچھ عرصہ فضول امیدوں میں الجھا رہے۔

ہاں اگر ایشور کرپا سے کبھی اُس سراب کی طرف سے منہ مڑ جائے اور پیچھے نزدیک ہی موجود سچے امرت کی طرف ہو جائے تو ہمیشہ کی دوڑ دھوپ سماپت ہو جاوے۔ سکھ کیا پھر تو چاروں طرف آنند ہی آنند ہے۔ اور سدا کے لیئے پیاس کی شانتی۔ یہاں پہنچے بغیر سکھ شانتی کی پراپتی بالکل ناممکن ہے

مہاراجہ پانڈو کے پتر یدھشٹر۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو۔ پانچوں پانڈو بچپن سے ہی بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا رہے پتا سورگ سدھار گئے۔ راجیہ دوسروں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ پرورش کا بھی کوئی انتظام نہ رہا۔ بیچاری ماتا کنتی نہ جانے

کیسے دن کاٹتی رہی۔ کچھ بڑے ہوئے سُکھ کے دن نزدیک دکھلائی دینے لگے۔ لیکن غیر منصف دریودھن کے پیچے میں پھنس گئے۔ جوئے میں سب کچھ ہار بیٹھے۔ بھری سبھا میں پریہ پتنی دروپدی کی ناقابل برداشت بے عزتی آنکھوں سے دیکھنی پڑی۔ بارہ برس جنگلوں کی راکھ چھانی۔ اگیات واس (چھپے رہنا) کا ایک سال راجہ ورات کے ہاں پوشیدہ طور سے ملازمت میں گزارا۔ اب تو سُکھ سے وقت گزرے۔ لیکن

"सूच्यग्र नैव दास्यामि विना युद्धेन केशव ।"

دُشٹ دریودھن سوئی کی نوک جتنی زمین بھی دینے کو تیار نہیں۔ چنانچہ یدھ کے سوائے اب کوئی دوسرا چارہ نہ تھا۔ مہابھارت یدھ ہوا۔ جیت بھی مل گئی۔ اب تو دیرینہ منورتھ کی تکمیل ہو گئی۔ ساری سلطنت قبضہ میں آگئی۔ سُکھ کے سامان میں کوئی بھی تو کمی نہیں رہی۔ لیکن رشتہ داروں کے غم اور دُکھ و پشچاتاپ نے آگھیرا۔ ایک لمحہ بھی شانتی نہیں۔ سارا سامراجیہ (سلطنت) زہر ہلاہل دکھائی پڑتا ہے۔ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔

بڑے بڑے رشی۔ مہرشی لگے سمجھانے۔ لیکن مہاراج یدھشٹر کے پریشان من کا کچھ بھی تو حل نہ ہوا۔ دھنیہ ہیں مُرکر من موہن! بھلا آپ کی نرالی چال کو کون جانے؟ سنسار بھر کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلوں کو لمحہ بھر میں سلجھا دینے والے اور گیتا جیسے جملہ شنکاؤں کا سمادھان کر دینے والے گرنتھ کے مصنف ہوتے ہوئے بھی یدھشٹر کے معمہ کا حل خود نہ کر کے اس بھاری کام کا سہرا اپنے اننیہ بھگت ستیہ ورت مہاتما بھیشم جی کے سر باندھنا چاہتے ہیں۔ مُسکرا کر بولے۔ راجن یدھشٹر! اس بارے ہم سب سے زیادہ تجربہ رکھنے والے کورو بزرگ شری بھیشم پتامہ ہیں۔ وہ ہی آپ کا پورن سمادھان کر سکیں گے۔ چلو ہم سب اُن ہی کی سیوا میں چلیں۔ کون جانے بھگت وتسل بھگوان اس بہانے اپنے سچے بھگت پتامہ کو اُن کے آخری وقت میں کرتارتھ کرنے جا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی پرم بھگت پانڈو سمراج مہاراجہ یدھشٹر کے پیچیدہ مسئلہ کو حل کروا کر اُن کے عرصہ دراز سے دہکتے ہوئے دل کو شانتی نصیب کرانا چاہتے ہیں۔

مہاتما بھیشم تیروں کی سیج پر پڑے ہیں۔ بھگوان کے دھیان میں محو ہیں۔ آج اکیاون (۵۱) دن گزر گئے ہیں۔ جملہ لواحقین رشی منی اور محترم سجنوں کے ساتھ بھگوان شری کرشن اور مہاراجہ یدھشٹر مہاتما بھیشم کے پاس تشریف لائے۔ رسمی آداب و القاب کے بعد شری کرشن درشن سے کرتارتھ ہو بھیشم پتامہ سمجھ گئے۔ کہ یہ پرم کوتکی شری ہری کی لیلا ہے۔ بولے۔ دھرم راج یدھشٹر! ویاکل کیوں ہو؟ دھرم آچرن کر کے پشچاتاپ کیا؟ ایشور اچھیا سے حاصل ہوئے ایشوریہ کو بھوگنے میں دُکھ کیوں؟ شری ہری لیلا کو جان کر بھی موہ کیونکر؟ اس پر مہاراجہ یدھشٹر نے دھرم کے بارے مفصل طور پر سننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تب بھیشم جی نے سب طرح سے سب دھرم اور دھرم کے راز تفصیل سے یدھشٹر کو سنائے۔

یدھشٹر کوئی بچے تو تھے نہیں۔ نیچے سے اُوپر تک کے سب مراحل، چیونٹی سے برہما تک کے حالات اُن کے دھیان میں تھے۔ برہم لوک تک کے سُکھ میں اُن کو مکمل شانتی دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ وہ تو شاشوت (لامتناہی) شانتی کی کھوج میں تھے۔ ایک آخری لکشیہ یعنی مقصد کے حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ اسی ایک مقصد یا آخری منزل کے حاصل کرنے کے

طریقہ کو جاننے کی تڑپ تھی۔ چنانچہ سب دھرم اور دھرم کے رازوں کو سُن لینے پر بھی اُن کا دلی سمادھان نہ ہوا۔ انتہ کرن کی اندرونی پیاس نہیں بجھی۔ تو وہ بھیشم جی سے اس کے متعلق سوال کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہیں سے وشنو سہسرنام کا دیباچہ شروع ہوتا ہے۔

श्रुत्वा धर्मानशेषेण पावनानि च सर्वशः ।
युधिष्ठिरः शान्तनवं पुनरेवाभ्यभाषत ॥१॥

شرُتوا دھرمان شیشین پاونانی چ سروشہ :
یدھشٹرہ شانت نوم ۔ پُنریوا بھے بھاشت (۱)

ارتھات: سب دھرم و پوتر کرنے والے اور پاپ ناش کرنے والے ورت نیم وغیرہ مکمل طور پر سُن چکنے پر دھرم پتر مہاراجہ یدھشٹر نے شانتنو پتر مہاتما بھیشم سے یہ پرشن کیا۔ (شلوک ۱)

پرائن اور پرم دھرم

اس زمرہ میں یدھشٹر مہاراج کے چھ سوال ہیں اور بھیشم جی کی طرف سے اُن کے جواب ہیں۔ لیکن اُن میں دو سوال ہی سب کا نچوڑ ہیں (۱) پرائن پرسن اور (۲) پرم دھرم پرشن

پرائن سے مُراد ہے اعلےٰ مقصد۔ آخری منزل۔ جس کو حاصل کر لینے پر پھر کچھ اور حاصل کرنا باقی نہیں رہ جاتا

नानवाप्तमवाप्तव्यम्　　نانواپت مواپتویم

باقی چار پرشن اسی کے انگ ہیں۔ (۱) ایک دیو کون ہے (۲) استوتی۔ گن سنکیرتن کس کا کرنا چاہیئے۔

(۳) کس دیو کی پُوجا کرنی چاہیئے؟ (۴) نتیہ ترنتر جاپ کس کا کریں؟

جو بھی ایک لکشیہ (منزلِ مقصود) سبدھ ہوگا۔ اُسی کے لئے یہ سب باتیں لاگو ہوں گی۔ یہ بات بالکل صاف ہے جو بھی ہمارا ایک اِشٹ دیو ہوتا ہے کسی بھی رُوپ میں ہو اُسی کی استوتی۔ پُوجا اور جاپ ہُوا کرتا ہے۔ ایک شخص کا مقصد اگر دھن حاصل کرنا ہے تو اُس کا دیوتا تو وہی ہے۔ نتیہ نرنتر اُس کی ہی پُوجا کرے گا۔

دُوسرا بڑا سوال ہے۔ پرم دھرم۔ ارتھات اُس آخری منزل یا پرم پرشوارتھ کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں کرنا کیا ہے؟ جس کے کر لینے پر پھر کچھ کرتویہ۔ فرض باقی نہیں رہ جائے گا۔

कर्तव्यं न विशिष्यते　　کرتویم نا وشیشئے

اس کا جواب یدھشٹر جی محض سُنی سُنائی باتوں کے سہارے ہی نہیں چاہتے بلکہ بھیشم جی کے عرصہ دراز اور تپومئے جیون کی شہادت اور اُن کے دلی احساسات پر مبنی پرم واستوک سچائی کے رُوپ میں اُتر پانا چاہتے ہیں۔ تب ہی تو انہوں نے اِن شبدوں کا استعمال کیا۔

भवतः परमो मतः　　بھوتہ پرمو متہ :

پرائن (منزلِ اعلیٰ) سوال کے جواب میں بھیشم جی نے ست چت آنند۔ پربرہم پرماتما کو پرائن یعنی سب سے

بڑا لکشیہ تبلایا۔ اور اُسی کے تاتوک (اصل) سُروپ کو واضح کرتے ہوئے کہا۔ "جو پرماتما ہمارے پرائن۔ پرم پراپتویہ (حاصل کرنے یوگیہ)۔ پرم دھییئے (پوجا کے یوگیہ) ہیں وہ انادی (ابتدا رہت)۔ اننت (لامحدود) سرولوک مہیشور (سب لوکوں کے سوامی)۔ پرم تیج سروپ۔ سبھی پوترّوں میں پرم پوتر۔ منگلوں میں پرم منگل سروپ دیو ادھی دیو۔ سروگیہ (سب کچھ جاننے والے) سروشکتیمان پرم پتا اور خالق ہیں۔ یہ سارا جہان سرشٹی کے شروع میں اُن سے ہی پیدا ہوتا ہے اور پرلے کال میں اُن ہی میں لے ہوتا ہے۔"

ساتھ ہی اس سوال کے باقی چار انگوں کا بھی واضح جواب دے دیا کہ وہ سارے جہان کے مالک پرماتم دیو ہی کیول ایک دیوتا ہیں اور سدا رہنے والی شانتی کی پراپتی کے لئے اور سب دکھوں سے آزاد ہونے کے لئے اُن کی ہی دویہ (الوکک جس کی مثال نہ ملے) ناموں سے استوتی۔ پوجا اور جاپ کرنا مناسب ہے۔

آگے پرم دھرم سوال کا جواب شری بھیشم جی نے سب شاستروں کی اتفاق رائے کے ساتھ ہی اپنے نِج تجربہ (خود کے تجربہ) کو بھی عیاں کرتے ہوئے بہت ہی محققانہ الفاظ میں دیا۔

एष मे सर्वधर्माणां धर्मोऽधिकतमो मतः।
यद् भक्त्या पुण्डरीकाक्षं स्तवैरर्चेन्नरः सदा॥

ایش مے سرو دھرما نام دھرمو ادھک تمومتہ:
ید بھکتیا پُنڈری کاکشم ستویرچے نرہ: سدا

ارتھات: "مجھے سارے دھرموں میں یہی دھرم سب سے افضل۔ سب سے اعلےٰ معلوم ہوا کہ انسان اننیہ پریم سے۔ سروانتریامی بھگوان کا گُن۔ سنکیرتن آتمک استوتیوں۔ نام ستوتروں سے پُوجن کیا کرے۔"

دونو اُتروں کو ایک ساتھ لیا جاوے تو بھاؤ صاف ہو جاتا ہے۔ کہ سدا رہنے والی شانتی کے خزانہ صرف بھگوان ہی ہیں۔ اُن کو حاصل کرنے کا صرف ایک ہی سادھن ہے "نام" وہ کیرتن کے روپ میں ہو یا جاپ وغیرہ کے روپ میں کہ (۱) لکشیہ۔ مدعا (دھییہ) شری بھگوان (۲) سادھن ایک ماتر بھگوان نام۔

شری بھگوان اور بھگوان نام

اب دیکھنا ہے۔ شری بھیشم جی نے دوسرے بیشمار طریقوں۔ سادھنوں کو چھوڑ کر نام سادھنا کو ہی یہاں اتنی اہمیت کیوں دی۔ در اصل بھگوان نام کی مہما اپار ہے اور خاص طور پر اس بھیانک کلجگ میں تو سوا اس کے کوئی دوسرا سہارا ہے ہی نہیں۔

हरेर्नामैव नामैव नामैव मम जीवनम्।
कलौ नास्त्येव नास्त्येव गतिरन्यथा॥

ہرے رنام ایو نامیو نام ایو مم جیونم
کلئو ناست ایو ناستیہ ایو گتی رنیہ تھا،

نیچ سے نیچ منشیہ سے لے کر اونچی سے اونچی کوٹی کے آدرش مہاتما تک سب کے لئے نام سادھنا یکساں

طور پہ حاصل ہے۔ اس پر سب کا یکساں حق ہے۔ پاپی سے پاپی پُرش بھی اپنے پاپ دھونے کے لئے اس کا سہارا لیتا ہے۔ لیکن پہنچے ہوئے مہاتما کا تو یہ سوبھاو ہی بن جاتا ہے۔ اُس سے تو اس کے بنا رہا ہی نہیں جاتا۔ بھگوان نام کا رس صحیح معنوں میں اُسے آگیا ہوتا ہے۔ وہ اُسے نِتیہ نرنتر اپنے میں جذب کئے رہتا ہے۔ جیسے جیسے پاپ کی ماترا کم ہوتی جاتی ہے۔ اس کا رس آنے لگتا ہے۔ نام کے رس میں جو حائل ہے۔ وہ صرف پاپ ہی ہے۔ لیکن پاپ کو بھی جڑ مول سے نشٹ کر دینے والا بھگوان نام کے علاوہ دوسرا کوئی سادھن نہیں ہے۔ شاستروں میں صاف طور پر کہا ہے:۔

यन्नामकीर्तनं भक्त्या विलापनमनुत्तमम् ।
मैत्रेयाशेषपापानां धातूनामिव पावकः ॥
सकृत्स्मृतोऽपि गोविन्दो नृणां जन्मशतैः कृतम् ।
पापराशिं दहत्याशु तूल राशि मिवानलः ॥

ین نام کیرتنم بھکتیا و لاپنا منو تمم۔ میتریا شیش پاپانام دھاتو نامیو پاوکہ
سکرت سمرتو اپی گوبندو۔ نرنام جنم شتیہ کرتم۔ پاپ راشم دہتیا شو تُول راشم وانلہ

ارتھات :۔ جیسے اگنی سونے جیسی دھاتوں کے مَل کو جلدی ہی مکمل طور پر دور کر دیتا ہے۔ ویسے ہی بھگتی پریم پُروک کیرتن کیا بھگوان نام سب پاپوں کو جڑ سے نشٹ کر ڈالتا ہے۔ اور جیسے بڑے بھاری روئی کے ڈھیر کو آگ کی چھوٹی سے چھوٹی چنگاری مکمل طور پر تباہ کر دیتی ہے ٹھیک اسی طرح ایک بار بھی اچارن کیا بھگوان نام جنم جنمانتروں کے سب پاپوں کو مُول سے نشٹ کر دیتا ہے۔

یاد رہے۔ شری بھگوان لامحدود اور مہان طاقت والے ہیں اور ہمیشہ سب کچھ کرنے نہ کرنے یا وپریت (اُلٹ) کرنے میں سمرتھ ہیں۔ اُن کا نام بھی ویسا ہی اننت شکتی (لامحدود طاقت والا) اور اکنٹھ شکتی (مہان طاقت کا حامل) ہے۔ یہ جو بھی اس کا مہاتم کہا گیا ہے۔ اس کے اصلی مہاتم کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ پاپوں کے اندھکار میں بھگوان نام کی لامثال طاقت کا درشن سب کو نہیں ہو رہا۔ جس پر ذرا سی بھی بھگوت کرپا ہو جاتی ہے۔ وہ جلدی ہی اس کی اہمیت سے واقف ہو جاتا ہے اور پھر کبھی اس کا سہارا نہیں چھوڑتا۔ بھگت ور پرہلاد نے اس کی اہمیت کو سمجھا۔ اس کے الوکک (بے مثال) رس کا مزا چکھا۔ لاکھوں جتن کئے گئے لیکن اس نے پیارے بھگوان نام کو نہیں چھوڑا۔

ذرا سی شردھا چاہئیے۔ تھوڑا سا وشواش ہونا چاہئیے۔ کچھ ہی سمے میں الوکک چمتکار اس میں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بھاوک بھگت بھگوان نام اُچارن کرتے یا سنتے ہی اُچھلنے لگتا ہے۔ آنند میں پھولا نہیں سماتا۔ اُسے اس آنند کے جوش میں اپنے پران پیارے من موہن۔ بانکے بہاری کی بانکی جھانکی دکھلائی دینے لگتی ہے۔ وہ کرتارتھ ہو جاتا ہے۔ پاپ تاپ پھر کہاں۔ وہ تو پرم آنند مے ایشور راجیہ میں پہنچ جاتا ہے۔

کارن یہ ہے۔ کہ نام اور نامی کا شاستروں نے ابھید کہا ہے۔ نام لیتے ہی نامی کا سارا سروپ روشن ہو جاتا ہے۔ نامی شری بھگوان لامحدود مہان صفات کے سمندر ہیں۔ پرم پاون (پوتر کرنے والے) ہیں۔ بھوما سروپ (سب سے بڑے) ہیں

بھگون نام اپنے پیارے سادھک کو دوشوں سے بھرپور۔ جہاں ہیں تچھ اتی تچھ جگت سے اُٹھا کر اُس بھوما کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ جزو سے کل میں لے جاتا ہے۔ کہیئے یہاں کوئی پاپ تاپ پھر رہ سکتا ہے؟ جزو میں ہی دکھ ہے۔ کل میں ہی پرم آنند ہے۔ یہ اپنشدوں کا سدھانت ہے

دوسرے منشوں کے انتہ کرن راگ۔ دویش۔ بھے۔ ماتسریہ۔ ایرشا۔ ابھیمان۔ دمبھ وغیرہ بدصفات سے بھرے ہیں۔ اس کارن منش ہمیشہ دکھوں سے گھرا رہتا ہے۔ یہ بداوصاف ہی تو پاپوں کے مول کارن ہیں۔ پاپ ہی دکھوں کے مول ہیں۔ پاپی منش کیا کبھی سکھ پا سکتا ہے۔ البتہ بھگون نام منش کے ہردے کی سنکرنیتا (کمینہ پن۔ اوچھا پن) کو جڑ سے نشٹ کر دیتا ہے۔ راگ دویش وغیرہ سب شیطانی بداوصاف ایک ایک کرکے صفایا کر ڈالتا ہے۔ کیونکہ بھگوان کا ہر ایک نام کسی نہ کسی دویہ (بڑے بھاری) وصف صفت کا حامل ہے۔ خصلتاً وہ منش کے اندر بھی اُسی دویہ گن کا سنچار کریگا تو پھر آسُری دُرگن (شیطانی بداوصاف) اُس انتہ کرن میں کیسے ٹک سکتے ہیں؟ راگ دویش کی عدم موجودگی میں پاپ بھلا کس کے سہارے ٹکے گا؟ باقی پنیہ ہی رہے گا۔ جس کا پھل سکھ ہی سکھ ہوگا۔ ہاں سدا یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ بھگون نام سادھنا کرتے سمے ہم میں ابھیمان تو نہیں آرہا۔ ابھیمان سب دُرگنوں کی ماں ہے۔ بھگوان کے ایسے ناموں کی خاص طور پر سادھنا کرو جن میں ایسے دُرگنوں کے ناش کرنے کی خاص شکتی موجود ہے۔ جیسے درپہا दर्पहा،
امانی अमानी، مان دہ: मानद: وغیرہ وغیرہ

اسی گن سمبندھ کو لے کر یانی نامانی گونانی यानि नामानि गौणानी یہ نردیش کیا گیا ہے۔ یعنی وہ نام جو اس مہان آتما پرماتما کے گنوں کے سمبندھ سے پرسدھ (مشہور) ہیں۔ ان کا بار بار ارتھ اور بھاو سمجھ کر اچارن کرنا چاہیئے۔

नाम - गणनारम्भ　نام گنن آرمبھ

شری بھیشم جی نے نام کے مہاتم کو پوری طرح سے سمجھ رکھا تھا۔ اپنے وشال جیون میں یہی سار نکالا تھا تب ہی تو اتنے پُرزور الفاظ میں اس وشے کو واضح کیا ہے اور بھگوان کے دویہ ناموں کی اپورو۔ ولکشن (عجیب) ایک ہزاری مالا پرو کر شری یدھشٹر کے ذریعہ ہمارے سنسار کے کلیان کے لیئے جگت کے آتما شری ہری کی خدمت میں پیش کی۔ یہی مالا وشنو سہسر نام ہے۔ اس میں بھگون ناموں کی ترتیب خاص دماغ سے دی گئی ہے۔ شبد اور ارتھوں کے لحاظ کا پورا دھیان رکھا گیا ہے اُن ناموں کی خاص خاص شکتیوں کے بالترتیب وکاس کا بھی وچار اس میں پوری طرح ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ یہ باتیں ہماری سمجھ میں ابھی تک نہ آئی ہوں۔ شری بھیشم پتامہ کوئی معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ تاحیات اکھنڈ برہمچاری۔ مستقل مزاج۔ وعدہ کے پکے۔ مکمل تپسوی۔ بے مثال بہادر۔ سب تتووں کے جاننے والے اور بھگوان کے اننیہ بھگت تھے۔ اُن کے بھگوت بھاو سے بھرے ہوئے ہردے کی مہانتا کا بیان کرنا ایک منش کی طاقت سے باہر ہے۔

نام گنانا میں سب سے پہلا نام وہ رکھتے ہیں وشوم ، विश्वम् جس کا ارتھ ہوتا ہے وشو روپ۔ وراٹ سروپ بھگوان۔ دیکھئے پہلے ہی نام میں سادھک کی بدھی کو جزو سے اٹھا کر کل (بھوما) کی طرف بہا دیا۔ جب کہ سارا وشو بھگوان کا ہی سروپ ہے تو راگ دویش وغیرہ سنکیرن بھاودوں کے لئے کیا کوئی جگہ رہ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک ایک نام پر سنجیدگی سے وچار کرتے چلئے۔ بڑے بڑے بے مثال چمتکار ملیں گے۔ آپ اپنے کو جہاں دکھ ساگر سے نکال کر ایک ڈامحدود آنند کے استھان میں پہنچا ہوا پائیں گے۔ اس کے علاوہ جو جو بھی دویہ شکتیاں ہمارے اندر سے کم ہو گئی ہیں۔ ان سب کی تکمیل ان سب ناموں سے سدھ ہوتی ہے۔ ایسے ایک ہی قسم کے ناموں کی تشکیل ایک ایک جگہ پر ہی کی گئی ہے جیسے کھوئی ہوئی پرسنتا (خوشی) کی تکمیل کے لئے (۱) شو پرساده (۲) پرسن آتما

सुप्रसाद: प्रसन्नात्मा

یعنی (۱) جن کی پرسنتا سندر ہے (۲) نرمل سوروپ

دھرم بھاؤ کی جاگرتی کے لئے دھرم گپ۔ دھرم کرد۔ دھرمی

धर्मगुब, धर्मी धर्मकृद

یعنی دھرم کی رکھشا کرنے والے۔ وید مریادا انوسار دھرم کو چلانے والے اور دھرم کو دھارن کرنے والے۔

واستوک لکشمی کی پراپتا کے لئے۔ شری شہ۔ شری نواسہ۔ شری ندھی۔ شری وبھاونہ۔ شری دھرہ۔ شری کشہ

श्रीद: श्रीश:, श्री निवास: श्री निधि: श्री विभावन: । श्रीधर: श्रीकर:

یعنی بھگتوں کو لکشمی دینے والے۔ لکشمی کے سوامی۔ لکشمی جن میں سدا نواس کرتی ہے۔ سبھی شوبھائیں جن میں سدا رہتی ہیں۔ سب کو دھن ایشوریہ دینے والے۔ لکشمی کو دھارن کرنے والے۔ وغیرہ وغیرہ

پران کی کمی کو پورا کرنے کے لئے پران دہ۔ پرانہ۔ پران نلیہ۔ پران بھرت۔ پران جیونہ۔ وغیرہ وغیرہ

प्राणद: प्राण: प्राणनिलय: प्राणभृत प्राणजीवन:

ارتھات۔ پران داتا۔ جیون داتا۔ پرانوں کے آدھار۔ پرانوں کا پالن کرنے والے۔ پرانیوں کا جیون چلانے والے وغیرہ

اس طرح سب درگنوں کو دور بھگا کر سارے شبھ گنوں کو جاگرت کر دینے والے ناموں کو ایک جگہ پر پرو دیا گیا ہے۔ اور سب مصیبتوں کو ناش کر دینے والے۔ سب سمپتیوں کو پراپت کرا دینے والے ناموں کا بھی جگہ جگہ پر بالترتیب اندراج ہے۔ تھوڑے وچار سے اس دویہ سہسر نام کا پاٹھ کیا جائے تو بھگوان کے لا انتہا دویہ گنوں کا درشن ہوگا اور وچتر شبھ احساسات (بھاو) ہردے میں آنے لگیں گے۔

بھگوان کرپا کریں ہم اس میں دن بدن زیادہ محو ہو کر لگیں۔ اننت جنموں میں بھی جس کی پراپتی ناممکن ہے وہ بھگوت پریم کچھ سمے میں ہی یہیں پراپت ہو سکے گا۔ جس سے سدا کے لئے کرتارتھ ہو جائیں گے۔

گرنتھ کا اپسنگھار

بھیشم جی نے ایک ہزار ناموں کی گنتی کو سماپت کرتے ہوئے ان میں بیان کردہ احساسات پر بہت ہی سندر پرکاش ڈالا ہے۔

य इदं श्रृणुयाद् नित्यं यश्चापि परिकीर्तयेत् ।
नाऽशुभं प्राप्नुयात किञ्चित् सोऽमुत्रेह च मानवः ॥

یہ ادم شرنویاد نتیم یشچاپی پری کیرتی ایت
نا اشبھم پراپنویات کنچت سو امترییہ چ مانوہ:

ارتھات: جو پرش اس مہان سہسر نام کا شرون یا کیرتن دوارا سیون کرتا ہے۔ وہ اس لوک اور پرلوک میں کسی پرکار کے اشبھ کو پراپت نہیں ہوتا۔ آگے کے شلوکوں میں اس وشئے کو اور بھی واضح کر دیا ہے۔

برہمن اس کے سیون سے برہم گیان پاتا ہے۔ کشتری وجے حاصل کرتا ہے۔ ویش دھن۔ جائداد اور شودر اس کے سیون سے سکھ لابھ کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اپنے اپنے حق (ادھیکار) اور منوبھاونا (احساسات) کے مطابق سبھی پھل اس سے پراپت ہوتے ہیں۔

اس کے آگے کے شلوکوں میں یہ بھاو مزید صاف ہو جاتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے یہ صاف سدھ ہوتا ہے کہ لوک اور پرلوک کا کوئی بھی تو ایسا پدارتھ نہیں جو بھگون نام کا سہارا لینے سے پراپت نہ ہو سکے۔

آخری مقصود کی طرف دھیان دلاتے ہوئے آگے کیا ہی سندر کہا کہ ایک واسدیو کے سہارے رہنے والا (واسدیو پرائن) منشیہ سبھی پاپوں سے آزاد شدھ انتہ کرن والا ہو کر سناتن برہم کو پراپت کرتا ہے۔

वासुदेवाश्रयो मर्त्यो वासुदेव परायणः ।
सर्व पाप विशुद्धात्मा याति ब्रह्म सनातनम् ॥

واسدیو آشریو مرتیو واسدیو پرائینہ سرو پاپ وشدھ آتما یاتی برہم سناتم

جیسے شری گیتا جی میں بھی یہ وچن ہے۔ نہ مے بھکتہ پرنشیتی
न मे भक्तः प्रणश्यति

(میرے بھگت کا ناش و امنگل نہیں ہوتا) اس بھاو کو شری بھیشم جی نے کیسے سندر شبدوں میں کہا ہے

بھکتا نام اشبھم ودیتے کوچت

न वासुदेव भक्तानामशुभं विद्यते क्वचित

یعنے پرماتما کے بھگت کو کبھی کہیں بھی دکھ نہیں ہوتا۔ کبھی بھی جنم۔ مرتیو۔ بڑھاپا۔ بیماری کا بھے اسے پراپت نہیں ہوتا۔

شردھا بھگتی کے ساتھ اس استوتر کا پاٹھ کرنے والا پرش آتم سکھ کشما۔ لکشمی۔ دھیرج۔ سمرتی۔ کیرتی وغیرہ سب دیوی سمپتی کے گنوں (دیوی ادھاف) کو بلا مشقت حاصل کر لیتا ہے۔ اس سے آگے کا شلوک بڑا ہی دھیان دینے لائق ہے ۔

نہ کرودھو نہ چ ماتسریم نہ لوبھو ناشبھا متی بھونتی کرت پنیہ نام بھکتا نام پرشوتمے

न क्रोधो न च मात्सर्यं न लोभो नाशुभा मतिः ।
भवन्ति कृतपुण्यानां भक्तानां पुरुषोत्तमे ॥

ارتھات :- منیہ آتما پُرش ہی بھگوان کی بھگتی کا سوبھاگیہ پراپت کرتے ہیں۔ ان میں یہ آسری سمپتی کے دُرگن (بد اوصاف
شیطانی وصف) نہیں رہتے۔ جیسے کرودھ۔ متسر۔ لوبھ۔ اشُبھ بُدھی وغیرہ وغیرہ۔

ان شلوکوں کی وضاحت سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے۔ کہ اگر سادھک سادھن کا مقدم مقصد یہ رکھتا ہے
کہ بھگوت کرپا سے میرے یہ سب دُرگن نشٹ ہوکر دیوی سمپتی کے شُبھ گنوں کی میرے انتہ کرن میں روشنی آجائے
تو وُہ سادھک ضرور ہی بھگوان کا ایک پیارا بھگت ہے اور ایک دن آئے گا کہ وُہ سدا رہنے والی شانتی کو پراپت کریگا
ورنہ راکھشسی بد اوصاف کو انتہ کرن میں رکھتے ہوئے اگر کوئی سادھن کیا جارہا ہے تو ایسے شُبھ اَوسر (موقعہ) اور جلدی
شُبھ پھل کی پراپتی ممکن نہیں۔

آگے بھیشم جی پھر منزل مقصود کے اصلی سروپ کو اور بھی واضح کردینے کے مقصد سے کہتے ہیں :-
"دیو لوک۔ چندر۔ سُورج۔ تارے۔ آکاش۔ دِشائیں۔ سارے لوک اور سب سمندر۔ ان کے علاوہ دیوتا۔ راکھشس۔ یکش۔ ناگ
منشیہ۔ پشو پکشی۔ کیٹ پتنگ (کیڑے مکوڑے) وغیرہ سارا چر اچر جگت بھوما سروپ (واحد) واسُودیو بھگوان شری کرشن
کی طاقت سے قائم ہے۔ ان کے بس میں ہی ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہی چل رہا ہے۔ مت سمجھ بیٹھنا کہ یہ سنسار کسی جیو
من۔ بدھی۔ تیج و بل کے سہارے چل رہا ہے۔ یہ سب بھی تو بھگوان واسُدیو کے اپنے سروپ سے باہر نہیں"

इन्द्रियाणि मनो बुद्धिः सत्त्वं तेजो बलं धृतिः ।
वासुदेवात्मकान्याहुः क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ एव च ॥

اِندریانی۔ منو۔ بدھی: ستوم تیجو بلم دھرتی: واسُدیو آتم کانیہ آہو: کشیترم کشیتر گیہ ایو چ

ارتھات۔ اندریاں۔ من۔ بدھی۔ ستو یعنی پربھاو تیج بل اور دھیرج اور شریر و آتما یہ سبھی ایشور روپ ہیں۔
دیکھیئے کیسے سُندر طریقہ سے سارے پرپنچ جال کو اوجھل کرکے سادھک کو عملی طور پر اُس ایک واحد مقصود
پرم دھیئہ بھوما) میں پہنچایا ہے۔ گیتا کے واسُدیو سروم اِتی (بھگوان ہی سب کچھ ہیں) سدھانت کو کیا عمدہ عملی روپ دیا ہے
دھرم واد کبھی کبھی ایشور کو بھی ایک طرف رکھ دیتا ہے۔ جیسے کرم پردھان میمانسکوں کے ہاں دھرم۔ کرم کو پردھانتا دیتے
ہوئے ایشور کی طرف سے بے تعلقی ظاہر کی گئی ہے۔ لیکن مہاتما بھیشم دھرم کے ساتھ بھگوان کا کیسا اچھا معرکے کا مکمل جوڑ
تعلق دکھلاتے ہیں کہتے ہیں۔

सर्वागमानामाचारः प्रथमं परीकल्पते ।
आचार प्रभवो धर्मो धर्मस्य प्रभुरच्युतः ॥

سروا گمانا ماچارہ: پرتھمم پری کلپتے　آچار پربھوو دھرمو دھرمسیہ پربھوُرچیُتہ:

ارتھات :- سب شاستر آچار یعنی اخلاق کو ہی سب سے مقدم مقام دیتے ہیں اور آچار کے آدھار پر ہی دھرم
کی سرشٹی ہوتی ہے۔ لیکن دھرم کے مالک ایک ماتر بھگوان ہی ہیں۔ دھرم بذات خود جڑ ہے۔ وُہ کسی چیتن طاقت سے
ہی حرکت میں آکر پھل دینے کے قابل ہوسکتا ہے۔ اس سے یہ سب باتیں واضح ہوجاتی ہیں۔
سب شاستروں کا لب و لباب آچار ہے۔ آچار ہی جیون ہے۔ آچار ہینم نہ پنیتی ویدا:

'आचारहीनं न पुनन्ति वेदा:' آچار ہینم نہ پُننتی ویداہ

ارتھات :- (بھول نہ جانا۔ دیوی سمپتی ہی آچار ہے۔ آسری سمپتی ہی اناچار ہے)

آچار ہی دھرم کو چلاتا ہے۔ منشیہ کو دھرماتما بناتا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں بھگوت کرپا پر منحصر ہیں۔ وُہ ہی دھرم کے ایک ماتر سنچالک اور سوامی ہیں۔ خود ہی پرم دھرم سروپ ہیں۔ سب دھرم تو اُن ہی کی پراپتی کے ساکشات پرم پرا سے چلے آرہے سادھن ماتر ہی ہیں۔ اسی لئے تو بھگوان شری کرشن نے گیتا کے انت میں اپنے سینہ کا راز۔ اصلی اُپدیش ارجن کو دیا کہ:-

"सर्व धर्मान परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।"

سَروِ دھرمان پری۔تیجیہ مامے کم شرنم ورج

ارتھات :- سب دھرموں کو ایک طرف کر کے تُو صرف ایک میری شرن میں آجا

مطلب یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ باقی دھرم تو پھر کچھ بھی معنی نہیں رکھتے۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ بلا شُبہ بھگوت شرن ہی محض ایک سہارا ہے۔ آتم سمرپن ہی آخری فرض ہے۔ کرتویہ ہے۔ لیکن اس کے لیئے مناسب انتہ کرن کی بھی ضرورت ہے۔ بس انتہ کرن کے دوشوں کو دُور کر کے اُسے مکمّل طور پر شُدھ بنا کر بھگوت شرن۔ آتم سمرپن کے قابل بنانا۔ یہ سب دھرموں کا ہی کارِیہ ہے۔

سنکیرن۔ سنکچت (تنگ دل) انتہ کرن اتنی فراخ دلی کر ہی کب سکتا ہے۔ اپنا سروسو۔ سب کچھ (سمپتی) ہی نہیں اپنا آپ بھی اُن کے چرنوں میں سمرپن کر دے۔ کوڑی کوڑی پر مرمٹنے والے من سے یہ آشا کب کی جاسکتی ہے۔ مکمل شُدھ نرمل (صاف وشفاف) دشال اور فراخ انتہ کرن ہی آتم سمرپن اور بھگوت شرن گرہن کرنے کی ہمّت کر سکے گا۔

اس طرح بھگوان کی پرم پوترمہما کا ورنن کرتے ہوئے بھیشم جی نے اس گرنتھ رتن کی سماپتی کی :-

" विश्वेश्वरमजं देवं जगत: प्रभवाप्ययम्
भजन्ति ये पुष्कराक्षं न ते यान्ति पराभवम् ॥ "

وشویشورمجم دیوم جگتہ: پربھواپیہ یم بھجنتی یے پُشکراکشم نہ تے یانتی پرابھوم

ارتھات :- سارے جہان کے مالک۔ سارے جگت کو بنانے والے اور سنگھار (پرلے) کرنے والے۔ اجنما (جنم رہت) ادناش (ناش رہت) دیوؤں کے دیو سَرو انتریامی بھگوان کو بھجنے والے پرانی کبھی کسی پرکار کے دُکھ (بادھا) (رکاوٹ) کو نہیں پاتے بلکہ سدا رہنے والی شانتی پرم آنند کو پراپت کر کے کرتارتھ ہو جاتے ہیں۔

سہسر نام میں بہت سے نام دو دو تین تین مرتبہ آئے ہیں۔ لیکن کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ شبدوں کی ترتیب اور اُن کے ارتھ کی ترتیب کے لحاظ سے اُن کا دوبارہ سہ بارہ آنا غیر ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بہت ہی موزوں ہے دوسرے ایک جگہ پر جو نام جس معنی میں آیا ہے۔ دوسری جگہ وُہ دُوسرے ہی معنی میں رکھا گیا ہے۔ ایسی عجیب ایک ہزاری مالا کے پرونے والے شری بھیشم جی کیا کبھی بھول کر سکتے ہیں؟۔ اُن کے اکھنڈ برہمچریہ اور تپوبھکتی مے جیون جو مکمل اُتر سہسر نام میں ظاہر ہے وُہ اس کے سیون کرنے والوں کو ہمیشہ امداد۔ سہارا اور آتم بل عطا کرتا رہے گا۔

ایک ہی نام کی رٹ لگانے میں مبتدی سادھک اکثر اکتا سکتا ہے۔ اس لئے شروع میں سادھک کے لئے بھگوان کے بہت سے ناموں کا سہارا لینا بہت ضروری ہے۔ اس میں ہر ایک نام سے ایک نیا بھگوت بھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جس سے سادھک کو ہر روز نیا بل اور اتساہ پراپت ہوتا ہے۔ بھگوان کی طرف بڑھنے میں بھاری امداد ملنے لگتی ہے سہسر نام کا آشریہ لینے میں سادھک کو ایک خاص سہولیت یہ بھی ہے کہ بغیر کسی قسم کی مالا رکھے دسی مالا اتھا ایک ہزار نام جاپ کی گنتی اس کے ایک مطالعہ سے خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔ سندر شلوکوں میں جڑے ہونے سے کچھ ہی عرصہ میں زبانی یاد ہو جاتا ہے۔ پھر تو بغیر کسی خاص کوشش کے کئی کئی پاٹھ بھی کئے جا سکتے ہیں۔ ارتھ گیان نہ رہتے بھی پاٹھ کرنے میں بڑا آنند آتا ہے۔ پنیہ لابھ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ارتھ گیان کے ساتھ پاٹھ کرنے میں تو جن دویہ بھاؤناؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ جو پرم آنند پراپت ہوتا ہے اسے زبان بیان نہیں کر سکتی۔

"योऽर्थज्ञ इत सकलं भद्रमश्नुते"

"یو ارتھ گیہ ات سکلم بھدرمشنتے" یعنے ارتھ جاننے والا ہی پورن پھل پراپت کر سکتا ہے۔

سادھارن ہندی پڑھی آستک جنتا بھی پورا پورا لابھ اٹھا سکے اس مقصد سے یہ سرل ہندی ترجمہ لکھا گیا ہے۔ سنسکرت میں اس پر سب سے پرمانک ترجمہ شری شنکر آچاریہ بھاشیہ ہے۔ تفصیل سے یہ ترجمہ اسی کے آدھار پر ہوا ہے۔ بھگوت پریرنا سے جیسا بھی ہو سکا پاٹھک مہانو بھاؤں کی سیوا میں پیش ہے۔ بھکت وتسل بھگوان کرپا کریں ہم سب اس سے پورا پورا لابھ اٹھا سکیں۔

اس نر نویدن کے بعد میں اپنے پیارے ہزاری سے اپنی گستاخی کے لئے کشما مانگتا ہوں۔ بھگوت پاد شری شنکر آچاریہ مہاراج کے شبدوں میں یہ ونیت (عاجزانہ) پرارتھنا کرتا ہوں:-

अविनयमपनय विष्णो ।
दमय मनः शमय विषयमृगतृष्णाम् ।
भूतदयां विस्तारय तारय संसार सागरतः ॥

اونیہ مپنیہ وشنو!
دمیہ منہ: شمیہ وشے مرگ ترشنام
بھوت دیام وستاریہ تاریہ سنسار ساگرتہ:

ارتھات :- دیا مئے پربھو! میرے انتہ کرن میں موجود ڈھٹائی گستاخی کو دور کیجئے۔ بھگون! ایسی کرپا ہو کہ میرا یہ چنچل (روکا نہ جانے والا) من سدا کے لئے اپنی چنچلتا کا پری تیاگ کر دے۔ یہ نت ہر وقت بھٹکانے والی وشے مرگ ترشنا سدا کے لئے شانت ہو جائے اور میرے اس کٹھور (پتھر سخت) انتہ کرن میں سنسار کے سب پرانیوں کیلئے دیا ہمدردی کا چشمہ بہنے لگے پربھو! اننت کال سے جنم جنمانتر سے اس اپار بھو ساگر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ دیا کیجئے۔ اب تو اوشیہ پار لگائیے۔"

اوم نمہ شری گنیش آیے

اتھ

بھیشم بھاشی تم
شری وشنو سہسر نام ستوترم

مہابھارت انوشاسن پروتی ۱۴۹ تو ادھیائے

मंगलम्

"यस्य स्मरणमात्रेण जन्मसंसारबन्धनात् ।
विमुच्यते नमस्तस्मै विष्णवे प्रभ विष्णवे ॥"

منگلم

یسیہ سمرن ماترین جنم سنسار بندھنات ۔ وِمچ یتے نمستسمئی وِشنوے پربھ وشنوے

منگل :- "جس کے سمرن کرنے ماتر سے پُرش جنم مرن رُوپ سنسار بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ اُس سروشکتیمان سروویاپک پرم پتا پرماتما کو نمسکار ہے۔"

مہابھارت یدھ ختم ہونے کے بعد دھرم پُتر مہاراجہ یُدھشٹر اپنے رشتہ داروں اور کچھ دُوسرے مہان سجنوں کے ساتھ بانوں کی سیج پر لیٹے ہُوئے اکھنڈ برہمچاری، ستیہ ورت مہاتما بھیشم پتامہ جی کی سیوا میں اُن کے جیون میں عمل میں لائے ہُوئے تجربات۔ دھرم نیتی اور سماج کے بارے میں ضروری اُپدیش حاصل کرنے کے لیئے گئے۔ یدھشٹر کے سوال کے مُطابق مہاتما بھیشم جی نے مختلف موضوعات پر تاتوک اُپدیش دیئے۔ اُس وقت کا یہ ذکر ہے۔

वैशम्पायन उवाच -

श्रुत्वा धर्मानशेषेण पावनानि च सर्वशः ।
युधिष्ठिरः शान्तनवं पुनरेवाभ्यभाषत ॥१॥

युधिष्ठिर उवाच -

किमेकं दैवतं लोके किं वाप्येकं परायणम् ।
स्तुवन्तः कं कमर्चन्तः प्राप्नुयुर्मानवाः शुभम् ॥२॥

ویشم پائن اُو واچ :- شرتوا دھرمان نیشیشین پاونانی چ سروشہ

یدھشٹھرہ: شانت نوئم پُنرے وابھے بھاشت ۔۱۔

یدھشٹر اُو واچ :-

کے کم دیوتم لوکے کم واپیئے کم پرایئم ستوونتہ: کم کم رچنتہ پراپنویر مانواہ شبھم ۔۲۔

ویشم پائن سے راجہ جن میجے سے بولے :-

سب دھرموں اور پوتر کرنے والے وپاپ ناش کردینے والے ورت نیم وغیرہ کو پوری طرح سے سن لینے پر دھرم پتر مہاراجہ یدھشٹر نے شانتنو پتر مہاتما بھیشم جی سے یہ سوال کیا۔ (شلوک ۱)

یدھشٹر جی بولے :- (۱) سارے سنسار میں ایک دیو کون ہے جس کے حکم سے یہ سب بابا چکر چل رہا ہے۔

(۲) ایک پرائن۔ پرم ایَن :- یعنی حاصل کرنے کے قابل کون ہے جس کے حاصل کر لینے پر پھر کچھ بھی حاصل کرنا باقی نہیں رہ جاتا۔ سب شکوک دور ہو جاتے ہیں۔ اور ہردے کی اگیان کی گانٹھ کھل جاتی ہے۔

(۳) کس دیو کی استوتی اور پوجن کرنے سے منش کلیان پراپت کر سکتا ہے۔ یعنی کس دیو کی استوتی کرنی چاہیے

(۴) کس دیو کا پوجن کرنا چاہیے۔ (شلوک ۲)

को धर्मः सर्व धर्माणां भवतः परमो मतः ।
किं जपन् मुच्यते जन्तुर्जन्म संसार बन्धनात् ॥३॥
जगत्प्रभुं देव देव मनन्तं पुरुषोत्तमम् ।
स्तुवन्नाम सहस्त्रेण पुरुषः सततोत्थितः ॥ ४ ॥

کو دھرمہ سروِ دھرمانام بھونتہ: پرمو متہ:
کم جپن مچیتے جنتر جنم سنسار بندھنات ۔۳۔

بھیشم اُو واچ :-

جگت پربھم دیو دیو منتم پرشوتمم
ستوون نام سہسرین پرشہ: ست تو تھتہ: ۔۴۔

۵۔ جنم بھر اکھنڈ برہمچریہ اور سنئیہ کے پربھاو سے سب دھرموں میں سے آپ نے کس دھرم کو سب سے اُوتم (افضل) پایا۔ اور

۶۔ کس کا جاپ کرنے سے منش جنم مرن روپ سنسار بندھن سے آزاد ہو سکتا ہے۔ ۲۔

اُتر میں بھیشم جی بولے :-

برٹ۔ چیتن روپ جگت کے سوامی دیوؤں کے دیو۔ اننت (جس کا انت نہیں) اور پرشوتم (سب سے اُتم پرش)

مایا سے اور جیو بھاؤوں سے پرے موجود پرماتما کی ہمیشہ لگن سے استوتی کرتا ہوا یعنی پوتر ناموں کے ذریعہ بھگوت کا بھجن (جاپ) کرتا ہوا منش سب دکھوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ ۴۔

(یہ چھٹے سوال کا جواب ہے)

तमेव चार्चयन्नित्यं भक्त्या पुरुषमव्ययम् ।
ध्यायंस्तुवन्नमस्यंश्च यजमान स्तमेव च ॥५॥
अनादिनिधनं विष्णुं सर्वलोक महेश्वरम ।
लोकाध्यक्षं स्तुवन्नित्यं सर्व दुःखातिगो भवेत् ॥६॥

تمیو چار چین نتیم بھکتیا پرش مویہ یم
دھیایم ستوون نمس نیش چ یجمانست میوچ ۔ ۵ ۔
انادی ندھنم وشنم سرو لوک مہیشورم
لوک ادھیہ کشم ستوون نتیم سرو دکھا تگو بھویت ۔ ۶ ۔

اور اسی اویہ پرش یعنی نتیہ شدھ آنند روپ پرماتما کا بھگتی کے ساتھ بیرونی اور اندرونی پوجن ۔ دھیان ۔ استوتی اور نمسکار کرتا ہوا بھگت سب دکھوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(دھیان ۔ نمسکار ۔ استوتی ۔ شبد سے تینوں پرکار کا یعنی مانسک شاریرک اور وانی سے پوجن کہا ہے)

یہ چوتھے سوال کا جواب ہے ۔ ۵ ۔

آغاز و انجام سے مبرا (آدی انت رہت) سب جگہ موجود (سرو ویاپک) سارے جہاں کے مالک ۔ سب لوکوں کے پردھان ۔ قدرتی گیان کے ذریعہ سب کو جاننے والے ۔ اپنی بے پناہ طاقت (اپورو شکتی) کے ذریعہ سب کی کیرتی یش کو بڑھانے والے ۔ لوک ناتھ (سب لوکوں کے سوامی)

ब्रह्मण्यं सर्व धर्मज्ञं लोकानां कीर्तिवर्धनम् ।
लोकनाथं महद्भूतं सर्वभूतभवोद्भवम् ॥७॥
एष मे सर्वधर्माणां धर्मोऽधिकतमो मतः ।
यद् भक्त्या पुण्डरीकाक्षं स्तवैरर्चेन्नरः सदा ॥८॥

برہمنیم سرو دھرم اگیم لوکانام کیرتی وردھنم لوک ناتھم مہد بھوتم سرو بھوت بھوود بھوم ۔ ۷ ۔
ایش مے سرو دھرمانام دھرمو ادھک تمو متہ: یدبھکتیا پنڈری کاکشم ستویرر چینرہ ۔ ۸ ۔

سب سے اونچے ۔ پرمارتھ ستیہ اور سب پرانیوں کے پیدا کرنے والے بھگوان کی ہمیشہ استوتی کرنے سے منش سبھی دکھوں سے آزاد ہو جاتا ہے ۔ (یہ تیسرے سوال کا جواب ہے) شلوک ۶، ۷

جنم بھر کے تجربہ کے آدھار پر مجھے سب دھرموں میں بھی دھرم سب سے اعلےٰ معلوم ہوا ہے۔ کہ انسان بھگتی کے ساتھ ہمیشہ پنڈری کاکش یعنی ہردے رُوپی کنول میں رہنے والے سرو انتریامی بھگوان کا پرم ستکار کے ساتھ نام استوتروں سے پوجن، گُن کیرتن کرتا رہے۔ (یہ پانچویں پرشن کا اُتر ہے) اشلوک ۸

परमं यो महत्तेजः परमं यो महत्तपः ।
परमं यो महद्ब्रह्म परमं यः परायणम् ॥ ९॥
पवित्राणां पवित्रं यो मंगलानां च मङ्गलम् ।
दैवतं देवतानां च भूतानां योऽव्ययः पिता ॥ १०॥

پرمم یو مہت تیجہ: پرمم یو مہت تپہ:　　پرمم یو مہد برہم پرمم یہ: پرائنم۔ ۹۔
پوترانام پوترم یو منگلانام چ منگلم　　دیوتم دیوتانام چ بھوتانام یو اویہ: پتا۔ ۱۰۔

جو بھگوان پرم تیج سروپ ہیں سب کو پرکاشت کرتے ہیں۔ سورج، چاند اور تارے سب اُن ہی کے تیج سے روشن ہیں۔ اور جو پرم تپ رُوپ سے سب کو مرعوب کرتے ہیں۔ اُن ہی کے بھئے سے سُورج تپتا ہے۔ وایو چلتا ہے اور جو پرم ایشور یہ شالی برہم ہیں۔ اور پرائن ہیں یعنی جہاں پہنچ جانے پر پھر جنم مرن وغیرہ بندھنوں میں پھنسنے کی شنکا تک نہیں رہتی وہی منزلِ مقصود اور پراپت کرنے یوگیہ ہیں۔
(یہ دُوسرے سوال کا جواب ہے) اشلوک ۹

سنسار کی بھلائی کے لئے اگیان کے پردے کو دُور کر کے اپنے گیان کے ذریعہ اُتم پوترتا دینے کے کارن جو سب پوتروں یعنی سب پوتر تیرتھوں وغیرہ میں پرم پوتر ہیں اور سب منگل اُن کی کرپا پر ہی منحصر ہے۔ اسلئے جو منگلوں میں پرم منگل سروپ ہیں۔ اور جو دیوؤں کے بھی دیو ہیں۔ اور اوناشی (ناش رہت) ہیں اور سرشٹی کے آغاز سے سب کچھ پیدا کرنے والے ہیں۔

यतः सर्वाणि भूतानि भवन्त्यादि युगागमे ।
यस्मिंश्च प्रलयं यान्ति पुनरेव युगक्षये ॥ ११ ॥
तस्य लोक प्रधानस्य जगन्नाथस्य भूपते ।
विष्णोर्नाम सहस्रं मे शृणु पापभयापहम् ॥ १२ ॥

یتہ، سروانی بھوتانی بھونت یادی یگ آگمے　　یسمنش چ پرلیم یانتی پُن ریو یگ اکشیے ۔۱۱۔
تسیہ لوک پردھان اسیہ جگن ناتھسیہ بھُوپتے　　وشنور نام سہسرم مے شرنو پاپ بھیاپہم ۔۱۲۔

پھر پرلے کا سمے جن میں سما جاتا ہے۔ وہی ایک دیو ہیں۔
(یہ پہلے سوال کا جواب ہے) اشلوک نمبر ۱۱

یدھشٹر کے چھ سوال

۱۔ ایک دیو کون ہے؟
۲۔ پرایَن۔ پراپت کرنے یوگیہ کون ہے؟
۳۔ استوتیہ (استوتی کس کی کی جانی چاہیئے) کون ہے؟
۴۔ پوجنایہ (پوجنیہ) کون ہے؟
۵۔ پرم دھرم کیا ہے؟
۶۔ جاپ کس کا کرنا چاہیئے؟

بھیشم جی کے جواب

دیو ادھی دیو پرماتما۔
پر برہم پد۔
انادی اننت جگت کرتا پرماتما۔
اویہ۔ اوناشی۔ سرو دیاپک پرماتما۔
بھکتی پوروک نام ستوتروں سے بھگوت کی استوتی کرنا۔
پوتر ناموں سے جگت پربھو۔ دیو۔ دیو بھگوان کا۔

ہے راجن! (یدھشٹر) لوک پردھان جگت کے سوامی۔ سرو دیاپک اس پورن آنند سروپ پرماتما کے سہسر نام، کو تو مجھ سے سن۔ جو سب پاپوں اور بھئے کو دور بھگا دینے والا ہے (پرماتما کے نام اگرچہ لاتعداد ہیں۔ یہاں سہسر نام۔ صرف ایک ہزار نام مارگ دکھلانے کے طور پر ہی دیئے گئے ہیں: شلوک ۱۳

यानि नामानि गोणानि विख्यातानि महात्मनः।
ऋषिभिः परिगीतानि तानि वक्ष्यामि भूतये ॥ १३॥

विनियोग:

'ऋषिर्नाम्नां सहस्त्रस्य वेदव्यासो महामुनिः।
छन्दोऽनुष्टुप् तथा देवो भगवान् देवकी सुतः॥'

یانی نامانی گئونانی وکھیاتانی مہاتمنہ: ارشی بھیہ: پری گیتانی تانی وکشیامی بھوتیے ۱۳

ونی یوگہ

ارشی نام نام سہسرسیہ وید ویاسو مہامُنیہ: چھندو انُشٹپ تتھا دیوو بھگوان دیوکی سُتہ:

اُس مہان آتما پرماتما کے جو نام گنوں کے سمبندھ سے پرسدھ ہیں اور منتر درشٹا رشیوں نے جن ناموں کا کیرتن کیا ہے وہی نام میں (بھیشم) تجھے چاروں پرشارتھ۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش کی سدھی کے لئے کہتا ہوں۔ ۱۳۔

ونی یوگ۔ "وشنو سہسر نام" ستوتر کے رشی وید ویاس ہیں۔ چھند انشٹپ ہے۔ دیوکی پتر کرشن روپ میں اوتار دھارن کرنے والے وشنو بھگوان دیوتا ہیں (سرو پرشارتھ سدھی میں ونی یوگ ہے)

अङ्गन्यासादि
विनियोग:

ॐ अस्य श्री दिव्य विष्णु सहस्त्रनाम स्तोत्रमन्त्रस्य
भगवान् वेदव्यास ऋषिः, श्री कृष्णः परमात्मा देवता,

अनुष्टुप् छन्दः, अमृतांशू द्भवो भानुरिति बीजम्, देवकी- नन्दनः स्त्रष्टेति शक्तिः त्रिसामा सामगः सामेति हृदयम्, शङ्ख भृन्नन्दकी चक्रीति कीलकम्, शार्ङ्गधन्वा गदाधर इत्यस्त्रम्, रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य इति कवचम्, उद्भवः क्षोभणो देव इति परमोमन्त्रः श्री कृष्णप्रीत्यर्थे श्री विष्णु-सहस्त्रनामस्तोत्रस्य जये विनियोगः।

अथ करन्यासाः

ओं विश्वं विष्णुर्वषट्कार इत्यङ्गुष्ठाभ्यां नमः।
ओं अमृतांशू द्भवो भानुरिति तर्जनीभ्यां नमः।
ओं ब्रह्मण्यो ब्रह्मकृद् ब्रह्मेति मध्यमाभ्यां नमः।
ओं सुवर्णबिन्दुर क्षोभ्य इत्यनामिकाभ्यां नमः।
ओं निमिषो ऽनिमिषः स्त्रग्वीति कनिष्ठिकाभ्यां नमः।
ओं रथाङ्गपाणि रक्षोभ्य इति करतल कर पृष्ठाभ्यां नमः। एवं हृदयादिन्यासाः

इस पाठ को ध्यानम सशङ्खचक्रम् इत्यादि श्लोक के पहले समझना चाहिये।

انگ نیا ساوی

ونی یوگہ

اوم اسیہ شری دویہ وشنو سہسر نام ستوتر منتر سیہ بھگوان وید ویاس ارشیاہ ، شری کرشن ہ ، پرماتما دیوتا انُشٹپ چھندہ ، امرتانشود بھوو بھانو رتی بیجم ۔ دیوکی نندنہ ، سرشٹیتی شکتیہ ، ترساما ساگہ ، سامے اتی ہردیم ، ششنکھ بھرن نندکی چکری اتی کیلکم ۔ شارنگ دھنوا گدا دھر اتیہ سترم ۔ رتھانگ پانی رکشوبھیہ اتی کوچم ، ادبھوہ ، کشوبھنو دیو اتی پرمو منترہ ، شری کرشن پریت یرتھے شری وشنو سہسر نام ستوترسیہ جپے ونی یوگہ ،

انتھ کرنیا ساہ

اوم وشوم وشنر وشٹ کار ات ینگشٹا بھیام نمہ ۔
اوم امرتام شو بھوو بھانُرتی ترجنی بھیام نمہ
اوم برہمنیو برہم کرد برہم ایتی مدھیہ ما بھیام نمہ
اوم سورن بندو رکشو بھیہ اتی یہ نامکا بھیام نمہ

اوم نمشو انمشہ سرگوپتی کنشٹکا بھیام نمہ
اوم رتھانگ پانی رکنشو بھیہ اتی کرتل کر پرشٹھابھیام نمہ
ایوم ہردیادی نیاساہ

ध्यानम्

सशङ्ख चक्रं सकिरीट कुण्डलं सपीत वस्त्रं सरसीरुहेक्षणम् ।
सहार वक्षस्थल कौस्तुभश्रियं नमामि विष्णुं शिरसा चतुर्भुजम् ॥

अथवा

शान्ताकारं भुजगशयनं पदम नाभं सुरेशम् ।
विश्वाधारं गगन सदृशं मेघ वर्णं शुभाङ्गम् ॥
लक्ष्मी कान्तं कमल नयनं योगिभिर्ध्यानगम्यम् ।
बन्दे विष्णुं भवभयहरं सर्व लोकैक नाथम् ॥

دھیانم

شنکھ چکرم سکریٹ کنڈلم سپیت وسترم سرسی رو ہیکشنم
سہار وکش سھل کئوستبھ شریم نمامی وشنوم شرسا چتربھجم

اتھوا

شانتا کارم بھجگ شینم پدم نابھم سریشم وشوا دھارم گگن سدرشم میگھ ورنم شبھانگم
لکشمی کانتم کمل نینم یوگی بھردھیان گم یم وندے وشنو بھوبھے ہرم سرولوکیک ناتھم

دھیان :- چتربھج وشنو بھگوان کا

"چاروں ہاتھوں میں شنکھ - چکر - گدا - پدم دھارن کئے ہوئے ہیں۔ سر پر مکٹ اور کانوں میں کنڈل پہنے ہوئے ہیں۔ کمل کے سمان سندر نیتر ہیں۔ پیلے بستر دھارن کئے ہوئے ہیں چھاتی پر پھولوں کی لمبی مالا اور کوستبھ منی شوبھا دے رہی ہے۔ ایسی نرالی چھبی والے شیام سندر سرد الیشور شیہ شائی بھگوان وشنو کے پرتی نمسکار ہے۔"

اتھوا شیش شائی (شیش ناگ کی سیج پر) بھگوان کا دھیان

"یہ آکار شانت ہے شیش ناگ کی سیج پر سوئے ہوئے ہیں۔ ناف میں کنول ہے۔ دیوتاؤں کے سوامی ہیں۔ سارے سنسار کے آدھار ہیں آکاش کی طرح ویاپک ہیں۔ بادلوں کیطرح کالا رنگ ہے۔ کانتا لکشمی سیوا کر رہی ہیں کمل کے سمان نیتر ہیں۔ یوگی جن جنکو دھیان کے ذریعہ پاتے ہیں۔ ان سنسار بھے کو ناش کرنے والے سارے سنسار کے ایک سوامی (مالک) بھگوان وشنو کے پرتی میرا نمسکار ہے۔"

نام گننا شروع

ॐ विश्वं विष्णुर्वषट्कारो भूत भव्यभव त्प्रभु : ।
भूतकृद् भूतभृद् भावो भूतात्मा भूतभावन: ॥ १४॥

اوم وشوم وشنر وشٹ کارو بھوت بھویہ بھوت پربھوہ:
بھوت کرو بھوت بھرد بھاوو بھوتاتما بھوت بھاونہ:۔ ۱۴۔

(۱) وشوم :۔ اونکار سوروپ ۔ وشوروپ (وراٹ روپ) بھگوان (سرو وشنو مئیم جگت) اتھوا پرلے کال ہیں جن میں سب جگت سما جاتا ہے (۲) وشنو :۔ سب ویش (جگہ) اور سب کال میں ایک آکار سے ویاپت سرو ویاپک (۳) وشٹ کار :۔ سب یگیہ جن کے لئے کئے جاتے ہیں۔ (۴) بھوت بھویہ بھوت پربھو :۔ ماضی مستقبل اور حال تینوں زمانوں کے مالک (۵) بھوت کرت :۔ رجوگن کا آسرا لے کر برہما روپ سے سب پرانیوں کو پیدا کرنے والے
(۶) بھوت بھرت :۔ ستوگن کے سہارے سے وشنو روپ میں سب کی پرورش کرنے والے بھگوان۔
(۷) بھاوہ :۔ ستہ روپ بھگوان (۸) بھوت آتما :۔ سب پرانیوں کے انتریامی
(۹) بھوت بھاون :۔ سب کو پیدا کرنے والے اور پالن کرنے والے (شلوک ۱۴)

पूतात्मा परमात्मा च मुक्तानां परमा गति: ।
अव्यय: पुरुष: साक्षी क्षेत्रज्ञोऽक्षर एवच ॥ १५॥

پوت آتما پرماتما چ مکتانام پرماگتیہ:
اویہ: پرشہ: ساکشی کشیترگیو اکشر ایوچ ۔ ۱۵

(۱۰) پوت آتما ۔ نرمل شدھ سروپ ۔ تینوں گن اور جنم کرم کے دوشن جن میں نہیں ہیں۔
(۱۱) پرماتما :۔ پرم + آتما = نتیہ شدھ بدھ مکت سو بھاو (۱۲) مکتا نام پرماگتی :۔ مکت پرشوں کی منزل مقصود ارتھات جہاں پہنچ کر پھر آنا نہیں ہوتا۔ (مکتی لکشیہ (۱۳) اویہ :۔ جن میں تبدیلی اور ناش نہیں ہوتے، ارتھات اجر، امر، پرماتما۔ (۱۴) پرشہ :۔ شریر میں نواس کرنے والے (کشیترگیہ[1]) اتھوا پورن سروپ بھگوان (۱۵) ساکشی :۔ ساکشات۔ سرودرشٹا۔ سب کچھ دیکھنے والا
(۱۶) کشیترگیہ :۔ شریر کو جاننے والے چیتن سروپ
(۱۷) اکشرہ :۔ اوناشی۔ ایک روپ میں قائم (شلوک ۱۵)

---

[1] کشیترگیہ چاپی مام ودھی سرو کشیتریشو بھارت ارتھات :۔ ہے ارجن! تو سب کشیتروں میں کشیترگیہ یعنی جیو آتما بھی میرے کو ہی جان (گیتا ادھیائے ۱۳ شلوک ۲)

योगो योग विदां नेता प्रधान पुरुषेश्वरः ।
नार सिंह वपुः श्रीमान् केशवः पुरुषोत्तमः ॥ १६ ॥

یوگو یوگ ودام نیتا پردھان پُروشیشورہ:
نارسِنگھ وپُوہ: شری مان کیشوہ: پُرشوتمہ: - ۱۶ -

(۱۸) یوگہ :- یوگ ابھیاس سے پراپت ہوتے ہیں (۱۹) یوگ ودام نیتا :- یوگیوں کے نایک - یوگ کشیم کرنیوالے محافظ (۲۰) پردھان پُرشیشورہ :- پردھان یعنی مایا پرش یعنی جیو آتما - دونوں کے سوامی

(۲۱) نارسنگھ وپُوہ :- نرسنگھ رُوپ بھگوان (۲۲) شری مان :- لکشمی کا جن کے ہِردے میں سدا نواس ہے -

(۲۳) کیشوہ :- سُندر کیشوں والے اکُواہ - ک - برہما ' ا - وشنو ' ایش - شو ' تینوں جن کے وش میں ہیں
کیشی ہنتا وا (کیشی کو مارنے والے -

(۲۴) پُرشوتمہ[1] :- پُرشوں میں اوتم اربھات کشر (شریر) - اکشر (جیو آتما) بھاووں سے پرے (شلوک ۱۶)

---

[1] یسمات کشرمتیتو اہم اکشرادپی چوتّم
اتواسمی لوکے ویدے چ پرتھتہ پُرش اُوتمہ
گیتا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۸

ارتھات :- کیونکہ میں ناشوان جڑ ورگ سے تو سروتھا پرے ہوں اور مایا میں ستھت اوناشی جیو آتما سے بھی اُتم ہوں -
اس لیئے لوک میں اور وید میں پرشوتم نام سے پرسدھ ہوں (ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۸)

सर्वः शर्वः शिवः स्थाणु भूतादि निधिरव्ययः ।
सम्भवो भावनो भर्ता प्रभवः प्रभुरीश्वरः ॥ १७ ॥

سروَہ: شروَہ: شِوہ: ستھانُرُ بھوت آدِر ندِھرویہ:
سمبھوو بھاونو بھرتا پربھوہ: پربھوریشورہ: - ۱۷ -

(۲۵) سروَہ :- ست است سب کے پیدا کرنے والے - اور ناش کرنے والے -

(۲۶) شروَہ :- سب کا سنگھار (ناش) کرنے والے (۲۷) شِوہ :- نرگُن شُدھ شِو سرُوپ بھگوان

(۲۸) استھانُو :- سدا ایک بھاو میں قائم رہنے والے (۲۹) بھُوت آدرہ :- سب پرانیوں کے آغاز کے کارن -

(۳۰) ندھی ہ : اویہ :- پرلے کال میں سارا سنسار جن میں چھپ جاتا ہے - اویہ - وناش رہت ندھی -

(۳۱) سمبھوہ :- اپنی اچھا سے پیدا ہونے والے (۳۲) بھاوَنہ :- سب پرانیوں کو کرم انوسار پھل دینے والے -

(۳۳) بھرتا :- سب کا پالن کرنیوالے (۳۴) پربھوہ :- پنچ مہا بھُوت جن سے پیدا ہوتے ہیں - اتھوا جن کا جنم سب سے اُتم ہے (۳۵) پربھوہ :- کرپا کرنے میں سمرتھ (۳۶) ایشورہ :- ادتم ایشوریہ شالی وہی ایشور ہیں (شلوک ۱۷)

स्वयम्भूः शम्भुरादित्यः पुष्कराक्षो महास्वनः ।
अनादि निधनो धाता विधाता धातुरुत्तमः ॥ १८ ॥

سویم بھو : شمبھور ادتیہ : پشکر اکشو مہا سونہ !
انادی ندھنو دھاتا ودھاتا دھاتو رتمہ : - ۱۸ -

(۳۷) سویم بھو :- اپنے آپ پرگٹ ہونے والے - اتھوا سویم ستنتر (۳۸) شمبھو :- بھگتوں کو سکھ دینے والے

(۳۹) آدتیہ :- سورج روپ - سورج منڈل میں وراجان ہرنیہ گربھ پُرش بھگوان اتھوا جیسے سورج ایک ہوتا ہوا بہت سے جل کے برتنوں میں اس کا عکس بہت روپوں میں دکھائی دیتا ہے - ویسے ہی جو ایک ہوتے ہوئے انیک شریروں میں منعکس ہو رہے ہیں - (۴۰) پشکر اکشہ :- کنول کے سمان جن کے نیتر ہیں - (۴۱) مہا سونہ :- جنکا وید روپی شبد مہان ہے

(۴۲) انادی ندھنہ :- جن کا آغاز و اختتام نہیں ہے - آد انت رہت (۴۳) دھاتا :- سارے سنسار کو پالنے والے

(۴۴) ودھاتا :- کرم اور ان کے پھلوں کا ودھان (قانون اصول) کرنے والے

(۴۵) دھاتو رتمہ :- اوتم دھاتو - پرتھوی وغیرہ سب دھاتوؤں سے اوتم - چیتن روپ دھاتو - اتھوا سارے پرپنچ کو دھارن کرنے سے دھاتو - سب سے اوتم ہونے کے کارن اوتم - (شلوک ۱۸)

अप्रमेयो हृषीकेशः पद्मनाभोऽमर प्रभुः ।
विश्वकर्मा मनुस्त्वष्टा स्थविष्ठः स्थविरो ध्रुवः ॥ १९ ॥

اپرمے یو ہرشی کیشہ : پدم نابھو امر پربھو !
وشوکرما منش توشٹا ستھوشٹھ : ستھو رو دھروہ : - ۱۹ -

(۴۶) اپرمے یہ :- جن کا گیان پرتیکش آدی پرمانوں سے نہیں ہو سکتا - ارتھات - جو سوتم پرکاش ہیں -

(۴۷) ہرشی کیشہ :- کشیتر گیہ روپ سے اندریوں کے سوامی - اتھوا سب اندریاں جن کے وش میں ہیں -

(۴۸) پدم نابھ :- جگت کا کارن روپ کمل جن کی نابھی ہے - (۴۹) امر پربھو :- دیوتاؤں کے سوامی -

(۵۰) وشوکرما :- سارا سنسار جن کا کرم ہے - ارتھات جگت کرتا بھگوان - (۵۱) منوہ :- منن کرنیوالے منن سروپ

(۵۲) توشٹا - پرلے کال میں سنسار کو لطیف بنا کر اپنے میں ملا لینے والے (۵۳) ستھوشٹھ :- سب ستھولوں میں ستھول (کثیف)

(۵۴) ستھو یرو دھروہ :- سدا اچل رہنے والے - سب سے پرانے (شلوک ۱۹)

پرارتھنا :- ہے ہری کیشہ ہے دیا مئے پربھو ! آپ ہرشی کیش ہیں - میری اندریوں کے دوشوں کو دور کرنے کی کرپا کریں ۔

अग्राह्य शाश्वतः कृष्णो लोहिताक्षः प्रतर्दनः ।
प्रभूतस्त्रिक कुब्धाम पवित्रं मंगलं परम् ॥२०॥

اُگراہیہ: شاشوتہ: کرشنو لوہتاکشہ: پرتردنہ:
پربھوت سترک کبدھام پوترم منگلم پرم ۔۲۰۔

(۵۵) اگراہیہ :- اِندریوں کا جن کا گرہن نہیں ہو سکتا ۵۶۔ شاشوتہ :- بتنیہ یعنی تینوں کال رہنے والے
(۵۷) کرشنہ :- کرشی ۔ ستہ ، نہ ۔ سکھ ۔ ارتھات ست سروپ اور سکھ سروپ۔ اتھوا جن کا رنگ کالا ہے بشیام ورن۔
اتھوا جن کی ستہ (طاقت) اسے سارا سنسار قائم ہے۔
(۵۸) لوہتاکشہ :- جن کی آنکھوں میں لال ڈورے ہیں۔ (۵۹) پرتردنہ :- سنگھار کال میں سب پرانی ورگ کوناش کرنیوالا۔
(۶۰) پربھوتہ :- سب گیان اور ایشوریہ سے پری پورن بھگوان۔ (۶۱) ترک کبدھام :- اوپر نیچے اور درمیان میں جنکا دھام یعنی استھان ہے ارتھات سرو دیاپک بھگوان۔ (۶۲) پوترم :- سب کو پوتر کرنے والے۔
(۶۳) منگلم پرم :- پرم منگل سروپ (شلوک ۲۰)

ईशानः प्राणदः प्राणो ज्येष्ठः श्रेष्ठः प्रजापतिः ।
हिरण्यगर्भो भूगर्भो माधवो मधुसूदनः ॥२१॥

ایشانہ: پران دہ: پرانو جے ایشٹھہ: شریشٹھہ: پرجاپتیہ:
ہرنیہ گربھو بھوگربھو مادھوو مدھوسودنہ: ۔۲۱۔

(۶۴) ای شانہ :- پرانی ماتر کے پریرک (۶۵) پران دہ :- پران داتا ۔ جیون دینے والے
(۶۶) پرانہ :- پران یعنی جیون سروپ اکشیتر گیہ روپ میں شواس لینے والے۔
(۶۷) جے ایشٹھہ :- سب سے بڑے (۶۸) شریشٹھہ :- سب سے اُتم ۔ قابل تعریف
(۶۹) پرجاپتی :- ساری پرجا کے مالک
(۷۰) ہرنیہ گربھ :- سورن انڈ کے اندر رہنے والے برہما روپ بھگوان۔
(۷۱) بھو گربھہ :- ساری پرتھوی جن کے اندر ہے۔
(۷۲) مادھوہ :- مایا کے پتی ۔ اتھوا چھاندوگیہ اُپنشد میں کہی ہوئی مدھو ودیا سے جانے یوگیہ۔
(۷۳) مدھوسودنہ :- مدھو نام والے دیتیہ کو مارنے والے۔ شلوک ۲۱

پرارتھنا :- (مادھوو:) ہے مادھو! آپ سب کے پران سوروپ ہیں۔ کسی کو بھی پران کشٹ نہ ہو

ईश्वरो विक्रमी धन्वी मेधावी विक्रम: क्रम: ।
अनुत्तमो दुराधर्ष: कृतज्ञ: कृतिरात्मवान् ॥ २२ ॥

ایشورو وِکرمی دھنوی میدھاوی وِکرمہ: کرمہ:
اَنُتمو دُرا دھرشہ: کِرتگیہ: کِرتراتم وان ۔۲۲۔

(۷۴) ایشورہ : سروشکتی مان ۔ سب پر حکومت کرنیوالے (۷۵) وِکرمی :۔ سب سے بڑے شُورویر

(۷۶) دھنوی :۔ رام سروپ میں تیرکمان دھارن کرنے والے بھگوان (۷۷) میدھاوی :۔ اُوتم بدھی والے۔

(۷۸) وِکرمہ :۔ سارے سنسار میں جن کی گتی ہے۔ اتھوا دی یعنی گرڑ کے ذریعہ جن کی گتی ہے۔

(۷۹) کرمہ :۔ جو سب میں سویم چلتے ہیں (گتی روپ ہیں) (۸۰) انُتمہ :۔ جن سے اُوتم کوئی نہیں ہے۔

(۸۱) دُرادھرشہ :۔ جن کا کوئی انادر نہ کر سکے ۔ ترسکرت نہ کر سکے (ہتک نہ کر سکے)

(۸۲) کِرتگیہ :۔ پرانیوں کے اچھے بُرے کرموں کو جاننے والے اتھوا بھگتوں کی تھوڑی سی بھگتی کو بھی پوری طرح جاننے والے۔

(۸۳) کِرتہ :۔ تین سروپ اتھوا کرپا سروپ (۸۴) آتم وان :۔ سدا اپنی مہما میں ستھر (شلوک ۲۲)

پرارتھنا :۔ **کِرتہ** :۔ ہے میرے پیارے پِتا! آپ تین سروپ (پرشارتھ روپ ہیں) میرا پُرشارتھ بھی آپ اپنے پُرشارتھ میں ملا لیویں

सुरेश: शरणं शर्म विश्वरेता: प्रजाभव: ।
अह: संवत्सरो व्याल: प्रत्यय: सर्वदर्शन: ॥ २३ ॥

سُریشہ: شرنم شرم وشو ریتاہ پرجابھوہ:
اہہ: سنبت سرو ویالہ: پرتیہ یہ: سروُ درشنہ: ۔۲۳۔

(۸۵) سُریشہ :۔ (سُر :۔ دیوتا، ایش :۔ سوامی) دیوتاؤں کے سوامی۔ (۸۶) شرنم :۔ دُکھوں کے دُکھ دور کر کے اُن کی حفاظت کرنیوالے (۸۷) شرم :۔ کلیان روپ ۔ اتھوا پرم آنند سروپ (۸۸) وشوریتا :۔ جگت کے کارن

(۸۹) پرجابھوہ :۔ سب پرجا کو پیدا کرنے والے (۹۰) دن کی طرح پرکاش سروپ بھگوان۔

(۹۱) سنبت سرو :۔ کال سروپ وشنو بھگوان (۹۲) ویالہ :۔ سانپ کی طرح جن کا گرہن کرنا کٹھن ہے۔ اتھوا پاپیوں کے لیئے سانپ کی طرح بھے دایک (۹۳) پرتیہ یہ :۔ پرتیتی سروپ یعنی ظاہر بھگوان

(۹۴) سروُ درشنہ :۔ سب کو دیکھنے والے (شلوک ۲۳)

پرارتھنا :۔ **شرنم** :۔ مجھ دین کو بھی اپنی شرن میں لینے کی کرپا ادشیہ کیجیئے۔ جبکہ آپ سب کو شرن دینے والے ہیں۔

अजः सर्वेश्वरः सिद्धः सिद्धिः सर्वादिरच्युतः।
बृषाकपिरमेयात्मा सर्वयोग विनिस्सृतः ॥ २४॥

اجہ: سروییشورہ: سدّھہ: سِدّھی: سروا دِرچ یُتہ:
ورشا کپرمے یاتما سرویوگ ونِس سرتہ: ۲۴۔

(۹۵) اجہ :۔ اجنما۔ نہ پیدا ہونے والے (۹۶) سرویشورہ :۔ سب کے سوامی

(۹۷) سدّھہ :۔ نتیہ سدّھ سروپ (۹۸) سدّھی ہ :۔ سب سے اُتم سدّھی سروپ

(۹۹) سروادی ہ :۔ سب بھوتوں کے آدی کارن (۱۰۰) اچیُتہ :۔ جن کی طاقت تینوں کالوں میں کبھی گھٹتی نہیں۔

(۱۰۱) ورشاکپی ہ :۔ ورِش : دھرم، کپی۔ وراہ ارتھات دھرم روپ اور وراہ روپ

(۱۰۲) اَمے یاتما :۔ جن کے سروپ کو کوئی ناپ نہ سکے کہ "اِتنا ہے"

(۱۰۳) سرو یوگ وِنی سرتہ :۔ سب تعلقات (سمبندھوں) سے رہت۔ اتھوا سب شاستر پُرانوں سے جن کا گیان ہوتا ہے۔
(شلوک ۲۴)

پرارتھنا :۔

پربھو! آپ کے پوتر پرم سُندر چرن کملوں میں بار بار پرنام ہے

वसुर्वसुमनाः सत्यः समात्मा संमितः समः।
अमोघः पुण्डरीकाक्षो वृषकर्मा वृषाकृतिः ॥ २५॥

وسُر وسُمناہ: ستیہ: سماتما سمِتہ: سمہ:
اموگھہ: پنڈری کاکشو ورِش کرما ورشا کرتی ہ: ۲۵۔

(۱۰۴) وسُوہ :۔ سب پرانیوں میں بسنے والے

(۱۰۵) وسُمناہ :۔ اُتم من والے۔ ارتھات جن کا من نفرت و رغبت (راگ دویش) وغیرہ سے رہت ہے۔

(۱۰۶) ستیہ :۔ ست : پران روپ ت : ان روپ ہے۔ سورج روپ ارتھات پران۔ ان اور سورج روپا

(۱۰۷) سماتما :۔ سب کے لیئے ایک سے منصف (نیائے کاری) بھگوان۔

(۱۰۸) سمِتہ :۔ سب پدارتھوں سے محدود اور لا محدود۔

(۱۰۹) سمہ :۔ سب وکاروں سے رہت۔ اتھوا ما یعنی لکشمی سے یکت۔

(۱۱۰) اموگھہ :۔ جن کی بھگتی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اتھوا اموگھ سنکلپ

(۱۱۱) پنڈری کاکشہ :۔ ہردے روپی کمل میں رہنے والے۔ اتھوا کنول نیتر (۱۱۲) ورِش کرما :۔ جنکے سب کرم دھرم کیلئے ہیں۔

(۱۱۳) ورشاکرتی :۔ جو دھرم کی رکھشا کے لیئے اوتار دھارن کرتے ہیں۔
(شلوک ۲۵)

بقیہ مضمون آپ سالنامہ شانتی انک کے صفحہ ۲۶۵ سے ۳۱۲ تک ملاحظہ فرمائیں۔

پاتنجلی یوگ شاستر (مسلسل)

مترجم منشی سورج نارائن مہر

(چھٹی فصل)

کلیش اور اُن کا علاج

کلیش تکلیف پہنچانے والی چیزوں کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ سمادھی میں حارج ہوتے ہیں اور اُن سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس واسطے انہیں کلیش کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تعداد میں پانچ ہیں۔ اودّیا یا جہل، اسمتا یا انانیت، راگ یا رغبت، دویش یا نفرت، ابھی نویش یا محبت زندگی۔ ان میں سے جہل باقی چاروں کی جڑ ہے۔ خواہ وہ خوابیدہ ہوں، ہلکے ہوں، دبے ہوئے ہوں یا پُر زور ہوں۔

"خوابیدہ" وہ کلیش ہیں کہ چت میں موجود تو ہیں، لیکن اسباب بہم نہ پہنچنے سے اپنا کام نہیں کر سکتے بہ حالت بچے کی ہُوا کرتی ہے۔ اس کے نفس میں سب کلیش واسناؤں کی صورت میں موجود تو ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اسباب اظہار ہنوز موجود نہیں ہوئے۔ اس واسطے خوابیدہ حالت میں رہتے ہیں۔ "ہلکے" وہ ہیں جو اپنے اضداد کی بھاونا سے طاقت نہیں پکڑنے پاتے، بلکہ چت میں خفی صورت میں موجود رہتے ہیں۔ مثلاً دنیا کی ہوا و ہوس کا خیال جو رغبت پر مبنی ہے۔ بیراگ کی بھاونا سے ہلکا ہو جاتا ہے۔ لیکن اسباب پیدا ہونے سے پھر چت میں عُود کر آتا ہے۔ "دبے ہوئے" وہ ہیں کہ زیادہ طاقتور کلیش انہیں سر نہیں اُبھارنے دیتے۔ مثلاً جس وقت من میں رغبت کا زور ہے۔ نفرت دب جاتی ہے۔ مگر رہتی ضرور ہے اور اسباب موجود ہونے پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ "پُر زور" وہ ہیں جو موافق اسباب پاکر اپنا زور دکھاتے ہیں۔ مثلاً یوگی کا سمادھی سے اُٹھنا جو محض کلیشوں ہی کی وجہ سے دھیان کا چھوٹنا ہے۔ اب ایک ایک کلیش کو لینے جایئے اور اس کی ماہیت دیکھتے جایئے۔

۱۔ اودّیا یا جہل: یعنی علم یعنی گیان نہ ہونے کا نام نہیں ہے، جو محض عدم یا نیستی ہے۔ بلکہ اور برتیوں کی طرح چت کی ایک مثبت برتی ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ چیز کچھ اور ہے اور اس کو سمجھ لیا کچھ اور۔ بھگوان پاتنجلی اس کی چار صورتیں دیتے ہیں۔ ناپائیدار، ناپاک، دکھ اور اناتم چیزوں کو پائیدار، پاک، سُکھ اور آتما سمجھ لینا اودّیا ہے۔ مثلاً دنیا ناپائیدار ہے۔ اس میں ایسے کام اٹھانا گویا ہمیں یہاں ہمیشہ رہنا

ہے۔ ابدیا جہل ہے۔ دُکھ کو سُکھ سمجھنا جہل ہے۔ مگر شیوں کا سُکھ جو انجام میں نہایت ہی دُکھ دینے والا ہے۔ جہل سے سُکھ سمجھا جا رہا ہے۔ اناتم چیزیں جسم خاکی پران اندریاں من اور بدھی ہیں۔ مگر جہل سے آدمی انہیں آتما سمجھ رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے "میں" دُبلا یا موٹا ہوں۔ یہ جسم کو آتما سمجھتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے "میں" کمزور یا طاقت ور ہوں۔ یہ پران کو آتما سمجھتا ہے۔ تیسرا کہتا ہے "میں" اندھا، بہرا، لولا یا لنگڑا ہوں۔ یہ اندریوں کو آتما سمجھتا ہے۔ چوتھا کہتا ہے۔ "میں" داتا یا نادان ہوں۔ یہ من کو آتما سمجھتا ہے۔ پرکرتی لے جوگی بدھی کو آتما سمجھ کر آگے ترقی نہیں کر سکا کرتے۔

۲۔ **اسمتا یا انانیت**۔ عالم اور قوت علم کو ایک جاننا ہے۔ عالم حقیقت میں پُرش ہے۔ جو گیان سُروپ یعنی چیتن ہے۔ اُس کا عکس چت میں اِس لئے پڑتا ہے کہ چت ستوگُن کا کاریہ ہونے سے مُصفا ہے۔ اور عکس قبول کر سکتا ہے۔ چت مختلف قسم کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ مثلاً بیرونی اشیاء کی، سُکھ کی، دُکھ کی۔ ان صُورتوں یا برتیوں میں چیتن کا عکس پڑتا ہے تو ہمیں گیان ہوتا ہے کہ یہ فلاں شے ہے۔ غرض چت کی برتی گیان یا علم کہلاتی ہے۔ حالانکہ یہ برتی جڑ ہے، گیان نہیں ہے۔ جہاں برتی صرف بدھی کی ہے، وہاں چونکہ فردیت نہیں ہے۔ یہ برتی صرف "اسمتا یا میں ہوں" کی صورت اختیار کرے گی۔ جیسے گہری نیند سے اُٹھ کر آدمی کو احساس ہُوا کرتا ہے۔ اور جس کا ذکر ہم سانکھیہ کے پچیس تتوؤں میں کر آئے ہیں۔ یہاں "میں" کا اطلاق بدھی پر ہو رہا ہے۔ نہ کہ شُدھ گیان سُروپ پُرش پر۔ اس واسطے یہ ابدیا یا جہل کی ہی صورت ہے۔ اور اِس واسطے کلیشوں ہی میں داخل ہے۔ پرکرتی لے یوگی یہیں ٹھہر جاتا ہے۔ آتما تک اُس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اسی لحاظ سے کہا گیا ہے کہ پرکرتی لے یوگیوں کو سنساہ ہی ہوتا ہے۔ اس کلیش کو دُور کر کے اپنا شُدھ سُروپ پہچاننا یوگ کی اعلےٰ معراج ہے۔

۴۔ **دولیش یا نفرت**۔ دُکھ کے پیچھے پیچھے آنے والی چیز ہے۔ آدمی دُکھ محسوس کرتا ہے۔ تو دُکھ کی اور اُن سادھنوں کی جن سے دُکھ پیدا ہُوا ہے، یاد آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبیعت چاہتی ہے وہ دُکھ پھر نصیب نہ ہو۔ یہ دُکھ سے بچے رہنے کی خواہش نفرت کہلاتی ہے۔

۵۔ **ابھی نویش یا محبت زندگی**۔ نہایت ہی پُر زور چیز ہے۔ اسی واسطے داناؤں سے بھی یہ تعلق رو کے نہیں رُکتا۔ وجہ یہ ہے کہ کیا جانور، کیا آدمی اور کیا دیوتا سب نے آواگون میں جنم پر جنم پائے ہیں۔ اور مرنے کی تکلیف اُٹھائی ہے۔ اِس واسطے یہ سخت تعلق سب کے ذہن میں بیٹھ گیا ہے کہ جسم سے جُدائی تکلیف کا باعث ہے کبھی نہ ہو، ہرگز نہ ہو۔ اسی خوف مرگ کے باعث محبت زندگی کو ابھی نویش یا تعلق سخت کہا جاتا ہے۔ یہ حقیر سے حقیر کیڑے سے لگا کر دیوتاؤں تک کیا برہما تک یکساں ہے۔ اِس کو کسی سے نجات نہیں ہے۔

یہ پانچ کلیش ہیں۔ ان کے نام اور خصوصیتیں اور بھی ہیں۔ جن کا مفصل بیان میری کتاب

فلسفہ سانکھیہ میں دیا ہُوا ہے۔ یہاں مختصر بیان دیتا ہُوں۔

۱۔ ابدیا کو تمس بھی کہتے ہیں۔ یہ اناتم چیزوں یعنی تنو ماترائوں۔ اہنکار۔ مہت اور ویکت کو آتما ماننا ہے۔

۲۔ اسمتا کو موہ کا نام دیتے ہیں۔ یہ یوگی کا اُن صُورتوں کو آتما ماننا ہے۔ جو خاص سدھیوں اور شکتیوں مثلاً انیما مہما وغیرہ سے وہ دھارن کیا کرتا ہے۔

۳۔ راگ کو مہا موہ کہتے ہیں۔ یہ یوگی کا اُن سوکشم سُکھوں میں محو ہونا ہے۔ جو سدھی حاصل کرکے اُونچے طبقوں میں اُسے محسوس ہُوا کرتے ہیں۔

۴۔ دویش کو تامسر کہتے ہیں۔ یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ یوگی سب چیزوں پر اختیار یا قدرت حاصل کرنی چاہتا ہے۔ مگر مواقع اور رکاوٹیں ہیں کہ نہیں ہونے دیتیں۔

۵۔ ابھی نویش کو اندھ تامسر کہتے ہیں۔ یہ اِس بات کا خوف ہوتا ہے کہ جو سدھیاں حاصل ہوگئی ہیں، وہ جاتی نہ رہیں اور میں کورے کا کورا نہ رہ جاؤں۔

بیان بالا سے ظاہر ہے کہ کیا نیچے اور کیا اُونچے درجوں میں یوگی کو کلیش دِق کرتے رہتے ہیں۔ اِس واسطے سعی اور کوشش کرکے اِن کا علاج کرنا چاہیئے۔ علاج بھگوان پتنجلی تین بتاتے ہیں۔ کریا یوگ، طریق مخالف، دھیان۔

۱۔ کریا یوگ۔ اِس میں تپ، مطالعہ اور ایشور پرندھان داخل ہیں۔ اِن پریم نیموں کے باب میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ اس واسطے یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کریا یوگ میں اصُول یہ مُضمر ہے کہ اِس سے خیالات سُدھرتے ہیں، اور قلب صافی ہوتا ہے۔ اِس لئے کلیشوں کو بھی دُور کرتا ہے۔ اور سمادھی کی بھاونا میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ طریق مخالف۔ سوکشم کلیشوں کے دُور کرنے میں بکار آمد ہے۔ سُوکشم کلیش واسناؤں کی صُورت میں رہتے ہیں۔ یعنی ہنوز انہیں موقع اظہار نہیں ملا ہے۔ علاج کا طریق ہے کہ جس ترتیب سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ اُس کی مخالف ترتیب سوچ سوچ کر انہیں خاطر سے نکالا جائے۔ پرکرتی جو مہت اہنکار من اندریوں اور مہا بھوتوں کی صُورتیں اختیار کرتی ہے۔ یہ انولوم پرنیام یعنی سیدھا ارتقا کہلاتا ہے۔ اِس پرنیام میں علت میں سے معلول سے نکالا جاتا ہے۔ اِس کا مخالف پرنیام پرتی لوم یعنی اُلٹا ارتقا کہلاتا ہے۔ جس میں معلول کو اس کی علت میں داخل کیا جاتا ہے۔ مثلاً مہا بھوت اندریاں اور من کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف اہنکار کی بدلی ہُوئی صُورت ہے۔ اور بُدھی پرکرتی کی اس طرح ایک پرکرتی رہ جاتی ہے۔ یہ جڑ ہے اور سب تبدیلی اس میں ہے۔ میں گیان پُرش یا آتما ہُوں، اور پرکرتیوں کی تبدیلیوں سے لیا یمان نہیں ہُوں۔ جتنی اس بچار کی بھاونا مضبوط ہوتی جائے گی

اُتنا ہی چت کا ناش ہوتا جائے گا۔ اور ساتھ ہی کلیش بھی جو واسنا روپ ہیں دُور ہوتے چلے جائیں گے۔

۳۔ **دھیان**۔ اُن کلیشوں کے دُور کرنے میں کام آتا ہے۔ جو واسنا روپ نہیں رہے ہیں۔ بلکہ برتیوں کی صُورت میں ظاہر ہو کر سُکھ دُکھ موہ وغیرہ پیدا کرتے ہیں اور اس واسطے سمادھی لگانے میں حرج ڈالتے ہیں۔ ان کا علاج دھیان سے چت کو ایکاگر یا یکسو کرنا ہے۔ دھیان کے طریقے پہلے بتائے جا چکے ہیں۔ اس واسطے یہاں نہیں دیئے گئے۔

(ساتویں فصل)

کرم اور اُن کا علاج

کلیش صرف تکلیف دینے والی اور سمادھی میں خلل ڈالنے والی چیزیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ کرم واسنا کی بھی یہی جڑیں ہیں۔ چونکہ پرکرتی اور پُرش دونوں انادی ہیں، اور اگیان کا کاریہ اُن کا تعلق بھی انادی ہے۔ اس واسطے ہر پرش کے کرم بھی انادی ہیں۔ ان جنم جنمانتروں کے کرموں کا مجموعہ سنچت یعنی جمع شدہ کہلاتا ہے۔ اس میں سے جو کرم پھل دینے کے لائق ہو جاتے ہیں، وہ پرار بدھ یعنی شروع شدہ نام پاتے ہیں۔ یہ آدمی کو جنم دیتے ہیں، اور اپنے پھلوں کے مطابق خاص حالات نواحی میں لا بٹھاتے ہیں۔ اس جنم میں جو کرم وہ کرتا رہتا ہے۔ اِن میں سے بعض کا پھل تو یہیں پاتا رہتا ہے، اور بعض کا نہیں۔ یہ آگے چل کر پھل دیں گے۔ اس واسطے آگمی یعنی مستقبل کہلاتے ہیں اور سنچت کرموں کے خزانے میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس طرح آوا گون کا لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کرم سے آدمی جنم پاتا ہے۔ جنم پا کر اور کرم کرتا ہے اور یہ کرم اور جنموں کے باعث بنتے ہیں۔

کرم ختم ہونے میں اس واسطے نہیں آتے کہ ان کی جڑ یعنی کلیش سدا ہری رہتی ہے۔ جڑ چونکہ موجود ہے، کرم بار آور رہتے ہیں، اور جاتی عمر بھوگ میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ بھوگ سے مُراد امیری غریبی صحت و بیماری طاقت وری و بے طاقتی ہے۔ بعض شخصوں کو ہر طرح کے بھوگ میسّر ہوتے ہیں۔ بعض غریب تمام عمر ترستے رہتے ہیں اور انہیں کچھ نہیں ملتا۔ بعض بچے صحت ور پیدا ہوتے ہیں۔ بعض لنگڑے، لُولے اپاہج۔ غرض دُنیا کی نیرنگی کے باعث یہی کرم ہیں۔ عُمر کا دار و مدار بھی انہیں کرموں پر ہے۔ پرار بدھ کرموں نے جس زور کے ساتھ جسم انسانی کی گیند کو اس دُنیا میں لڑھکایا ہے۔ اُتنے ہی عرصے وہ لڑھکتی رہے گی۔ یعنی آدمی زندہ رہے گا۔ جب یہ زور ختم ہُوا تو اس گیند کا لڑھکنا ختم ہو جائے گا، اور آدمی مر جائے گا۔ یہ دونوں اصُول آئینے کی طرح صاف ہیں۔

جاتی کے معنی دو لئے جاتے ہیں۔ ایک تو براہمن، چھتری، ویش، شودر کے ہاں جنم ہونا۔ دُوسرے جانور یا انسان کا چولا ملنا۔ دونوں ہی کا دار و مدار کرموں پر ہے۔ ناظرین کو خیال رہے کہ پرکرتی جو کام

کر رہی ہے اور جو تماشے دکھا رہی ہے۔ وہ اس واسطے ہیں کہ پُرش اُن سے تجربہ اُٹھائے اور موکش کی جانب میل کرے۔ اس واسطے ہر جیو کو طرح طرح کی جُونوں میں سے گزرنا ہوتا ہے۔ ہندو شاستر بتاتا ہے کہ چوراسی لاکھ جُونوں کے بعد انسانی چولا ملتا ہے۔ بھگوان پاتنجلی کہتے ہیں کہ جُون کی تبدیلی پرکرتی کے بھرپور ہونے سے عمل میں آتی ہے۔ یعنی ایک جُون میں جیو کمال کو پہنچ گیا اور جو کچھ تجربہ حاصل کرنا چاہیے تھا کر چکا تو اس سے افضل جُون ملتی ہے، تاکہ آئندہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور جون بدلنے کا باعث پرکرتی ہی ہے، جو سارے کام کرتی ہے۔ دھرم ادھرم وغیرہ اتفاقیہ باعث نہیں ہیں۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ دھرم بے دھرم بے فائدہ چیزیں ہیں، بلکہ یہ کسان کی طرح رکاوٹیں دُور کرتے ہیں۔ اور پرکرتی پر کمال پر کمال کی راہیں کھولتے ہیں۔ دیکھو کھیت ہرا تو پانی سے ہی ہوتا ہے۔ مگر کسان نالیا کھودے، رکاوٹیں ہٹائے اور پانی کے بہنے کا راستہ بنا دے تو کھیت آسانی سے پکے گا۔ بعینہٖ یہی کام پرکرتی کی مدد دینے میں دھرم ادھرم وغیرہ کرتے ہیں۔

ان جاتی بھوگ اور عمر میں آدمی دکھ سکھ بھوگتا رہتا ہے۔ اور اس کا باعث پُن اور پاپ ہیں۔ نادانوں کی نگاہ میں خوشگوار چیزیں سکھ دیتی ہیں۔ مگر جو دانا لوگ ہیں، یعنی یوگ کے جاننے والے اُنہیں ہر چیز ہی دُکھ دینے والی کیا، بلکہ محض دُکھ رُوپ نظر آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نتائج فکر اور اثرات کی وجہ سے یا گنوں کے تخالف سے ہر چیز میں دُکھ ہی دُکھ بھرا ہُوا ہے۔ نتائج کے یہ معنی ہیں کہ چیز اچھی ہے۔ تو اس کی ہوس تکلیف دیتی ہے، اور بُری ہے تو اس کے دفعیئے کے اسباب ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ دونوں صُورتوں میں ہر بار کامیابی ناممکن ہے۔ اس واسطے نتیجہ ہمیشہ تکلیف و مایُوسی ہی ہے۔ فکر باعث تکلیف مشہور عام ہے۔ اچھی چیزوں کا بہم پہنچانا، احتیاط سے رکھنا اور اوروں کو لینے نہ دینا بھی مصیبت ہے۔ اور بُری چیزوں سے بچنا بھی۔ کیونکہ دونوں ہی بے صبری، دلبے اطمینانی پیدا کرنے والے اسباب ہیں۔ اثرات سنسکار ہیں۔ جو راحت و تکلیف کا ہر احساس اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ اور جو آئندہ جذب و دفع دونوں صُورتوں میں تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ گنوں کا اختلاف یہ ہے کہ ستو رج تم یہ پرکرتی کے تینوں گُن ہر چیز میں ہیں اور یہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ چونکہ اس تبدیلی ہی کی وجہ سے دوام کسی شے کو ہے نہیں اس واسطے ناپائیدار شے میں جہاں دل بستگی ہوگی۔ وہاں پریشانی ہی کا باعث ہوگی۔

بیان بالا سے ظاہر ہے کہ ہر چیز دُکھ رُوپ ہے۔ اور چونکہ اس کا ملنا یا نہ ملنا کرموں پر منحصر ہے۔ اس واسطے دُکھ کی جڑ مُول کرم ٹھہرتے ہیں۔ آدمی کو سعی دکوشش بلیغ سے مستقبل دُکھ کے رفع کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ مستقبل اس لئے کہا ہے کہ جو دُکھ بھوگ سے ختم ہو چکا۔ اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ موجودہ لمحے میں جو دُکھ موجود ہے۔ وہ اب ختم ہوئے کا ہُوا ہے۔ ہاں آئندہ دُکھ کے جو انبار اپنے کرموں کی وجہ سے مہیا کر رکھے ہیں۔ ان کا دفعیہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ باعث تکلیف نہ بن سکیں اور یہ دفعیہ عارضی

نہ ہونا چاہیئے ۔ کہ کچھ عرصے کے لئے دُکھ سے نجات مل جائے ۔ بلکہ اس طریقہ کا ہونا چاہیئے کہ دُکھ پھر کسی طرح عود ہی نہ کر سکے ۔ اگر دُکھ سے کچھ عرصے کے لئے نجات مل گئی اور وہ پھر عود کر آیا ، تو دفعیہ ہی کیا خاک ہُوا ۔

کرم واسنا نہایت ہی شہزور اور طاقت ور چیز ہے ۔ جیسا ابھی ذکر ہو چکا ہے ۔ آدمی کرم کرتا ہے ۔ وہ کرم جنم دیتے ہیں ۔ جنم پاکر اور کرم کرتا ہے ، اور اس طرح سلسلہ لامتناہی جاری رہتا ہے ۔ یہ کرم تین طرح کے ہوتے ہیں ۔ سفید سیاہ اور مخلوط ، سفید کرم و اعمال نیک ہوتے ہیں ، جو سورگ ملنے کا باعث بنتے ہیں سیاہ کرم و اعمال بد ہیں ، جو نرک ملنے کا باعث بنا کرتے ہیں ۔ مخلوط کرم وہ ہیں ، جو انسانی چولا دیتے ہیں ۔ معمولی آدمیوں کے کرم انہیں تینوں قسموں کے ہُوا کرتے ہیں ۔ یوگی کو چونکہ خواہش ثمرہ اعمال نہیں رہا کرتی ، اور فرائض کو محض فرائض سمجھ کر بجا لاتا ہے ۔ اس واسطے اُس کے کرم سفید و سیاہ و مخلوط بھی نہیں رہا کرتے ۔

تینوں طرح کے کرم ظاہر ہے کہ اپنی اپنی قسم کے سنسکار چِت میں چھوڑیں گے ۔ انہیں کا دُوسرا نام واسنا ہے ۔ یہ یا تو حافظے کی صُورت میں نمایاں ہوں گے یا جُون کرم اور بھوگ کی صُورت میں ! انہیں کرموں کی پختگی یعنی پھل دینے کے مطابق آدمی کو خاص جُون ملا کرتی ہے ، اور اُس جُون کے مطابق اس کے خاص بھوگ اور عُمر ہُوا کرتی ہے ۔ چُونکہ اس جُون میں وہ کرم واسنا لے کر ہی پیدا ہوتا ہے ، اور پُرانے سنسکار موجود ہوتے ہیں ۔ اس لئے حافظہ اپنا عمل کرتا ہے ، اور اُس سے ویسے ہی اعمال سرزد ہوتے ہیں ۔ جو اس جُون اور اُس کی واسناؤں کے مطابق حال ہوتے ہیں ——— اب اگر متواتر انسانی یہ انسانی جُون ملے جائے یا بیچ میں جُون بدل جائے ، اور ہزاروں برس کا فرق بھی پڑ جائے : تو بھی چونکہ اناد کی کرموں والے جیو میں ہر جُون کے سنسکار موجود ہیں ۔ موجودہ جون میں وہ عُود کر آئیں گے ، اور اس کے تمام عمل موجودہ جُون کے ہی مطابق ہوں گے ۔ یہ اعتراض نہیں اُٹھ سکتا ۔ کہ بعد کی جُونوں میں سنسکاروں کا وجود مانا ۔ مگر سب سے پہلی جون میں تو سنسکار نہیں ہو سکتے ۔ وہاں جیو کے اعمال کا محرک کون ہوگا ۔ وجہ یہ ہے کہ جیو انادی ہیں ۔ ان کے کرم انادی ہیں ، اور اُن کے کرموں کی واسنائیں انادی ہیں ۔

اِن انادی کرم واسناؤں کے ناش کا طریق کیا ۔ جس سے آواگون کے پھنساوے سے آدمی چھٹے اور اس کی کیولیہ میں ستھتی ہو ۔ سُنو ، واسنا چونکہ کارن پھل آشرے اور سہارے سے بندھی ہوتی ہے ۔ انہیں چاروں کے ناش سے اُس کا ناش بھی ہوتا ہے ۔ واسنا کا باعث متواتر و متوالی اُنوبھو ہیں ۔ انوبھو کا باعث خواہش ہے ۔ خواہش کا باعث اَبدیا ہے ۔ یہ باعثوں کا سہ پہلو سلسلہ ہے ۔ ان کا پھل مختلف جُونوں کا ملنا ہے ۔ جن میں مختلف طرح کے بھوگ ہوتے ہیں ۔ آشرے چت ہے اور سہارے بِشے ہیں ۔ یہ چاروں ناش ہوں تو واسنا بھی ناش ہو ۔ کیونکہ جب تک سبب قائم ہے ۔ مرض کیونکر دُور ہو سکتا ہے ۔

اصلی سبب دیکھو تو ابدیا یا جہل ہے۔ کیونکہ ابدیا سے خواہش اور خواہش سے واسنا پیدا ہوتی ہے۔
رہے پھل آشرے اور سہارا۔ یہ تینوں ابدیا ہی سے نکلے ہوئے ہیں۔ اس واسطے ابدیا کا دور کرنا امراہم
ہے۔ یہ جاتی رہے، تو واسنا کا بیج جل جائے گا اور جلا ہوا بیج پھر سنسار بر کش پیدا نہیں کرسکے گا پس
یوگ کے سادھنوں پر عمل کرکے اور یہ تمیز بہم پہنچا کر کہ پُرش گیان سروپ اور سدا شُدھ بُدھ اور مکت
ہے۔ اور تبدیلیاں تمام پرکرتی میں ہوتی ہیں۔ پُرش کو اُن سے کچھ علاقہ نہیں ہے۔ ابدیا کا ناش کرنا چاہیئے
اس سے واسنائیں شانت ہو جائیں گی، اور سنسار جو دُکھ کا کارن ہے۔ چھوٹ جائے گا۔

باب دہم

کیولیہ کا بیان

(پہلی فصل)

پرکرتی اور پُرش

ہم نے تمام دُکھ کا باعث ابدیا یا جہل کو بتایا ہے۔ یہ ناظر و منظور کا جھوٹا تعلق ہے۔ ناظر یعنی پُرش
شُدھ گیان سروپ اور ہمیشہ آنند روپ ہے۔ تبدیلیاں جتنی ہیں۔ وہ سب پرکرتی میں ہوتی ہیں۔ مگر انادی
اگیان سے پُرش کو بھرم یا وہم یہ ہو رہا ہے کہ پرکرتی میں نہیں، بلکہ مجھ میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اسی واسطے
کبھی اپنے کو سکھی مانتا ہے کبھی دُکھی۔ جنم پر جنم پاتا ہے، اور دُکھ پر دُکھ اُٹھاتا ہے۔ اس لامتناہی دُکھ
کے دور کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پرکرتی اور پُرش یعنی ناظر و منظور کی تمیز بہم
پہنچائے۔ اس کا سادھن یہی اشٹانگ یوگ ہے۔ جو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ اب ہم منظور و
ناظر کی تمیز سے بحث شروع کرتے ہیں۔

منظور یعنی پرکرتی وہ ہے جس کے خواص علم و عمل و قیام ہیں۔ جس کی صورتیں مہا بھوت اور اندریاں
ہیں۔ اور جس کی غرض بھوگ اور موکش ہے۔ علم و عمل و قیام ستو رج تم پرکرتی کے تینوں گُنوں کے کام ہیں۔
ان کا مفصل ذکر چونکہ نویں باب میں ہو چکا ہے۔ اس واسطے یہاں اس کا اعادہ لاحاصل ہے۔ انہیں
گُنوں کی وجہ سے پرکرتی مہا بھوتوں اور اندریوں کی صورتیں اختیار کرتی ہے۔ اندریوں میں گیان اندریاں،
کرم اندریاں، پران جو اندریوں کی ہی برتیاں ہیں، اور اندرونی اندریاں یا انتہ کرن یعنی من اہنکار
بُدھی وغیرہ سب شامل ہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ پرکرتی یہ صورتیں کیوں اختیار کرتی ہے۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ ایک تو پُرش کے بھوگ کے واسطے تاکہ وہ اس بھوگ سے تجربہ اُٹھائے۔ اور دوسرے اس
واسطے کہ بھوگوں کو ناپائیدار جان کر موکش کی طرف مائل ہو۔ تمام بھوگ پرکرتی کے گُنوں کے کاریہ ہیں۔

اور گن چونکہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ـــ اس واسطے انہیں قیام و دوام نہیں ہو سکتا۔

سانکھیہ کے تتو چار حالتوں میں سے ہیں۔ مہابھوت جو صاف لنگ یعنی نشان یا پہچان والے ہیں۔ تنو ماترائیں اندریاں من اور اہنکار جو غیر صاف لنگ والے ہیں۔ بدھی جو محض لنگ ہے۔ کیونکہ اس کا علم تو ہوتا ہے مگر اس میں انفراد یا صورت کوئی نہیں ہے۔ پردھان یا اویکت جو گنوں کی سامیہ اوستھا ہونے کی وجہ سے النگ یا بے نشان ہے۔ تینوں گن ستو رج تم دو حالتوں میں ملتے ہیں۔ ظاہر یعنی چیز کی موجودہ صورت میں۔ مخفی یعنی حالت بالقوے میں یعنی جو صورت وہ چیز استقبال میں اختیار کرے گی۔ اس میں ظہور پکڑیں گے۔ یہ صورتیں صرف پرکرتی کے گن ہی گن ہیں اور کچھ نہیں۔ کیونکہ جو شے ہے۔ وہ سکھ دکھ اور موڈ آتمک ہے۔ یہی تینوں گنوں کے خواص بھی ہیں۔ غرض جتنے مناظر و مظہرات ہیں۔ سب انہیں تینوں گنوں کی بدلتی ہوئی صورتیں ہیں۔ دمبدم لحظہ بلحظہ یہ گن نئے نئے پریِنام پاتے ہیں۔ اسی کا نام سنسار ہے۔

اس پر یہ اعتراض اٹھتا ہے کہ چونکہ گنوں کی تبدیلی کے سوا یہاں کچھ اور ہے نہیں۔ پھر گیان میں کسی خاص چیز کا ایک محسوس ہونا کیونکر ممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پریِنام ایک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دو گن مغلوب حالت میں ہیں۔ اور ایک غالب حالت میں۔ اس واسطے چیز ایک محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً جن چیزوں کا علم ہمیں حواسوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اُن سب میں تموگن پردھان ہے۔ جس کا خاصہ چیز کی صورت کا قائم و برقرار رکھنا ہے۔ وگیان وادی بودھ جو یہ مانتا ہے کہ چیزیں ہمارے من کا عکس ہیں۔ اس سے زیادہ اُن کی حقیقت نہیں۔ وہ سخت غلطی کر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزیں گو کتنی ہی مشابہ کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس باعث سے کہ وہ چت پر اپنا اثر ڈالتی ہیں، اور چت اُن پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ چیزیں اور چت مختلف ٹھیرتے ہیں، نہ کہ محض چت کی صورتیں۔ مختلف چیزیں مختلف چتوں پر مختلف اثر ڈالا کرتی ہیں۔ مثلاً عورت کھڑی ہے۔ خاوند اس کو بیوی سمجھ کر بھوگ کا ذریعہ دیکھتا ہے۔ لڑکا ماں اور اپنی پیدا اور پالن کرنے والی جانتا ہے۔ یوگی اور گیانی کی نظر میں صرف مضغہ گوشت ہے۔ شیر اسے اپنا کھاجا جانتا ہے۔ یہاں چیز ایک ہے، اور مختلف چتوں پر مختلف اثر ڈال رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ چیز چت سے مختلف ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر چیز محض چت روپ ہے، تو عالم و معلوم گویا دونوں ایک ہوئے، جو خلاف عقل ہے۔

واضح ہو کہ اعتراض بالا وگیان وادی بودھوں پر ہیں نہ کہ ویدانت پر۔ ویدانت میں سانکھیہ کی پرکرتی کی جگہ بھاؤ روپ مایا مانی ہوئی ہے۔ جو سانکھیہ سے بہتر مسئلہ ہے۔ یہ بحث میری کتابوں چہل درویش فلسفہ گیتا اور گیان یوگ میں مفصل و مدلل طور پر دی گئی۔ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں اوپر جو یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ ایک وگیان مختلف صورتیں اختیار نہیں کر سکتا۔ بعینہ سانکھیہ اور یوگ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ ایک پردھان لا انتہا مختلف چیزوں کی صورتیں اختیار نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب

بھگوان پاتنجلی یہ دیتے ہیں کہ گن چونکہ تین ہیں اور وہ لا انتہا ترکیبوں سے باہم مرکب ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے اُن سے لا انتہا چیزوں کا ظہور ہو سکتا ہے۔

یہ تو پرکرتی کا بیان ہُوا۔ پُرش پرکرتی سے مختلف ہے۔ وجہ یہ کہ شُدھ گیان سروپ ہے، پرکرتی جڑ ہے۔ پُرش چیتن، پرکرتی کام کرتی ہے، پُرش اکرتا ہے، پرکرتی میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، پُرش غیر متبدل ہے۔ پرکرتی منظور ہے پُرش ناظر۔ پرکرتی معلوم ہے پُرش عالم۔ پرکرتی بھوگ مہیّا کرتی ہے، پُرش ان کا بھوگتا ہے۔ پرکرتی محض جڑ ہے۔ پُرش کا میل کیولیہ کی طرف ہے۔ غرض پُرش اور چیز ہے پرکرتی اور چیز ہے۔

یہاں یہ اعتراض اُٹھتا ہے کہ جس طرح آج کل کے مغربی پرینام وادی یعنی اہلِ ارتقا رُوح کو بھی مادّے ہی کا ارتقا مانتے ہیں۔ اِسی طرح پُرش کو بھی پرکرتی ہی کا کاریہ کیوں نہ مان لیا جائے۔ مادّے کے ممکنات کا علم کسی کو نہیں ہے۔ جہاں وہ اور لا انتہا چیزیں رچ سکتا ہے۔ آتما کو بھی اُس کی رچنا کیوں نہ تصوّر کر لیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مادّے اور رُوح کے خواص میں بعدالمشرقین ہے۔ اس واسطے آتما کو پرکرتی کا کاریہ نہیں مانا جا سکتا۔

پرکرتی کا خاصہ پھیلاؤ ہے۔ یعنی اس کے کاریوں میں عرض وطول و عمق دیکھا جاتا ہے۔ گیان میں یہ ممکن نہیں۔ پرکرتی میں تبدیلیاں ہوتی ہیں، اور اس کے کاریہ فنا پزیر ہیں۔ پُرش یعنی آتما کو پرکرتی کا کاریہ مانا گیا تو کرت ناش اور اکرت ابھیاگم دوش آئے گا۔ یعنی کیئے ہُوئے کرموں کا پھل نہ ملنا اور نہ کیئے ہُوؤں کا ملنا۔ اس کے ماسوا پُرشوں کو پرکرتی کا کاریہ مانا گیا۔ تو عالم و معلوم کا ایک ہونا لازم آئے گا، مگر تجربے کے خلاف ہے۔ آنکھ سب چیزیں دیکھتی ہے، مگر خود اپنے آپ کو اپنا معمول و معلوم نہیں بنا سکتی۔ اِن دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے، کہ پُرش پرکرتی سے بالکل علیحدہ ہیں۔ ہمارے ہاں کے چارواک اور نیائیک اور مغرب کے دہریے مادہ پرست، پُرش (آتما) کی ماہیت کو نہیں پہنچے ہیں۔ یہ تمیز سانکھیہ اور ویدانت سے اعلےٰ شاستروں کا ہی حصّہ ہے۔

(دُوسری فصل)

پرکرتی اور پُرش کا تعلق

پُرش شُدھ گیان سروپ ہیں۔ اس لئے محض اکرتا ہیں اور اُن میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان نہیں۔ کام جتنا کرتی ہے، وہ پرکرتی کرتی ہے اور جتنی تبدیلیاں ہیں۔ وہ سب پرکرتی میں ہیں۔ پس، پُرش کا یہ خیال کہ مَیں کرتا ہُوں۔ مجھے کرموں کا پھل سُکھ دُکھ ملتا ہے۔ مجھے پیدائش فنا ہوتی ہے۔ محض بھرم یا وہم ہے۔ اس اناِدی وہم یا بھرم کا ہی دُوسرا نام پرکرتی اور پُرش کا تعلق ہے۔

چت چونکہ ستوگُن کا کاریہ ہے۔ اس واسطے نہایت ہی مصفا شئے ہے۔ اُس میں چیتن کا عکس پڑتا ہے۔ اس عکس کو یوں سمجھ لو، کہ جیسا لوہا آگ میں پڑنے سے آگ کی طرح سُرخ ہو کر آگ کے کام

مثلاً حرارت و روشنی دینے لگتا ہے۔ اسی پُرش کے قُربت سے مصفّا چت گیان کی برتیوں کی صُورت میں نمودار ہونے لگتا ہے۔ یا جیسے مقناطیس کی قربت سے لوہا حرکت کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح پُرش کی قُربت سے چت میں گیان برتیوں کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ کرتاپن بندھ موکش کا بیوہار کرتی کے کاریوں کے گیان سب میں اسی چت کا قدم درمیان میں ہے۔ پُرش اسنگ نرلیپ اکرتا سدا مُکت سروپ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شدھ گیان سُروپ ہے۔ مگر انادی اگیان سے یا بھُول سے سمجھ یہ رہا ہے کہ تمام بیوہار مجھ میں ہو رہے ہیں۔

چت چیزوں کے رنگ سے رنگین ہو کر اُن کی صُورتیں اختیار کرتا ہے۔ یعنی مختلف گیان برتیوں کی صُورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ یہ تمام کارخانہ جڑ ہے۔ چیتن پُرش کا ان برتیوں میں عکس پڑتا ہے۔ تو ان کا گیان ہوتا ہے۔ چت مہت تتو ہی ہے۔ اس لئے چونکہ اس میں انفراد نہیں ہے۔ پس چاہیئے یہ تھا کہ ہر لحظہ ہر شے کا علم ہوتا رہتا۔ مگر ایسا ہوتا اسی واسطے نہیں ہے کہ ایک لمحے میں ایک ہی چیز کی صُورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ اس لئے علم بھی ایک ہی چیز کا ہوتا ہے۔ دُوسرے لمحے میں دُوسری شے کے گیان کی برتی اُٹھتی ہے اور پُرش اُسے پرکاشتا ہے۔

پس پیدا اور فنا ہونا ان گیان کی برتیوں یعنی چت کی مختلف صورتوں میں ہے، نہ کہ گیان سُروپ پُرش میں جو ان کا پرکاشک ضرور ہے، مگر خود ہمیشہ ایک رس رہتا ہے۔ اس میں پیدائش فنا اور تبدیلی نہیں ہے۔ پُرش کو یوں سمجھو، جیسے بازار میں ایک دُکان پر چراغ جل رہا ہے۔ جو جو چیز اس کے پرکاش میں آتی جائے گی، اُس کا پرکاش ہوتا جائے گا۔ جو اس پرکاش سے ہٹتی جائے گی، اُس کا پرکاش نہیں ہوگا۔ چراغ ایک رس روشنی دینے والا ہے، آنا جانا اُن چیزوں میں ہے جو اس روشنی میں آتی ہیں، اور ہٹتی ہیں۔ چراغ میں نہیں۔ اسی طرح پُرش اور چت کی گیان کی برتیوں کو سمجھ لو۔ برتی گیان اور گیان رُوپ پُرش۔ گیان کی دو صُورتیں نہیں ہیں، بلکہ چت اور چت کی برتیاں سُروپ سے جڑ ہیں۔ پُرش سوئم پرکاش رُوپ گیان ہے۔

"میں سُکھی ہوں" "میں دُکھی ہوں"۔ اس قسم کی برتیوں سے ظاہرا آثار ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ "میں" کا اطلاق صرف چت پر ہے۔ چت کے علاوہ اور کسی گیان سُروپ پُرش کے ماننے کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ غلطی ہے۔ "میں سُکھی ہوں"۔ اس گیان برتی میں علم دو ہیں۔ ایک تو شے یا معلوم سُکھ کا اور دُوسرے گیاتا یا عالم "میں" کا۔ چونکہ ایک لمحے میں دو گیانوں کا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس سُکھ اور میں دونوں کو شے ہی ماننا پڑے گا، اور اُن کا پرکاشک گیان سُروپ پُرش تیسرا اور ماننا ضروری ہوگا۔ اگر کہو کہ پُرش کی جگہ چت ہی اور مان لو، تو اس طرح چتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا ہوگا۔ جس میں کہیں ٹھہراؤ ممکن نہ ہوگا، اور حافظے کے سنسکار نہیں بتائے جا سکیں گے کہ کس چت میں ہیں۔ مثلاً پہلے چت میں ہیں یا دُوسرے میں۔ یا دسویں میں۔ جہاں ٹھہرو گے وہیں یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ اس چت میں کیوں

مانتے ہو، اور چت میں کیوں نہیں مانتے۔ اِس واسطے سویم پرکاش پُرش کو ہی لازماً ولا بداً پرکاشک مانا پڑتا ہے۔ غرض چتّ بشئے یا معلوم ہے اور اس کا پرکاشک گیان سُروپ پُرش بشئی یا عالم ہے۔

گیان شکتی حقیقت میں پُرش ہے، یہ اکریا غیر متحرک ہے۔ یعنی کہیں باہر آتا جاتا نہیں ہے۔ چت جڑ ہے، اور برتی رُوپ ہو کر باہر جاتا ہے، اور بشیوں کے اثر سے متحرک ہو کر اُن کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ اِن برتیوں میں متصف ہونے کی وجہ سے گیان سُروپ پُرش کا اثر پڑتا ہے، تو یہ گویا جڑ نہیں رہتیں بلکہ ایک قسم کی چیتن ہو جاتی ہیں۔ اسی سے چتّ اپنے آپ کو بھی جانتا ہے۔ اور اُن بیرونی چیزوں کو بھی جن کی صورتیں اس نے اختیار کی ہیں۔

بیان بالا سے دو اور باتوں کی بھی توضیح ہوتی ہے۔ اول تو یہ کہ بگیان وادی بُودھ جو سمجھ رہا ہے کہ تمام چیزیں چتّ رُوپ ہیں، وہ غلطی پر ہے۔ اور دہریہ جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ ہے، سب مادہ ہے۔ وہ بھی غلطی پر ہے۔ دوسرے یہ کہ چتّ اور چتّ کی برتیوں پر غور کرنے سے گیان سُروپ پُرش کا سُروپ منکشف ہوتا ہے اور برتیوں کے نرودھ سے آدمی کیولیہ کے درجے پر پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ گیان کا تمام کام برتی رُوپ ہو ہو کر چتّ کرتا ہے۔ اِس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے، کہ پُرش ایک غیر ضروری اور مفروض شے ہے، بلکہ چتّ اور چتّ کی برتیوں سے اُلٹی پُرش کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔

چتّ بے شمار واسناؤں کا گھر ہے۔ یعنی اُس گودام گھر میں لاتعداد واسنائیں یا بھوگ کے سامان موجود رہتے ہیں۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ بھوگ ہمیشہ اور کے لئے ہوتا ہے۔ چتّ چونکہ جڑ ہے۔ اِس واسطے بھوگتا نہیں ٹھہر سکتا۔ چتّ کے پُرش سے علیحدہ چیز ہونے کا ثبوت یہ ہے، کہ وہ پُرش کے آدھین ہو کر ہی کام کرتا ہے۔ اگر پُرش کی امداد شامل حال نہ ہو، تو نہ اپنے آپ کو جان سکتا ہے۔ نہ کسی اور شے کو۔ ناظرین اب سمجھ گئے ہوں گے، کہ پُرش گو گیان سُروپ ہے، مگر دیکھتا ہر ایک کو چتّ کے ذریعے سے ہے۔ یعنی چتّ گیان برتی کی صورت اختیار کرتا ہے، اور پُرش اُسے پرکاشتا ہے۔ چتّ نے صورت اختیار کی، اور پُرش نے اس کا پرکاش یا انو بھو کیا۔ اسی واسطے سانکھیہ میں پُرش کو اکرتا مگر بھوگتا مانا ہے۔ پرکرتی چونکہ جڑ ہے۔ اِس واسطے جو جو صورتیں تبدیل کرتی ہے۔ وہ خود اپنے لئے نہیں کرتی کیونکہ جڑ ہو کر بھوگ کا انو بھو اُسے ممکن نہیں۔ بلکہ یہ تبدیلیٔ صورت محض پُرش کے واسطے ہے، تاکہ مختلف بھوگوں سے پُرش کو ہر قسم کا تجربہ بھی ہو جائے، اور جب ان بدلتے ہوئے اور ناپائیدار تماشوں سے سیر ہو چکے، تو کیولیہ یا موکش کی جانب میل کرے۔ پُرش کی توجہ پرکرتی سے ہٹ کر اپنی طرف یعنی کشف ذات کی طرف ہوتی ہے، تو ایسے مُکت پُرش کے واسطے پرکرتی کے تماشے بند ہو جاتے ہیں۔ مگر چونکہ اور بے تعداد پُرش ہنوز تجربے اٹھا رہے ہیں، اور سیر نہیں ہوئے۔ ان کے واسطے یہ تماشے جاری رہتے ہیں۔

غرض پرش اور پرکرتی کا تعلق اپنے اور اپنے سوامی کی تمیز کے واسطے ہے۔ پرکرتی آپ بھوگ روپ ہے، اور پرش بھوگتا روپ۔ اس بھوگ اور بھوگتا کے تعلق کے سوا پرش اور پرکرتی میں اور کوئی تعلق نہیں۔ دونوں کا یہ سمبندھ انادی یعنی بے ابتدا ہے۔ اسی تعلق کے باعث پرش بھوگ بھوگتا ہے، اور جب ان سے سیر ہو جاتا ہے، تو نظر ہٹا کر اپنے سروپ میں مگن ہو جاتا ہے۔ اس انادی تعلق کا سبب اودیا ہے۔ اودیا یا جہل کے معنی ہیں، چیز کچھ اور ہے اور اسے جان لیا کچھ اور۔ پرش گیان سروپ ہے۔ لیکن اس اودیا کے باعث سے مان رہا ہے کہ میں کرتا ہوں، اور اعمال کا ثمرا جزا و سزا مجھے ملتا ہے۔ اب سکھی ہوں، اب دکھی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اودیا نہ رہنے پر یہ تعلق بھی نہیں رہا کرتا۔

(تیسری فصل)

کیولیہ

اوپر ہم بتا آئے ہیں کہ پرش شدھ گیان سروپ ہے۔ جس میں نہ کبھی تبدیلی کا امکان ہے اور نہ جسے پیدائش و فنا ہوتی ہے۔ غرضیکہ ایک رس انوبھو روپ ہے۔ یہ انوبھو ظاہر ہے کہ یا تو اپنی ذات کا ہوگا۔ اس حالت میں محض شانتی اور غیر محدود بہشت محسوس ہوگی۔ کیونکہ جہاں صرف ایک اپنی ذات کا احساس ہے، وہاں نہ دوسری شے کا احساس ممکن ہے۔ نہ کسی طرح کی اشانتی یا اضطراب کا ہونا خیال میں آسکتا ہے۔ دوسری حالت یہ ہو سکتی ہے، کہ محض اپنی ذات کے سیدھے انوبھو کی بجائے یہ الٹا انوبھو ہو کہ میں کچھ اور ہوں۔ مثلاً دیوتا، آدمی، جانور وغیرہ۔ مجھے اب سکھ ہے، اب دکھ ہے۔ اب میری یہ حالت ہے۔ اور اب بدل کر یہ ہو گئی۔ یہ انوبھو ظاہر ہے کہ حقیقت کا نہیں ہے۔ کیونکہ پرش میں شدھ گیان سروپ ہونے کی وجہ سے کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ پس جتنی تبدیلیاں انوبھو میں آئیں۔ وہ محض بھرم یا وہم ہوں گی۔ تبدیلیاں یا برتیاں چت میں ہوتی ہیں، نہ کہ پرش کی ذات میں۔ پس اگر تمام چت برتیاں روک کر نرودھ کی حالت بہم پہنچائی جائے، تو پرش یا ناظر کا اپنی ذات میں قیام ہو جائے گا۔ یہی کیولیہ ہے۔

مگر دقت یہی ہے کہ انادی اودیا کے جھوٹے تعلق سے اگیان کی حالت میں پرش کو الٹا انوبھو یہ ہوتا رہتا ہے کہ حالتیں میری بدلتی رہتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ پرش مصفا بلور ہے۔ جس میں کوئی رنگ نہیں ہے۔ مگر اس کے پیچھے لال پیلا، نیلا، کالا کپڑا رکھ دیا جائے، تو اس کے سمبندھ سے وہ لال، پیلا، نیلا، کالا محسوس ہوگا۔ یہ اس سوتر کے معنی ہیں، کہ اگیان کی حالت میں پرش ہر حالت میں اس حالت والے چت کی ہم شکل ہوتا ہے۔ یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے، جب تک اودیا ہے، اور اس اودیا کے ساتھ پرش کا دھیہ تعلق بنا ہوا ہے۔ اودیا کے نہ رہنے پر تعلق بھی نہیں رہتا، اور یہی

ناظر کی کیولیہ ہے۔ تعلق کا قطع ہونا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح دو کثیف یا ستھول چیزیں رسی سے بندھی ہوں، اور رسی ٹوٹ جائے، تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ بلکہ پُرش کو گمان ہونے کے ساتھ ہی اودیا کے باعث سے پرکرتی سے جو بھی سمبندھ تھا، وہ منقطع ہونا ہی پُرش کی موکش یا کیولیہ پد میں ستھتی ہے۔

اس تعلق کے قطع کرنے کی سبیل کیا ؟ سنو ! پیہم تمیز ترک تعلق کی تجویز یا سبیل ہے۔ پُرش کا یہ پہچان لینا تمیز کا نام پاتا ہے، کہ بدلتی ہوئی صورتیں پرکرتی کی ہیں، مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ یہ تمیز اچھی اُس وقت ہوتی ہے۔ جب پیہم اور مسلسل ہو۔ یہ نہ ہو کہ ابھی دم کے دم کو چھکارہ ہُوا، اور ابھی جاتا رہا۔ اس تمیز کے ابتدائی مرحلے وغیرہ سمپرگیات سمادھی کے بیان میں ہم بتا آئے ہیں۔ وہیں ان کے متعلق جو سدھیاں ہیں، اُن کا بھی بیان ہُوا ہے۔ انتہائی اشراق آخر میں سات طرح کا ہوتا ہے۔ جو دو مجموعوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے چار معلوم کے متعلق ہیں، اور انہیں کاریہ مُکتی یعنی نجات از منظور و معلوم کہتے ہیں۔ باقی کے تین عالم کے متعلق ہیں، اور انہیں چت مکتی یا نجات از قلب کہتے ہیں۔ یہ ساتوں درجے مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ میں نے تمام معلوم کا علم حاصل کر لیا اور اب جاننے کے لائق کوئی چیز نہیں رہی۔

۲۔ میں نے تمام کلیشوں سے نجات پائی، اور اب کوئی تکلیف وہ چیز نہیں رہی۔

۳۔ مجھے کیولیہ پد مل گیا، اور اب تحصیل کرنا کچھ باقی نہیں رہا۔

۴۔ مجھے تمیز کا اشراق ہو گیا، اور اب کوئی فرض ادا کرنا نہیں رہا۔

۵۔ میری بدھی کرت کرتیہ ہو گئی یعنی مجھے اب کچھ کرنا نہیں رہا اور اب شانت ہوں۔

۶۔ گن اپنے کارن میں ہو گئے، اور اب اُن کا پھر عود کرنا ناممکن ہے۔

۷۔ چونکہ گن نہیں رہے، میری سمادھی سپھل ہوئی، اور میں سروپ آنند میں قائم ہوں۔

شانتی کے یہ سات درجے مندرجہ ذیل سات واسناؤں کے شانت ہونے پر مبنی ہیں :-

(۱) خواہش علم۔ (۲) خواہش آزادی۔ (۳) خواہش خوشی۔ (۴) خواہش ادائیگی فرض (۵) خواہش نجات از رنج۔ (۶) خواہش نجات از خوف۔ (۷) خواہش نجات از شک۔

تمیز ہو جانے۔ یعنی پُرش اور پرکرتی کا فرق جان لینے سے آتما کو جاننے کی خواہش جاتی رہتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کیولیہ کا ادھیکاری وہ شخص ہو گا۔ جس کے دل میں اس بات کے جاننے کی تیز خواہش ہے، کہ آتما کیا چیز ہے، اور چت اور جگت سے اِس کا کیا تعلق ہے۔ پس جس شخص نے گیان سروپ پُرش کو چت یا پرکرتی سے تمیز کر لیا، اور دونوں کے سروپ جُدا جُدا بخوبی ذہن نشین کر لئے۔ اس کی وہ جاننے کی خواہش نہیں رہے گی، بلکہ شانت پد میں قیام ہو جائے گا۔ اس وقت چونکہ واسنا یا

خواہش دِق کرنے نہیں پائے گی۔ چت محض تمیز کی طرف مائل اور کیولیہ سے بھرا ہوگا۔ یعنی جیسے اگیان کی حالت میں امورِ دنیوی کی طرف مائل رہتا تھا اور اس میں دنیوی خیالات بھرے رہتے تھے۔ اس میں کیولیہ ہی کیولیہ بھری ہوگی۔ اُٹھان کے وقت بے شک دنیوی خیال ستائیں گے۔ مگر یہ ایسے پُرزور نہیں ہوں گے، جیسے اگیان کی حالت میں رہتے تھے۔ انہیں رفع کرنے کی تجاویز وہی ہیں۔ جو کلیشوں کے دفع کرنے کے واسطے بتائی جا چکی ہیں۔

اِستراق بہم پہنچنے پر تمیز کامل ہو جانے سے بیراگ والے آدمی کو سمادھی ہوتی ہے۔ جو دھرم کا مینہ برسانے والا بادل ہے۔ اشتراق سانکھیہ میں وہ حالت کہلاتی ہے جس میں پچیسوں تتو مشق پیہم سے جدا جدا تمیز ہونے لگیں۔ ان کا بیان ہم پہلے کر آئے ہیں۔ انتہائی درجہ یہ ہے کہ پُرش اور پرکرتی کی تمیز ہونے لگے لیکن صرف عقلی تمیز کافی نہیں ہے، بلکہ تمیز بہم پہنچا کر پرکرتی سے طبیعت میں پرم بیراگ بھی ہونا چاہیئے، کہ یہ بدلنے والی آنی جانی چیزیں سب ہیچ ہیں۔ ان میں کیا جی اٹکانا۔ اس وقت سمادھی لگتی ہے اور پرم آنند آتا ہے۔ گویا یہ سمادھی نہیں ہے، بلکہ دھرم کا مینہ برسانے والا بادل ہے۔

اس کی برکت سے کلیش اور کرم سب شانت ہو جاتے ہیں، کلیش حارج اور دِقت پیدا کرنے والے نہیں رہتے اور کرم چونکہ ابدیا کے کارن محسوس ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کے پھل سے یوگی ملوث نہیں ہوتا، اور لوگوں کے کرم اچھے بُرے اور مخلوط پھل دیتے ہیں۔ مگر سمادھی لگانے والے لوگی کے کرم پھل دائیک نہیں رہتے۔ حجاب و کثافت بھی دُور ہو جاتی ہے اور چونکہ گیان لا انتہا و بے حد ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم و منظور بہت ہی خفیف محسوس ہوتا ہے۔ حجاب کا باعث کلیش ہیں اور کثافت کا باعث کرم۔ یہ دونوں نہ رہے تو گویا رج اور تم دونوں دب گئے، اور چت شدھ ستو روپ رہ گیا۔ اس حالت میں ظاہر ہے کہ لا انتہا گیان کا سورج طلوع ہوگا، اور معمولی حالت میں آدمی جس کو گیان سمجھ رہا ہے، وہ ایک نقطۂ خفیف سا رہ جائے گا۔

اب چونکہ پرکرتی کے گنوں کا کام ہو چکا۔ اس واسطے پریناموں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ ان پریناموں کی دو غرضیں ہیں، جو بار بار بتائی جا چکی ہیں۔ ایک تو پُرش کے واسطے بھوگ مہیا کرنے، تاکہ وہ اُن سے تجربہ اُٹھائے۔ دوسرے تجربہ اُٹھا کر موکش کی طرف مائل ہو، جب دھرم کا مینہ برسانے والی سمادھی کی حالت بہم پہنچنے لگی، تو ظاہر ہے، کہ پُرش بھوگوں سے سیر ہو کر سروپ انوبھو کی طرف چلنے لگا۔ اب پرکرتی کے تماشے اس کے واسطے کچھ چیز نہ رہے۔ اس واسطے بند ہو جاتے ہیں، اور وہ سروپ آنند میں مگن رہتا ہے۔

اسی کام سے معطل گنوں کا لے ہو جانا کیولیہ ہے، یا کیولیہ گیان شکتی کا اپنے سروپ میں قائم ہو جانا ہے۔ گنوں کے کام سے عاری ہو جانا، یعنی پُرش کے بھوگ کے واسطے نئی صورتیں اختیار نہ کرنا پرکرتی کے پہلو سے نظر سے کیولیہ کا سروپ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں، کہ ایسے یوگی کے لئے دنیا کے خارجی اور

اُس کے تمام کلیش اور کرم اور اُن کے تمام سنسکار چت میں لے ہو جائیں گے۔ جو مہت تتو رُوپ ہے۔ اور مہت یا بُدھی خود پرکرتی میں لے ہو جائے گی۔ گنوں کا غلبہ نہ ہونے پائے گا، تو نئی صُورتیں پیدا ہونی ناممکن ہوں گی۔ پرکرتی حالت ہموار یعنی سامیہ اوستھا میں رہے گی۔ مگر چونکہ گیان سروپ پُرش اس کی طرف توجہ نہ دے گا۔ بلکہ اپنی ذات یعنی سروپ انوبھو کی طرف متوجہ ہوگا۔ اِس واسطے وہ نظر نہیں آئے گی۔

یہی پُرش کے پہلو سے نظر سے کیولیہ ہے۔ یعنی گیان شکتی کا اپنی ماہیت ذاتی یا سروپ میں قائم ہو جانا۔ یہ نہ فنا ہے۔ نہ چھوٹی چیز کا بڑی چیز میں مل کر یا وصل پا کر اپنی ہستی کھو بیٹھنا ہے۔ نہ بے حس پتھر ہو جانا ہے۔ بلکہ پرکرتی اور اس کے کاریوں سے جس وقت پُرش کو کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور وہ اپنے سروپ میں قائم ہو گیا۔ تو اسی کو کیولیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اِسی سروپ کو ویدینتی نیتی کہہ کر پکارتا ہے۔ ویدانت سچدانند کہتا ہے۔ بھگت سایُجیہ مُکتی کہتے ہیں، اور سانکھیہ اور یوگ کیولیہ مانتے ہیں اے ناظرین یہی سروپ تمہارا ہے۔ اگیان چھوڑ دو اور اپنے سروپ میں ستھت ہو جاؤ ٭

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

طرحی روحانی غزل

عشقِ الٰہی

مصرع طرح:۔ فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

نتیجۂ فکر:۔ منشی جے چند پریم جرنلسٹ کانپور۔ یو پی

اپنی نظر کا ایک اشارہ کرے کوئی
دُنیائے ہوش کو تہ و بالا کرے کوئی

بندہ ہوں عشق کا نہیں دُنیا سے واسطہ
کوچے میں تیرے کیوں مجھے رُسوا کرے کوئی

جب زندگی کے ساتھ ہو دُنیا کی رونقیں
کیا اعتبار رونقِ دُنیا کرے کوئی

دُنیائے عشق میں اگر رکھنی ہے آبرو
بے داد کا کسی کے نہ شکوہ کرے کوئی

عیسےٰ نفس اگر ہے کوئی یہ حکیم دہر میں
پہلے مریضِ عشق کو اچھا کرے کوئی!

شانتی نہیں تو کچھ بھی نہیں!

از شری کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

پیارے "اوم" کے سالنامے "پرمیشور انک"، "گیتا گیان انک"، "یوگ انک" اور "بھگتی انک" وغیرہ نکالنے کے بعد ۱۹۷۸ کا سالنامہ "شانتی انک" نکالنے کا جو فیصلہ آدرنیہ مہاتما گورکھ ناتھ نندہ اور ان کے سہیوگیہ سُپتر یہ مہا نند نندہ جی نے کیا ہے، وہ ہر پرکار سے اُچت اور سراہنیہ ہے کیونکہ پوروکتھت جتنے سالنامے اس سے پیشتر نکالے گئے ہیں، ان سب کا بڑا مقصد بھی تو یہی تھا کہ اس گھور کل یُگ میں انیک پرکار کے دُکھوں سے پیڑت جنتا کو شانتی نصیب ہو۔ پرمیشور کا چنتن اور بھگتی گیان کی پراپتی اور یوگ کی سِدھی سبھی سادھن اسی اُدیش سے کئے جاتے ہیں، کہ جیو کو شانتی پراپت ہو۔ اس لئے سمجھنا چاہیئے، کہ یہ انک اُن سبھی انکوں کے اُدیش کی پورتی کا سار ہے۔ میں اس کے لئے شری نندہ جی باپ بیٹا دونوں کو بدھائی دیتا ہوں۔ وہ ہمارے سب کے دھنیہ واد کے پاتر بھی ہیں، کہ اس دھرم سے بغاوت کرنے والے اور مہنگائی کے زمانہ میں یہ دھارمک رسالہ جاری رکھ کر وہ جنتا کی سچی سیوا کر رہے ہیں۔ بھگوان سے پرارتھنا ہے کہ پیارا "اوم" دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے اور اس اندھکار بھرے کال میں سنسار ساگر سے پار کرنے والی شکشا دینے والے اور راہ دکھانے والے اس "اوم" نامی جہاز کے دونوں کپتانوں کو سوستھ اور دیرگھ آیو پراپت ہو، تاکہ یہ دھرم یگیہ چرکال تک چلتا رہے۔

بھگوان کی مہان دیا ہے اور میرا بڑا سوبھاگیہ ہے کہ آیو کا نوے (۹۰) واں سال شروع ہو جانے پر بھی وہ دیالو پتا اپنے اس دین بالک کو اس پاون یگیہ میں آہوتی ڈالنے کی شکتی اور اوسر پردان کر رہے ہیں۔ اس پرم کرپا کے ساگر سے آشا ہے کہ ابھی اور پر یاپت کال کے لئے اس سیوک کو اس سیوا کے سمپن کرنے کے یوگیہ بنائے رکھیں گے —— اب ہم اصل وشئے کی طرف آتے ہیں۔

شانتی جیو کا پیدائشی حق

شانتی پراپت کرنا جیو کا جنم سِدھ ادھیکار ہے۔ کیونکہ یہ جیو شانت سوروپ تتھا آنند سوروپ پرمیشور کا ہی ایک انش ہے شرتی ماتا کا فرمان اس وشئے میں پرمان ہے

आनन्दो ब्रह्मेति व्यजानात

اَرتھ :- آنند برھم ہی ہے۔ ایسا جانے۔

आनन्दाद्ध्येव खल्विमानि भूतानि जायन्ते।
आनन्देन जातानि जीवन्ति। आनन्दं
प्रयन्त्यभिसंविशन्ति ॥　　तैत्ति० उप० ३-६

اَرتھ :- آنند سے ہی نشچے یہ پرانی اُتپن ہوتے ہیں۔ آنند سے ہی اُتپن ہوئے جیتے ہیں، اور آنند میں ہی پرویش کر جاتے ہیں۔

को ह्येवान्यात्कः प्राण्यात्। यदेष आकाश
आनन्दो न स्यात्। एष ह्येवऽऽनन्दयाति ॥ (तैत्ति० उप० २-७)

اَرتھ :- جو ہردے آکاش میں یہ آنند نہ ہو، تو جیو سانس بھی کیسے لے؛ وُہی تو آنند دیتا ہے۔

ان پرمانوں سے سِدّھ ہوتا ہے کہ آنند کا سروت برہم ہی ہے؛ اور یہ جیو اس برہم سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اس لئے یہ بھی آنند کا بھاگی ہے۔ شانتی، پرم شانتی اور آنند اور پرم آنند، ایک ہی چیز ہیں۔ جہاں شانتی ہے، وہاں آنند ہے اور جہاں آنند ہے، وہاں شانتی۔

شانتی کی اہمیّت اور ضرورت

شانتی کی اہمیت ہمارے شاستروں میں انیک ستھانوں پر جتلائی ہے۔ جیو چاہتا ہے سُکھ، لیکن شاستر کہتا ہے کہ سُکھ شانتی کے بنا نہیں مل سکتا۔ شری مد بھگوت گیتا میں فرمایا :-

अशान्तस्य कुतः सुखम्　(२-६६)

اَرتھ :- شانتی رہت پُرش کو سُکھ کی پراپتی کہاں ہو سکتی ہے؟ ویدوں میں جگہ جگہ پر شانتی کے لئے پرارتھنا کی گئی ہے۔ جیسے

शंयोः अभि स्रवन्तु नः (यजु० 36-12)

اَرتھ :- دَیالو بھگوان سب طرف سے ہم پر شانتی کی ورشا کریں۔ یجروید کے ایک اور منتر میں جو کہ عام طور پر دھارمک کریاؤں کے بعد بڑے پریم سے مل کر پڑھا جاتا ہے۔ شانتی کے لئے اور بھی اُدھک وستار سے پربھو سے پرارتھنا کی گئی ہے۔ اِس میں کہا ہے :-

ॐ द्यौः शान्तिरन्तरिक्षं शान्तिः पृथिवी शान्तिरापः
शान्तिरोषधयः शान्तिः। वनस्पतयः शान्तिर्विश्वे देवाः
शान्तिर्ब्रह्म शान्तिः सर्वं शान्तिः शान्तिरेव
शान्तिः सा मा शान्तिरेधि ॥　(यजु० 36-17)

اُرتھ:۔ ہمارے لئے شانتی پردہوں دیولوک، انترکش، پرتھوی، جل، اوشدھیاں، وسٹ پرکش سبھی دیوتا اور وِدوان گن، وید کا گیان۔ ایسی شانتی ہمیں پراپت ہو۔

یجروید اور سام وید میں اور بہت سے منتر شانتی پراپتی کے وشئے میں ہیں۔ رِگ وید کے ساتویں منڈل کا شوکت ۳۵ تو سارے کا سارا شانتی پرکرن کا ہے۔

سنسار میں اِنسان کو تین پرکار کے دُکھوں سے پیڑت ہونا پڑتا ہے۔ ارتھات ادھی بھوتک، ادھی دیوک اور ادھی آتمک۔ اِن تینوں پرکار کے دُکھوں کی نورتی کے لئے ہر دھارمک کریا کے بعد تین بار شانتی کے لئے یاچنا بھگوان سے کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے۔

ॐ शान्तिः शान्तिः शान्तिः ॥

اِس سے آپ کو وِدت ہو گیا ہو گا کہ ہمارے دھرم شاستروں نے جیو کے لئے شانتی کو کتنی اہمیت دی ہے۔ اِس لئے شانتی کا پراپت کرنا ہمارا مُکھیہ کرتویہ اور پرم دھرم ہے۔

شانتی کی کیول پرلوک کے کلیان کے لئے ہی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اِس لوک کے لئے بھی ہے۔ یہاں بھی آدمی تبھی سُکھی رہ سکتا ہے، اگر اُس کا من شانت رہے۔ اِسی لئے کہا ہے۔

جو من شانت ہے شانت ہے کُل زمانہ دِکھے شانت دُنیا کا کُل کارخانہ
جو نہیں شانتی اپنے ہی من کے اندر تو دُنیا ہے طُوفاں زدہ سا سُمندر

کتنے اچھے ڈھنگ سے شانتی کی ضرورت اِس دانا نے اپنے اِس کلام میں جتلائی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر اِنسان کا من اشانت ہو، تو اُس کو کوئی بھی شے اچھی نہیں لگتی۔ ہر جگہ اُسے دُکھ ہی دُکھ نظر آتا ہے۔ لیکن اِس کے خلاف اگر اپنا من شانت ہو، تو ساری دُنیا ہی سُکھ بھری دِکھائی دیتی ہے۔ کئی آدمی خیال کرتے ہیں، کہ پرلوک کا آنند یعنی مُکتی کا آنند یا پرم شانتی زیادہ ضروری ہے۔ اور اِس لئے وہ اِس لوک میں شانتی کو اِتنی مہتا نہیں دیتے۔ لیکن یہ بھی اُن کی بھُول ہے۔

جو آدمی یہاں شانتی کے ابھاو سے دُکھی رہتا ہے، وہ پرم شانتی یا موکش کا ادھیکاری ہی نہیں بن سکتا۔ موکش کی پرم شانتی کے لئے پہلے اِس لوک میں شانت رہنے کی ضرورت ہے۔ اِسی لئے کہا ہے۔

جن کو شانتی یاں ہے تن کو شانتی واں۔ جن کو شانتی یاں نہیں تن کو یاں نہ واں

ایک اور وِدوان نے کہا ہے۔

رہو مت بھُول میں ہرگز کہ واں پہ کوئی جنت ہے۔ یہاں کا جنت ہی وہاں بھی ساتھ جاتا ہے

یعنی جس آدمی نے اپنا اِسی لوک کا جیون شانتی بھرا بنایا ہے، وہ ہی اپنی شانتی پردکریاؤں کا شُبھ پھل پرلوک میں بھی پاتا ہے۔ اِس لئے پرلوک کی شانتی کے لئے بھی اِس لوک میں ہی شانتی کی پراپتی لازمی ہے۔ چونکہ شانتی یا آنند جیو کا جنم سِدھ ادھیکار ہے۔ اِس لئے شرتی بھگوتی بھی تاکید کرتی ہے، کہ اُسے

اِس لوک میں یعنی اِسی جیون میں پراپت کرو، وَرنہ پچھتانا پڑے گا۔ فرمایا ہے۔

इह चेदवेदीदथ सत्यमस्ति ।
न चेदिहावेदीन्महती विनष्टिः ॥ (केन उप० 2-5)

ارتھ:۔ اے جیو! اگر تُو نے اِس جنم میں اُس پرم شانتی کو پراپت کرلیا۔ تو تو بہت اچھا ہوگیا۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا، تو تم نے اپنا بے حد ناش کرلیا۔

شاستر کا ایک اور فرمان بھی ملاحظہ ہو:۔

मस्त्वात्म मुक्तौ न यतेन मूढधीः ।
स ह्यात्महा स्वं विनिहन्त्यसद ग्राहात् ॥

ارتھ:۔ اِس جنم میں جو مُوڑھ بدھی پُرش اپنی مکتی کے لئے اُدّم نہیں کرتا، وہ آتم ہتیا کرتا ہے۔ اور اپنی مُورکھتا سے اپنا اہت کرتا ہے۔ اِس لئے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر شانتی پراپت نہیں کی، تو کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ تب پرشن ہوتا ہے۔ کہ جب شانتی کی پراپتی منشیہ کا جنم سِدھ ادھیکار ہے، اور وہ اُس کا اِچھک بھی ہے، طلبگار بھی ہے۔ تو اس کے حصول میں دُشواری کیوں ہوتی ہے۔ اِس کا اُتر یہ ہے، کہ جہاں کسی کے اُدھیکار یا حقوق ہوتے ہیں، وہاں اُس کے کرتویہ یا فرائض بھی ہوتے ہیں۔ مُشکل یہ ہے کہ اِنسان صرف اپنے حقوق پر ہی نگاہ رکھتا ہے، اور فرائض کی طرف سے غفلت اور لاپرواہی کرتا ہے۔ ہر چیز کی پراپتی کے کچھ نیم ہوتے ہیں، اور کچھ سادھن ہوتے ہیں۔ جب تک اِن کا پالن نہ کیا جائے تب تک وہ شے ہاتھ نہیں لگ سکتی۔ شانتی کی پراپتی کے لئے بھی شاستروں اور مہاپُرشوں نے کچھ نیم اور سادھن نشچے کئے ہیں۔ اُن پر کاربند ہونے سے ہی شانتی کا میٹھا پھل چکھا جا سکتا ہے۔

جو سادھن شاستروں نے اِس مقصد کے لئے بیان کئے ہیں، اُن پر عامل ہو کر انسان اِس لوک میں بھی شانتی کا بھاگی بن سکتا ہے، اور پرلوک کی شانتی کا بھی اُدھیکاری ہوجاتا ہے۔

شانتی پراپتی کے اُپائے

سائینس کی ترقّی ہوجانے کی وجہ سے آج کل کا اِنسان اپنے روگوں سے شفا پانے کے لئے لمبے نُسخے پسند نہیں کرتا کہ جن کی تیاری میں ہی اِس کو کافی تکلیف بھی ہو، اور وقت بھی زیادہ لگے۔ وہ چاہتا ہے کہ یا تو کوئی چھوٹی سی گولی ہو یا انجکشن لگ جائے۔ اِس بات کو پیش نظر رکھتے ہُوئے شانتی پراپتی کے جہاں اور سادھن نویدن کئے جائیں گے، وہاں گولی رُوپ کا ایک سادھن سب سے پہلے عرض کیا جاتا ہے جس سے اِس لوک اور پرلوک دونوں کی شانتی پراپتی کی سِدھی ہو سکتی ہے۔ وہ اُپائے ہے "وِشُدھ پریم"۔

بھگوان اُور انسان سے وِشُدّھ پریم

بھگوان سے اُور بھگوان کی پرجا سے کیا ہُوا وِشُدّھ پریم شانتی پراپتی کا یقینی سادھن ہے۔ خالق اُور اُس کی مخلوق دونوں سے ہی سچا پیار ہو۔ خالق مخلوق سے جُدا نہیں ہے۔ ہر انسان کے اندر وہ موجود ہے۔ شری گیتاجی میں فرمایا ہے :۔

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति ॥ (18-61)

اَرتھ ۔ اے ارجن وہ سروویاپک پرمیشور سب بھوت پرانیوں کے ہردے میں سنمقت ہے۔ پھر کہا ہے :۔

यो मां पश्यति सर्वत्र सर्वं च मयि पश्यति ।
तस्याहं न प्रणश्यामि स च मे न प्रणश्यति ॥

اَرتھ ۔ جو پُرش مجھ کو سارے پرانیوں میں اُور سارے بھوت پرانیوں کو مجھ بھگوان میں دیکھتا ہے۔ اسکو میں نہیں بھُلاتا۔ اِس لئے خالق کی مخلوق سے یعنی پربھُو کی پرجا سے پریم کرنا بھی پربھُو سے ہی پریم کرنا ہے۔ جو ایسا نہیں سمجھتا۔ وہ بھُول کرتا ہے۔ کئی دھرم شاستروں میں اِس حقیقت کو اِس طرح جتلایا گیا ہے۔ ؎

قیامت کو خدا پُوچھے گا بتا تو اے میرے بندے — میں بھُوکا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلوایا
کہے گا یا الہٰی تو تو رب ہر دو عالم ہے — نہیں ممکن کہ تو بھُوکا ہو یہ کیا تُو نے فرمایا
جواب اِس کا ملے گا کہ فلاں دن اِک میرا بندہ — تھا بھُوکا ہو کے در پہ تیرے روٹی مانگنے آیا
دیا روٹی کی جا لیکن جواب صاف اسے تُو نے — وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے پہ اب بھی شرمایا؟

ایک اُور دانا نے کہا ہے۔ ؎

شیخ کعبہ میں تو خدا کو عبث میں ڈھونڈتا ہے — اگر اُس کا تُو طالب ہے تو اِنساں سے محبّت کر

اسی طرح ایک اُور مفکّر کا فرمان ہے۔ ؎

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں — کرے بس محبت اِنساں سے اِنساں

اِس طرح مانو سے پریم کرنا بھی اِتنا ہی ضرُوری ہے کہ جتنا کہ پربھو سے۔ وہاں یہ رہسیہ نہ بھُولنا چاہیئے کہ جیسا کہ اُوپر نویدن کیا ہے۔ یہ پریم وِشُدّھ ہونا چاہیئے۔ اَرتھات اِس میں کپٹ یا سوارتھ نہ ہو۔ دِکھاوے کی پربھو بھگتی یا غرض کا پربھو پریم شانتی پرد نہیں ہو سکتا۔ اِسی لئے ایک مہاپُرش نے کہا ہے۔ ؎

عبادت کرتے ہیں جو لوگ جنّت کی تمنّا میں — عبادت تو نہیں وہ اِک طرح کی تجارت ہے
جو ڈر کر نارِ دوزخ سے خُدا کا نام لیتے ہیں — عبادت کیا وہ خالی بُزدلانہ ایک حکمت ہے
مگر جب شُکرِ نعمت سے جبیں جھُکتی ہے بندے کی — وہ سچی بندگی ہے، وہ اِک سچی اطاعت ہے

یاد رکھو پربھُو کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا، وہ سرو انترباجی ہے۔ چھل کپٹ اُور دِکھاوے کا پربھُو پریم نہ صرف

کچھ لابھ نہیں دیتا، بلکہ بے حد ہانی کرتا ہے۔ اِس لئے اِس سے سدا بچنا چاہیئے۔ ایسے کپٹ بھرے پریھو پریم کرنے سے تو نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

پرانیوں سے بھی پریم صاف دِلی سے ہونا چاہیئے۔ ان سے بھی جھوٹا پریم کر کے اِنسان کچھ عارضی لابھ تو اُٹھا سکتا ہے۔ لیکن انجام کار یہ بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ بعض لوگ نفس پرستی اور وِلاستا کو بھی پریم کا نام دیتے ہیں۔ یہ اُن کی خود فریبی یا سہل انگاری ہے۔ وشُدھ پریم وہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی بھی چیز لینے کی آشا نہ ہو۔ پریم کو اپنا کرتویہ جان کر پریم کے لئے ہی پریم کیا جائے۔ کسی اور اُدیش یا مقصد کے لئے نہیں۔ وشُدھ پریم اُسی کا نام ہے۔ جو اس بھاونا اور اِس یقین سے کیا جائے کہ سب کے اندر پرمیشور ہے۔ اِس لئے پرانی سے پریم کرنا پرمیشور سے پریم کرنا ہے۔ ایک دانا نے ٹھیک کہا ہے۔ ؎

پریم نے مخلوق میں خالق کی تجلّی پائی ؂ دیکھ لی آئینہ میں آئینہ گر کی صورت

ایک اور سجن نے فرمایا ہے۔ ؎

کیا کرے گا پیار وہ بھگوان سے کیا کرے گا پیار وہ ایمان سے
جنم لے کر گود میں اِنسان کی پریم کر پایا نہ جو اِنسان سے

جناب اقبالؔ نے بھی اِس بارے میں کیا پتہ کی بات کہی ہے۔ ؎

تلاشِ حق میں ہزاروں لاکھوں بُتوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
مَیں اُس کا بندہ بنُوں گا جس کو خُدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اسلامی کُتبِ مقدسہ میں اِنسان کی قدر و قیمت کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ خُدا نے اِنسان کو اپنا ہی رُوپ بنا کر سب فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کریں۔ باقی سب فرشتوں نے تو اُس حکم کی تعمیل کی لیکن عزازیل نے اِنکار کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا، کہ خُدا نے اسے لعنتی قرار دیا، اور وہ آج تک شیطان کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔ اِسی لئے ایک مُفکر کا فرمان ہے۔ ؎

کعبہ ہے اگر کوئی تو اِنسان ہی کا ہے دِل
مٹّی کا یہی پُتلا پرستش کے ہے قابل

ایک اِنسان کو سچّا پیار نہ کر کے جو اس سے نفرت کرتا ہے یا اُس کی دِل آزاری کرتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک مُفکر نے کیا معرکہ کی بات کہی ہے۔ ؎

بُت خانہ توڑ ڈالئے مسجد کو ڈھائیے
دِل کو نہ توڑیئے۔ کہ یہ خُدا کا مقام ہے

یعنی بے شک مندر یا مسجد کو گرا دو جو بھگوان کا گھر سمجھے جاتے ہیں، لیکن کسی کے دِل کو نہ توڑو۔ کیونکہ اس میں تو جیتا جاگتا پربھو ہے۔

اسی لئے تو ایک اور مہاپُرش نے فرمایا ہے:۔

یہ اوتار جتنے ہیں، جتنے پیغمبر محبت کا پیغام لائے ہوئے ہیں!
ہر انساں کے اندر خدا خیمہ زن ہے اور انساں خدا میں سمائے ہیں

جس اِنسان کے اندر پریم کا ابھاو ہے؛ وہ تو در اصل اِنسان کہلانے کے قابل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اِنسان کو پریم سوروپ پرمیشور نے اپنی صُورت پر بنایا ہے۔ وہ ذات پاک اِنسان کی شکل میں ہی اِس جہاں میں ظاہر ہوتی ہے۔ تبھی تو کہا ہے۔

اپنی صُورت کا وہ ہُوا شیدا اُپنے آپ کو اِنساں بنا دیکھا

اِس لئے جس اِنسان کا دِل پریم سے عاری ہے، وہ اِنسان نہیں، کچھ اور شے ہے۔ اِسی وجہ سے ایک دانا نے فرمایا ہے:۔

محبت کی ہے جس کسی میں کمی نہ ہم کہہ سکیں گے اُسے آدمی

کبیر جی نے تو اِس حقیقت کو جتلاتے ہُوئے حد ہی کر دی ہے۔ فرمایا ہے۔

جا گھٹ پریم نہ سنچرے سو گھٹ مانو مسان
جیسے کھال لوہار کی سانس لیت بن پران

کبیر جی اُس اِنسان کو شمشان بھُومی کا مُردہ کہتے ہیں جس کا ہردے پریم رہت ہے۔ وہ تو لوہار کی کھال کے مانند ہوتا ہے، جو پھونک بھرنے سے کام دیتی ہے۔ لیکن ہے مُردہ۔ اِس لئے اگر آپ شانتی اور پرم شانتی کو پراپت کرنے کی آرزو رکھتے ہیں، تو پرمیشور سے اور اس کی پرجا سے وشُدھ پریم کیجئے۔

پریم سے شانتی کی پراپتی شرتی بھگوتی بھی ورنن کرتی ہے۔ لکھا ہے:۔

नित्यो नित्यानां चेतनश्चेतनानामेको
बहूनां यो विधाति कामान् ।
तमात्मस्थं ये ऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां
शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम् ॥ (कठ उप० 5-13)

اَرتھ:۔ پربھو نتیوں کے بھی نت سروپ ہیں۔ چیتنوں کا بھی چیتن ہیں۔ وہ انیکوں کامنائیں پُورن کرتے ہیں۔ جو دھیر پُرش اپنے اندر ستھت اِس پربھو کو انوبھو کر لیتے ہیں۔ اُنہی کو پرم شانتی پراپت ہوتی ہے۔ دُوسروں کو نہیں۔ پربھو پراپتی اصل میں موکش پراپتی کا ہی دُوسرا نام ہے۔ مُکتی اور پربھو پراپتی ایک ہی بات ہے۔ شری گیتا جی میں پربھو پراپتی کا سادھن یکساں نظری یعنی اِنسان میں بھگوان کو دیکھنا ہی بتایا ہے۔ لکھا ہے گیتا اُدھیائے ۱۳۔ شلوک ۲۸۔ ۳

समं पश्यन्हि सर्वत्र समवस्थितमीश्वरम् ।

ارتھ:۔ سب میں سم بھاو سے سنجکت ہوتے پرمیشور کو سمان دیکھتا ہوا مانو۔ اپنے دوارا آپ کو نشٹ نہیں کرتا ہے اور اس لئے وہ اس سے پرم گتی کو پراپت ہوتا ہے۔

جس کال میں منشیہ بھوتوں کے نیارے نیارے بھاو کو ایک پرماتما کے سوروپ کے آدھار ستھت دیکھتا ہے۔ اور اس پرماتما کے سنکلپ سے ہی سمپورن بھوتوں کا وستار دیکھتا ہے۔ اس کال میں سچدانند گھن برہم کو پراپت ہوتا ہے۔

پریم سے ہی پربھو پراپتی کا ورنن گوسائیں تلسی داس جی نے اپنے امر گرنتھ رام چرت مانس میں کیا ہے۔ فرمایا ہے۔

ہری ویاپک سروتر سمانا ؛ پریم تے پرگٹ ہوئی میں جانا (بال کانڈ ۱۸۵-۲)

ارتھ:۔ پرمیشور ہر جگہ اور ہر شے میں موجود ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جو اسے پانا چاہے اسے پریم کی راہ اختیار کرنا ہوگی۔ پھر کہا ہے۔

رامھی کیول پریم پیارا ؛ جانی لیئو جو جانن ہارا (ایودھیا کانڈ ۱۳۷-۱)

ارتھ:۔ پرمیشور کو بس پریم ہی پیارا ہے، جو اس حقیقت کو سمجھنا چاہے۔ سمجھ لے۔ ایک اور جگہ کہا ہے۔

اُماجوگ جپ دان تپ ناناً مکھ برت نیم ؛ رام کرپا نہیں کرہیں تسی جسی نشکیول پریم (لنکا کانڈ ۱۱۷ دوہا)

ارتھ:۔ اے پاربتی یوگ، جپ، دان تپ انیک پرکار کے یگیہ، برت اور نیم اپیادی کے کرنے سے پرمیشور کی وہ کرپا پراپت نہیں ہوتی، جو شدھ پریم کے کرنے سے ہوتی ہے۔ ایک دانا نے بھی شانتی یا سکون کو پانے کے لئے پربھو پریم کی بھاونا کو بڑے معنی خیز الفاظ میں جتلایا ہے۔ اس نے کہا ہے۔

سکوں کا نہ چشمہ ہے یہ تیرا گھر ؛ سکوں کا نہ باعث ہیں زن اور پسر
سکوں کب ملے دولت اور مال میں ؛ سکوں پاؤگے نہ تم جنجال میں
سکوں عزت و جاہ میں ہے کہاں ؛ سکوں فیل و ہتگاہ میں ہے کہاں
سکوں چاہیئے لایزالی اگر ؛ تو مالک سے تو لو لگا بیٹھ کر

گوربانی میں بھی پربھو پریم کو اس کی پراپتی کا سادھن بتایا ہے۔ فرمایا ہے۔

سانچ کہوں سن لیہو سبھی جن پریم کیئو تن ہی پربھ پائیو (دسم گرنتھ)

حضرت محمدؐ سے ایک حدیث ہے۔ جو پریم کی مہتا کو بڑے واضح طور پر درشاتی ہے۔ لکھا ہے۔

اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ بِہٖ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا

ارتھ:۔ تو مسلمان تبھی کہلا سکتا ہے کہ جب تو لوگوں کے ساتھ ویسا ہی پریم کرے۔ جیسا کہ تو اپنی ذات سے کرتا ہے۔

گوربانی میں ایک اور بڑا سندر کتھن ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

سبھ کو میت ہم اپنا کینا ہم سبھنا کے ساجن
دور پرایو من کا برہا میل کیئو میرے ساجن ۔ (دھناسری محلہ ۵)

اُرتھ :۔ ہم نے سب کو اپنا متر بنا لیا، اور ہم خود بھی اُن کے پریمی بن گئے۔ جس کا پھل یہ ہُوا، کہ دل کی جلن سب مٹ گئی اور پرمیشور کی پراپتی ہو گئی۔

عیسائی دھرم کی مقدس کتاب انجیل میں لکھا ہے:۔

Beloved let us love one another for love is God and any-one that loveth is born of God and knoweth God (I John 4-71)

اُرتھ :۔ اے پیارے آؤ، ہم ایک دوسرے سے پریم کریں۔ کیونکہ پریم ہی تو پرمیشور ہے۔ اور جو کوئی بھی پریم کرنے والا ہے، وہی پرمیشور کا سپُوت ہے۔ اور پرمیشور کو جاننے والا ہے۔

جین دھرم کے گرنتھ تو پریم کے پرمانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے:۔

मित्ती मे सव्व भूयेसु वेरं मज्झ्ण केणई (आवश्यक सूत्र)

اُرتھ :۔ میرا سب کے ساتھ پریم ہو، کسی کے ساتھ بھی دشمنی نہ ہو۔

بُدھ دھرم کے دھم پد گرنتھ میں لکھا ہے کہ وَیر سے وَیر کبھی نہیں جاتا۔ پریم پیار سے اس کی شانتی ہوتی ہے۔ یہی سناتن دھرم ہے۔

اشُدھ پریم کے وشئے میں اور بہت سے پرمان دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن شانتی پراپتی کے اس پہلے اُپائے کی چرچا ہی کافی لمبی ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کو یہاں ہی سماپت کیا جاتا ہے، اور یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ اگر آپ کو سچی شانتی مطلوب ہے تو شانتی کے داتا پرمیشور سے اور اس کی پرجا سے وشُدھ پریم کرو۔ یہ اچوک نسخہ کتنا سستا اور کتنا سہل ہے۔ اس کا استعمال آج سے ہی شروع کر دیجئے، اور پھر دیکھئے۔ دل میں کس طرح شانتی کی لہریں ٹھاٹھیں مارنے لگتی ہیں۔

ہردے کی نرملتا یا پاکیزہ دلی!

اب ایک اور گولی رُوپ کا ہی نسخہ شانتی پراپتی کا عرض کیا جاتا ہے۔ وہ ہے آتم شُدھی۔ من کی پوترتا۔ ذرا ہم وچار کریں، کہ منشیہ اشانت کب ہو اُٹھتا ہے۔ تو پتہ لگے گا، کہ اشانتی اُس وقت ہوتی ہے۔ جب من ادھیر ہو، چنچل ہو، تب اشانتی کا ماحول بن جاتا ہے۔ اس پر سوال ہوتا ہے، کہ من میں ادھیرتا اور چنچلتا کب اُبھرتی ہے۔ اس کے متعلق گہری نگاہ سے غور کرنے پر معلوم ہو گا، کہ یہ اوستھا تب ہوتی ہے کہ جب من میں کوئی اشبھ کامنا، اشبھ بھاو یا اشبھ وچار پیدا ہو جائے۔ ویسے تو ہر واسنا ہی من میں چنچلتا پیدا کر دیتی

ہے۔ لیکن اشبھ واسنا یا اشبھ وچار تو اس میں بڑی بھاری ہلچل ہی مچا دیتے ہیں۔ من میں گڑ بڑ ہو جائے، تو انسان کا پریشان ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک شاعر نے ٹھیک کہا ہے۔

دل ٹھکانے ہو تو ہر شے سے ٹپکتی ہے بہار ٭ دل پریشاں ہو گیا عالم پریشاں ہو گیا

ایک اور دانا کا قول ہے۔

اگر طوفان میں کشتی ہو تو چل سکتی ہیں تدبیریں ٭ اگر کشتی میں طوفاں ہو تو سو جاتی ہیں تقدیریں

یعنی اگر من میں ہلچل نہ ہو، تو باہر کے نا موافق حالات جیو پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے۔ لیکن اگر من میں ہی چلبلاہٹ پیدا ہو جائے، تو انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت شاعر نے ایک کشتی کی مثال دے کر واضح کی ہے۔ شرتی بھگوتی اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ فرمایا ہے۔

कल्पान्त पवना वान्तु यान्तु चैकत्वमर्णवा: ।
तपन्तु द्वादशादित्या नास्ति निर्मनस: क्षति ॥ (महो॰ उप॰ 4-97)

ارتھ:۔ خواہ پرلے کال کی تند اور تیکھی ہوائیں چلنے لگیں یا سارے سمندر اکٹھے ہو کر پرتھوی پر دھاوا بول دیں یا ایک ہی وقت میں بارہ سورج اپنی پوری طاقت سے آگ برسانے لگیں، تو بھی ایک شانت من والے جیو کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ایک اور شاعر نے بھی کیا ٹھیک کہا ہے۔

بے صبر کو منزل کی کہیں راہ نہیں ملتی ٭ اک گانٹھ بھی بے صبری دل سے نہیں کھلتی
جب دل ہی پریشان ہو تو پھر چین کہاں ہے ٭ بن چین کے گتھی نہیں کوئی سلجھی

اگر دل میلا ہو، تو اور کوئی بھی سادھن فائدہ نہیں پہنچاتا۔ اسی لئے ایک دانا کا فرمان ہے۔

کیا فائدہ اگر ریش بڑھائی تو نے ٭ پیشانی پہ محراب بنائی تو نے
تسبیح و مصلّی سے بھلا کیا حاصل ٭ جب کچھ بھی نہ کی دل کی صفائی تو نے

لیکن اگر دل صاف ہو، تو اپروکت مہوا پنشد کے فرمان کے مطابق زمانہ کی گڑ بڑ کوئی بگاڑ نہیں کر سکتی۔

ایک دوسرے شاعر نے یہ صداقت اس طرح بیان کی ہے۔

جو دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے ٭ شعلہ ہے کب دھوئیں کی طرح پیچ و تاب میں

ایک اور دانا نے کہا ہے۔

جو صاف دل ہیں انہیں جور چرخ سے ہے اماں ٭ پسا نہ دانہ کبھی آسیا میں گوہر کا

اس سچن کا کتھن ہے کہ جن خوش قسمت انسانوں کا ہردے پوتر ہے، اُن کو وپدائیں اُسی طرح سے وچلت نہیں کر سکتیں جس طرح کہ گوہر یعنی کے دانہ کو چکّی نہیں پیس سکتی۔

اُدھیاتمک اُنتی کے لئے جتنے بھی سادھن ہیں۔ اُن سب کا اولین مقصد ہردے کی شُدھی ہوتا ہے، کیونکہ

اِس کے بغیر مانو آگے بڑھ ہی نہیں سکتا، اور اگر ہردے شُدّھ ہو جائے، تو سبھی سادھن سپھل ہو جاتے ہیں۔ گیان کی پراپتی بھی شُدّھ ہردے میں از خود ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دِل دُھندلا ہو، تو کوئی بھی سادھن سپھل نہیں ہوتا۔ ایک سجن نے اِس حقیقت کو ایک مثال دے کر اِس طرح ظاہر کیا ہے:۔ ؎

ظرف ناپاک ہے تو ہے ہر شے ناپاک ؛ دِل نہیں صاف تو خاک عبادت ہوگی

یعنی اگر کسی برتن کے اندر غلاظت بھری ہوئی ہے، تو اس میں جو بھی شے ڈالی جائے گی، وہ گندی ہو جائے گی۔ اسی طرح سے اگر دِل مَیلا ہو، تو کوئی بھی ادھیاتمک سادھن سرے نہیں چڑھ سکتا۔ باہر کی صفائی بے معنی ہوتی ہے۔ حقیقی فائدہ تو اندر کی صفائی سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ کہا ہے۔ ؎

کیا اہلِ جہاں کرتے ہیں باہر کی صفائی ؛ آئینہ باطن کو جلا کیوں نہیں کرتے

ایک مہاتما سے کسی نے پُوچھا کہ اِنسان کے شریر کا اعلےٰ ترین انگ یا عضو کونسا ہے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ "دِل"۔ اور پھر پُوچھا کہ ادنےٰ ترین یا رزیل ترین کونسا ہے، تو اُنہوں نے پھر کہا کہ "دِل"۔ پوچھنے والے نے حیرت سے کہا کہ ایک ہی چیز سرشیشٹ اور نکرشٹ کیسے ہو سکتی ہے۔ تو مہاتما جی نے جواب دیا کہ اگر دِل پاک وصاف ہے تو وہ سروُتم ہے، اگر مَیلا ہے تو اُدھم سے اُدھم ہے۔ ساتھ ہی مہاتما جی نے فرمایا کہ شُدّھ ہردے منشیہ کا بہترین دوست ہے، اور مَیلا من بد ترین دُشمن۔

ایک شاعر نے بھی کہا ہے۔ ؎

نہ کوئی ایسا دوست ہے نہ کوئی دُشمن ہے ؛ ایک یہ دِل ہے غرض دوست ہے یا دُشمن ہے

اِنسان کے من میں اشانتی پیدا کرنے والے دو بڑے عنصر ہیں، اور وہ ہیں چِنتا اور خوف۔ خوف اس انسان کے نزدیک نہیں آ سکتا جس کا ہردیہ شُدّھ ہو۔ اسی لئے ایک دانا کا فرمان ہے۔ ؎

خوف کس کا ہے اُسے جس کا قصہ صاف ہے ؛ صاف جس کا دِل ہے وہ ہر طرف بے باک ہے

فارسی زبان میں ایک چھوٹی سی ضرب المثل اس بارے میں بڑی معنی خیز ہے۔ کہا ہے:۔

ع پاک باش بے باک باش

یعنی اے اِنسان تو شُدّھی دھارن کر اور نربھے ہو جا۔

علامہ اقبال نے بھی اِس کے متعلق ایک بڑا وزن دار شعر کہا ہے۔ ؎

دِل میں سوز نہیں ہے رُوح پاک نہیں ہے ؛ اس میں کیا عجب کہ تو بے باک نہیں ہے

یعنی اگر تیرے دِل میں دُوسروں کے لئے ہمدردی اور درد نہیں ہے، اور تیرا دِل مَیلا ہے، تو پھر کوئی حیرانی کی بات نہیں، اگر تو خوف زدہ رہتا ہے۔

اِس بحث سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا، کہ شانتی کو تباہ کرنے والے دُشمن خوف سے اِنسان تبھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے ہردے کو شُدّھ بنائے۔ آپ پُوچھ سکتے ہیں کہ ہردے کی شُدّھی اِنسان کو نربھے کس طرح

بتاتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِنسان کو خوف ہوتا ہے کسی دوسرے آدمی سے، اور دوسرے سے خوف تبھی ہو سکتا ہے۔ جب اس کے ساتھ بدکلامی کی گئی ہو یا اُس کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچایا گیا ہو۔ جو صاف دِل آدمی ہوگا، وہ نہ تو بد زبانی کرتا ہے اور نہ ہی بدکرداری۔ کیونکہ صاف دِل اِنسان کے من میں بُرا وِچار ہی نہیں اُٹھ سکتا۔ اور اگر وہ کوئی بُرائی کی بات سوچے گا ہی نہیں تو بُرا بولے گا کیسے یا بُرا کرے گا کیسے؟

ایک شاعر نے خیالات کے متعلق بالکل ٹھیک کہا ہے۔ ؎

گِرتے ہیں جب خیال تو گِرتا ہے آدمی ؛ جس نے اِنہیں سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

نیکی اور بدی کی بُنیاد تو منشیہ کا وِچار ہی ہوتا ہے جس کا ہردیہ شُدّھ ہوگا، اُس کے وِچار بھی شُدّھ ہونگے جو بولتا بھی نیک ہے اور کرتا بھی نیک ہے، اُس کی شانتی کو کون چھین سکتا ہے۔ وہ تو اس کی رفیقہ حیات بنی رہے گی۔

اَب کچھ داناؤں کے کلام اندریں بارے پیش کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے صاف دِلی کو شانتی پراپتی کا ذریعہ بنایا ہے :-

ایک مفکر کا کتھن بھی ملاحظہ ہو:-

اگر قلب میں اپنے صدق وصفا ہے ؛ تو باہر بھی صدق وصفا ہر جگہ ہے
جو چاہو تمہیں شانتی ہر جگہ ہو ؛ جو چاہو کہ مَن میں سکوں رونما ہو
تو دِل کا یہ آئینہ صاف کر لو! ؛ پوِتر وِچاروں سے تم اِس کو بھر لو

طوالت مضمون کے خوف سے صرف ایک اور شاعر کی رباعی عرض کی جاتی ہے۔ ؎

پاکیزہ دِل میں کہاں آئے رنج ؛ کہ دُکھ دُور ہو جائیں مٹ جائے رنج
دِلِ پاک میں ہوں سکون وقرار ؛ وہیں عقل قائم ہو اور برقرار!

اِس ساری چرچا سے آپ پر ودِت ہو گیا ہوگا۔ کہ پاکیزہ دِل یا ہردے کی شُدّھی شانتی حاصل کرنے کا یقینی وسیلہ ہے۔ لیکن شائد آپ یہ بھی جاننا چاہیں کہ ہردے کی شُدّھی کس طرح کی جائے۔ شری کرشن جی نے گیتاجی میں تو اِس کے دو سادھن بتائے ہیں۔ ابھیاس اور ویراگیہ۔ مگر اِن سادھنوں کو بروئے کار لانے کے لئے ایک سہایک سادھن ہے، اور نویدن کرتا ہوں۔ وہ سیدھا اور سادہ سا اُپائے ہے۔ آنکھوں کو قابو میں رکھنا، دِل میں میلے اور زہریلے مواد لے جانے کا سب سے بڑا ذریعہ اِنسان کی آنکھیں ہی ہیں۔ کام یا نفس کو آنکھیں ہی بھڑکاتی ہیں۔ جہاں موہنی صورت دیکھی، دِل میں کولاہل مچ گیا۔ لوبھ بھی آنکھوں کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے، لالچی نگاہ ہی اِس کا باعث ہوتی ہے۔ کرودھ بھی آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو اِس طرح کام کرودھ اور لوبھ کی اُتپتی کا کارن آنکھیں ہی ہوتی ہیں۔ اور اِن تینوں کو ہی شری گیتاجی نے نرک کا دوار قرار دیا ہے۔ (گیتا ادھیائے ۱۶۔ شلوک ۲۱)

اُرتھ :۔ کام کرودھ اور لوبھ یہ تین قسم کے نرک کے دروازے آتما کا ناش کرنے والے ہیں۔ اِس لئے اِن تینوں کو تیاگ دینا چاہیئے۔ کیوں کہ آنکھوں کے راستہ ہی یہ تینوں ظالم ہمارے من پر حملہ کرتے ہیں۔ اِس لئے دِل کو پوِتّر رکھنے کے لئے آنکھوں کو وش میں رکھنا بےحد لازمی ہے۔ درِشٹی نیچی کر کے چلو۔ اپنے آگے بہت دُور تک مت دیکھو۔ آگے پیچھے، اگل بگل، اِدھر اُدھر، اُوپر نیچے اور ٹیڑھی ترچھی چُبھتی نظر سے کِسی کو بھی نہ دیکھو۔ پرائی اِستری کو ماں بہن یا بیٹی کے رُوپ میں دیکھو۔

مندرجہ بالا مضمون میں دو اُپائے شانتی پراپتی کے آپ کی سیوا میں عرض ہو چکے ہیں۔ اب ایک تیسرا اُسی رُوپ کا سادھن بھی پیش کیا جاتا ہے۔

ستیہ، صداقت، راستی

جو آدمی ستیہ کو دھارن کر لیتا ہے۔ شانتی اِس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ شانتی ستیہ کی تو داسی ہے۔ مہاتما گاندھی جی سے ایک بار پُوچھا گیا کہ آپ کس آدھار پر اِتنے دھیریہ وان اور شانت رہتے ہیں۔ تو اُن کا فرمان تھا، کہ ستیہ کے آدھار پر، کیونکہ ستیہ ہی پرمیشور ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اور کسی کی پُوجا نہیں کرتا، نہ کسی کے سامنے جُھکتا ہُوں، مَیں تو صرف ستیہ کا پُجاری ہُوں۔ جھُوٹ بولنے والے آدمی کے دِل میں بوکھلاہٹ رہتی ہے، اور سچ بولنے والے کا من ٹِکا ہُوا رہتا ہے۔ جھُوٹ بولنے والے آدمی کے دِل میں خوف رہتا ہے کہ اگر اِس کے جھُوٹ کا پول کھُل گیا، تو اُس کی بُری گت ہوگی۔ اِس لئے جیسا کہ اِس سے پیشتر بتایا جا چُکا ہے کہ جہاں خوف ہو، وہاں شانتی کیسے ہو سکتی ہے۔ اِسی لئے ویدوں، شاستروں، رِشیوں اور مہاتماؤں نے منشیہ کو اپنے کلیان کے لئے اور پرم شانتی کی پراپتی کے لئے ستیہ کو گرہن کرنے کی آگیا دی ہے۔ مضمون پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے۔ اور کچھ اور ضروری باتیں ابھی نویدن کی جانی ہیں۔ اِس لئے شاستروں نے جو مہما ستیہ کی ورنن کی ہے۔ ان کے صرف ایک دو پرمانوں کا ترجمہ ہی عرض کیا جاتا ہے۔

شُرتی بھگوتی کہتی ہے "ستیہ ہی کی جے ہوتی ہے، جھُوٹ کی نہیں۔ ستیہ ہی سے موکش کا مارگ پھیلا ہُوا ہے۔ جس مارگ سے کامنا رہت رِشی وہاں پہنچتے ہیں۔ جہاں ستیہ کا اُتم خزانہ ہے۔ مہا بھارت میں لکھا ہے، کہ اگر ہزار اشومیدھ یگیوں کا پھل ترازُو کے ایک پلڑے میں رکھو، اور دُوسرے میں ستیہ کو رکھو، تو ستیہ والا پلڑا بھاری رہے گا۔

پھر لکھا ہے، سنسار میں ستیہ ہی ایشور ہے۔ اور دھرم بھی سدا ستیہ کے ہی آشرت رہتا ہے۔ سب پدارتھ بھی ستیہ مُول ہی ہیں۔ ستیہ کے علاوہ کوئی پرم پد نہیں ہے۔

کبیر جی نے فرمایا ہے۔

سانچ برابر تپ نہیں جھُوٹ برابر پاپ ؛ جا کے ہردے سانچ ہے تا کے ہردے آپ

بعض سجن وچار پرکٹ کرتے ہیں، کہ اس زمانہ میں سچائی کو کیسے دھارن کیا جائے۔ کیونکہ نہ تو اس کی قدر عوام کرتے ہیں اور نہ ہی سرکار۔ پھر سرکار نے ٹیکس وغیرہ کے قانون ایسے کڑے اور پیچیدہ بنا دیئے ہیں کہ سچ بولنے سے کام ہی نہیں چل سکتا۔ ایسے لوگوں کا یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اس بارے میں ان حقائق پر دھیان دینا چاہیئے۔

۱۔ بیشک سچ بولنے والے دکاندار کا کچھ عرصہ تک کام ٹھیک نہ چلے گا لیکن انجام کار اس کی دکان چمک جائے گی۔ اسی طرح سچائی سے کام لینے والے ٹیکس گزار کا حساب زیادہ احتیاط سے دیکھا جائیگا۔ لیکن پھر اس کا اعتبار جم جائے گا۔

۲۔ بڑا سوال تو یہ ہے کہ کیا جھوٹ بول کر من میں شانتی رہتی ہے، اگر نہیں تو ایسی کمائی سے کیا فائدہ جو دل میں سدا خوف اور پریشانی ہی رکھے۔

۳۔ جھوٹ اور فریب سے دھن کمانے والا اس حقیقت کو بھول جاتا ہے، کہ پراربدھ میں جو ملنا ہے وہ جتنا ملنا ہے، وہ پرشارتھ سے ضرور مل جائے گا۔ اس لئے ایک دانا کا یہ کلام یاد رکھنا چاہیئے۔

رکھیں ہم بھروسہ سدا ایک رب پر ؛ نہ چھوڑیں کبھی بھی ہم اس کا ہی اک در
ہمارا جو ہے وہ ہمیں ہی ملے گا ؛ کوئی دوسرا اس کو لے نہ سکے گا
جو اوروں کا ہے اس کو ہم لے سکیں کب ؛ طمع و حسد محض بے سود ہیں سب

۴۔ زیادہ دھن کئی سمسیائیں، کئی پیچیدگیاں اور کئی پریشانیاں کھڑی کر دیتا ہے۔ دشمن زیادہ بنتے ہیں۔ اپنے سچے کلیان کی طرف نگاہ بہت کم جاتی ہے۔ شانتی دھن سے نہیں خریدی جا سکتی۔ اس لئے یہ کہنا ایک بھول ہے۔ کہ آج کل سچ کی قدر نہیں ہے۔ . . . . سچ کی سدا قدر رہی ہے۔ اب بھی ہے اور سدا کے لئے رہے گی۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ सत्यमेव जयते नानृत ॥

یعنی جے اور فتح ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے، جھوٹ کی نہیں۔

اگر اس زمانہ میں سچ کی قدر نہ ہو، تو عدالتوں میں گواہ سے یہ کیوں کہلایا جائے، کہ میں جو کچھ کہوں گا۔ دھرم سے سچ کہوں گا۔ لہٰذا شانتی کے طلب گاروں کو ایسی خام خیالیوں اور غلط فہمیوں سے دور رہ کر ستیہ کا پجاری بن جانا چاہیئے۔

جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ جھوٹ کے بنا کام نہیں چل سکتا، وہ ان کی بہانہ بازی ہے۔ کیا انہوں نے کبھی سچ کو اپنا کر دیکھا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے، کہ کچھ عرصہ کے لئے ان کو کٹھنائی محسوس ہو۔ لیکن پھر وہ خود ہی محسوس کریں گے، کہ ان کی بھول تھی۔ اور سچ کو گرہن کرنے سے جو شانتی کا لابھ اور سکھ ان کا ہوگا۔ اس کی تو کوئی قیمت ہی نہیں ڈالی جا سکتی۔ اپنی پراربدھ پھر بھی ملے گی۔

دھیان دوارا شانتی :- ادھیاتمک انتی کے لئے سوا دھیائے۔ ست سنگ اور وویک

بہت سہائتا دیتے ہیں۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر سہائک ہوتا ہے دھیان۔ اس سے پیشتر تین سادھن وشدھ پریم، ہردے کی پوترتا اور ستیہ کی بھاونا شانتی پراپتی کے لئے نویدن کئے گئے ہیں۔ اگر انہیں سادھنوں کا ابھیاس دھیان دوارا کیا جائے، تو سپھلتا جلدی اور یقینی طور پر پراپت ہوتی ہے۔ کیونکہ دھیان سے ہماری اندرونی شکتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ آتما میں جاگرتی ہوتی ہے۔ من اور بدھی اس صورت میں حقیقت کو جلدی گرہن کرنے کے قابل بنتے ہیں۔ یہ تو ایک سرومانیہ تتھیہ ہے کہ ادھیا تمکتا میں اُنتی اندر کی جیوتی کے جگنے سے ہی ہوتی ہے۔ وہ جیوتی موجود تو ہر ایک جیو میں ہے، لیکن اس پر جنم جنما تروں کے بُرے سنسکاروں کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ پاپوں کی میل جمی ہُوئی ہے۔ اس میل کو دھونے اور پردہ کو دُور کرنے کے لئے دھیان بہت زیادہ سپھلتا دیتا ہے۔

دھیان کے لئے سُورج نکلنے سے پہلے پراتہ کال کا سمے زیادہ انوکُول ہوتا ہے۔ اس سمے ایکانت استھان میں شانت بھاو سے بیٹھ کر انہیں تین سادھنوں پر توجہ دو۔ اور دشواس پُوروک کہو کہ دیا کے ساگر پربھو کی اسیم کرپا سے میرے اندر سے دویش بھاونا بالکل دُور ہو رہی ہے، اور پریم بھاونا اُبھر رہی ہے۔ مَیں ہر جیو سے پریم کروں گا۔ سب کو پریم کی درشٹی سے دیکھوں گا، سب کی بھلائی سوچوں گا، مَیں ساری بات چیت بھی پریم بھرے شبدوں سے کروں گا، میری زبان اور میری آنکھوں میں پریم ہی بھرا رہے گا۔ کیونکہ میرے ہردے میں پریم ہی پریم کی بھاونا موجود رہے گی۔

میرا ہردے بھی شُدھ ہوتا جا رہا ہے، اس کے اندر سے کام، کرودھ، لوبھ اور اہنکار اتیادی کے کھوٹے سنسکاروں کا ناش ہو رہا ہے۔ میرا ہردے شیشہ کی طرح صاف ہو رہا ہے۔ اس کی ساری میل بھگوان کی دیا سے دُور ہو رہی ہے۔ پاپوں کا ناش ہو رہا ہے۔ مجھے اپنے نرمل ہردے میں اپنے پیارے پربھو کے درشن ہوں گے۔ پربھو ست سوروپ ہیں۔ میرے اندر بھی ہردے کی شُدھی ہو جانے سے ستیہ کی بھاونا سُتھر ہو گی۔ مَیں ستیہ کو اپنے جیون کا انگ بناؤں گا۔ ستیہ کے آدھار پر میرے من، بانی اور کرم میں یکسانیت ہو گی، ان میں ایکتا بنی رہے گی۔ کوئی انتر نہ ہو گا۔ ہردے کی شُدھی اور ستیہ کی بھاونا سے میرا چہرہ ہر وقت پھول کی طرح کھلا ہُوا رہے گا۔ اُداسی یا نراشا نزدیک بھی نہیں پھٹکے گی۔ ایسی اوستھا میں میرے اندر پُورن شانتی کا راجیہ بنا رہے گا۔ یہی شانتی مجھے پربھو پریم کے دوارا پرم شانتی کا ادھیکاری بنائے گی، اور میرے دونوں لوک کرت کرتیہ ہو جائیں گے۔

جب آپ اس ڈھنگ پر دھیان میں بیٹھنا شروع کر دیں گے، تو آپ کے اپنے اندر سے ہی اسی پرکار [illegible] اُدگار اپنے آپ اُٹھیں گے۔ جو کچھ اوپر نویدن ہُوا ہے، وہ تو سنکشیپ سے یعنی اختصار سے نمونہ یا [illegible]ڈ کے رُوپ میں کہا گیا ہے۔ اس لیکھ میں اور زیادہ وضاحت نہیں کی جا سکتی۔

جب [illegible] شروع کر دیں گے، تو ان بھاوناؤں کی نئی نئی لہریں از خود اُبھریں گی، اور آپ کو اس سے

اِتنا رس محسوس ہوگا، کہ آپ کا دھیان سے اُٹھنے کو جی ہی نہیں چاہے گا۔ یہ ایسا میٹھا رس ہے کہ اِس کو پیتے پیتے آپ کی ترپتی ہی نہ ہوگی۔

جتنا بھی سمے آپ شانت بھاو سے دھیان میں بیٹھ سکیں، بیٹھیں۔ لیکن پندرہ منٹ سے کم نہ ہو۔ زیادہ جتنا ہو، اچھا ہے۔ اُس وقت اپنے دِل سے دُوسرے خیالات کو بالکل نکال دیجئے۔ تبھی من اور بُدھی ان بھاوناؤں کو گرہن کرتے ہیں۔

یہ دھیان کیا ہے۔ اپنے اندر ڈُبکی لگانا ہے۔ شانتی سروت اپنے اندر ہی ہے۔ شانتی اس طرح دھیان کرنے سے اپنے اندر کی آتمک جاگرتی سے ہی ملتی ہے۔ اِسی لئے ایک کوی نے کہا ہے۔

تیرے اندر وسدا تیرا یار۔ اک بار دیکھ لے جھاتی مار

جس نے اندر ماری جھاتی، اُس پریتم دی رمز پچھاتی، کرے بہاراں اوہ دِن راتی

توں کیوں بُھلیا پھریں گنوار۔ تیرے اندر وسدا تیرا یار

کھنّے جے پریتم نوں لوڑیں، باہر تقیں مکھ اندر موڑیں، نال پربُھو دے سُرت نُوں جوڑیں

بیڑا ہو جائے تیرا پار۔ تیرے اندر وسدا تیرا یار

شانتی پراپتی کے کچھ سادھن نویدن کئے جا چکے ہیں، کچھ اور پیش کیئے جائیں گے۔ اِن میں سے جو بھی انوکول پرتیت ہو، اُسے شروع کر دینا چاہیئے، نہ پھر جگہ جگہ بھٹکتے پھرنا چاہیئے نہ ہی سادھن جلدی جلدی بدلنا چاہیئے۔ بار بار سادھن بدلنے کی وُہی مثال ہوتی ہے کہ ایک آدمی دھرتی سے پانی لینے کے لئے ایک جگہ کھودنا شروع کرے۔ پانچ سات فٹ کھود کر پھر کسی اور کے کہنے پر دُوسری جگہ کھودنے لگے۔ اِسی طرح جگہ جگہ وہ اگر پچاس مقامات پر بھی پانچ پانچ، دس دس فٹ کھودے گا تو پرشارتھ وِپھل جائے گا۔ اِتنا کشٹ بھی کیا اور ہاتھ بھی کچھ نہ آیا۔ اگر وہ ایک ہی جگہ سو فٹ دھرتی کھودتا، تو پانی مل جاتا۔ اِسی طرح ایک ہی سادھن شردھا اور لگن سے لگاتار کرنے سے سپھلتا ملتی ہے۔ یہ حقیقت نہ بُھلانی چاہیئے۔

شری گیتا جی میں شانتی پراپتی کے سادھن

شریمد بھگوت گیتا وہ انوکھا گرنتھ ہے، جس میں اِس لوک اور پرلوک دونوں کو سپھل بنانے کے اُپائے ورنن کئے گئے ہیں، زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب بنانے کے لئے وسائل بیان ہُوئے ہیں۔ اِس میں شانتی پراپتی کے بھی انیک سادھن بتائے گئے ہیں۔ ان سب کا اس لیکھ میں شامل کرنا تو مشکل ہے۔ لیکن ان میں سے چند ایک کا لکھنا تو پیارے اوم کے شانتی انک کے لئے بہت ضروری ہے۔ ان کے بغیر یہ لیکھ بھی ادھورا رہے گا۔ اب سُنیئے وہ مبارک شلوک جن میں شانتی پراپت کرنے کی شکشائیں دی گئی ہیں:۔

राग द्वेष वियुक्तैस्तु विषयानिन्द्रियैश्चरन् ।
आत्मवश्यैर्विधेयात्मा प्रसादमधिगच्छति ॥ 2-64

ارتھ:۔ شانتی اُس شخص کو مل سکتی ہے۔ جو راگ اور دویش کا تیاگ کرے، اور اپنے قابو میں کی ہوئی اندریوں کے ساتھ اپنے سب کام کرے۔

انسان کی شانتی کے بڑے دُشمن ہیں ہی، راگ اور دویش یعنی رغبت اور نفرت۔ جن چیزوں سے آدمی کو رغبت یعنی موہ ہوگا، ان کو نقصان بھی پہنچتا ہے، اور اُن کا ناش بھی ہوتا ہے۔ ایسا ہونے پر قُدرتی طور پر من میں اشانتی ہوگی، اور کسی بھی چیز سے یا آدمی سے نفرت ہونے پر من بھی اشانتی کا کانٹا چُبھتا ہی رہے گا۔ اس لئے شانتی کے اچھک کو راگ اور دویش سے دُور رہنا ہوگا۔ اب اگلا شلوک سنیئے:۔

आपूर्यमाणमचलप्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशन्ति यद्वत्।
तद्वत्कामा यं प्रविशन्ति सर्वे स शान्तिमाप्नोति न कामकामी ॥ 2-70

ارتھ:۔ جیسے سب طرف سے پری پُورن اچل پرتشٹھا والے سُمندر میں انیک ندیوں کا پانی اس میں سما جاتا ہے (اور سُمندر چلائمان نہیں ہوتا) ویسے ہی جس پُرش میں سارے بھوگوں کی کامنائیں سما جائیں (اور اس میں کوئی پیدا نہ ہو) وہ پُرش شانتی اور پرم شانتی کو پراپت ہوتا ہے۔ بھوگوں کا چاہنے والا نہیں۔

اس شلوک میں کامناؤں کے تیاگ کو شانتی کا آدھار بتایا گیا ہے۔ یہ بات تو ہم سب کے تجربے میں آئی ہے کہ خواہشات کو جتنا بڑھایا جائے، اُتنا ہی آدمی زیادہ بھاگ دوڑ اور اُدھیڑ بُن کرتا ہے، اور اس کے خلاف خواہشات کو جتنا گھٹایا جائے، اُتنا ہی اس کا جد و جہد کم ہو جاتا ہے۔ بھاگ دوڑ انسان کو اشانت بناتی ہے اور دھیرتا شانتی لاتی ہے۔ اس لئے اگر ہم شانتی چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنی اچھاؤں کو زیادہ سے زیادہ گھٹانا ہوگا۔ پہلے انسان کو بُری اچھائیں چھوڑنی چاہئیں، اور اس کے بعد غیر ضروری خواہشات کو ترک کرنا چاہیئے۔ اگر خواہشات کو ختم ہی کر دیا جائے، تو پورن شانتی کا راجیہ ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ خواہشات کا بالکل تیاگ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کھانے پینے کی، سونے جاگنے کی، بھلے کام کرنے کی، یگیہ، ہون وغیرہ کرنے کی پربھو کا چنتن اور دھیان کرنے کی خواہشات تو ضروری ہیں۔ ان کا تیاگ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سوال ظاہرا طور پر تو بڑا وزن دار معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جو خوش نصیب انسان اپنی خواہشات کا فاتحہ پڑھ دیتا ہے اس کے ذریعہ شریر رکشا اور آتم اُنتی یا پروپکار کے کام مشین کی طرح ہوتے رہتے ہیں۔ اُسے ان کے متعلق سوچنے یا ان کی خواہش کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی اُن کے اندر کی جیوتی ان سے بغیر خواہش پیدا کئے ہی ضروری کرم کرانے لگتی ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے۔ اگر ابتداء میں مند کامنائیں اور غیر ضروری اچھاؤں کا تیاگ ہو جائے، تو پھر انسان کے اندر وہ چمک پیدا ہونے لگتی ہے، جو اس کو سب قسم کی خواہشات کو ترک کرنے کی راہ دکھائی جاتی ہے۔

جو لوگ ضروری اور نیک خواہشات کے تیاگ کے متعلق اعتراض اُٹھاتے ہیں، ان کو بُری اور غیر ضروری اچھاؤں کو چھوڑنا شروع کر دینا چاہیئے۔ پھر اُن کو ان کے تیاگ کا رہسیہ از خود محسوس ہونے لگے گا خواہشات

واقعی انسان کو یاتنا دینے والی اور دکھ دینے والی ہیں۔ ایک دانا نے کہا ہے :-

ہم خود خدا تھے اگر دل بے مدعا ہوتا ٭ آرزوؤں نے ہماری ہم کو بندہ کر دیا

ایک اور سجن کا فرمان ہے :-

جو دنیا میں ہوتا ہے بے آرزو ٭ ہوتا کبھی نہ وہ بے آبرو

اس حقیقت کو ایک اور مہا پرش نے اور بھی زیادہ لطافت سے اس طرح بیان کیا ہے :-

کوئی موسم سکھ نہ دے اس کو جسے ہو کامنا ٭ جس کا من نشکام ہوا اسکو ہمیشہ پھاگ ہے
بھاگیہ جس کے ہیں جگے نشکام ہوتا ہے وہی ٭ کامنا نہ چھوڑتا جو بس وہی بد بھاگ ہے

اس لئے طالبانِ شانتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خواہشات کو پہلے کم کریں، اور پھر ان کا مکمل طور پر وقفیہ کر دیں۔ اب ایک اور شلوک عرض کیا جاتا ہے :-

विहाय कामान्यः सर्वान्पुमांश्चरति निःस्पृहः ।
निर्ममो निरहंकारः स शान्ति मधि गच्छति ॥ २-७१

ارتھ :- جو پرش سمپورن کامنائیں تیاگ کر ممتا رہت اور اہنکار تتھا ترشنا رہت ہو کر جیون ویتیت کرتا ہے، وہ شانتی کو پراپت کرتا ہے۔

اس شلوک میں بتایا گیا ہے کہ شانتی اس شخص کے حصہ میں آتی ہے کہ جو ان چار چیزوں کا تیاگ کرے۔ یعنی کامنا، ممتا، اہنکار اور ترشنا۔ کامنا اور ترشنا کے وشئے میں تو اس سے پہلے شلوک کی ویاکھیا میں کافی کچھ کہا جا چکا ہے۔ باقی دو تیاگنے یوگیہ چیزیں ہیں۔ ممتا اور اہنکار شریمد بھگوت گیتا میں شری کرشن نے ان سبھی تتووں کے تیاگ کا آدیش دیا ہے: جو اشانتی پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ان کارنوں کو دور نہ کیا جائے تب تک شانتی پراپتی کیسے ہو سکتی ہے۔

ممتا یا موہ شانتی پراپتی کی راہ میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ کیونکہ ہم دنیا میں یا تو کسی پرانی سے ممتا کر سکتے ہیں یا کسی پدارتھ سے۔ یہ دونوں ہی ناشوان ہیں۔ جونہی ان کا ناش ہوگا۔ یعنی ان کی ہم سے جدائی ہوگی من اشانت ہو اٹھے گا۔ اسی لئے وید نے جیو کو خبردار کیا ہے کہ موہ ممتا سے بچو: فرمایا ہے۔

ॐ ईशा वास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ॥ (यजु ४०-१)

ارتھ :- اس سنسار میں جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے یا دکھائی نہیں بھی دیتا۔ اس سب کا مالک پرمیشور ہے۔ اے جیو تو ان چیزوں سے ممتا چھوڑ کر اور ان کو ایشور کی سمپتی جان کر ان کا پریوگ کر۔ لالچ مت کر کیونکہ یہ دھن مال سوائے ایشور کے اور کسی کے نہیں ہیں۔

وید بھگوان نے جیو کو کتنی واضح آگیا دی ہے، لیکن وہ اس کا پالن نہ کر کے ایشور کی چیزوں کو اپنی مان

لیتا ہے اور ان کے بچھڑنے پر اشانت اور دکھی ہوتا ہے۔ دنیاوی پدارتھ یا تو خود جیو کو چھوڑ جاتے ہیں یا وہ ان کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اور دونوں سمے اشانت بنتا ہے۔ کہا ہے :-

تے دن چار وشرام لیو سٹھ تیرے کہے کچھ ہوئے گئی تیری
جیسے ہی باپ دادا گئے جھانڈ سو تیسو ہی تو نج ہے پل پھیری
مارہے کال چپیٹ اچانک ہوئے گھڑی ایک میں راکھ کی ڈھیری
سُندر لے نہ چلے کچھ یہ سنگ بھول کہے نہ میری ہی میری

گوربانی میں بھی اس وشے میں منشیہ کو سچیت کیا گیا ہے :-

دھن دارا سمپتی سکل جن اپنی کر مان　　ان میں کچھو سنگی نہیں نانک ساچی جان
جیہہ مایا ممتا تجی سبھ تے بھیو اداس　　کہو نانک سن رے منا تہہ گھٹ برہم نواس

اس لئے اگر شانت رہنا درکار ہے تو موہ ممتا کو چھوڑیئے، اور ہر شے کو ایشور کی سمپتی جان کر اس کا پریوگ بطور رکھوالی کے کریئے۔ ایک داتا کا کہنا سدا سامنے رکھئے جس نے کہا ہے :-

دنیا کے طلسموں میں جو کوئی پھنس جاتے ہیں
خوشی زندگی میں اپنی کبھی وہ نہ پاتے ہیں

اگلا تیاگ کرنے والا تتو اہنکار کہا ہے۔ اہنکار بھی انسان کی شانتی کا دشمن ہے۔
گوسائیں تلسی داس جی نے رام چرت مانس میں لکھا ہے :-

سنسرت مول سول پرد نانا ؛ سکل شوک دائک ابھیمانا۔ (اتر کانڈ ۷۴-۳)

ارتھ :- اہنکار جیو کے جنم مرن کا کارن ہے، اور انیک پرکار کے کلیشوں اور سب پرکار کے شوکوں کا دینے والا ہے۔

کبیر جی نے فرمایا ہے :-

کبیر گرب نہ کیجئے اونچا دیکھ اواس ؛ آج کال بھوئیں لیٹنا اوپر جاے گھاس

اہنکاری انسان کو خبردار کرنے کے لئے ایک شاعر نے ایک بڑی چبھتی مثال دی ہے :-

میں گھمنڈ وں میں بھرا اینٹھا ہوا　　ایک دن جب تھا منڈیرے پر کھڑا
آ اچانک دور سے اڑتا ہوا　　ایک تنکا آنکھ میں میری پڑا
گھبرا گیا میں ہوا تھا بے چین سا　　لال ہو کر آنکھ بھی دکھنے لگی
مونٹھ دینے لوگ کپڑے کی لگے　　اینٹھ ساری میرے دل سے تھی بھگی
جب کسی ڈھب سے نکل تنکا گیا　　تب سمجھ لے یوں مجھے طعنے دیئے
اینٹھنا تھا اتنا زیادہ کس لئے　　ایک تنکا ہے بہت تیرے لئے

ایک پنجابی لوی نے بھی بڑی شستہ پر مثال دے کر اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہتا ہے ؂

ٹبے پچھیا ٹوٹے کولوں توں کی کرم کمائے — وچے ہنیری میر ـــ سہر تے پانی تدھ وَل جائے
ٹوٹے اگوں آکھیا ٹبیا میں نیواں ہو رہندا — ناہیں پانی ہریا سے توں میری وَل نوں دھندا
توں سر اُچا کر کے رہندا اڑا ہنکاری — مصیبت نال ہنیری والی پیندی تدھ نوں بھاری
جیوں تا ہیں سکھی ہے بندا لیف کے سماں لنگھائے — ہنکار نہیں رب نوں بھاندا ایہہ گل بھلائے

اس امر کی تائید ہیں کہ شانتی اہنکار یا اہم بھاو کے ہٹنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور شاندار مثال عرض کی جاتی ہے۔ جن سائنس دانوں نے نئی نئی ایجادیں کی ہیں اور جن لیکھکوں نے اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی ہیں، اور جن شاعروں نے اعلیٰ پایہ کی نظمیں لکھی ہیں، یہ سب کچھ انہوں نے اُس وقت کیا، کہ جب اُن کو اپنے آپ کی بھی سُدھ نہ رہی یعنی جب ان کی "میں" کا نام و نشان مٹ گیا، انہیں یہ بھاونا نہیں رہی، کہ "میں کچھ کر رہا ہوں"۔ ان کا "اہم بھاو" اُس وقت بالکل ختم ہو گیا، اور ان کے اندر پورن شانتی کا ماحول وارد ہو گیا۔ اس وقت ان کے من اور بدھی انتر آتما میں لین ہو گئے۔ جب تک ایسی حالت پیدا نہ ہو کوئی ادبھت اور انوکھا کام نہیں ہو سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منشیہ کو حقیقی شانتی اُس وقت پراپت ہوتی ہے کہ جب اس کا اہم بلیا میٹ ہو جائے۔

ان ساری باتوں پر دھیان کر کے شانتی کے آرزومندوں کو واجب ہے۔ کہ وہ اپنا اہنکار ختم کریں۔ کیونکہ آتما جاگرت ہو کر شانتی کی اوستھا اُتپن کرتی ہے۔

شری مد بھگوت گیتا اور دیگر شاستروں میں اور انیک مہاتماؤں شانتی کی پراپتی کے لئے دیئے گئے ہیں وشے وکار کا تیاگ، چھل کپٹ کا تیاگ، بدلے کی بھاونا کا تیاگ، آلسیہ پرماد کا تیاگ، ترشنا کا تیاگ، کٹھورتا اور اتیاچار کا تیاگ، شوک کا تیاگ، کرودھ کا تیاگ، نشے کا تیاگ، اتیادی سادھن بتائے گئے ہیں۔ غرضیکہ جو بھی عیب یا اوگن من میں چنچلتا اور کھٹکنا پیدا کرتے ہیں، اُن کو تلانجلی دے کر ان کی مخالف صفات یعنی گنوں کو دھارن کرنے سے ہی شانتی پراپت ہو سکتی ہے۔ مقصد من کی دھڑکن اور پھڑکن کو دور کرنا ہے۔ لیکھ پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے، اور شری نندہ جی ہمیشہ مجھے لیکھ چھوٹا رکھنے کے لئے آگرہ کرتے ہیں۔ لیکن لکھتے وقت میں بھی مجبور ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ اور اور باتیں سوجھتی جاتی ہیں۔ جو مضمون زیر بحث کی تائید میں ضروری معلوم ہوتے ہیں اُن کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اب بھی جی کڑا کر کے صرف ایک اور ضروری بات لکھ کر لیکھ کو ختم کر دوں گا، ورنہ شری گیتا جی کے اتنے اور شلوک شانتی پراپتی کے سمبندھ میں ہیں، کہ اگر صرف اُن کا ارتھ ہی لکھا جائے تو کئی صفحات لکھے جائیں لیکن اس لیکھ میں اور اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔

شری نندہ جی کا وچار ہے کہ چھوٹا لیکھ لوگ شوق سے پڑھتے ہیں۔ لمبے کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں۔

اُن کا فرمان ٹھیک ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ معزز پڑھنے والوں کو اگر اچھا لگے، تو لمبا بھی پڑھیں گے، اور نہ لگے تو چھوٹا بھی نہیں پڑھیں گے۔

اب وہ آخری اور نہایت ضروری و نہایت یقینی سادھن شری گیتا جی سے عرض کیا جاتا ہے۔ چونکہ وہ سب سادھنوں کا شرومنی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ وہ سادھن گیتا جی کا پرسدھ ترین شلوک ہے۔ جو آپ سب کو گیات ہے۔ اس میں شری کرشن جی نے فرمایا ہے۔ کہ

सर्व धर्मान परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।
अहं त्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुच ।। 18-66

ارتھ:۔ اور سب آشرے چھوڑ کر صرف ایک بھگوان کی شرن گرہن کرو۔ اس سے بھگوان تمہارے سارے دُکھوں، کلیشوں اور اشانتیوں کو ختم کر کے پرم شانتی پردان کریں گے۔

یہ شرناگتی سادھن نشچت اور اَدویتہ ہے۔ دوسرے سبھی سادھن بھی تبھی سپھل ہو سکتے ہیں، کہ جب بھگوان کا سہارا اور اس کی سہائتا لی جائے۔ کیونکہ جیسے اکیلے صفر ہی خواہ کتنی لگائے جاؤ۔ ان کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر ان کے ساتھ ایک کا ہندسہ لگا دو، تو وہ بھی بہو مولیہ بن جائیں گے۔ جیسے اگر صرف .... یہ چار صفر لکھے ہوں، تو کوئی معنی نہیں رکھتے، لیکن ان کے ساتھ اگر ایک کا ہندسہ لگا دیا جائے تو .... یعنی دس ہزار بن جائیں گے۔ اسی طرح سے بھگوان کا آشرے دوسرے سادھنوں کے لئے ایک کا انک ہوتا ہے۔ آپ پوچھیں گے کہ شرناگتی سادھن کو اتنی مہتتا کیوں دی گئی ہے، وہ اس لئے ہے، کہ شانتی کا سروت اور شانتی کا دھام جو کیول پرمیشور ہیں۔ اس لئے یہ چیز تو وہیں سے مل سکتی ہے، لوہے کی دُکان سے جیسے مٹھائی نہیں مل سکتی۔ اسی طرح دُنیاوی پدارتھ شانتی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ان میں شانتی ہے ہی نہیں۔ شرناگتی سے شانتی کیسے ملتی ہے۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک کوئلہ آگ کے اندر لال سُرخ چمک رہا تھا۔ لیکن وہ باہر آ گیا۔ بس اس کی چمک جاتی رہی اور وہ کالا ہو گیا۔ اب وہ اپنی چمک پانی کے ساتھ یا صابن کے ساتھ یا اور میل دُور کرنے والی چیزوں کے ساتھ دھوئے جانے سے پھر حاصل نہیں کر سکتا۔ سو من صابن سے دھونے پر بھی اس کی کالک نہیں جا سکتی۔ تو سوال ہوتا ہے، کہ اس کی کالک دُور ہو کر اس کی چمک پھر کس طرح اسے ملے، تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی سادھن ہے کہ وہ جس چمک والی جگہ سے بچھڑ گیا ہے، وہاں ہی واپس جائے یعنی اسے پھر آگ میں رکھا جائے۔ آگ میں رکھتے ہی اس کی کالک دُور ہونے لگے گی۔ اور اس میں چمک آنے لگے گی، اور تھوڑی دیر میں وہ بھی اسی طرح چمکتا ہوا انگارہ بن جائے گا۔ بلکہ راکھ ہو جانے پر تو دُودھ کی مانند سفید رنگ کا بن جائے گا۔

اسی طرح سے یہ جیو جب شانتی سروپ پرمیشور کے ساتھ تھا تو بالکل شانت اور آنند مگن تھا۔ لیکن جونہی وہ اس شانتی کے بھنڈار سے جدا ہوا، اسی سمے سے اشانتی روپی کالک نے اس کو آگھیرا۔ تب یہ

اس انسان کو دُنیا کی چیزیں ہی حاصل کر کے، شستے وِدّیا میں پڑھ کر، سیر سیاحت کر کے، کھیل تماشے دیکھ کر، راگ رنگ سُن کر، انیک سنساری جیوؤں سے پیار کر کے دُور کرنا چاہتا ہے۔ لیکن کوئلے کی طرح یہ چیزیں اس کو شانت نہیں بنا سکتیں۔ اِس لئے اگر اس نے پھر شانتی کا موتی حاصل کرنا ہے، تو اُسے شانتی کے ساگر پرمیشور کی شرن ہی گرہن کرنی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی میل کرنا ہوگا۔ بھلے ہی اور جگہ پہ لاکھ سر مارے، اُس کو کوئی سپھلتا نہ مِل سکے گی، کیونکہ اور جگہ شانتی ہو تو ملے۔ پرکرتی تو خود ہی نام اور روپ والی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ بھلا اس میں نہ بدلنے والی شانتی کہاں مِل سکتی ہے۔ دُنیاوی چیزوں میں اگر کچھ سُکھ یا شانتی محسوس ہوتی بھی ہے، تو وہ تو بجلی کی چمک کی طرح ہوتی ہے کہ ایک پل میں چمکی اور پھر غائب ہوگئی۔ اسی طرح سنساری پدارتھوں میں جو سُکھ یا شانتی پرتیت ہوتی ہیں۔ وہ تو پل بھر کے لئے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو ان سے حاصل کی ہوئی شانتی بھی اشانتی کا روپ دھارن کر لیتی ہے۔ اس لئے سچی شانتی اس پربھو کی شرن میں جا کر اور پھر اس کے نزدیک ہونے سے ہی مِل سکتی ہے۔ یعنی جس طرح کوئلہ کو چمک آگ میں ملنے سے ہوتی ہے۔

اِس بارے میں ایک کتھا سُنیئے کہ کس طرح انسان شانتی سے محروم رہتا ہے۔ ایک راجہ نے اعلان کیا کہ جو کوئی شخص ایک خاص سمے کے اندر جا کر راجہ کے درشن اس کے باغ میں کرے گا، اس کو بہو مولیہ انعام ملے گا۔ چُنانچہ راجہ جا کر اپنے باغ میں بیٹھ گیا۔ لیکن باغ کے اندر راجہ تک پہنچنے کے راستے پر انیک پرکار کی دل لُبھانے والی چیزیں رکھ دی گئیں۔ ایک جگہ رنگا رنگ کے خوشبودار پھولوں کی پھلواڑی لگا دی۔ اِس سے آگے پھل دار درخت کھڑے کر دیئے اور میوؤں کے ڈھیر لگا دیئے، اس سے آگے راگ رنگ کی محفلیں لگا دیں، اِس کے آگے کھیل تماشوں کا انتظام کر دیا۔ اور پھر نہایت سُندر استریاں ہار سنگھار لگوا کر پھولوں سے سجے ہوئے پلنگوں پر بٹھا دیں۔ لوگوں کو اجازت تھی کہ وہ اِن چیزوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ مقررہ وقت پر لوگ جوق در جوق آئے، تو اُن کو آنے کے ٹائم کا ٹکٹ ملتا گیا۔ بس اندر داخل ہوتے ہی راجہ کے درشنوں کی بات تو بھول گئے۔ کوئی پھولوں کی کیاریوں میں مست ہو گئے، کوئی پھل میوے کھانے میں مشغول ہو گئے، کوئی راگ رنگ سُننے میں محو ہو گئے، کوئی کھیل تماشوں کے دیکھنے میں مستغرق ہو گئے، اور جو ہمت کر کے ان سبھی نظاروں سے آگے نکل گئے وہ من موہنی اور دل کو کھینچ لینے والی استریوں سے لپٹ گئے۔ لیکن ایک آدمی ان سب آکرشک درشیوں سے بے نیاز ہو کر راجہ تک جا پہنچا، اور بہو مولیہ لعل پراپت کر لیا۔ اتنے میں مقررہ وقت گزر گیا تھا۔ راجہ کے پہرہ دار سب کے ٹکٹ دیکھ دیکھ کر وقت پورا ہونے پر اُن لوگوں کو باہر نکالنے لگے۔ ان میں سے کئی منت خوشامد کرنے لگے، کہ تھوڑا وقت اور دے دو۔ لیکن چونکہ سمے ہو چکا تھا، اس لئے ان کو دھکے مار کر باہر کر دیا گیا۔

یہ سنسار بھی ایک باغ ہے۔ اِس کا مالک راجہ بھی خوشی، شانتی اور پرم آنند کا لعل لئے بیٹھا ہے۔

سب کو مقررہ وقت (عمر) کا ٹکٹ ملا ہوا ہے تاکہ اس عرصہ میں وہ پرم شانتی کا لعل اپنے مہاراجاؤں سے حاصل کریں۔ لیکن اس باغ کی طرح اس سنسار میں بھی لوبھائے مان یدارتھ اور درشیہ موجود ہیں۔ جیو ماتا کے گربھ سے نکلتے وقت تو یہی نشچے بناکر نکلتا ہے کہ وہ اس لعل کو حاصل کرے گا۔ لیکن ہوش سنبھالنے پر آنکھ، کان، ناک، جہوا اور سپرش کے وشیوں میں پھنس کر انہیں میں غلطان ہو جاتا ہے، اور ان وشے وکاروں کے جال میں جکڑا ہوا اپنی عمر ختم کر بیٹھتا ہے، اور پھر یم کے دوت آ کے اس دنیا سے پکڑ کر باہر نکال دیتے ہیں۔ ہمیں ان کٹھناسے شکشا لے کر وشیوں سے دور رہ کر پرم شانتی کا لعل حاصل کرنا چاہیئے۔

جو خوش قسمت انسان اپنا اصل مقصد منشیہ جیون کا سمجھ لیتے ہیں، وہ اس اکیلے آدمی کی طرح جو راجہ کے پاس جا پہنچا تھا۔ ان پرلوبھنوں کی طرف سے منہ موڑتے ہوئے لعل پراپت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس وشے میں بھی ایک کتھا رہسیہ کو بھلی بھانتی پرگٹ کرتی ہے۔

ایک یوگ بھرشٹ پربھو پریمی دوبارہ جنم لے کر بال اوستھا میں ایک جگہ بیٹھا ہوا مٹی سے کھیل رہا تھا کیونکہ پچھلے جنموں کی سادھنا کے باعث اس کے چہرہ پر چمک بھی کتنی اور گمبھیرتا بھی، وہ بڑا سندر بالک تھا۔ پاس سے راجہ کی سواری گزری۔ راجہ اس بالک کی طرف کھنچ گیا۔ اس نے بالک سے پوچھا مٹی میں کیوں کھیل رہے ہو۔ تو بالک بولا۔ یہ شریر مٹی سے بنا ہے، اس کو مٹی ہی پیاری لگتی ہے۔ راجہ یہ جواب سن کر اور بھی زیادہ متاثر ہوا۔ اور اس نے پھر بالک سے کہا کہ تم ہمارے پاس چل کر رہو۔ لڑکا بولا چل سکتا ہوں۔ لیکن میری چار شرطیں ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) میں جب سو جاؤں گا، تم میری رکشا کرنا۔ (۲) میں کھاؤں گا تم کچھ نہ کھانا۔ (۳) میں پہنوں گا تم کچھ نہ پہننا اور (۴) تم سدا میرے ساتھ رہنا۔

یہ سن کر راجہ بولا۔ میں تمہاری رکشا کا بھی پربندھ کروں گا، اور تم کو سدا اپنے ساتھ بھی رکھوں گا۔ پھر جو خود کھاؤں گا وہ تمہیں کھلاؤں گا، جیسا خود پہنوں گا، ویسا تمہیں بھی پہناؤں گا لیکن میں بھوکا اور ننگا کیسے رہ سکتا ہوں۔ تب لڑکے نے کہا کہ پھر آپ جائیے۔ کیونکہ میں جس کے پاس اب رہتا ہوں وہ میری چاروں شرطیں پوری کرتا ہے۔ یہ بات سن کر راجہ بڑی حیرانی سے پوچھنے لگا، کہ میرے راج میں ایسا کون شخص ہے جو تمہاری یہ چاروں شرطیں پوری کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ وہ میرا پرمیشور ہے، وہ میری رکشا بھی کرتا ہے، سدا میرے ساتھ بھی رہتا ہے، مجھے کھلاتا ہے پر آپ کچھ نہیں کھاتا۔ مجھے پہناتا ہے آپ کچھ نہیں پہنتا۔ اس لئے میں ایسے سوامی کو چھوڑ کر آپ کے پاس جا کر کیا کروں گا۔ راجہ یہ جواب سن کر منہ میں انگلی ڈال کر حیرت سے ضم بکم ہو گیا، اور پھر اس بالک کو پیار بھری نمسکار کر کے چلا گیا۔

جن لوگوں کا پربھو سے سچا پیار ہو جاتا ہے۔ وہ واقعی ایسی پرم شانتی کے واتاورن میں رہتے ہیں۔

کر رہا ہاؤں کی مہمان نوازی کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ انہیں دُنیاوی عیش و آرام پربھو کی گود سے دُور نہیں کر سکتے۔ اِس لئے پربھو سمر تا گنی کا یقینی اور اچوک سادھن اپنا کر پرم شانتی کے بھاگی بنئے۔ پربھو آپ کی سہائتا کریں۔ (اوم شم)

ایکانت اور شانتی

شانتی کی پراپتی کے لئے ایکانت سیون کا سادھن کئی شاستروں اور مہاپرشوں نے بہت لابھ کاری بتایا ہے۔ لیکن ایکانت سے حقیقت میں شانتی ملتی ہے۔ اس کے سمبندھ میں اکثر سجنوں کو غلط فہمی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گھر چھوڑ کر کسی ایسی جگہ پہ جا کر رہنا جہاں کوئی شور شرابہ نہ ہو، کوئی بلانے والا نہ ہو، یا کوئی مانگنے والا نہ ہو یہی ایکانت ہوتا ہے۔ اصل میں کیول نرجن ستھان میں رہنا ہی ایکانت نہیں ہے۔ اور کئی لوگوں کو دیکھا بھی جاتا ہے کہ تھوڑے دِنوں کے لئے کسی جگہ جاتے ہیں لیکن وہاں جا کر بھی اُن کو شانتی نہیں ہوتی۔ کیونکہ گھر کی اور کاروبار کی باتوں کو یاد آجانے سے من کی ہلچل پہلے کی طرح ہی رہتی ہے۔ کئی دفعہ تو جتنے دِنوں کے لئے وہ باہر جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ہی واپس آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اکیلے کا دل نہیں لگا۔ نہ کوئی بات کرنے والا تھا نہ کوئی ساتھ کھیلنے والا تھا۔ جانے سے پہلے اِن کا خیال تھا۔ کہ چونکہ گھر کے دھندوں میں اور دُوسری سہولیات کی وجہ سے گھر میں تو ایکانت کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ اس لئے باہر جا کر ایکانت واس کریں گے۔ ان کو خیال تھا کہ اگر فلاں پہاڑی مقام پر یا فلاں تیرتھ ستھان پر جائیں گے تو وہاں ایکانت میں رہنے کا موقعہ ملے گا۔ لیکن وہاں جا کر بھی ان کا وہ اُدّیش پُورا نہیں ہوتا جس کے لئے گئے تھے یعنی شانتی وہاں بھی دستیاب نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم کو ذرا گہری نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ اصل ایکانت کیا ہے۔ ایکانت دو شبدوں سے بنا ہے۔ یعنی ایک اور انت۔ ایکانت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ وہ اوستھا ایکانت ہے کہ جہاں ایک کا بھی انت ہو جائے۔ جب تک وہ ایک سماپت نہ ہو جائے، اس ایک کا خاتمہ نہ ہو جائے، تب تک ایکانت نہ ہو سکتا ہے نہ ہی وہ ایکانت کہا جا سکتا ہے۔ تب سوال ہوتا ہے کہ وہ ایک کیا ہے۔ جس کا انت کرنا ہے وہ ایک ہے۔ "اپنا" "اہم" "اپنی" "میں" اور "میری" جب تک یہ اہم بھاو ختم نہ ہو، تب تک خواہ کوئی پہاڑ کی چوٹی پر رہے یا کسی گپھا میں رہے۔ اس کا "اہم" اور اس کی چاہنا ایکانت کا سکھ اور ایکانت کی شانتی نہ لینے دیں گے۔

جب تک من میں اچھائیں اور واسنائیں بنی رہیں گی۔ تب تک منشیہ گپھا کے اندر بیٹھا ہُوا بھی

اشانت رہے گا۔ شانتی اور اشانتی کا تعلق جگہ سے نہیں ہے، اس کا تعلق تو من سے ہے۔ کامناؤں سے بھٹکنے والے دل کا سوامی جہاں بھی رہے، جہاں بھی جائے، کسی سے بھی ملے یا کسی سے بھی دُور رہے شانت نہ رہ سکے گا۔ اگر اچھاؤں کا سلسلہ چلتا ہے، تو نرجن ستھان میں بھی ایکانت نہیں ہوگا۔ اور اگر کامناؤں کو سماپت کر لیا جائے، تو بھیڑ بھاڑ کے اندر رہ کر بھی ایکانت ہو سکتا ہے۔ اور ایکانت کا سکھ پراپت ہوتا رہتا ہے۔

کئی گورو جن بھی اپنے شردھالوؤں کو کسی نرجن ستھان میں ایکانت واس کا سُجھاؤ دیتے ہیں، اور مون دھارن کرنے کی آگیا دیتے ہیں۔ لیکن بانی کا مون مون نہیں ہوتا، سنکلپوں اور وچاروں کا مون اصلی مون ہوتا ہے۔ ایسے مون سے ہی شانتی کی اُپ لبدھی ہو سکتی ہے۔ سنکلپ تو جیو کے اندر اتھل پتھل بنائے رکھتے ہیں۔ بھلا ایسے دل میں شانتی کہاں۔ اِسی لیئے ایک دانا نے کہا ہے:-

دِل ٹھکانے ہے تو ہر شے سے ٹپکتی ہے بہار ؏ دل پریشان ہو گیا عالم پریشان ہو گیا

جن سجنوں نے اپنے سنکلپوں اور اپنی کامناؤں کا انت کر دیا ہے، وہ بھیڑ اور شور وشر میں رہ کر بھی ایکانت میں رہتے ہیں، وہ اپنے پریوار میں رہتے ہیں۔ سب دھندے بھی نبھاتے ہیں۔ لیکن ہر ایک سے ہر ایک بات سے علیحدہ ہو کر رہتے ہیں۔ اپنے اندر ان باتوں کو نہیں گھسنے دیتے، اپنے اندر کا ایکانت قائم رکھتے ہیں، ان کی زندگی میں بڑی بڑی مشکلات بھی آجاتی ہیں۔ لیکن وہ اس وقت بھی اپنا اندر کا ایکانت متاثر نہیں ہونے دیتے۔ اس لیئے نہ تو وہ ان کٹھنائیوں کی وجہ سے گھبراتے ہیں، اور نہ ہی دُکھی ہوتے ہیں، وہ اپنے آپ میں خبردار رہتے ہیں، وہ ہر ایک کام کرتے ہیں۔ ہر ایک سے ملتے ہیں۔ اپنی مشکلات کا حل بھی کرتے ہیں، لیکن اپنے "اہم" کو مٹا کر، وہ کرتا نہیں بنتے۔ درشٹا بنتے ہیں، ساکشی بنتے ہیں۔ جو کچھ وہ خود کر رہے ہوتے ہیں، اُس کے بھی ساکشی بن کر رہتے ہیں۔ اس لیئے ان کا اندرونی ایکانت اڈگ اور اٹل رہتا ہے۔ اور ایسا ایکانت ہی سچی شانتی کا دینے والا ہوتا ہے۔

جب تک من میں آسکتی ہے۔ اپنی "میں میں" کو چیزوں اور کرباؤں کے ساتھ جوڑ کر رکھا جاتا ہے۔ تب تک ایکانت کی اوستھا نہیں کہی جا سکتی۔ بھلے ہی آپ ہمالہ کی چوٹی پر جا کر رہیں یا سمندر کی تہہ میں۔ لیکن اگر آپ نرلیپ ہو کر ہر ایک کام کرتے ہیں، ہر ایک سے بیوہار کرتے ہیں، ہر ایک سے پریم پیار بھی کرتے ہیں، تو آپ کے ایکانت کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ پریوار میں رہنے سے یا دُنیاوی دھندوں کو نبھانے سے ایکانت پہ اُس وقت تک کوئی منفی پربھاؤ نہیں پڑ سکتا۔ جب تک آپ اس پریوار کو اور اپنے دھندوں کو اپنے اندر نہ آنے دیں۔ آپ پریوار میں رہیں، لیکن پریوار آپ کے اندر نہ رہے۔ جیسے ناؤ پانی میں تو رہتی ہے، لیکن پانی اس کے اندر نہیں رہتا۔ اگر ناؤ پانی کو اپنے

اندر لے لے، تو غرق ہو جائے گی۔ اِسی طرح سے اگر آپ آسکتی سے پریوار کو یا دوسرے دھندوں کو اپنے اندر جگہ دے دیں گے، تو آپ کا ایکانت ختم اور آپ کی شانتی بھی ختم سمجھیں۔

ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:۔ ؎

آب زیر کشتی آں را پشتی است ؎ آب در کشتی آں راز شتی است

ترجمہ:۔ ناؤ اگر پانی کو اپنے نیچے رکھے گی، تو وہ اس کو سہارا دینے والا بنا رہے گا، لیکن اگر پانی اُس کے اندر چلا گیا، تو اُس کی تباہی کا باعث بن جائے گا۔

دُنیا میں رہیئے، پریوار میں رہیئے، سب فرائض انجام دیجئے، لیکن آسکتی سے اور بے لپیٹا سے اور ایک شاعر کا کلام پیشِ نگاہ رکھیئے جس نے کہا ہے:۔ ؎

دُنیا میں ہُوں دُنیا کا طلبگار نہیں ہُوں ؎ بازار سے گزرا ہُوں خریدار نہیں ہُوں

پرم بھگت سہجو بائی نے اس تتو کو ایک اور مثال دے کر واضح کیا ہے۔ اس نے فرمایا ہے:۔ ؎

سہجو جگ میں یوں رہو جیوں جِہوا مکھ ماہیں ؎ گھی گھنا بھکشن کرے تو بھی چکنی ناہیں

سہجو جی کہتی ہیں کہ سنسار میں اِس ڈھنگ سے رہو، جس طرح ہماری زبان ہمارے منہ کے اندر رہتی ہے۔ زبان اتنے چکنے پدارتھ کھاتی ہے۔ لیکن مجال کیا، کہ اپنے اُوپر ذرا بھی چکناہٹ کا نشان یا اثر آنے دے۔ اِنسان کو بھی دُنیا میں اِس طرح اپنا جیون وتیت کرنا چاہیئے کہ سب کچھ کرے لیکن اپنے من پر اُن کا پربھاو نہ پڑنے دے۔

ایک اور ہندی کوی نے ایک اور سُندر مثال دے کر اس حقیقت کو سمجھایا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ

؎ سم درشٹی تیہہ جانئے کرے کٹنب پرتی پال ؎ انترگت نیارا رہے جیوں دھائے کھلاوے بال

اس کا فرمانا ہے کہ وہ شخص یکسانیت نظری والا ہوتا ہے۔ کہ جو اپنے پریوار کا پالن پوشن تو کرے اور اُن کے درمیان میں رہے، لیکن اُمید کی بھاونا ایسی رکھے، جس طرح ایک تنخواہ دار آیہ دوسرے کا بچہ پالتی ہُوئی رکھتی ہے۔ آیہ بچے سے پیار بھی کرتی ہے، اُس کا پالن بھی کرتی ہے، اُسے اپنا بچہ بھی کہتی ہے۔ لیکن دِل میں انُوبھو کرتی ہے کہ بچہ کے ساتھ اس کا لگاؤ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اور کا ہے، اس کا نہیں۔ اسلئے اُس سے جُدا ہوتے وقت اس کو کوئی دُکھ نہیں ہوتا۔

اس لئے پیارے سجن! بے شک ایسے مقام پر رہو، جہاں انیک پرکار کا شور و غُل ہے۔ باجے بج رہے ہیں، ریڈیو گُونج رہے ہیں، لاؤڈ سپیکر لگے ہُوئے ہیں، گھُوں گھُوں کرتی موٹریں چل رہی ہیں۔ لیکن اپنے من کے اندر شور نہ رہنے دیجئے۔ آپ کا ایکانت تو اندر کا شور تباہ کرتا ہے۔ باہر کا شور نہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا، کہ آپ جان بوجھ کر ایسی جگہ تلاش کرکے رہیئے، کہ جہاں سدا کولاہل کانوں کا پردہ ہی پھاڑ دے۔ غرض یہ ہے کہ آپ کو کہیں بھی رہنا پڑے۔ آپ اپنے من کا ایکانت نہ بگڑنے دیں۔ پھر

آپ شانتی سے محروم نہیں رہ سکتے۔ پرشن یہ نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ سوال آپ کے اندر کی اوستھا کا ہے۔ آپ کے اندر ہل چل نہیں ہے۔ تو باہر کے شور و غُل کے ہوتے ہوئے بھی آپ ایکانت میں ہیں۔ لیکن اگر آپ کے اندر واسنا نہیں اور دُوشت بھاونائیں ناچ رہی ہیں، تو آپ ایسی جگہ پر رہتے ہوئے بھی کہ جہاں ایک چڑی بھی نہ پھٹکتی ہو، آپ ایکانت میں نہیں۔ کیونکہ آپ کے اندر شانت واتاورن نہیں۔ اِس طرح آپ اصلی ایکانت اور ایکانت کا فرق سمجھ کر حقیقی طور پر اپنے اندر سے ایکانت واسی بنئے۔ تب پھر شانتی آپ کی سدا داسی بن کر رہے گی۔ (داوم شم)

شانتی پراپتی کا ایک ماتر سادھن

پربھو وِشواس

جو چیز جہاں ہو، وہاں سے مِل سکتی ہے۔ اگر ہم کو مٹھائی اور دُودھ درکار ہے، تو وہ حلوائی کی دُکان سے مِل سکے گا، کوئلے والے کی دُکان سے نہیں۔ اسی طرح شانتی بھی وہیں سے مِل سکتی ہے جہاں یہ ہے۔ سنسار کے پدارتھوں میں شانتی ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ سنسار میں بڑی بڑی چیزیں، جن سے منشیہ سُکھ اور شانتی کی آشا رکھ سکتا ہے۔ وہ ہیں دھن، مکان، اولاد، عیش و آرام کے سامان۔ کھانے پینے کے اُتم پدارتھ، طاقت، حکومت وغیرہ۔ لیکن ہم جب غور سے دیکھیں، تو جن لوگوں کے پاس یہ چیزیں بہتات سے ہیں، اُن کو بھی شانتی نہیں ہے۔ شانتی پراپتی کے لئے وہ کبھی تیرتھ ستھانوں پر جاتے ہیں، گھر میں یگیہ کراتے ہیں، مہاتماؤں کے پاس جاتے ہیں۔ اگر یہ صداقت ہوتی کہ ان چیزوں کے فراہم کر لینے سے شانتی مِل جائے گی، تو ان چیزوں کے مالک جگہ جگہ شانتی حاصل کرنے کے لئے بھٹکتے نہ پھرتے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اِن چیزوں میں شانتی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر زیادہ مقدار میں یہ چیزیں جس شخص کے پاس ہیں، اُسی قدر ہی وہ زیادہ اشانت اور پریشان رہتا ہے۔ اِس کا بدیہی ثبوت اِس بات سے ملتا ہے کہ دِل کے دورے انہی لوگوں کو پڑتے ہیں، جن کے پاس یہ دُنیاوی پدارتھ بہتات سے ہیں۔ کینسر کی خطرناک بیماری اُن دیشوں میں زیادہ لوگوں کو ہوتی ہے، جو زیادہ مالدار ہیں۔ جسم کی شرمناک بیماریاں اُن مُلکوں میں زیادہ ہیں، جہاں عیش و عشرت کے سامان کثرت سے میسّر ہیں۔ اِن سب باتوں سے ظاہر ہے کہ یہ دُنیاوی پدارتھ نہ صرف شانتی نہیں دے سکتے بلکہ اشانتی بناتے ہیں، اور مہلک اور خطرناک روگوں کو لانے والے ہوتے ہیں۔

تب سوال ہوتا ہے کہ شانتی کہاں سے مِل سکتی ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس کا ایک ہی ستھان

ہے، ایک ہی مقام ہے۔ جہاں سے اُسے فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ شانت سروپ، شانتی کے منبع، شانتی کے سروت، شانتی کے بھنڈار اور شانتی کے مالک پرمیشور سے ہی مل سکتی ہے۔ تب سوال ہوتا ہے کہ پرمیشور سے یہ کس طریقہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کا اُتر یہ ہے کہ پرمیشور میں پوری شردھا اور نِشٹھا سے اس میں اڈگ اور اچل وشواس رکھنے سے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ایسا پکّا وشواس کس طرح کا ہوتا ہے۔ اس کے لئے وشواسی کی کیا بھاونا ہونی چاہیئے۔ اس بارے میں پرمیشور کے سمبندھ میں ان تتووں کا وشواس ہونا چاہیئے۔

۱۔ ایشور ہے، اوشیہ ہے اور وہ سروگیہ، سروشکتی مان اور سرولیشور ہے، برہمانڈ کو اسی نے رچایا ہے اور وہی اس کو رچا رہا ہے۔

۲۔ دنیا کے سب پدارتھوں کے بنانے والا ہونے سے وہی ایک ماتر اُن کا سوامی ہے۔ وہ جس چیز کو یہاں چاہے، رکھ سکتا ہے، جسے چاہے دے سکتا ہے، اور جن سے چاہے لے سکتا ہے۔

۳۔ پرماتما کی اچھا یا مرضی ہی افضل ہوتی ہے۔ انسان اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔

۴۔ ہر بات پرمیشور کی آگیا سے ہوتی ہے، جو کچھ بھی ہو رہا ہے، وہ سب اُسی کے حکم سے ہو رہا ہے۔

۵۔ وہ جیسا اور جو کچھ کرتا ہے۔ اس میں جیووں کی بھلائی ہوتی ہے۔ انسان الپگیہ ہونے کے کارن بعض دفعہ اس کی لیلا اور اس کے بھید سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے اُسے کسی بات میں نقص نہ دیکھنا چاہیئے۔

۶۔ پرمیشور کی رضا میں راضی رہنا اور اپنی اچھا کو اس کی اچھا کے آدھین کر دینا ہی انسان کا کرتویہ ہے۔

۷۔ پرمیشور کی آگیا سے جو کچھ بھی ہو، انسان اُسی میں اپنی بھلائی اور بہتری دیکھے۔ بھلے ہی ظاہرا طور پہ وہ اُسے اپنے لئے نقصان دہ سمجھتا ہو۔

۸۔ جو چیز وہ دیوے اُسے امانت کے طور پہ لے کر اس کا شکر منائے، اور اسی چیز کا پوری ایمانداری اور خبرداری سے استعمال کرے۔ اور جو چیز وہ واپس لے، اُسے خوشی سے واپس کر دے۔ اور ایسا کرتے ہوئے دُکھ ذرا بھی نہ مانے، بلکہ اطمینان محسوس کرے، کہ امانت واپس دی گئی۔

۹۔ اگر بیماری آ جائے یا نقصان ہو جائے یا کسی اپنے پیارے کا ندھن ہو جائے، تو اس میں پربھو کی اِچھا جان کر شانت رہے، اُسے اپنے کرموں کا پھل مانے۔ اس لئے نہ صرف اُس وقت دُکھی نہ ہو، بلکہ اس میں بھی ایشور کی دیا دیکھے۔ اور یقین جانے، کہ اس میں بھی پربھو کو اس کی بھلائی ہی منظور ہے۔ کیونکہ پربھو تو سہج دیالو ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ جو کرتے ہیں بھگوان اُسی میں ہے تیرا کلیان

۱۰۔ یہ نشچیہ کرے کہ پربھو کی کرپا سے شانتی پراپت ہوتی ہے۔ پربھو کی کرپا کی ورشا تو ہر سمے ہو رہی ہے۔ لیکن اس کا پتہ وہ تب ہوتا ہے۔ جب منشیہ کو ایشور وشواس ان سب باتوں کے متعلق ہو

جن کا ذکر اُوپر ہُوا ہے، اور وہ خود جو بھی کام کرے، وہ اہنکار یا اہم بھاو رہت ہو، وہ ہر کام پربھو کا یَنتر بن کر کرے۔ اِس پرکار کا اٹول ایشور وشواس ہو جانے سے ایسے وشواسی کے تو پھر شانتی اُسے چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہے؟

یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو پربھو وشواسی خیال کرتا ہے لیکن پھر بھی کسی گھٹنا کے گھٹنے پر اُسے دُکھ در دیر تیت ہوتا ہے تو اُسے جاننا چاہیئے کہ اُس کا پربھو وشواس کچا ہے، یدی من میں تھوڑا سا بھی شوک یا دُکھ محسوس ہو تو اُسے سمجھنا چاہیئے کہ وشواس میں کمی ہے، خامی ہے۔ کیونکہ جب ہر چیز کا مالک پرمیشور ہے، ہر بات اُس کی آگیا سے ہو رہی ہے اور ہر بات جیو کی بھلائی کے لئے ہو رہی ہے، تو کسی بھی بات میں ہمیں آپتی کیوں ہو۔ ایسا پرتیت کرنے سے اور من میں دُکھ ماننے سے تو پرمیشور بھی خود کو اور ناشکرا سمجھ لیتا ہے۔ کہ ہم نے ناشوان چیزوں کو اپنے سُکھ اور شانتی کا آدھار بنایا ہے۔ وہ ہمیں دُنیا کا غلام سمجھتا ہے اور جو دُنیا کا غلام ہے، سنسار کا داس ہے، وہ تو بھوگ پدارتھوں کا اِچھک اور پریمی ہوتا ہُوا شانتی کا بھاگی بن ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ شانتی کے سروت سے دُور ہو جاتا ہے۔ پربھو کے آشرے کے بنا کوئی اچھے سے اچھا یا نیک سے نیک شروع کیا ہُوا کام بھی سرے نہیں چڑھ سکتا، بلکہ ہو سکتا ہے، کہ اس میں بُرائی آگھسے۔ کیونکہ ہر کام شُبھ وچاروں سے سر انجام پا سکتا ہے۔ لیکن جہاں پرمیشور سے تعلق ہی نہ رکھا جائے، وہاں نیک خیالات آ کہاں سے سکیں گے۔ جہاں پربھو کا سہارا نہ لیا جائے وہاں اُتم واتاورن ہی نہیں بن سکتا۔

پربھو کو چھوڑ کر چلنے والے پُرش کا وہی حال ہوتا ہے۔ جو ایک درخت سے ٹوٹے ہُوئے پتے یا پھول کا۔ جیسے وہ پتّا یا پھول آندھی سے جگہ جگہ بھٹکتا ہے۔ ویسی ہی حالت اُس شخص کی ہوتی ہے جو اپنے پربھو سے ناطہ توڑ لیتا ہے۔ وہ بھی پریشان حالی میں ہی بھٹکتا رہتا ہے۔ اور کبھی اس کو شانتی نہیں مِل سکتی، وہ تو سدا اشانت رہے گا۔

ایک اور درشٹانت لیجئے۔ ایک بچہ بازار میں اپنی ماں کی اُنگلی پکڑ کر جا رہا ہے، وہ بالکل نشچنت ہے۔ اور شانت بھاو سے ناچتا ہُوا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی ماں کی اُنگلی چھوڑ دے، تو بازار کی بھیڑ میں وہ گھبرا اُٹھے گا، اور بے چین ہو جائے گا، اُس کی ساری شانتی اور ناچ کود کافور ہو جائے گی۔ یہی حال اُس منشیہ کا ہوتا ہے، جو جگت ماتا پرمیشور کے سہارے، کی اُنگلی کو چھوڑ دیتا ہے۔

ایک اور مثال لیجئے۔ ایک لڑکا ایک پتنگ اُڑا رہا ہے۔ پتنگ لڑکے کے ہاتھ میں تھامی ہُوئی ڈور کے سہارے اُوپر چڑھ گیا اور وہاں خوب فرفر کرتا ہُوا اور بھی اُوپر چڑھتا جاتا ہے۔ اس ڈور کا سہارا اُس کو نیچے نہیں گرنے دیتا۔ لیکن اگر وہ پتنگ یہ سمجھ کر کہ میں اپنے بل بوتے پر اتنا اُونچا اُبھر آیا ہُوں، اس ڈور سے تعلق توڑ دے تو کیا ہو گا کہ وہ پتنگ چکر کھاتا نیچے اُوپر ہوتا کسی کانٹوں کی باڑ میں گر کر

پُرزہ پُرزہ ہو جائے گا۔ بالکل یہی اَوستھا اس شخص کی ہوتی ہے، جو پربھو رُوپی ڈور کا سہارا چھوڑ دیتا ہے۔
پربھو کا آشرا لئے بغیر تو انسان کے اندر اپنا اہنکار بولتا ہے، اور وہ اُس کو غلط طور و ناش کاری راہوں پر ڈالتا ہے۔ لیکن نشچیت اور واستو رُوپ سے بھگوان کا سہارا لینے کے بعد تو اس اہنکار کی جگہ پربھو بولنے لگتا ہے اور پھر ہم سیدھی راہ بھٹک ہی نہیں سکتے۔ پربھو کا سہارا لینے کے بعد تو ہماری ہر ایک چیشٹا اہنکار رہت ہو گی۔ پھر تو ہم پربھو کے یَنتر بن جائیں گے۔ اس کا سہارا ہی تمہارا جیون چلائے گا۔ ایسی صورت میں اشانت ہونے کی سمبھاؤنا ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ سہارا اور وشواس اس قسم کا ہونا چاہیئے، کہ جس کے متعلق دس نکات اس سے پیشتر نویدن کئے گئے ہیں، وہ وشواس اس کسوٹی پر پورا اُترنا چاہیئے۔
پربھو کا آشرا اس پرکار سے پراپت کر لینے پر پھر بھلے ہی چاروں طرف سے سنسار کی آندھی کتنے ہی زور سے چلے، وہ اِس وشواس کی شانتی کو بھنگ نہیں کر سکے گا۔ مہو اُپنشد کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کا دِل تو اِتنا شانت ہوتا ہے کہ پرلے کال کی تُند ہوائیں بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔
ہو سکتا ہے کہ ایسا درڑھ پربھو وشواس حاصل کرنے میں دیر لگے۔ لیکن شردھا پُورک پریتن کرنے سے اور کبھی بھی نراشس نہ ہونے سے سپھلتا اوشیہ ملتی ہے۔ کیونکہ پربھو پھر آپ سہائتا دینے لگ جاتے ہیں، یدی شردھا اور پریاسن بنے رہیں۔
آؤ ہم آج سے ہی ایسے ایشور وشواس کی پراپتی کے لئے شدھ بھاؤ سے جُٹ جائیں اور اس کی کرپا کے پاتر بن کر ہر سمے شانتی کے چشمہ میں ڈبکیاں لگاتے رہیں۔ اور سدا یہ کہیں۔

جیہی بِدھ راکھے رام تیہی بدھ رہیئے
سب ٹھیک سب ٹھیک سدا ایسا کہیئے (اوم شم)

شانت اوستھا کے شترو

شانت رہنا کون نہیں چاہتا؟ سب چاہتے ہیں۔ اس کے لئے پریتن بھی کرتے ہیں۔ لیکن شانت رہتے نہیں۔ سوال ہوتا ہے کہ جب سبھی لوگ شانتی کے طلب گار بھی ہیں اور اس کی پراپتی کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں، تو پھر بھی وہ اس سے محروم کیوں رہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ ایک طرف تو وہ شانتی کے اِچھک بھی ہیں، اور اس کے لئے پریتن شیل بھی ہوتے ہیں۔ لیکن دُوسری طرف وہ اس کے شتروؤں سے دوستی گانٹھتے ہیں۔ شانتی اس لئے نہ تو اس دو رُخی چالی کو پسند کرتی ہے اور نہ ہی وہ برداشت کرتی ہے۔ اس لئے وہ اِن سے دُور رہتی ہے۔

آپ سوال کریں گے کہ کیا لوگ ایسے مُورکھ ہیں کہ جس شانتی سے وہ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے شترؤوں سے پریم کریں؟ ہاں آپ مانیں نہ مانیں۔ حالت تو حقیقت میں یہی ہے۔ اب آپ قُدرتی طور پر چاہیں گے کہ مَیں ان شترؤوں کے نام بتاؤں، تاکہ آپ اس امر کی تصدیق کر سکیں کہ واقعی لوگ اِتنے بے سمجھ اور کوتاہ اندیش ہیں کہ وہ ایسوں سے محبت کرتے ہیں کہ جو اُن کی چاہتی شے شانتی کے ویری ہیں، اور اسی وجہ سے شانتی اِن سے دُور بھاگتی ہے۔

آپ کی یہ اِچھا بالکل جائز اور اُچت ہے کہ جب مَیں نے ایک بڑا بھاری بہتان اِنسانی نسل پر لگایا ہے۔ تو مَیں اس کی وضاحت کروں، ورنہ مَیں نے یہ ایک بڑہانکی ہے۔ تو لیجئے، مَیں ان کے نام آپ کے سامنے پرگٹ کئے دیتا ہوں۔ ہیں تو وہ بہتیرے، لیکن سر دست مَیں آپ کو شانتی کے بارہ۱۲ شترؤوں کے نام گناتا ہوں۔ انہیں سُنکر پھر آپ ذرا ٹھنڈے دِل و دماغ سے سوچئے، کہ حقیقت میں جو اِنسان کی کمزوری یا جہالت مَیں نے عرض کی ہے، وہ دُرست ہے یا نہیں، تو لو سُنیئے، اب وہ بارہ۱۲ مہینوں اور بارہ۱۲ نکشتروں کی گنتی کے برابر شانتی رانی کے بھی بارہ۱۲ ہی گھور شترو گن ہیں جن کے نام۔ (۱) بھَے (۲) بھرم (۳) کرودھ (۴) دویش (۵) ایرشا۔ (۶) اہنکار (۷) چنتا (۸) ممتا (۹) ابرہمچریہ (۱۰) آلسیہ (۱۱) ترشنا (۱۲) اوچارتا۔

اوِچارتا کے اندر ایسی باتیں آتی ہیں، جو اِنسان بِنا وچار سے کرتا ہے۔ جیسے فضول خرچی، بسیار خوری اور اس کی وجہ سے بیمار ہونا، بدلنے کی بھاونا اور کھورتا وغیرہ۔

یہ ہیں پیارے سجّن! شانتی کے دُشمن۔ اب آپ خود غور کرلیں کہ اِنسان ان سے پیار کرتا ہے یا نہیں، ہو سکتا ہے کہ ہر ایک آدمی میں یہ سبھی نہ ہوں۔ ایک دو ہوں یا کچھ زیادہ ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی میں ان کا زور کم ہو، اور کسی میں زیادہ۔ لیکن یہ ہوتے ضرور ہیں۔ جتنی تعداد اور مقدار میں یہ کم ہوں، اُتنا آدمی کم اشانت ہوتا ہے۔ اور جتنے زیادہ ہوں، اُتنا ہی زیادہ اشانت اور دُکھی رہتا ہے۔ آپ کہہ سکیں گے کہ ان سے پیار تو کوئی نہیں کرتا۔ مگر کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے یا سُنا ہے، کہ جس چیز کو آدمی پسند نہ کرتا ہو، اُسے اپنے پاس رکھے۔ ایسا تو ایک چھوٹا بچہ یا پشو بھی نہیں کرتا۔ پھر باہوش اِنسان کیوں ان کو اپناتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ کیا آپ کو عیاشی کرنے کے لئے کوئی دُوسری شکتی مجبور کرتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ ان کو خود بُلاتے ہیں۔

آپ شاید کہیں کہ ان کو کوئی بُلاتا تو نہیں، یہ تو خود ہی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں یا آچمٹتے ہیں۔ اس بارے میں وچار کرنے کی یہ بات ہے کہ آپ نے کئی ایسے خوش نصیب سجن بھی دیکھے ہوں گے، کہ جو ان سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں، اور کافی زیادہ شانت رہتے ہیں، اگر یہ دُرست ہے، تو ان کو یہ بھوت کیوں نہیں چمٹتے۔ وہ وچاروان پُرش ان کو دُور سے دھتکار دیتے ہیں۔

اب شاید آپ یہ جاننا چاہیں گے، کہ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے کہ جب اِنسان ان کو چاہتا بھی نہیں،

بُلانا بھی نہیں، پھر بھی یہ اُس کو آ کر دبا کیسے لیتے ہیں۔ ہاں آپ کو اس کے متعلق بھی اصلی رہسیہ سے آگاہ کرنا ضُروری ہے۔ سنسار میں دو شکتیاں کام کر رہی ہیں۔ ایک ہے دیوی شکتی اور دُوسری ہے آسُری شکتی۔ شانتی تو دیوی شکتی کے آدھین ہے۔ اور اسُری شکتی اشانتی پیدا کرنے والی ہے۔ دیوی شکتی کا آدھار پرمیشور ہے۔ اور آسُری شکتی کا آدھار مایا یا سنسارک پدارتھوں میں آ سکتی ہے۔ بھے، بھرم، چنتا، اتیادی ۱۲ بھوت جن کا اُوپر ذِکر ہُوا ہے۔ آسری شکتی کے ساتھی ہیں۔ اسلام مذہب میں اِن دو شکتیوں کا نام خُدا اور شیطان بیان ہُوا ہے۔ یہ بارہ[۱۲] بھوت شیطان کے بھائی ہیں یا انہیں شیطان کی سینا یا فوج کہہ سکتے ہیں۔ اب، جو منشیہ دیوی شکتی یا پرمیشور کا سہارا لے گا، وہ شانتی پراپت کرے گا۔ کیونکہ شانتی کا سُروپ ہی پرمیشور ہے۔ اِس لئے سمجھ لینا چاہیئے، کہ اِن بھوتوں کا شکار جو آدمی ہوتا ہے، اور پھر شانتی سے محروم ہو کر اشانت جیون وتیت کرتا ہے۔ اس کی تہہ میں بس یہی کارن ہے۔ یعنی پرمیشور کو[۲] خدا اپنے سروپ کا وسمرن، پرمیشور کا سمرن کرنے والے اور اُس کی شرن گرہن کرنے والے ایشور بھگت کہلاتے ہیں۔ اور وہ سُکھ اور شانتی کی دات اور بخشش پربھو سے پاتے ہیں۔ اپنے سرُوپ کو جان لینے والے گیانی کہلاتے ہیں۔ اور سچا گیان پراپت کر کے اپنے آپ کو نربھیتا، پوترتا، شانتی اور آنند کا سروت یا سروپ جاننے لگتے ہیں۔ اِس لئے جو سجن ابروکت بھوتوں سے پیڑت اور دُکھی ہیں، اُنہیں اِن پر وجے پا کر ـــ ان کو ختم کرنے کے لئے یا تو پربھو سمرن یا پربھو شرن سچی شردھا اور پریم سے گرہن کرنی چاہیئے یا اپنے سرُوپ کا گیان پراپت کرنا چاہیئے۔ جب تک ایسا نہ ہو سکے، تب تک وویک دوارا اِن بھوتوں کو بھگانے کے لئے یتن کرنا چاہیئے۔ جِن کے متعلق سنکیت ماتر سے کچھ اُپائے بھی نویدن کیئے جاتے ہیں۔

بھے:۔ آتم وشواس بڑھایئے اور جن باتوں سے بھے لگتا ہے، وہی کیجئے، بھے پیدا کرنے والے کرموں سے بچیئے۔

بھرم:۔ مَن کی نربلتا دُور کیجئے، جو آدمی بھرم نہیں کرتے، ان کے آچرن کو دیکھئے۔ اُن کے جیون چرتر پڑھیئے۔

چنتا:۔ وِچار کیجئے کہ کیا آج تک چنتا کرنے سے کوئی کام ٹھیک ہُوا ہے اگر نہیں تو پھر خُون سکھانے سے کیا لابھ؟

دویش، کرودھ، ایرشا:۔ سوچیئے کہ ان سے دُوسروں کو کچھ ہانی پہنچانے کی بجائے اپنے آپ کو زیادہ نُقصان پہنچتا ہے۔ دویش کرنا ہے تو اپنی ہی کمزوری سے کیجئے اور کرودھ کرنا ہے تو اپنے چنچل من پر کیجئے جو آپ کے اندر آگ بھڑکاتا ہے۔ ایرشا کرنی ہے تو اپنی اُس ملن بھاونا سے کیجئے، جو دُوسروں کی اُنتی دیکھ کر دُکھی بناتی ہے۔

اہنکار:۔ سوچیئے کہ نہ کوئی شئے جیو کے ساتھ آتی ہے، نہ جاتی ہے۔ سب ناشوان ہیں اور ان سے جُدا ہونا لازمی ہے، تو اہنکار کس بات کا کروں۔ مَیں تو ایک ٹُوٹا ہُوا پتہ اسی جگہ پھر جوڑ بھی نہیں سکتا۔ اس کا بنانا تو دُور رہا۔ ایک مکھی میرے دماغ میں چڑھ جائے، تو میری موت کر سکتی ہے۔ پھر اہنکار کس چیز کا۔ ایسا سوچیئے۔

ممتا:- وچار کریں کہ یہ میرا شریر بھی میرے ساتھ نہیں جاتا۔ پھر باقی چیزوں کا تو کہنا ہی کیا۔ ممتا کس لئے سب چیزوں کا سوامی پرمیشور ہے۔ میں اُن کا سوامی بننے کی مُورکھتا کیوں کروں۔

برہمچریہ:- عیش وعشرت اور عیاشی سے دھن کا ناش، عزت کا ناش، طاقت کا ناش، عُمر کا ناش، بُدھی کا ناش، غرضیکہ ناش ہی ناش ہے، سوچیں کہ پھر میں کیوں اپنی ہر قسم کی تباہی کروں۔

آلسیہ:- وچار کریں کہ ضرورت کی ہر شئے حرکت میں ہے۔ زمین، چاند، ستارے ہی نہیں سرشٹی کا ایک ایک ذرہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ بھگوان خود کام کرتے ہیں۔ ہم اپنے کرموں سے ہی سدگتی کو پراپت کر سکتے ہیں۔ پھر آلسی بن کر ہم اپنے کلیان میں روڑا کیوں اٹکائیں۔ دُوسرے آلسی آدمی روگی بنتا ہے۔ دُوسروں کی نگاہ میں اِس کا کوئی قدر نہیں رہتی۔ آخر اوقات خود بھُوکوں بھی مرتا ہے یا بھکاری بنتا ہے، چور بنتا ہے۔ اور بھیک مانگنا تو مرنے سے بُرا ہے۔ کہا بھی ہے۔ ؎

مانگن مرن سمان ہے مت کوئی مانگے بھیکھ ؛ مانگن سے مرنا بھلا ستگور کی یہ سیکھ

ترشنا:- ترشنا وہ گڑھا ہے جو کبھی نہیں بھرتا۔ ترشنا کو جتنا کوئی پُوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُتنی ہی وہ اور بھڑکتی ہے۔ ایک ہندی کوی نے ٹھیک کہا ہے۔ ؎

جو دس بیس پچاس بھئے شت ہو ئے ہزار دں لاکھ منگے گی

کوئی ارب کھرب اسنکھ پرتھوی ہونے کی چاہ منگے گی

سورگ پتال کا ناچ کرو ترشنا ادھکی اتی آگ جلے گی

سُندر ایک سنتوش بنا شٹھ تیری تو بھوک کبھی نہ بھگے گی

دھن کی ترشنا، بل کی ترشنا، شُہرت کی ترشنا، مان پرتشٹھا کی ترشنا، عیاشی کی ترشنا اور انیک پرکار کی ترشنا نے منشیہ کو پاگل اور دُکھی بنا رکھا ہے۔ یہ ایک مہان وکرال چڑیل ہے۔ اگر شانتی چاہتے ہو تو سب سے پہلے اس کو ختم کرو، ورنہ شانتی کی آشا نہ رکھو۔

اوچارنا:- وچار ہینتا سے یعنی بنا سوچے سمجھے اور بنا اس کا پرینام جانے بنا انسان کئی ایسے کام کرتا ہے کہ جن کے کارن وہ اپنی اشانتی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً چٹور رہنے سے وہ زیادہ اور غلط چیزیں کھا کر اور پی کر انیک پرکار کے روگ اپنے شریر میں کھڑے کرتا ہے۔ اسی لئے ایک کوی نے کہا ہے کہ: ؎

بنا وچارے جو کرے سو پاچھے پچھتائے ؛ کام بگاڑے اپنا لوک میں ہوت ہنسائے

اختصار سے اِن بھُوتوں اور چڑیلوں کا قلع قمع کرنے کے کچھ اُپائے بتائے گئے ہیں۔ ان کو پراجت وویک دوارا کیجئے۔ لیکن یہ شیطان یا اُسری شکتی کے سپاہ پُوری طرح سے تبھی ختم کئے جا سکتے ہیں۔ جب آپ دیوی شکتی کا سہارا لے کر پربھو کے سچے بھگت بنیں یا گیان پراپت کر کے اپنی ذات کو پہچانیں۔ ؎

جب تلک انسان کو اپنی سمجھ آتی نہیں ؛ تب تلک اس کی پریشانی کبھی جاتی نہیں

انسانی زندگی کا مقصد

سوامی رام تیرتھ جی کا پشاور میں دیا گیا ایک پروچن

مراسلہ:۔ شری بھارت بندھو ایم اے سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن رجسٹرڈ دِلّی

دسمبر ۱۸۹۶ء کے پہلے ہفتہ میں سوامی جی سناتن دھرم سبھا پشاور کے پردھان اور دیگر دھرم پریمی سجنوں کی دعوت پر بھارت کی تقسیم سے پہلے کے شمال مغربی سرحدی صوبہ کی راجدھانی پشاور میں پہنچے۔ جن کی مہربانی سے ہمیں یہ پروچن حاصل ہُوا ہے۔ وہ ۹۵ سالہ بزرگ شری لالہ امین چند جی آنند ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف سوامی جی کے درشن کیئے، بلکہ اُن کے چرنوں میں بیٹھ کر اُپدیش بھی سُنے، اور اُن سے تبادلہ خیالات کا فخر بھی حاصل کیا۔ جب تمام پنجاب اور صوبہ کے باہر لوگوں کو یہ معلوم ہُوا، کہ پروفیسر تیرتھ رام نے اپنا طالب علمی کا زمانہ تنگدستی سے گزارنے کے بعد بڑی خوش قسمتی سے ملی نوکری کو لات ماردی ہے تو سب کو حیرانی ہوئی۔ وہ ایسے مہاپُرش کے درشن کرنے اور اُن کے خیالات سُننے کے لئے بے تاب تھے۔ چنانچہ شری آنند جی ایک دن لاہور گئے، اور وہاں تیرتھ رام جی سے مل کر تاکید کی کہ وہ پشاور ضرور تشریف لائیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اُن کے درشن کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ ان کی درخواست کو اُنہوں نے منظور کر کے جلد وہاں جانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ایک دن لاہور سے پردھان سبھا کو ایک خط ملا جس میں فرنٹیئر میل سے وہاں پہنچنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ اُس دن ریلوے سٹیشن ماسٹر لالہ بھ چند (جو دھرم وچاروں کا مخزن تھے۔ اور شہر کی ایک دھرم شالہ میں گیتا کی کتھا بھی کیا کرتے تھے) بذات خود وہاں موجود تھے۔ ایک بگھی (وکٹوریہ گاڑی) میں اُنہیں بٹھا کر بازاروں میں اُن کا جلوس نکالا گیا۔ بگھی میں سبھا کے پردھان رائے بہادر لالہ گنگا بشن بھی سوار تھے۔ گھوڑا گاڑی کے پیچھے پیچھے لوگ ٹانگوں میں سوار تھے۔ چھپے ہُوئے اشتہاروں کے مطابق پروچن تیسرے دن شام کو ۵ بجے کابلی دروازہ کے باہر واقع ہائی سکول میں ہونا قرار پایا تھا۔ اِس سے پہلے مقامی مشن کالج میں ہُوئے اُن کے انگریزی لیکچر کی شہر میں بڑی چرچا تھی۔ اِس لئے لوگ تین بجے سے ہی وہاں اکھٹے ہونے شروع ہو گئے۔ شہر کے ہندو علاقوں میں خاص طور پر دُکانیں بند کر کے شردھالو وہاں پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا وہاں ہڑتال ہو رہی ہو۔ شہر کے مشہور اور بڑے بڑے لوگ (جج، وکیل، رئیس، پروفیسر وغیرہ) بڑی مقدار میں وہاں حاضر تھے۔ دفتروں سے آنے والے لوگ بھی وہاں تاخیر پہنچ چکے تھے۔ آسانی کے لئے یہاں ہم تیرتھ رام جی کے لئے

سوامی جی، اِلفاظ کا اِستعمال کریں گے۔ حالانکہ انہوں نے سنیاس تقریباً پانچ سال بعد دھارن کیا تھا۔

سوامی جی کا بھاشن شروع ہُوا۔ لوگ برآمدہ میں، صحن میں اور باہر بھی کھڑے ہُوئے تھے۔ سوامی رام نے سب سے پہلے اوم کا بلند آواز سے اُچارن کیا، اور بعد میں مندرجہ ذیل گیت سُنایا:-

ہے پربھو! گُلِ گلزار میں مَیں نے تجھے دیکھا — اور وادیٔ پُرخار میں مَیں نے تجھے دیکھا
جلوے تیری قُدرت کے مجھے کیا کیا نظر آئے — بحر و برّ و کوہسار میں مَیں نے تجھے دیکھا
سُورج و چاند ستارے تیرا دیتے ہیں پتہ — گویا بھرے دربار میں مَیں نے تجھے دیکھا
کہتے ہیں کون تجھے کہ مجسمہ ہے پردہ نشیں ہے؟ — ہر کُوچہ و بازار میں مَیں نے تجھے دیکھا
گلشن بھی تیرا گھر ہے بیاباں بھی تیرا گھر — کیا پھُول میں کیا خار میں مَیں نے تجھے دیکھا
ہر ساز کے پردہ میں صدا تیری سُنی ہے — ہر شکل کے اظہار میں مَیں نے تجھے دیکھا
ایسی جگہ کوئی نہیں تجھ سے ہو جو خالی! — دربار کے آر پار میں مَیں نے تجھے دیکھا
سُورج و چاند ستاروں میں ہے تُو روشن — اور دِل کے تار تار میں مَیں نے تجھے دیکھا

کرشن سُورُوپا میری آتماؤ، ماتاؤ، بہنوں اور بھائیو! خیالات کے لحاظ سے آپ ہندو یا مُسلمان، بودھ ہیں یا سکھ، جَین ہیں یا عیسائی، پارسی ہیں یا یہودی، آستک ہیں یا ناستک، کوئی سیاسی لیڈر ہیں یا دھار مک نیتا۔ سوال یہ نہیں ہے۔ کہ خیالات کے لحاظ سے آپ کیا ہیں، کیا نہیں ہیں۔ یہ آپ کی مرضی ہے، کہ خیالات کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو دُوسروں سے الگ تصوّر کر لیا ہے۔ مگر یہ عام بھید قُدرتی نہیں، بلکہ اِنسان کے اپنے پَیدا شُدہ ہیں۔ اِن بھیدوں کے ہوتے ہُوئے بھی سب کی اِس بات پر ایکتا ہے، کہ شکل و شباہت کے لحاظ سے سب اِنسان کہلاتے ہیں۔ یہ سب اِنسان پہلے ہیں اور باقی سب کچھ بعد میں۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے اِنسان کہلاتے ہُوئے اِس بات کو اچھی طرح مان لیا ہے کہ اِنسانی زِندگی کا مقصد اور اُسے حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کے حل ہونے یا نہ ہونے پر زندگی کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔ اگر آپ اِنسانی زندگی کے مقصد کو نہ جان کر جو کچھ بھی آپ کے جی میں آئے، کر دیتے ہیں، تو آپ اپنے آپ کو اُس ملاح کی طرح سمجھئے کہ جو طُوفانی دریا میں کِشتی کو چپّو پر چپّو تو مارتا جا رہا ہے، مگر اُسے یہ پتہ نہیں کہ اُسے پہنچنا کِس گھاٹ پر ہے یا اُسے ایسے مُسافر کی طرح جانئے، کہ جو سفر کرنے میں دوڑ لگا رہا ہو، مگر یہ پتہ نہیں کہ پہنچنا کِس مقام پر ہے جس طرح مقام یا منزل کی جانکاری کے بنا کبھی مُسافر کو سفر کی کامیابی کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُسی طرح آپ کو بھی بنا مقصد کے زِندگی بسر کرنے سے کامیاب زِندگی کی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی اگر آپ اپنی زِندگی کے ہر حال میں خوش رہنا چاہتے ہیں، تو اِس سے پہلے آپ ایشور یا پرماتما کو جانو، جس نے یہ دُنیا بنائی ہے۔ اِس کے ذریعہ زندگی کے مقصد کو جان کر زِندگی بسر کیجئے۔

کیا ایشور نام کی کوئی شکتی ہے؟ سنسار کی کوئی وستو کسی کرتا (فاعل) کے بنائے بنا خود بخود وجود میں نہیں آ گئی۔ لازماً اُسے کسی کرتا (CREATER) نے بنایا ہے۔ گھڑے کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے، کہ اُسے کسی کمہار نے بنایا ہے۔ مثال کے طور پر میز کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اسے کسی بڑھئی نے بنایا ہے۔ گھڑی کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی گھڑی ساز یا انجینئر نے بنایا ہے، مکان کو دیکھ کر یہ انومان ہوتا ہے کہ اُسے کسی راج نے بنایا ہے۔ یُوں تو میز لکڑی سے بنتی ہے۔ لیکن لکڑی بنا بڑھئی کے اپنے آپ تو میز نہیں بن جاتی۔ مٹی کے ذرات سے بھی اپنے آپ ہی گھڑا نہیں بن جاتا۔ اینٹ، چُونا، پتھر سے مل کر مکان بنتا ہے۔ مگر اینٹ پتھر بنا راج کے اُپنے آپ تو مکان نہیں بن جاتے۔ سونے سے زیور بنائے جاتے ہیں، مگر سونا بنا سُنار کے اپنے آپ ہی تو زیور نہیں بن جاتا۔ اس طرح یہ وشال سنسار اپنے آپ تھوڑا ہی بن گیا ہے۔ اس کو بھی کوئی بنانے والا ہے۔ اُس کو ہم شکتی مان پرماتما یا ایشور کہتے ہیں۔ وہ ایک مہان شکتی ہے۔ اُس کے حکم سے یہ چاند ستارے، وقت پر اپنی ڈیوٹی دیتے ہیں۔ اُس نے اپنی پرکرتی سے ہی اِس سنسار کو بنایا ہے۔ اُسی نے سمندر بنایا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں تمام دریا، ندی، نالے اِس سمندر میں جا کر گرتے ہیں۔ مگر سمندر نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی مہان شکتی کا کام ہے۔ اور اُس شکتی مان دیو کو ہم پرمیشور مانتے ہیں، اور وُہی سارے عالم کا کرتا ہے۔

منشیہ سب پرکار کی جیو دھاری جاتیوں میں سریشٹھ ہے۔ اس کو اپنے جیون سے لابھ اُٹھانا چاہیئے۔ اگر منشیہ ہو کر بھی یہ پشو یا پکشی، کیٹ پتنگ کے سمان کھانے پینے، سونے، بچے پیدا کرنے میں ہی لگا رہتا ہے۔ تو منشیہ میں اور کیٹ پتنگ میں فرق کیا رہ گیا؟ اُس کو اپنے دھرم کو جاننا، ایشور کو جاننا اور موکش پراپت کرنا ہے۔ اب کئی لوگ سٹورگ کی ابھیلاشا کرتے ہیں، کہ ہمیں سٹورگ ملے، سٹورگ کیا ہے؟ ایک بڑھیا ہوٹل۔ اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ سٹورگ کن لوگوں کو ملتا ہے؟ جو شبھ کرم یا پُنیہ کرم تو کرتے ہیں۔ مگر ایشور بھگتی سے دُور رہتے ہیں۔ جب شبھ کرموں کا دھن ختم ہو جاتا ہے، تو جیو کو سٹورگ یا بہشت سے بھی جواب مل جاتا ہے، تو پھر وہ اِس دُنیا میں جنم لیتا ہے۔ اِس طرح بار بار آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اور اُس کے من میں ایشور درشن کی لالسا کبھی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ نیکی کا دھن لگاؤ اور سٹورگ کے ہوٹل میں موج اُڑاؤ۔ دھن ختم ہو جائے تو پھر ہاتھ ملتے رہو۔ اِس لئے کیا لوک کیا پرلوک، کہیں ناش وان پدارتھوں میں شانتی مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

مادہ پرست باہر کے پدارتھوں میں سُکھ مانتا ہے تبھی تو باہر کی چیزوں کی پہچان ہوتی ہے جھگڑے ہوتے ہیں، مگر آتم وادی پُرش کا کہنا ہے کہ جس شانتی کو تم باہر کے پدارتھوں میں ڈھونڈ رہے ہو، وہ شانتی تم سے باہر نہیں۔ تمہارے اندر ہی ہے۔

جب اِنسان کو ایسا گیان ہوتا ہے تو پھر وہ شخص دُنیا کے ناشوان پدارتھوں سے الگ ایسی وستو کا پتہ لگاتا ہے۔ جو اوناشی ہو، اور آنند سوروپ بھی ہو۔ وچار کرتے پر ایسا پدارتھ ایک ایشور ہی جان

پڑتا ہے۔ جس کا ناش اُس وقت بھی نہیں ہوتا۔ جبکہ مہاپرلیہ میں اس سنسار کی ہر ایک چیز کا ناش ہو جاتا ہے۔ وُہی پرماتما اوناشی اُور آنند سوُروپ ہے۔ ورنہ سنسار کی ہر ایک چیز ایک لمحہ کے بعد بھی وہ نہیں رہتی کہ جو ایک لمحہ پہلے تھی۔ جب سادھک کو ایسا گیان ہو جاتا ہے، تو وہ قدرتی طور پر شُبھ کرم تو پہلے کی طرح ہی کرتا رہتا ہے۔ مگر اُن شبھ کرموں کا پھل وہ سوائے ایشور درشن کے اور کچھ نہیں چاہتا۔ اُس وقت وہ بھگتی کا ادھیکاری ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہر ایک کریا اس وچار سے کرتا ہے کہ اُسے کسی پرکار بھگوان کا درشن ہو۔ وہ شواس شواس سے ایشور کا نام جپتا ہے۔ ایشور درشن کے لئے وہ بھگت اُسی طرح ویاکل یا بے چین رہتا ہے۔ جیسے مچھلی جل کے بنا۔ بھُوکا بھوجن کے بنا، پیاسا پانی بنا۔ دُوسرے لوگ اُس کی کریاؤں کو دیکھ کر اُسے پاگل سا سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ بازار سے پھُولوں کا ہار لے کر دیوتاؤں کو بھینٹ نہیں چڑھاتا، بلکہ پیارے پربھُو کی یاد میں ویاکل ہو کر آنکھوں سے گرے ہُوئے آنسوؤں کے موتیوں سے پریم کی مالا گونتھ کر اپنے پیارے کو بھینٹ کرتا ہے۔ سنسار میں سب سے بڑا پُرشارتھ موکش پراپت کرنا ہے۔ یدی سنسار کے لاکھوں کام کیئے، اور موکش پراپت کرنے کا کام نہ کیا۔ اِس جگت میں گربھ واس، جنم مرتیو سے اگیان، شوک، بھُوک پیاس، وردرتا، پرادھینتا اسپھلتا، اپمان، بیماری، بڑھاپا، مرن آدی سب کو دُکھ دیتے ہیں۔ موکش ملنے پر ایسے دُکھ نہیں رہتے۔ جیو پرم شانتی کو پراپت کر لیتا ہے، نر نارائن کو پراپت کر لیتا ہے۔ یہی مہان لابھ ہے۔ اُور پرمانند ہے۔

ہم آریہ ہیں، ہمارا دُوسرا نام ہندُو ہے، ہمارے دھرم کا نام سناتن دھرم ہے۔ ہمارے مکھیہ دھرم شاستر کا نام وید ہے۔ اسی کے نام کو رامائن، مہابھارت، پوران، گیتا، سمرتی آدی درشن کرتے ہیں۔ ہمارے اِشٹ دیو کا نام شری کرشن ہے، وُہی پربرہم پرماتما ہے۔ ہماری دھرم بھُومی اور پتری بھُومی پروشال بھارت دیش ہی ہے، اُور اِسی کو یہ گوڑو (गौरव) حاصل ہے۔ کہ جس کو ہم ایشور، پربرہم یا خُدا کہتے ہیں۔ وہ خود جب بھی کوئی اُوتار لے کر آتے ہیں، تو بھارت میں ہی آتے ہیں اور بھگتوں کے کشٹ نوارن کرتے ہیں ورنہ اُنیہ دیشوں میں یا تو اپنے بیٹے کو بھیجتے ہیں یا اپنے نمائندہ کو بھیج دیتے ہیں۔ تریتا یُگ میں رام اوتار دھارن کر کے آئے اور دواپر یُگ کے آخر میں کرشن کے رُوپ میں نمودار ہُوئے، اور اپنے بھگتوں کی تڑپ کو شانت کیا۔ کتنا پیارا نام ہے کرشن! جس نام ماتر کو سُننے سے ہی من میں پیار کا سمندر اُمڈ آتا ہے۔ راج محل کی رانی میراں اسی نام کی ایک بوند پی گئی۔ اور ایسی مستی آئی کہ اس کو سبھی طرف اپنا گردھر دکھائی دینے لگا۔ وہ کبھی گردھر کو اشنان کرا رہی ہے، کبھی کھانا کھلا رہی ہے، کبھی اپنے گردھر کو جگا رہی ہے اور کبھی سُلا رہی ہے .... غرضیکہ سوتے جاگتے اسی کے گیت

گا رہی ہے۔ رے من! کرشن نام رس بہت جات ہے۔ سور داس اِسی میں ڈُبکی لگا گئے۔ نام دیو نے اِسی رَس سے کایا سپھل بنائی، اور ترسی کے اِک تارے نے اِسی نام کی رَٹ لگائی اور ہنڈی ترواتی اِس نام کی دُکان کھول دی کبیر نے۔

کبیرا مَن نِرمل بھیا جیسے گنگا تیر ؛ پاچھے لاگے ہری پھریں کہت کبیر کبیر

اِسی نام سے :- بھر تلسی کا چھنا ساگ ڈھونڈ پکوایا ؛ دُھنتے جیسا نام ٹھاکر بھوگ لگایا!

جے کرشن، جے کرشن یار تھ کی نس نس بولے ؛ لے اِسی نام کی شرن تُلا دھر پورا تولے

اِسی نام کا پیالہ گورو نانک دیو جی پی گئے۔ "نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رات"

اِسی نام کا بھر کر پیالہ پی گئیں برج کی گوپیاں بَن بَن ڈولیں باؤری۔ ہے کرشن کہاں ہو؟ شیام کہاں چھپے ہو؟ ہم تمہارے لئے ماکھن مصری لائی ہیں۔

واہ کیا نام ہے! اِس نام پر سو جان سے قربان
ایک بار کہا کرشن تو سب مشکلیں آسان

(اِن الفاظ کے بعد سوامی جی کا گلا رُک گیا، اور وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ گویا اُن پر بے ہوشی کا عالم چھانے والا ہو۔ ہم جو سٹیج پر بیٹھے تھے۔ کھڑے ہو گئے، تاکہ اگر سوامی جی گرنے لگیں، تو اُن کو سنبھال لیں۔ مگر کچھ منٹوں کے بعد سوامی جی نے پھر بولنا شروع کیا۔)

جیسے گوپیوں نے لوک ناتھ کو چھوڑ کر سروسو بھگوان کو سمرپت کر دیا تھا، تو انہیں ہر ایک وستو میں بھگوان کرشن ہی دکھائی دیتے تھے۔ ایسی اوستھا بھاگیہ شالی لوگوں کو پراپت ہوتی ہے، اور ایسی اوستھا میں وہ بھگوان کا ساکشات کار کر لیتا ہے۔ اور اپنے سامنے وہ بھگوان کرشن کو کھڑا دیکھتا ہے۔ دِن رات من میں یہ وشواس، یہ بھروسہ بڑھتا رہے کہ مجھے شری کرشن اوشیہ ملیں گے۔ یہ وشواس ایک لمحہ کے لئے بھی دُور نہ ہو۔ نِرنتر اِس نام کا گان پریم سے ہو، بھار رُوپ سے نہیں، مالا کی سنکھیا پوری کرنے کے لئے نہیں، بلکہ نام اِتنا پیارا لگے کہ پران بھلے چھوٹ جائیں، مگر نام نہ چھوٹے۔ اِس من سے ہی تو لڑنا ہے۔ اِسی میں تو بہادری ہے۔ آپ اپنے مَن کا کہنا مت مانیئے، آپ اپنی بات من سے منوانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ اس کی بات مانتے چلے جائیں گے، تو یہ کبھی آپ کو بازار میں گھمانے کے لئے لے جائے گا۔ کبھی دُکان کی طرف، کبھی سنیما کی طرف۔ کبھی بھوجن کی طرف اور کبھی نیند کی طرف۔ غرضیکہ یہ بھگوان کی طرف نہیں جانے دے گا۔ دھیرے دھیرے مَن کو اِس بدمعاشی سے ہٹانا ہی پڑے گا۔ آپ دیکھیں کہ مَن آج جو بدمعاشی کر رہا ہے، وہ مرتے وقت اور بھی ادھک بدمعاشی کر سکتا ہے۔ اور پتہ نہیں، کب کس سنگ میں پھنس کر مَن پر کیسا رنگ چڑھ جائے۔ اِس لئے اِس سے پہلے ہی مَن کی بدمعاشی کو پوری طرح مٹا دیں۔ مَن آپ کی بات نہیں مانتا ہے تو نہ مانے، اِس کو جانے دو جدھر جاتا ہے۔ مگر ایک بات کرو۔ کہ پھر جیوا

سے کام لینا شروع کردو۔ سری کرشن نام ہر وقت زبان سے رٹتے رہو۔ من جدھر جاتا ہے دوڑنے۔ آپ ایک برت لے بس، کہ چلتے پھرتے، سوتے جاگتے اُس کا نام جپو۔ اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے جیبھ مشین کی طرح نام کا اُچارن کرتی رہے۔ اِس طرح ابھیاس کرنے سے من اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور بھگوان کی کرپا سے من کو آپکے پیچھے لگنا ہوگا۔

بھگوان کے نام، گُن، سوروپ کا شروان کرنے کے بعد سنکیرتن کی سنتھتی آتی ہے لیکن یہ سنکیرتن بھاو پُورن ہونا چاہیئے۔ تبھی پھل دائک ہوگا۔ مانُوجیون کے لئے شروَن اور کیرتن دونوں کلیان کاری ہیں۔ اِس پر مجھے ایک سنت کی گھٹنا یاد آگئی۔ ایک مہان سنت تھے۔ جن کا نام سنت وٹھل داس تھا۔ وہ ہر روز نیم پُور بک کیرتن کیا کرتے تھے۔ ایک دِن لوگوں نے پرشن کر دیا: سنت جی! بھگوان کا کیرتن کرتے ہُوئے آپ کی اتنی عُمر ہوگئی ہے۔ بھگوان کے درشن تو آپ کو ہُوئے نہیں۔ وٹھل داس جی مُسکرائے اور جواب دیا مجھے تو میرے شیام سُندر روز درشن دیتے ہیں، اور جب وہ پرشاد کا بھوگ لگا لیتے ہیں، تب میں پرشاد لیتا ہُوں اور جنتا کو بھی دیتا ہُوں۔ لوگوں کو یہ سُنکر بڑا آشچریہ ہُوا۔ اور وہ رہ نہ سکے، اور سنت جی سے بولے۔ مہاراج! آپ ایک بار ہمیں بھی درشن کرا دیجئے۔ سنت جی بولے ضرور کراؤں گا۔ آپ آج رات کو میرے ساتھ شامل ہو کر کیرتن کریں۔ میرے شیام سُندر آپ کو بھی ضرور درشن دیں گے۔ وہ شیام سُندر کو وٹھل کہتے تھے اور وٹھل وٹھل کہہ کر کیرتن کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے تمام شہر میں مُنادی کروا دی، کہ آج سبھی استری پُرش وٹھل داس جی کے کیرتن میں ضرور شامل ہوں، اور وہ سب کو بھگوان کے درشن کرائیں گے۔ رات کو شہر کے لوگ پنڈال میں جمع ہوگئے، کہ آج بھگوان کے درشن ہوں گے۔ وٹھل داس جی کا کیرتن شروع ہُوا، اور لوگ بھی کیرتن میں شامل ہوگئے۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا، اور درشن نہ ہُوئے، تو آدھی جنتا یہ کہہ کر واپس چلی گئی کہ یہ سب پاکھنڈ ہے اور اس کے سوائے کچھ نہیں۔ مگر وٹھل داس جی کیرتن میں مگن تھے۔ کیرتن کرتے کرتے جب دو گھنٹے گزر گئے، تو کچھ لوگوں پر نیند نے غلبہ پایا، اور انہوں نے سوچا کہ کون اتنی دیر نیند حرام کرے۔ درشن وغیرہ تو ہوتے نہیں۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جانا شروع ہو گئے۔ کرتے کراتے تین گھنٹے ہوگئے، مگر بھگوان کے درشن کسی کو نہ ہُوئے۔ باقی صرف تین آدمی بچ گئے۔ اُن میں ایک کو کسی نے آکر سُوچنا دی کہ تمہاری دُکان کو نقب لگ گئی ہے۔ اور چور مال چُرا کر لے گئے ہیں۔ وہ اپنی دُکان کی طرف دوڑا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا۔ اور اس نے دُوسرے کو سُوچنا دی کہ تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ وہ اُٹھ کر اپنے گھر کی طرف دوڑا، اب باقی بچا ایک آدمی۔ اُس کو بُلانے بھی اُس کی ماتا آگئی، اور کہنے لگی کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہُوا ہے۔ تُم یہاں بیٹھے ہُوئے کیا کر رہے ہو؟ اُس نے بھی سوچا کہ رات کے ساڑھے بارہ

تو بج چکے ہیں، اور ابھی تک وِٹھّل بھگوان نے درشن تو دیئے نہیں۔ یہ سب ڈھونگ ہے۔ یہ کہہ کر وہ آدمی بھی چلا گیا کہ بھگوان کے درشن تو ہوئے نہیں، چلو بیٹے کے درشن تو کر لیں۔ جب سارا پنڈال خالی ہو گیا۔ اور وِٹھّل داس جی اُسی طرح کیرتن میں مگن تھے، تو بھگوان پرگٹ ہو گئے، اور سنت وِٹھّل داس کو چیتنیہ کیا۔ لو سنت جی! میں آ گیا ہوں۔ کہاں ہیں آپ کے شہر نواسی۔ اُن کو بھی میرے درشن کرا دیجیئے۔ سنت وِٹھّل داس جی بڑے پرسن ہوئے اور بولے:۔ پربھو! آپ نے میری لاج رکھ لی۔ اور میری پرارتھنا سویکار کر لی۔ سنت وِٹھّل داس جی پلٹ کر بولے۔ بھگت منڈلی! میرے پربھو کے درشن کر کے اپنا جیون کرتارتھ کر لو۔ جونہی اُنہوں نے پلٹ کر دیکھا، تو پنڈال صاف تھا۔ وِٹھّل داس جی بولے۔ ہے بھگوان! ایہہ کیا لیلا ہے۔ بھگوان مسکرائے اور بولے۔ سنت وِٹھّل داس جی۔ بھلا وہ لوگ درشن کیونکر کر سکتے ہیں۔ جن کو سنسار سے پریم ہے۔ میرے ساتھ پریم کا آرمبھ وہاں سے ہوتا ہے۔ جہاں سے مانو سنسار کو دل سے نکال دیتا ہے۔ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں یا تو سنسار کو من میں بگاڑ لو یا سنسار کو من سے نکال کر من مندر میں بھگوان کو لگاؤ۔ سنسار کے سب پدارتھ ناشوان ہیں۔ دُکھ دینے والے ہیں۔ جس جگہ آپ کو سُکھ دکھائی دیتا ہے، وہاں دُکھ چھپا ہوا ہے۔ دھن کا سوامی سوامی نہیں۔ پتنی کا سوامی بھی سوامی نہیں۔ جو اپنے آپ کا سوامی ہے۔ کہنے کا تاتپرّیہ یہ ہے کہ اس سنسار میں من ہی سمست دُکھوں کا کارن ہے۔

یہ نام کی سادھنا ہو سکتی ہے۔ آپ کر کے دیکھیئے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم سے تو نہیں ہوتا۔ تو سمجھ لیجئے کہ وہ اصل میں نام لینا ہی نہیں جانتا۔ ایک بڑے سنت تھے۔ اُنہوں نے ہم سے کہا تھا کہ بھگوان بھلے ہی دوسروں کی پرارتھنا سُننے میں دیر کر دیں۔ لیکن اگر کوئی بھگت نام جپ کرے تو وہ بہت پرسن ہو جاتے ہیں، اور وہ سب مشکلیں سوئم ٹھیک کر دیتے ہیں۔ ویسے بھگوان نے اپنے شری مُکھ سے چار پرکار کے بھگتوں کا ورنن کیا ہے:۔

۱۔ **روگی**:۔ جو صرف روگ کی پیڑا میں ہی مجھے یاد کرتے ہیں۔

۲۔ **ارتھی**:۔ جو دھن، پتر، مکان وغیرہ پانے کے لئے مجھے یاد کرتے ہیں۔

۳۔ **سُورگ کی کامنا کرنے والے**:۔ جو اپنے شریشٹھ کرموں دوارا سُورگ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور

۴۔ **گیانی**:۔ جو ہر وقت میرا سمرن کرتے ہیں، اور کبھی کچھ نہیں مانگتے۔ گیانی تو یہی کہتا ہے۔ پربھو! مجھے اپنی نشکام بھگتی پردان کیجئے۔ اس کے سوائے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ ویسے تو اُوپر کی تین شریڼی والوں کو بھگوان نے اپنا بھگت مانا ہے۔ مگر گیانی کو شریشٹھ مانا ہے۔ اور کہا ہے کہ گیانی مجھے بہت پیارا ہے اور اس گیانی بھگت کی دیکھ بھال میں سوئم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تو میرے دھیان میں ہی مگن رہتا ہے۔ اُس کے گھر کی چوکیداری مجھے کرنی پڑتی ہے۔ ایک بھگوان ہی ایسے ہیں۔ جن کو پکڑ لینے پر کسی

کسی بھی اُوستھا میں تنک ماتر دُکھ نہیں ہوتا۔ جو جتنے انش میں اُسے پکڑ لیتا ہے۔ اُس کا اُتنے انش میں دُکھ کم ہو جاتا ہے، اور پورا پکڑ لینے پر دُکھ بالکل نہیں رہ جاتا۔ ایک بار بھگوان شری کرشن نے گوپیوں سے کہا۔ گوپیو! تم اپنے اپنے گھروں کو جاؤ، اور دھرم، ارتھ، کام، موکش کو حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو سنبھالو، اپنے پتیوں کی سیوا کرو، اپنے دھرم کا پالن کرو۔

گوپیوں نے جواب دیا۔ یہ ساری بات غلط ہے۔ آپ کے چرنوں میں آکر پھر واپس جانا مہا مورکھتا ہے۔ ہم ایسی مورکھ نہیں بن سکتیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم سبھی وشیوں کو تیاگ کر آپ کی شرن میں آئی ہیں۔ ہمارا واپس جانا اُچت نہیں ہے۔ ایسا اوسر (موقعہ) مانو کو بار بار نہیں ملتا۔ بھگوان! تم ہی ہمارے پران ہو، تم ہی ہمارے سروسو ہو۔ ہم کچھ نہیں جانتی۔ کہ پتی کون ہے، پُتر کون ہے۔ گھر کیا ہے، باہر کیا ہے، اندر کیا ہے۔

گوپیوں کو سچا گیان ہو گیا تھا۔ گوپیوں نے سوچا، کہ جب ہمیں برہمانڈ کے پتی کے درشن ہو گئے ہیں۔ تو اس جگت پتی، مایا کے پتی سے ہمارا کیا لگاؤ ہے جس کے درشن کے لئے بڑے بڑے تپسوی یوگی اور منی سمادھی لگاتے ہیں، اور پھر بھی بڑی مشکل سے کوئی ہی درشن کر پاتا ہے۔ کتنی تو جنموں تک نہیں کر پاتے، جو درشن دیوتاؤں کو بھی دُرلبھ ہے۔ وہ درشن برہم روپ شری کرشن نے ہمارے آنگن میں آکر دیئے۔ بھلا ہم ایسی غلطی کیسے کر سکتی ہیں، کہ برہم کو چھوڑ کر پھر مایا سے لپٹ جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

گوپیوں کی طرح آپ بھی گیانی بھگت ہو، اور پرماتما کے نام کا سمرن اگلے گھنٹے، اگلے دن پر مت ٹالو، اور تت کال (فوراً) یہ کاریہ کرم بنا کر بھگوان کا سمرن شروع کر دو۔ اپنی بُدھی سنسار کے وشیوں سے ہٹا کر بھگوان کی اور اُنمکھ کر لو، پھر آگے ملنے والا سُکھ آپ کو تت کشن ہی ملنا شروع ہو جائے گا۔ اے انسان! جب تک جینا ہے۔ پرسن چت ہو کر جی اور بھگوان سے سمبندھ رکھ، تجھے اصلی سُکھ تبھی ملے گا۔ انسان یہاں آکر غلطی کر جاتا ہے، جو آدی کال سے تیرا تھا، اب بھی تیرا ہے، آئندہ بھی تیرا رہے گا، اُس کو تو تُو اپنا مانتا نہیں۔ اور جو نہ پہلے تیرا تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ تیرا رہے گا۔ اُس کو تو اپنا مانتا ہے۔ بس اِسی بھُول میں پڑھ کر تُو آج تک چکر کاٹ رہا ہے۔ اب اِس بھُول کا سُدھار کر لے، پھر نہ چوک جانا۔ رام بادشاہ آپ کو جو بات اب کہہ رہا ہے۔ اُس کو اچھی طرح نوٹ کر لے، اور کہا سبھی بھُول کا سُدھار کرو۔ بھگوان شری کرشن نے سوئم اپنے مکھارَوند سے ارجن کو گیتا میں کہا ہے ارجن! تو مجھ میں اپنے من کو لگا اور اپنی بُدھی کو بھی مجھ میں لگا دے۔ تو اس کے بعد یہ نشچت اور اٹل ہے۔ جب تک مانو اپنے آپ میں ستھت پرماتما کو پہچان نہیں لیتا تب تک سنسار کے ساتھ اُس کے

اُس کے سمبندھ ٹوٹ نہیں سکتے۔ اِس لئے ہے مانو! تو اپنی زندگی کے اصلی مقصد کو پہچان۔ یہ مانو چولا، یہ دُرلبھ جنم جو تجھے مِلا ہے، وہ سنسار سے من لگانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ بھگوان سے من جوڑنے کے لئے مِلا ہے۔ بس ایک گیانی اور ایک اگیانی میں اِتنا ہی انتر ہے۔ گیانی سنسار کے پدارتھوں سے پریم نہیں کرتا۔ وہ سنسار کو سادھن مانتا ہے۔ سادھیہ نہیں۔ سنسار میں بے شک رہو۔ مگر رام دوارا بتائی ہوئی یہ بات یاد رکھو۔ کاریہ کرتے سمے سوچو، کہ جس کاریہ کو آپ کر رہے ہیں۔ کیا وہ بھگوان سے اُدھک مہتو پورن ہے۔ اگر نہیں، تو ہر ایک کاریہ کے ساتھ پربھو سمرتی اوشیہ اور ضروری سمجھو۔

اِنسان نے پیدا ہوتے ہی سُکھ کے لئے رونا شروع کر دِیا، اور نرنتر اُسی کی کھوج میں پھرتا رہا ہے۔ سُکھ اور شانتی کی کھوج صرف اِنسانی سماج میں ہی نہیں پائی جاتی، بلکہ جگت کے تمام جیوؤں کو آنند کی خواہش رہی ہے۔ پھر یہاں تک کہ نباتات تک میں بھی اِس کی کھوج پائی جاتی ہے۔ کیونکہ درخت اور چھوٹے چھوٹے پودے بھی شدّھ اور پوتر جل پاکر ہریالی کے ذریعہ اپنی خوشی پرگٹ کرتے ہیں۔ سارے سنسار میں ایسا کونسا پرانی ہے، جو موت سے نہیں ڈرتا۔ ایسا کیوں؟ اِس لئے کہ موت ایک بڑا دُکھ ہے۔ اور دُکھ اُسے منظور نہیں۔ اِس لئے وہ موت سے ڈرتا ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام پرانیوں کو آنند اور سُکھ کی کھوج ہے۔ دُنیاوی چیزوں سے کچھ دیر کے لئے تو سُکھ مِل سکتا ہے۔ مگر ہمیشہ کے لئے آنند نہیں مِل سکتا۔ مادہ پرستی کی پل بھر کی چکا چوند سے دھوکا کھا کر روحانیت کو بھلا دینے والے لوگو! ریت سے تیل، پانی سے گھی، آگ سے ٹھنڈک، پانی سے آگ کے شعلے، اور سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے نِکلنا شاید ممکن ہو۔ لیکن روحانیت کے مطابق پرماتما یا آتما کے درشن کے بِنا کِسی کو پرم سُکھ نہیں مِل سکتا۔ اِس لئے آتما کو جاننے یا اِس کے درشن کرنے سے ہی پرم شانتی پراپت ہو سکے گی۔ جِس نے شریر کے ہوتے اِس پرم سوروپ کا ساکشاتکار نہیں کیا۔ اُس کے جینے مرنے کا انت نہیں ہوگا۔ سوروپ ستھتی جیون کا انتم لکشیہ ہے۔ مگر یہ ستھتی انتہ کرن کی شدّھی کے بِنا نہیں آتی۔ اگر آپ لوک اور پرلوک میں پرم شانتی چاہتے ہیں۔ تو روحانیت کے پیرو کار بن کر آتما کے درشن کریں۔ اب میں آپ سے آخری نویدن کر کے وِداع ہوتا ہوں سے

اکٹھے جِس قدر دُنیا کے ساماں ہوتے جاتے ہیں
سکونِ دِل سے خالی پھر بھی اِنساں ہوتے جاتے ہیں

ہنسی آتی ہے اُن لوگوں پہ جو دُنیا کی چیزوں میں
خوشی کو ڈھونڈ کر اُلٹے پریشاں ہوتے جاتے ہیں

سُکھوں کا جو خزانہ ہے، وُہی ایشور بھُلا بیٹھے
خوشی سے خالی دُنیا کی طرف ہم دوڑے جاتے ہیں

عبث جھکجھولے کھاتی چل رہی دُنیا کی کشتی ہے
مِلی پل بھر خوشی ہنس لئے، پھر روتے جاتے ہیں

کفن سے ڈھانپ کر مُنہ چل دیئے دُنیا سے مُنہ موڑے
کبھی مِلنا نہ ہوگا دوستو! یُوں کہتے جاتے ہیں

یہ بیوی یا بچے اور خزانے محل یا غیچے! — چلے ہم تو سنبھالو دنیا والو کہتے جاتے ہیں
ہر اک دل میں بھرا وحدت کا اک نوری سمندر ہے — جو اس میں ڈوبتے ہیں وہ ہی نوری بنتے جاتے ہیں
ختم آواگمن سمجھو کہاں اب موت ڈھونڈے گی؟ — مکاں سے لامکاں اور بے نشاں ہم ہوتے جاتے ہیں
نصیبے میں لکھا ہے انہی کے بھگوان کا درشن — جسم سے اور دنیا سے پرے جو ہوتے جاتے ہیں

اب آپ سب لوگ میرے ساتھ اوم اچارن کریں

یہ کہہ کر سوامی جی نے اوم کی دھونی آرمبھ کی۔ اوم۔ اوم۔ اوم

جب سناتن دھرم سبھا کے پردھان نے سوامی جی کا دھنیہ باد کرتے ہوئے یہ سوچنا دی۔ کہ سوامی جی کل فرنٹیئر میل سے واپس جا رہے ہیں، تو جنتا کی طرف سے آگرہ کیا گیا۔ اور نہیں نہیں کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم نے بھی سوامی جی سے آگرہ کیا اور نارائن سوامی جی نے بھی پرارتھنا کی، کہ ایک دن کے لئے اور رک جائیں، مگر ہماری پرارتھنا سویکار نہیں کی گئی اور نہ ہی جنتا کی۔

دوسرے دن صبح ساڑھے چھ بجے سوامی جی لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہ کیا سوہنا درشیہ تھا۔ وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتا۔ اس وقت میری عمر ۱۰۰ سال کے قریب ہے۔

(امین چند آنند پشاوری
نئی دہلی)

ہاتھوں سے نہ چھوٹے تیرا دامن میرے والی

از قلم شری تریندر ناتھ شرما نمبردار ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس

اے منبع الفت ہوں تیرے در پہ سوالی — دامن کو میرے بھر دے محبت سے جلالی
گمراہ بھٹکتا ہوں میں دنیا میں ازل سے — ہر کام پہ ٹھوکر دل ناداں نے کھا لی
احسان کیا تو نے دیا جامۂ انساں — محسن سے مگر ہائے۔ نظریں نے چرا لی
دنیا کی تمنا نہ کچھ اب دین کی چاہت — جب دل میں جگہ تیری محبت نے بنا لی
قربان ہوں مادھو۔ یہ تیری بندہ نوازی — ناموس کس انداز سے بندے کی بچا لی
ہر دم ہو تصور تیرا۔ ہر آن تیری یاد — ہاتھوں سے نہ چھوٹے تیرا دامن میرے والی
ہر آن رہے دیدہ و دل میں رخ زیبا — ہر دن ہو میرا عید، ہر اک رات دیوالی
کرنا ہو جو کر دے گا وہ درمان مسیحا — رو داد غم دل تو اسے آج سنا لی
عالم میں دوئی کا نہیں کچھ شائبہ اے دل — لے ڈوبے نہ تجھ کو یہ تیری خام خیالی!
مظہر ہیں تیری شان خدائی کے مرادی — ہو اوم کا جھنڈا خواہ وہ پرچم ہو ہلالی
مانا کہ تھا عاصی یہ۔ برا کر نہ تو نمبردار — منزل تو بالآخر دل آوارہ نے پا لی

شانتی کی کھان

از- شری آنند کپور

بھگتی ہے سکھ کا سامان
بھگتی ہے شانتی کی کھان

جپ تپ سیم یگیہ اور دان
دیا دھرم، تیرتھ اشنان!

شردھا اور وشواس سہارے
ہوتا ہے رستہ آسان!

شانتی اور سنتوش کی دولت
بھگتی ہی کا ہے وردان

بھگتی میں نہ بھید بھاؤ ہے
بھگتی میں نہ مان اپمان

شدھی اور شانتی کا سادھن
ایک ماتر بھگتی کا گیان

نشکپٹ بھگتی بن پیارے
ویرتھ ہے تیرا یوگ اور دھیان

بھلا برا نہ جانے اپنا
یہ من مورکھ ہے نادان

آشا ترشنا پنڈ نہ چھوڑے
کس بدھ ہو مانو کلیان!

جس کے ہردیہ پریم شونیہ ہے
سو تو جیوت مرت سمان

جس کے بھاگ میں ہے پریم بھگتی
خوش بخت ہے وہ انسان

پانچ تت کا فانی پتلا!
بھگتی سے بن جائے مہان

جان سے پیارا بھگت پربھو کو
بھگت کا سیوک ہے بھگوان

اسی لئے یہ جنم ملا ہے
اسی لئے پھونکے گئے پران!

ہر پرانی کا دھرم یہی ہے
آپ کرے اپنی پہچان

نج آتم بھگتی سے آنند
تو بھی پالے پد نروان!

شانت مئی جیون

سری ٹیک سنگھ جی بانسل ایم اے

سنسار میں جو بھی پیدا ہوتا ہے، وہ جونہی ہوش سنبھالتا ہے، اپنے سُکھ کے سادھن سوچنے لگتا ہے، سوچنے ہی نہیں لگتا بلکہ اُن کی پراپتی کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتا۔ سادھارن منشوں کی تو بات ہی کیا ہے۔ رِشی، مُنی، تپسوی اور مہاتما بھی اسی نعمت کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں لیکن جس آتما نے مہان بننا ہوتا ہے یا جس کے سنسکاروں میں آدھیاتمکتا کا نواس ہوتا ہے، اُس کے اور عام دُنیادار کے مَن میں سُکھ کا درشٹی کون الگ الگ ہوتا ہے۔ عام دُنیادار دھن، دولت، اولاد، جائیداد، کوٹھی کار۔ غرضیکہ دُنیاوی نعمتوں کے حصُول کو سُکھ کا سادھن سمجھتا ہے یا کچھ اور اُنتی کرتا ہے۔ تو اپنے آپ کو جنتا کا نیتا ظاہر کرنے اور لوگوں میں اپنی مان پر تشٹھا بڑھانے کو سُکھی جیون کا انگ مانتا ہے۔ لیکن جس کی آتما ادھیاتمک طور پر سُکھی ہونا چاہتی ہے، وہ اپنے سُکھی جیون کا ارتھ پربھو پریم سنتوش (قناعت) بُردباری، حلیمی، خلقِ خدا کی خدمت اور سادگی کو جیون کا سچا سُکھ سمجھتا ہے۔

مہاتما بُدھ ایک راجہ کے لختِ جگر تھے۔ ہر طرح کا عیش و آرام حاصل تھا۔ دُنیا کی سب نعمتیں اُنہیں میسّر تھیں۔ لیکن اس پر بھی اُنہیں ایک چنتا کھائے جاتی تھی، کہ دُنیا کے یہ سب پدارتھ اور ہمارا شریر سب فانی و دُنیا دُکھوں کا گھر ہے۔ لہذا اس آتما کو نجات ملے تو کیسے؟ بنظر غور دیکھا جائے، تو جتنے بھی مہاپُرش ہُوئے۔ سب نے موکش کی پراپتی کے سادھن ہی اپنائے۔ کیونکہ اِس مقصد کا حصُول کیول منش جنم میں ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ کسی اور جنم میں یہ ممکن ہی نہیں۔ پھر منش جنم بار بار ملتا نہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں:۔ ؎

کبیر مانس جنم دُرلبھ ہے، ہُوئے نہ بارم بار
جیوں پھل پاکے بھوئیں گرے، بُو ہر نہ لاگے ڈار

شاستروں نے مَن کی شانتی کی پراپتی کا سادھن راگ، دویش، کرودھ، لوبھ اور مان مایا کا تیاگ بتایا ہے۔ جب تک منش ان چیزوں میں جکڑا رہتا ہے۔ شانتی یا تسکین قلبی اس سے کوسوں دُور رہتی ہے۔ کیونکہ جب تک اس میں دھن کی لالسا، کام واسنا کی پرورتی، کرودھ یا گھمنڈ کے وش کسی سے اِنتقام لینے کی بھاونا بنی رہے گی۔ من کی شانتی کیسی؟

آتما جل کی بھانتی اپنے سبھاؤ سے شیتل ہے۔ پرنتو جس پرکار آگ کے سمپرک سے جل گرم ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح کرودھ، لوبھ، موہ اور اہنکار کے میل سے ہماری آتما گرم اَرتھات اشانت ہو جاتی ہے۔ جبکہ ان سے دُور رہ کر شانت ہو سکتی ہے۔ کرودھ سے اشانتی اور کشما سے شانتی، ابھیمان سے اشانتی اور نمرتا سے شانتی، مایا جال سے اشانتی وسرلتا اور مایا کے تیاگ سے شانتی ملتی ہے۔

دھن دولت اور دوسری دُنیاوی نعمتوں کے حصُول سے ہرگز شانتی نہیں مِل سکتی، بلکہ جس کے پاس یہ چیزیں جتنی زیادہ بڑھیں گی، اُسے اُتنی ہی زیادہ اشانتی ہوگی۔ کیونکہ اِنسانی فطرت ہے کہ اس کا یہ لالچ بڑھتا ہی جاتا ہے جس کے پاس سائیکل ہے، اُسے سکوٹر یا موٹر سائیکل کی خواہش ہے جس کے پاس موٹر سائیکل ہے وہ کار کی پربل اچھیا رکھتا ہے اور کار والہ ہیلی کاپٹر یا ہوائی طیارہ وغیرہ کی علیٰ ہٰذالقیاس گورو ارجن دیو جی سُکھمنی صاحب کی بارھویں اشٹپدی میں فرماتے ہیں:-

سہس کھٹے لکھ کو اُٹھ دھاوے تریپت نہ آوے مایا پاچھے پاوے

انک بھوگ بکھیا کے کرے نہہ تریپتاوے کھپ کھپ مرے

بنا سنتوکھ نہیں کو رَاجے سُپن منورتھ بیرتھے سب کاجے

فارسی میں محاورہ ہے:- "چُوں مرد پیر ے شود، حرص جواں مے گردد"

یعنی جُوں جُوں آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے، تُوں تُوں اس کا لالچ جواں ہوتا جاتا ہے۔

دوران شب نیند کی جو دولت دِن بھر کے تھکے ماندے مزدُور کو زمین پر لیٹے ہی مِل جاتی ہے۔ وہ امیروں کو مخملی گدیلوں یا پھُولوں کی سیجوں پر بھی ہرگز مُیسّر نہیں۔ جس قلبی تسکین کو پانے کے لئے ایک دُولت مند یا بڑے سے بڑا سیٹھ عُمر بھر سرگرداں رہتا ہے، وہ ایک مزدُور کو اس کی جھونپڑی میں بآسانی مُیسّر ہے۔ ؎

مایا دھاری جس شانت مئی جیون ہت گھلدا رہندا ہے

اوہ اِک کھاں دی کُلی وچ مزدُور پاس آ بہندا ہے ؎ شانت مئی جیون

داناؤں کا قول ہے کہ دھن سے ہمیں ساتھی تو کئی مِل سکتے ہیں لیکن حقیقی دوست نہیں۔ نرم بچھونے خریدے جا سکتے ہیں، مگر نیند نہیں۔ دُولت سے نانا پرکار کے بھوجن اور مقوّی غذا خرید سکتے ہیں۔ نہ کہ بھوک اور طاقت۔ من کو جو شانتی دُولت کے بانٹنے سے ملتی ہے۔ وہ دُولت کو اکٹھا کرنے سے نہیں۔ ہمارا یہاں کچھ نہیں۔ جو آج ہمارا ہے، کل کسی اَور کا، اور پرسوں کسی اَور کا ہوگا۔ یہ نہ کسی کا تھا، نہ کسی کا ہے، اور نہ کسی کا ہوگا۔ منش اسکو اپنا سمجھ کر خُوش ہوتا ہے۔ یہی خُوشی تمام ناخوشیوں کی جڑ ہے۔ ایک دفعہ ہارون الرشید بادشاہ نے بہلول نامی ایک خُدا رسیدہ بزرگ (دانا) سے پُوچھا:- ؎ گُفت با بہلول ہارون کا شکلے۔ ایں جہاں بنیاد محکم داشتے!

اس کا جواب بہلول دانا نے دیا:- ؎ گُفت بہلول اے امیرالمومنین۔ گر چُنیں بُود سے ہم آدم داشتے!

مطلب :۔ بادشاہ نے بہلول دانا سے کہا کہ اے فقیر! کیا ہی اچھا ہوتا، اگر خدا اس دنیا کی بنیاد پختہ رکھتا۔ یعنی کوئی جائیداد جس کی ملکیت ہوتی، ہمیشہ وہی اس کا مالک رہتا اور اس کی زندگی بھی قائم و دائم رہتی۔ بہلول دانا نے جواب دیا کہ اے بادشاہ! اگر ایسا ہوتا تو یہ دنیا میں پیدا ہونے والے پہلے شخص یعنی آدم کی ملکیت ہی ہوتی۔ تم آج بادشاہ نہ بنتے۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ انسان ان سب باتوں کو جانتے ہوئے بھی دھن کے لالچ والی دلدل میں دن بدن زیادہ ہی دھنستا جا رہا ہے، اور اس کے اس لالچ کی کوئی حد ہی نہیں، کہ کتنا دھن دولت یا مال و اسباب پراپت ہو جانے پر یہ کہہ دے گا کہ ہے پروردگار! بس مجھے اور نہیں چاہیئے۔ گورو نانک دیوجی فرماتے ہیں۔ ؎

بھکھیاں بھکھ نہ اُتری ، جے بنھاں پُریاں بھار

کہتے ہیں کہ ایک راجہ نے یہ سنکلپ کیا کہ پراتہ جو پُرش مجھے سب سے پہلے ملے گا۔ اسے اس کی اچھیا کے انوسار جو بھی وہ مانگے گا، دوں گا۔ لہٰذا ایک بھکشو نے جب پراتہ ہی راجہ کو مل کر آشیرواد دی، تو راجہ نے کہا۔ مانگ لو۔ جو آپ کی اچھیا ہے۔ بھکشو نے اپنی جھولی میں سے ایک پیالہ نکال کر کہا کہ اسے مُہروں سے بھر دو۔ راجہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ ایسا ہی کیا جائے۔ خزانچی مہریں ڈالتا گیا۔ لیکن وہ پیالہ نہ بھرا۔ سارا خزانہ خالی ہو جانے پر بھی آدھا ہی رہا۔ راجہ نے اپنے اُمراء و وزراء حتیٰ کہ اپنی رعایا کے سیٹھ ساہوکاروں سے اور مہریں منگوائیں۔ مگر پیالہ نہ بھرنا تھا اور نہ بھرا۔ آخر راجہ نے بھکشو سے پوچھا کہ یہ پیالہ کس دھات یا کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ بھکشو نے بتایا کہ یہ پیالہ انسانی کھوپڑی کا ہے جو بے بہا دولت پا لینے پر بھی نہیں بھرتا۔

پس واستوک شانتی کو پراپت کرنے کے لئے انسانی کھوپڑی میں تیاگ یا کم از کم صبر اور سنتوکھ کی بھاونا کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ تیاگ کا مطلب یہ نہیں کہ اوشیہ ہی ہمیں تارک الدنیا ہو کر سنسار کی سب چیزیں چھوڑ کر جنگل میں چلے جانا چاہیئے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی کم از کم ضروریاتِ زندگی میں ہنسی خوشی نرباہ کریں۔ جیسے کسی ہندی کوی نے کہا ہے کہ ؎

سائیں اتنا دیجیو جا میں کٹمب سمائے
میں بھی بھوکا نہ رہوں، اتتھی نہ بھوکا جائے

The man who is Contented with what he has, enjoys a real peace of mind.

شیخ سعدی اپنے من کی اوستھا کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں، کہ مفلسی اور تنگ دامانی کا ایک موقع پر یہ حال تھا کہ مجھے پاؤں میں پہننے کے لئے جوتا تک میسّر نہ تھا۔ لہٰذا اپنی قسمت کو کوستا ہوا کسی طرف کو جا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اے خداوند کریم! تو نے مجھے عالم تو اتنا بنا دیا۔ لیکن ساتھ ہی غربت اتنی دے دی کہ پاؤں کو جوتا تک نصیب نہیں! شیخ صاحب کچھ اور آگے گئے۔ تو ایک

اپاہج ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر لڑھکتا چلا آ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے دونوں پاؤں ہی نہیں تھے۔ اسے دیکھ کر شیخ صاحب کا سب گلہ جاتا رہا اور خدا کا شکر بجا لائے کہ اے پروردگار عالم! میں تیرا بڑا مشکور ہوں کہ جوتا نہیں تو کیا مضائقہ ہے۔ تُو نے مجھے پاؤں تو دیئے ہیں۔ اس غریب کے پاس تو پاؤں بھی نہیں!

ایک دفعہ ایک پہنچے ہوئے مہاتما نے اپنی ایک سچی سیوک اور شردھالو استری سے کہا کہ دیوی! ابھی ابھی چند سیکنڈوں کا یہ ایک ایسا شُبھ مہورت ہے کہ جو وردان مانگو گی، مل جائے گا۔ استری نے بر وردان مانگا کہ مہاراج! میری اولاد میری آنکھوں کے سامنے ہے! ارتھات میری موت سے پہلے میرا کوئی لڑکا یا لڑکی مجھے داغ مفارقت نہ دے جائے! وہ مہورت گزر گیا۔ بعد میں مہاتما جی نے فرمایا۔ دیوی! تمہیں لابھ داتک وردان مانگنا نہیں آیا۔ دنیا میں مانگنے والی سب سے بڑی نعمت من کی شانتی ہوتی ہے۔ جیسے ہاتھی کے پاؤں میں سب کے پاؤں آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی من کی شانتی مل جانے پر منش کا ہر طرح کا کلیان ہو جاتا ہے۔

راضی برضا رہنا بھی من کی شانتی کا بہت بڑا سادھن ہے۔ ہمارے من کو اشانتی اس وقت بھی ہوتی ہے۔ جبکہ ہم ہر کام اپنی مرضی کے مطابق نہیں پاتے۔ پرماتما سب سے بڑا منصف ہے جس جس نے جیسے کرم کئے ہیں یا جس جس کا جو حق ہے، وہ اُسے ہر حالت میں ملتا ہے۔ پھر گلے گزاریاں تو اس واحد لاشریک کی منصف مزاجی سے منکر ہونا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہمیں ہماری توقع سے بھی زیادہ نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے۔ لیکن ایک آدھ چیز کی کمی رہ جاتی ہے۔ تو عام منش اتنا ناشکرا ہے کہ اس ایک معمولی سی کمی کے سبب ہمیشہ اپنی قسمت بلکہ پرماتما کو بھی کوسنے سے باز نہیں رہتا۔ منش کی اس اوستھا میں گورو ارجن دیو جی فرماتے ہیں:-

دس وستو لے پاچھے پاوے ؛ ایک وست کارن بکھوٹ گواوے
ایک بھی نہ دے دس بھی ہر لے ؛ تو موڑا کہو کیا کرے ؟

گورو صاحب اشانت من والے پرانی کو سمجھاتے ہیں کہ پرماتما سے دس نعمتیں پراپت کر کے تو تُو نے اپنے قبضہ میں کر لی ہیں، اور ایک چیز جو نہیں ملی۔ اس کے لئے بے چین ہو کر طعنے دے رہا ہے۔ اگر وہ بے نیاز پرماتما تیری نیت کے مطابق جیسے کو تیسے والا سلوک کرے۔ اور تجھ سے وہ دس نعمتیں بھی چھین لے، اور جس ایک کی کمی کے لئے تُو چیخ و پکار کر رہا ہے، وہ بھی نہ دے۔ تو پھر تو اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اس لئے اے انسان! تجھے ایسا بننا چاہیئے۔

راضی ہیں ہم اُسی میں، جس میں تیری رضا ہے ـــــ یا
تیرا بھانا میٹھا لاگے، نام پدارتھ نانک مانگے

ایک اونکار ست گور پرساد

شری گورُو تیغ بہادر

مظلوموں کی پُشت و پناہ — گورُو تیغ بہادر آیا ہے
بھارت کا نصیبہ چمکا ہے — اب دھرم کی چادر آیا ہے
محتاجوں کے دُکھ دُور کیئے — سب رنج و الم کافُور کیئے
اب کس کی کمی اب کیسی کمی — جب گُن کا جواہر آیا ہے
کشمیر کے پنڈت کہتے ہیں — کچھ فکر نہیں کچھ رنج نہیں
یہ لے کر جام شہادت کو — عُقبیٰ کا رہبر آیا ہے
کیوں کالی رات کے پردوں میں — بیمار قمر مجبور ہے اب
نانک کی تجلّی کو لے کر — جب مہر منور آیا ہے

نویں پادشاہی شری گورُو تیغ بہادر جی مہاراج سمت ١٦٧٨ بکرمی میں ماتا نانکی جی کے بطن سے پرگٹ ہُوئے۔ یہ شری گورو ہرگوبند صاحب کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ اِن کا اوتار مُلک میں اُس سمے ہُوا۔ جبکہ ہندو جاتی اور ویدک دھرم پر سخت اتیاچار ہو رہے تھے اور اِن کو بالکل نیست و نابود کرنے کا پُورا پُورا یتن کیا جا رہا تھا۔ اورنگ زیب کے ظُلم و ستم سے تمام بھارت کمپائیمان ہو رہا تھا۔ اسلام کی تلوار اس طرح چمکتی تھی۔ کہ گویا قیامت کا دِن آگیا ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب سختی حد سے زیادہ کی جاتی ہے۔ تو اُس کو برداشت کرنے کے لئے بھی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہندو بھی اپنے دھرم پر بلیدان ہونے کے لئے سربکف ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے ظُلم و ستم کو برداشت کیا۔ لیکن اپنے پیارے ویدک دھرم کو چھوڑنا قبُول نہ کیا۔ راس کماری سے لے کر ہمالیہ کی چوٹی تک کُہرام مچ گیا۔ کشمیر دیش سے بھاگ کر ہزاروں ہندو آنندپور میں پہنچے، اور گورُو صاحب کے قدموں میں فریادی ہُوئے:۔

"دھرم رکھشک! کرپا ندھے!! ست گورُو دیو!!! تمام دیش میں جو ظُلم و ستم ہو رہا ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ تمام کشمیر دیش زبردستی مُسلمان بنایا جا رہا ہے۔ جو آفت آج آئی ہُوئی ہے۔ وہ کبھی نہیں دیکھی تھی۔ کوئی رو رو کر کہتا تھا کہ میرے بھائی کو زبردستی مُسلمان بنا لیا گیا ہے۔ مَیں خوف کے مارے دیش چھوڑ کر بھاگ آیا ہُوں۔ دُوسرا کہتا تھا کہ میرا بیٹا مُسلمان کر لیا گیا ہے۔ مَیں اپنے دھرم کو بچانے کے لئے یہاں چلا آیا ہُوں۔ تیسرا اپنی مُصیبت کی داستان سُناتا تھا۔ غرضیکہ سب نے اپنی اپنی مُصیبت کی دردناک کہانیاں سُنائیں۔ گویا چاروں طرف سے رونے اور چلّانے کی آواز آ رہی تھی۔"

گورو صاحب اس جانکاہ نظارہ کو سہن نہ کر سکے، اور فرمایا کہ بہ شریر رہے یا نہ رہیں گو، برہمن اور مظلوم ہندوؤں کی رکھشا کروں گا اور ظلم کی جڑ کو کاٹ کر دم لوں گا۔ اے برہمن دیوتاؤ! دھرم کی رکھشا کے لئے اپنے پرانوں تک کی آہوتی دینے کے لئے میں ہر پرکار سے تیار ہوں۔ آپ لوگ دِلّی جاؤ، اور بادشاہ سے کہو کہ اے بادشاہ سلامت! ہمیں خواہ مخواہ کیوں تنگ کرتے ہو۔ اگر ہمارے گورو تیغ بہادر کو مسلمان کر لو، تو تمام ہندو خود بخود ہی مسلمان ہو جاویں گے۔"

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ برہمن لوگ دِلّی گئے، اور بادشاہ سے درخواست کی۔ بادشاہ نے گورو صاحب کو دِلّی بلا بھیجا۔ گورو صاحب جانتے تھے کہ سنسار سے کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ اس لئے گورو گوبند سنگھ کو تمام باتیں سمجھا کر اور گورو گدّی پر بٹھا کر ۱۳ اساڑھ سمت ۱۷۳۱ کے دِن خاص خاص شاگردوں کو ساتھ لے کر دِلّی چلے گئے۔ اور کئی آدمیوں کو بھیس بدل کر دِلّی میں رہنے کی اجازت دی، اور کہا جو کارروائی بادشاہ کی طرف سے ہو۔ اس کی خبر گورو گوبند سنگھ کو پہنچاتے رہنا۔

گورو صاحب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اورنگ زیب نے پہلے بڑی عزت اور نرمی سے درخواست کی کہ مسلمانی مذہب ہندو مذہب سے بدرجہا بہتر ہے، اور اس کو قبول کرنے سے تمہاری نجات ہو گی۔ آپ دینِ اسلام کو قبول کر لیں۔ تمام مسلمان آپ کے پیرو کار بن جاویں گے، اور ساری سلطنت میں آپ کی تعلیم دی جائے گی۔ اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا انتظام کیا جاوے گا۔

جب بادشاہ اپنی تقریر کو ختم کر چکا۔ تو گورو صاحب نے فرمایا:-

"اے بادشاہ سلامت! ہندو دھرم کوئی مذہب نہیں بلکہ یہ رشیوں کا بتایا ہوا وہ راستہ ہے۔ جس پر چلنے سے سب کو سکھ اور شانتی میسّر ہوتی ہے۔ یہ سب سے پہلا صحیح اور مکمل مارگ ہے۔ جس سچائی کا اعلان اسلام کرتا ہے۔ وہ ویدوں میں پہلے ہی موجود ہے۔ تہذیب و تمدّن کے لحاظ سے بھی ہندو دھرم میں کوئی خامی نہیں لیکن جس اسلام کو قبول کرنے کی آپ مجھے دعوت دیتے ہیں، اس کے معتقدوں نے قدیمی تہذیب و تمدّن کی دیوار کو ملیا میٹ کر دیا ہے اور خدا کی بے گناہ مخلوق کو ہزاروں قسم کی ناجائز و جابرانہ کارروائیوں سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ مکانات جلائے گئے ہیں، مندر مسمار کئے گئے ہیں، شہر اور قصبے لوٹے گئے ہیں۔ کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آدمی قتل کئے گئے ہیں۔ بے گناہوں کی عورتیں اور لڑکیاں جبراً چھین لی گئی ہیں۔ مرد اور لڑکے غلام بنا کر مویشیوں کی طرح فروخت ہو رہے ہیں، اور کئی بے دردی سے تہ تیغ کئے جا رہے ہیں۔ دنیا میں مذہب کی شکل میں جو اودھم آپ نے اسلام کے نام پر مچا رکھا ہے۔ اگر آپ کا یہی اسلام ہے، تو میں اس کو ہرگز ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

جب یہ الفاظ گورو صاحب کی زبان سے اورنگ زیب نے سنے، تو وہ شاہی گھمنڈ میں آکر آپے سے باہر ہو گیا، اور سخت غصّہ میں آکر کہنے لگا کہ "تمہیں چند دن مہلت دی جاتی ہے۔ اگر تم نے اسلام کو قبول کر

لیا تو بہتر، ورنہ تمہارا سر قلم کر دیا جاوے گا۔"

گورو صاحب کو قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ اُن کو اسلام قبول کر لینے کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں۔ کئی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی گئیں۔ سخت سُست کہا گیا۔ کئی دن بھوکا رکھا گیا۔ مگر اُن کے دل میں ذرا بھی خوف کی حالت طاری نہ ہوئی۔ اور وہ رات دن ایشور کے دھیان میں مگن رہنے لگے۔ اُس وقت جو بانی اُن کے انوبھو سے نکلی۔ وہ بہت ہی مؤثر اور دل میں ویراگ پیدا کرنے والی ہے۔ ایسی امرت بانی کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-

بادشاہ کے حکم سے چند دن بعد گورو صاحب کا سر کاٹ دیا گیا۔ گورو صاحب کی موت سے تمام مُلک میں ہلچل مچ گئی۔ اور ہندوؤں کا خون مارے جوش کے اُبلنے لگا، اور گورو گوبند سنگھ جی کی زیر سرکردگی اُنہوں نے مغلیہ خاندان کی جڑیں اُکھیڑ ڈالیں اور ظلم و ستم کا صفایا کر دیا۔

شبد نانویں محل

گُن گوبند گائیو نہیں جنم اکارتھ کین ۔ کہہ نانک ہر بھج منا جیہہ بدھ جل کو مین
بکھین سیئوں کا ہے رچیو مکھ نہ چھٹے ادھین ۔ کہہ نانک ہر بھج منا پڑے نہ جم کی پھاس

ترنا پو ایو ہی گیئو لیئو جرا تن جیت ۔ کہہ نانک ہر بھج منا اودھ جات ہے بیت
برودھ بھیو سوجھے نہیں کال پہونچیو آن ۔ کہہ نانک نر باورے کیوں نہ بھجے بھگوان
دھن دارا سمپت سگل جن اپنی کر مان ۔ ان میں کچھ سنگی نہیں نانک ساچی جان
پتت ادھارن بھے ہرن ہر انا تھ کے ناتھ ۔ کہہ نانک تہہ جانیئے سدا بست تم ساتھ
تن دھن جیہہ تو کو دیئو تاسو نیہہ نہ کین ۔ کہہ نانک نر باورے اب کیوں ڈولت دین
تن دھن سمپے سُکھ دیئو ارجیہہ نیکے دھام ۔ کہہ نانک سُن رے منا سمرت کا ہے نہ رام
سب سُکھ داتا رام ہے دوسر ناہِہ کو ئے ۔ کہہ نانک سُن رے منا تہہ سمرت گت ہوئے
جیہہ سمرت گت پائی اسے نہہ بھج رے تے میت ۔ کہہ نانک سُن رے منا اودھ گھٹت ہے نیت
پانچ تت کو تن رچیو جانو چتر سُجان ۔ جیہہ تے اُپجیو نانکا لین تاہ میں مان !
گھٹ گھٹ میں ہر جو بسے سنتن کہیو پکار ۔ کہہ نانک تہہ بھج منا بھو ندھ اُترہ پار
سُکھ دُکھ جیہہ پرسے نہیں لوبھ موہ ابھمان ۔ کہہ نانک سُن رے منا سو مورت بھگوان
اُستت نندیا ناہ جیہہ کنچن لوہ سمان ۔ کہہ نانک سُن رے منا مُکت تاہ تے جان
ہرکھ سوگ جاکے نہیں بیری میت سمان ۔ کہہ نانک سُن رے منا مُکت تاہ تے جان
بھے کاہو کو دیت نہہ نہہ بھے مانت آن ۔ کہہ نانک سُن رے منا گیانی تاہ بکھان

جہہ بکھیا سگلی تجی لیو بھیکھ بیراگ
کہہ نانک سن رے منا تہہ نر ماتھے بھاگ

جہہ مایا ممتا تجی سبھ تے بھیو اداس
کہہ نانک سن رے منا تہہ گھٹ برہم نواس

جہہ پرانی ہومے تجی کرتا رام پچھان !
کہہ نانک وہ مکت نر ایہہ من ساچی مان

بھے ناسن درمت ہرن کل میں ہر کو نام
نس دن جو نانک بھجے سپھل ہوہ تہہ کام

جیبھا گن گوبند بھجہ کرن سنہو ہر نام
کہہ نانک سن رے منا پرہ نہ جم کے پھام

جو پرانی ممتا تجے لوبھ موہ اہنکار !
کہہ نانک آپن ترے اورن لیت ادھار

جیوں سپنا ار پیکھنا ایسے جگ کو جان !
ان مے کچھ سنگی نہیں نانک بن بھگوان

نس دن مایا کارنے پرانی ڈولت نیت
کوٹن مے نانک کوؤ نارائن جہہ چیت

جیسے جل تے بدبدا اپجے بنسے نیت
جگ رچنا تیسے رچی کہہ نانک سن میت

پرانی کچھو نہ چیتئی مد مایا کے اندھ
کہہ نانک بن ہر بھجن پرت تاہ جم پھند

جو سکھ کو چاہے سدا سرن رام کی لے
کہہ نانک سن رے منا درلبھ مانکھ دیہہ

مایا کارن دھاوہی مورکھ لوگ اجان
کہہ نانک بن ہر بھجن برتھا جنم سران

جو پرانی نس دن بھجے روپ رام تہہ جان
ہر جن ہر انتر نہیں نانک ساچی مان

من مایا مے بندھ رہیو بسریو گوبند نام
کہہ نانک بن ہر بھجن جیون کو نہہ کام !

پرانی رام نہ چیتئی مد مایا کے اندھ
کہہ نانک ہر بھجن بن پرت تاہ جم پھند

سکھ مے بہو سنگی بھئے دکھ میں سنگ نہ کوئے
کہہ نانک ہر بھج منا انت سہائی ہوئے

جنم جنم بھرمت پھریو مٹیو نہ جم کو تراس
کہہ نانک ہر بھج منا نربھے پاوہ باس

جتن بہت مے کر رہیو مٹیو نہ من کو مان
درمت سہیو نانک پھد ہیو راکھ لیہو بھگوان

بال جوانی ار بردھ پھن تین اوستھا جان
کہہ نانک ہر بھجن بن برتھا سبھ ہی مان

کرن بہت سو نہ کیو پریو لوبھ کے پھند
نانک سمیو رم گئیو اب کیوں روت اندھ

من مایا مے رم رہیو نکست ناہن میت
نانک سورت چتر جیوں چھاڈت ناہن بھیت

نر چاہت کچھ اور اورے کی اورے بھئی
چھوٹت رہیو ٹھگور نانک پھاسی گل پڑی

جتن بہت سکھ کے کیئے دکھ کو کیو نہ کوئے
کہہ نانک سن رے منا ہر بھاوے سو ہوئے

جگت بھکھاری پھرت ہے سبھ کو داتا رام
کہہ نانک من سمر تہہ پورن ہووے کام

گرب کرت ہے دیہہ کو بنسے چھن مے میت
جہہ پرانی ہر جس کہیو نانک تہہ جگ جیت

جہہ گھٹ سمرن رام کو سو نر مکتا جان
تہہ نر ہر انتر نہیں نانک ساچی مان

ایک بھگت بھگوان جہہ پرانی کے ناہ من
جیسے سوکر سو آن نانک مانو تاہ تن

سوامی کو گرہ جیہ سدا سو آن نخت نہیں نت
تیرتھ برت ار دان کر من میں دھرے گمان
سر کنیٹو پگ ڈگ مگے نین جوت تے ہین
رج کر دیکھیو جگت مے کو کاہو کو ناہ
جگ رچنا سبھ جھوٹ ہے جان لیہو رے میت
رام گیئو راون گیئو جا کو بہو پروار
چنتا تا کی کیجئے جو ان ہونی ہوئے
جو اپجیو سو بنس ہے پرو آج کے کال
بل چھٹکیو بندھن پرے کچھو نہ ہوت اپار
بل ہوا بندھن چھٹے سبھ کچھ ہوت اپاء
سنگ سکھا سبھ تج گئے کوؤ نہ نبھیو ساتھ
نام رہیو سادھو رہیو گورو گوبند
رام نام اُر مے گہیو جا کے سم نہیں کوء

نانک او بدھ ہر بھجو اِک من ہوء اِک چت
نانک نہچل جات نہ جیو کنچن اشنان
کہہ نانک ایہہ بدھ بھئی تیؤ نہ ہر رس لین
نانک بھر ہر بھگت ہے تہہ راکھو من ماہ
کہو نانک بھر نا رہے جیو بالو کی بھیت
کہہ نانک بھر کچھ نہیں سپنے جیوں سنسار
ایہہ مارگ سنسار کو نانک بھر نہیں کوئے
نانک ہر گن گاء لے چھاڈ سگل جنجال
کہہ نانک اب اوٹ ہر گج جیؤ ہوہ سہاء
نانک سبھ کچھ تمرے ہاتھ مے تم ہی ہوت سہاء
کہہ نانک ایہ بیت میں ٹیک ایک رگھناتھ
کہہ نانک اِہ جگت میں کن جپیو گرمنت
جیہہ سمرت سنکٹ مٹے درس تمہارو ہوء

انجمن درویشاں

مرسلہ شری لکشمی چند گروور۔ شاہدرہ۔ نئی دلی

ہر ذرہ میں اب ہم کو مولا نظر آتا ہے!
آپو اپنے پکھ کی سب کوئی راکھت ٹیک
پانی بھرن پنہاریاں رنگو رنگ گھڑے
ناخدا چھوڑ کر جن کو خدا پر ہے نگاہ
مال و زر ہوتا تو یہ راحت کہاں ہوتی نصیب

ہر گوشہ میں ہمیں یار و کعبہ نظر آتا ہے
رجب نشانہ ایک ہے تیر انداز انیک
بھریا اُس دا جانڑیئے جس دا توڑ چڑھے
دیکھ لو محفوظ کشتی اُن کی طوفانوں میں ہے
سو رہے اور گھر کا دروازہ کھلا رہنے دیا

بحرِ ہستی میں نہ کر ایامِ پیری کا ملال
لوگ خوش ہوتے ہیں کشتی قربِ ساحل دیکھکر

مہاتما بُدھ

دھرم کرو۔ دھرم کا سنکھ پھونکو۔ دھرم کی ڈُوندی مچاؤ!

اوائل زندگی

چھ سو سال قبل از مسیح کوہ ہمالیہ کے دامن میں بجانب علاقہ نیپال دریائے بان گنگا کے کنارے ایک شہر کپل وستو نامی آباد تھا۔ اس جگہ سورج بنسی خاندان کے راجہ اکشواکو کی نسل سے ایک خاندان شاکیہ کا ایک دھرماتما راجہ شدودھن حکمران تھا۔ اس راجہ کی دو رانیاں تھیں۔ بڑی مہامایا اور چھوٹی ہرجاوتی یا گومتی۔ رعایا فارغ البال تھی۔ ریاست میں سب جگہ امن و امان تھا کسر تھی تو صرف ایک۔ وہ تھی راج محل میں کسی ننھے بچے کی عدم موجودگی۔ راجہ اور رانیاں ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے لیکن ؎

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار ؎ نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار

ایشور کی کرپا سے رانی مہامایا کے پنتالیس ۴۵ برس کی عمر میں ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ مگر مہاتما بُدھ کی پیدائش کے ساتویں روز مہامایا رانی کُوچ کر گئیں۔ اس طرح سے راج کنور سدارتھ نے اپنی چھوٹی ماتا یعنی مہارانی گومتی کی گود میں پرورش پانی شروع کی۔ مہاراج شدودھن نے جوتشیوں سے شہزادہ سدارتھ کا مستقبل دریافت کیا۔ تو نامی جوتشیوں نے فرمایا: "کہ راجکمار ایک عالم فقیر ہوگا"۔ راجہ نے سوال کیا کہ "میرا فرزند دنیائے فانی کے کس کس نظارہ کو دیکھ کر گھر بار چھوڑے گا، دُنیا اور اہلِ دُنیا کی محبت سے مُنہ موڑے گا۔ برہمنوں نے کہا۔ "(۱) کمزور نحیف و بُوڑھا (۲) بیمار (۳) ایک مُردہ کی لاش (۴) ایک تارک الدنیا فقیر"۔ چنانچہ راجہ نے احکام جاری کر دیئے۔ کہ ہماری سلطنت کے ایک ایک کوس کے فاصلے پر مذکورہ بالا قسم کے مناظر دکھائی نہ دینے پائیں لیکن ؎ وہی ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہوتا ہے

راجکمار کو شروع سے ہی عیش و آرام کی زندگی سے ایک گونہ نفرت تھی۔ وہ اس دُنیا سے اور اس دُنیا والوں سے نرالا تھا۔ اس کی شانت آنکھیں کسی گہری سوچ میں کھوئی سی رہتی تھیں۔ وہ دُنیا کی ہر ادا سے بے خبر رہنے لگا۔

راجکمار نے علوم و فنون مروجہ وقت کے ساتھ چونسٹھ ۶۴ ودیائیں پڑھیں۔ جن میں یُونانی اور پُرانی ترکی زبان بھی شامل ہیں۔ جُوں جُوں شہزادہ عُمر اور علم و عقل میں ترقّی کرتا گیا۔ غور و فکر اور سوچ وچار کا مادہ بھی زیادہ ہوتا گیا۔ دُنیا کے شور و غُل کو خلوت پر ترجیح دیتا تھا۔

گرہست آشرم:- جب راجکمار نے عنفوانِ شباب میں قدم رکھا۔ اس کا میلانِ طبع دیا۔ دھرم پرچار

اور گیان دھیان کی طرف زیادہ پایا گیا۔ کاروبار دنیوی اور اُمورات سلطنت میں کم توجہی، بے پرواہی بلکہ ایک قسم کی نفرت اس کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتی۔ تو راجہ شدودھن بہت متفکر ہُوا۔ کیونکہ اس کی خواہش تھی، کہ اس کا بیٹا مہاراج ادھیراج ہو۔ پس اس نے سدھارتھ کے دل میں دنیوی عیش اور جسمانی لذات و آرام کے لئے پوری جگہ بنانے کے لئے شادی کی تجویز کی۔ اور بڑے شان و شوکت سے لباس نیک راجکمار سدھارتھ کی شادی راجکماری گوپا جو کہ دھرماتما راجہ ڈنڈپانی کی لڑکی تھی سے ہو گئی۔ راجہ شدودھن نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کو آرام طلب، عیاش، سیر و تفریح میں مائل رکھنے کی تدابیر سوچتا۔ ہر وقت راجہ اور ارکان دولت کا کام تھا۔ اس مطلب کے لئے تین عیش محل تیار کروائے گئے۔ ان میں ہر قسم کا سامان عیش مُہیا کیا گیا۔ رانی بھی پتی برتا، وفا شعار، خدمت گذار، حسین مہ جبین۔ لیکن اس کا دل ہر وقت اسی فکر میں رہتا تھا۔ کہ یہ تمام کارخانہ بے ثبات اور نقش بر آب ہے۔ جو کچھ انتہائے نظر اور امکان بشر کے اندر ہے۔ سب خواب و خیال ہے۔ وہ شہزادگی کے تمام فرائض بجا لاتا ہُوا ہر شخص سے اس کی لیاقت اور حیثیت کے مطابق نیک سلوک اور شیریں کلامی سے پیش آتا تھا۔ اور ہرگز کبھی جاندار کے آزار کا روادار نہ تھا۔ قدرت اندر اندر ہی اپنا کام کر رہی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ تنہائی پسند رہنے لگا۔ اور خیالات کی دُنیا میں کھویا رہتا۔ وہ عیش و آرام کی زندگی سے بہت جلد اُکتا گیا۔

ایک دن شہزادہ رتھ پر سوار ہو کر جنگل کی سیر کو چلا۔ راجہ شدودھن نے بڑی احتیاط سے کام لیا تھا کہ راجکمار کوئی دردناک نظارہ نہ دیکھ سکے۔ مگر قسمت نے راجہ کی کوششوں پر ہنس دیا۔ راستہ میں ایک پیر ناتواں کو دیکھا۔ کہ نہایت نحیف و نزار سخت تکلیف اُٹھاتا ہُوا قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا اور لڑکھڑاتا ہے۔ راجکمار کے لئے یہ نظارہ ناقابلِ برداشت تھا۔ اس کے بال کھڑے ہو گئے۔ ٹکٹکی بندھ گئی، جسم تھرّا گیا۔ رتھوان کو آواز بلند کہا۔ "چھنا۔ یہ کون ہے؟"

"مہاراج! یہ بُوڑھا ہو گیا ہے۔ عقل و حواس ٹھکانے نہیں رہے۔ ہر طرح کمزور، کام کاج کے ناقابل بےچارہ، بے یار و مددگار ہے۔ موت کے انتظار میں حیات مستعار کے باقی ایام نہایت خراب حالت میں گذارتا ہے"۔

"کیا یہ بڑھاپا اس کی خاندانی خاصیت ہے۔ یا کہ ہر ایک شخص کے لئے اس حالت سے گذرنا ضروری ہے"؟

"مہاراج۔ بڑھاپا سب کے لئے ضروری ہے۔ کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ خستہ انسان کبھی ایک دودھ پیتا بچہ تھا۔ اس کے بعد گُلاب کے رُخساروں والا ایک خوبصورت لڑکا مابعد ایک نوجوان۔ نہایت خوبصورت اور تنومند۔ مگر اب بڑھاپے نے اسے بے بس کر دیا ہے۔ اب یہ بیماریوں، خستہ حالی، مُفلسی اور مختلف تکالیف کا شکار ہے۔ مہاراج! یہ جوانی کا انجام ہے"۔

"کیا یہی حالت میرے بُزرگ و برتر پتاجی کی بھی ہوگی"؟

"جی شری مہاراج۔"

"میری خوبصورت اِستری کا کیا یہی حشر ہو گا؟"

"ہاں مہاراج۔"

"اور پھر میرا بھی؟"

اب کے رتھوان خاموش ہو گیا۔ "رتھ کو واپس پھیر دو۔" راجکمار چلایا۔ میں عیش و آرام نہیں چاہتا میں نے جان لیا ہے۔ جو کچھ میں جاننا چاہتا تھا۔"

پِتا نے پُتر کی توجہ کو پھیرنے کے لئے بہت جتن کئے۔ مگر بے سُود ۔ ــ

مرض بڑھتا گیا، جُوں جُوں دوا کی

ایک دفعہ پھر وہ شاہی باغ کی سیر کو نکلا راستے میں اس نے ایک بیمار کو دیکھا۔ جو دردوں کی تکلیف سے نڈھال ہو رہا تھا، جسم سُوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ چہرے کا حلیہ ایسا بگڑا تھا کہ دیکھنے سے انسان خوفزدہ ہو جاوے۔ بدن پر سے کمزوری کی وجہ سے مکھیاں اُڑانا دشوار تھا۔ راجکمار نے رتھوان سے دریافت کیا۔ "اِس انسان کو کیا تکلیف ہے؟"

"مہاراج! یہ ایک بیمار انسان ہے اور اب کوئی دم کا مہمان ہے۔ صحت اسے جواب دے گئی ہے۔ نہ کوئی یار و مددگار ہے، اور نہ پرسانِ حال۔"

مہاراج سدارتھ نے اپنے آپ پر سوال کیا۔ کیا اس مرحلہ سے بھی اِنسان کو گذرنا پڑتا ہے؟ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور کہا۔ "او فانی انسان! پیدائش سے اب تک مختلف لذاتِ حیوانی میں پھنسا رہا۔ جس کا یہ انجام ہے۔" اب اس نے نجات حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔ کہ "میں جہالت کی تاریکی میں آفتابِ حقیقت کو دِلوں کے آسمانوں میں جلوہ گر کروں گا۔ لیکن تمام عالم کے دُکھ دُور کرنے کے لئے اپنی زندگی دے دُوں گا۔ اِس زمین پر لاکھوں اِنسان نہایت تکلیف اور خستہ حالی میں ہیں۔ ان کی مصیبت اور تباہی پر غور کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ لیکن اب دُنیوی عیش و عشرت میں زیادہ دیر تک غافل نہیں رہ سکتا۔ لذاتِ فانی کی خواہش ہرگز مجھ کو نہیں رہی۔"

تیسرے روز سیر کو جاتے ہُوئے راستہ میں ایک مُردہ پر نظر پڑی۔ جس کے خویش و اقارب، آہ و فریاد اور گریہ و زاری کر رہے تھے۔ سخت غم و الم سے ماتم کرتے ہُوئے جنازہ کو مرگھٹ کی طرف لے جا رہے تھے۔

راجکمار نے پُوچھا۔ "چنّا۔ یہ لوگ کیوں اس طرح سے رو رہے ہیں؟"

چنّا نے کہا۔ "شری مہاراج جی۔ یہ اِنسان جو مر گیا ہے۔ اپنے تمام خویش و اقارب، ماتا پِتا، عورت بچوں اور تمام دوستوں اور رشتہ داروں سے ہجرتِ دوامی کر گیا ہے۔ اب نہ کوئی عزیز اس سے مُلاقات کر سکے گا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی بات چیت۔"

سدھارتھ نے ایک آہ سرد بھری اور دل ہی دل میں کہا۔ کہ "جوانی اور صحت اور ناپائیدار زندگی اور تمام دھن و دولت پر کیا اعتبار۔ جس کی کوئی صورت بجائے خود قائم رہنے والی نہیں۔ کیا ہی بے سمجھ ہیں وہ لوگ جو اس دارِ فانی کی عارضی اور جھوٹی خوشیوں پر گرویدہ ہو رہے ہیں۔ اُف کیا ہی دردانگیز نظارہ ہے۔ زندگی کا بھروسہ ہی کیا۔ آج بڑھاپا، کل بیماری اور پھر چلنے کی تیاری"۔

انہی دنوں میں سدھارتھ کے ہاں پرماتما نے چاند سے مکھڑے والا ایک لڑکا دیا۔ مگر اُسے اس کی کوئی خوشی نہ ہوئی۔ بلکہ دنیا کی طرف سے اور بھی نفرت بڑھ گئی۔ کیونکہ اس نے ایسا محسوس کیا کہ دنیاوی تعلق کی ایک اور صورت پیدا ہو گئی ہے۔

اس کے چند ایام بعد شہر کے ایک دروازہ پر اُس نے ایک فقیر دیکھا۔ جس کے چہرے پر جلال برستا تھا۔ اس کی شکل وصورت سے بے پرواہی، حرص و ہوا کا ترک۔ عیش و آرام سے سرد مہری، لوبھ ولالچ سے نفرت دنیا اور دنیا والوں سے منہ موڑنا ہویدا تھا۔ بہت دنوں کے بعد راجکمار کے دل کی کلی کھل گئی۔ اُس نے عہد کیا۔ کہ اب خود بھی درویشانہ زندگی بسر کروں گا۔ لوگوں کو بھی اسی طریقے کی تعلیم دوں گا۔ ملک میں جو قباحتیں اور بدعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جب تک میں اپنا دل اور زندگی اُن کے دور کرنے میں وقف نہ کروں گا، کامیابی غیر ممکن ہے۔ دنیا میں رہ کر فرائض انسانی بے شک سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن صداقت۔ راستبازی اور اعلےٰ درجے کے روحانی مراتب سے گرے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر نہیں لایا جا سکتا۔ جب تک میں اپنے پیارے باپ، عزیز وفرزند، پیاری بیوی، جملہ دولت و حکومت کے بکھیڑوں سے آزاد و بے فکر ہو کر گھر سے باہر نہ جاؤں گا۔ اعلےٰ مقاصدِ زندگی کا سرانجام محال ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے"۔

ترکِ دنیا

چنانچہ ایک رات جبکہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ اس نے بیوی، بچے، اس چار دیواری پر جہاں اس نے بچپن سے اب تک عیش و آرام کی زندگی بسر کی تھی۔ نگاہ ڈالی اور خیر باد کہا۔ جدائی کا نظارا بہت دردناک تھا۔ اس کی استری اپنے بچے کے ساتھ خوابِ غفلت میں مدہوش تھی۔ اس نے اُن کی طرف دیکھا۔ اس نے تین دفعہ کوشش کی کہ اپنے پیارے بچے کو آخری پیار کر سکے۔ مگر نہیں، وہ بُت کی طرح کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ اُلٹا ہوا ہاتھ تینوں مرتبہ پیچھے اُٹھ گیا۔ "ایسا نہ ہو کہ وہ جاگ اُٹھے، اور گلے کا ہار ہو جائے۔ اور پھر منزل مقصود تک رسوائی دشوار ہو جائے۔ یہ کہا، دل کو کڑا کیا۔ اور دنیاوی محبت کی بیخ و بنیاد کو دل سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس وقت سدھارتھ کی عمر صرف اُنتیس ۲۹ برس کی تھی۔

سچائی کی تلاش

کئی برس تک جنگلوں اور پہاڑوں پر سچائی کی تلاش میں مارا مارا پھرا۔ بڑے بڑے ودوان براہمنوں سے

شاستر پڑھے اور بحث مباحثہ کیا۔ مگر ان کی خشک اور گہری فلاسفیاں متلاشی آتما کی خاک بھی تشفی نہ کر سکیں۔ کئی قسم کے کٹھن اور جسم کو تکلیف دہ تپ کئے۔ مگر سب بے سود۔ آخر تنگ آکر اس نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ گیا میں ایک بڑے بڑ کے درخت کے نیچے زندگی کے سوال پر وچار کرنا شروع کیا۔ اس جگہ اس نے استغراق اور محویت کے میدان میں قدم رکھا، تو درجہ بے خودی میں قائم ہوا۔ جہاں ناظر و نظر و منظور۔ عالم و علم و معلوم میں کوئی تمیز و خصوصیت نہ رہی۔ جملہ موجودات ظاہر و باطن ایک ذات ہو گئی۔ تمام علوم باطنی اور حقائق روحانی کا غیر محسوس سرچشمہ پایا۔ راحت لازوال حاصل ہوئی۔ غیر محدود عقل کا درجہ حاصل ہوا۔ جو کسی طرح تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا۔ یہی، وہ روشنی ہے۔ جسے اکثر مؤرخین بیان کرتے ہیں۔ تمام ماضی، حال و مستقبل اس پر صبح صادق کی طرح روشن ہو گئے۔ دل نے تسکین اور روح نے شانتی حاصل کی۔ روحانی روشنی کا ظہور ہوا۔ ہر قسم کی خواہش، امید، حرص و ہوس۔ الفت و نفرت، غفلت و لاپرواہی کافور ہو گئے۔ اور "نروان پد" پراپت ہوا، اور بدھ کا درجہ پایا۔ اس نے یقیناً اب موت پر فتح پائی۔ اب اس نے دنیا کی بھلائی کرنے کی ٹھانی۔ اور یہاں سے بنارس کے نزدیک سارناتھ پہنچا۔ لوگوں کو اپنا سندیش پہنچانے کے لئے اس نے ایک بڑا سست سنگ چلایا جس کے ممبر بھکشو کہلاتے تھے۔ یہ لوگ جگہ بجگہ پھر کر بدھ مت کا پرچار کرتے تھے۔ مہاتما بدھ کی تعلیم آسان اور عام فہم ہونے کی وجہ سے بہت جلد مقبول عام ہو گئی۔ سالہا سال تک اپنے چیلوں کے ساتھ پرچار کرتا رہا۔ اس کے اپنے خاندان کے بہت سے افراد نے بھی بدھ مت کو قبول کیا۔ اسی سال کی عمر میں بھگوان بدھ نے سریر تیاگا۔ اپنے پیچھے ایک بہت بڑا امرت چھوڑ گئے۔ جو کہ ہندوستان کے کونے کونے میں جا پھیلا ——— بلکہ ہندوستان سے باہر سیلون، برما، سیام، تبت، منگولیا، چین اور جاپان تک بھی جا پہنچا۔

بھگوان بدھ کی تعلیم

میں نفس کشی اور جسمانی ریاضت کو نجات کا وسیلہ نہیں مانتا۔ لذات، محسوسات اور عیش پسندی میں زندگی تمام کرنا بھی معیوب جانتا ہوں۔ یہ دونوں راہیں حیرت، خوف، شک، نوع بنوع کے اوہام باطلہ۔ جہالت کے میدانوں میں ٹھوکریں کھانے سے زندگی کے مصائب اور تکلیفات اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ یاد رکھو کہ گیروا پوشی، ناخن اور بال بڑھاتے یا منڈواتے، برہنہ تن پھرنے، بدن پر بھبھوت رمانے، برت رکھنے، تیرتھ کرنے، وید خوانی، یگیہ مہایگ کرنے، پرائشچت اور بلیدان کرنے، آتش پرستی وغیرہ وغیرہ سادھن کرنے سے آدمی پاک نہیں ہو سکتا۔ حسد و تعصب، طمع ناجائز، غصہ غرور، خود پسندی، خودستائی، دغابازی، خود بینی، مکر و فریب، دروغگوئی، بے ایمانی، بدنیتی وغیرہ صفات قبیحہ سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے۔ روحانی صفائی کے لئے ضروری ہے کہ صرف چار اعلےٰ درجہ کی صداقتوں پر ایمان لایا جاوے:-

۱- یہ عالم فانی ہے، رنج اور مصیبتوں سے پُر ہے۔ اس میں محو انسان کو موت کے بعد بھی سکھ نہیں ملتا۔ کیونکہ تناسخ اور آواگون کا چکر جاری ہے۔

۲- رنج و مصیبت کے اسباب پر غور کرنا۔ معلوم ہو گا کہ لذاتِ دُنیا و عقبےٰ کی خواہش، ظلم و جہالت، ان سب سے دُکھ پیدا ہوتے ہیں۔

۳- دُنیا و عقبےٰ کی لذّات اور محسوسات کی خواہش کو چھوڑ دینے، جذباتِ نفسانی کو تابع فرمان کر لینے سے ہر قسم کے دُکھ درد اور رنج والم معدوم ہو جاتے ہیں۔

۴- "اشٹانگ مارگ" ہے۔ اِسے آٹھ حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) صحیح علم (۲) صحیح گفتار (۳) صحیح چلن (۴) صحیح ارادہ (۵) صحیح معاش (۶) صحیح کوشش (۷) صحیح خیال اور (۸) صحیح استغراق۔

اشٹانگ مارگ کی روکاوٹیں

ان کو دس حصّوں میں منقسم کیا ہے:- (۱) خودی (۲) حادی برحق کی تعلیم میں شک (۳) فضول لا یعنی رُسومات مذہبی و سوشل (۴) شہوت نفسانی میں مشغولیت (۵) پست ہمتی اور کوتہ نظری (۶) حیات مستعار کی محبت (۷) عالم عقبےٰ کی مفروضہ لذات اور زندگی کا عشق (۸) غرور اور خود بینی (۹) کبر و نخوت اور وہم و پندار (۱۰) جہل۔

کہتے ہیں۔ جب بھگوان بُدھ کو گیان ہُوا، تو جو الفاظ زبانِ مُبارک سے برآمد ہُوئے۔ وہ یہ تھے۔ "دھرم کرو، دھرم کا سنکھ پھونکو، دھرم کی دُھوم مچاؤ"۔ میکس مُولر صاحب جو ایک ماہر سنسکرت انگریز ہُوا ہے۔ کہتا ہے۔ "آج تک دُنیا میں کوئی ایسا مذہب شائع نہیں ہُوا۔ جس میں انسانیت اور ہمدردی بُدھ مذہب کی سی پائی جاتی ہو"۔ اس مذہب میں دیگر مذاہب کی عیوب جوئی ممنوع ہے۔

نہیں کچھ اور ہے اُس بن

غزل

از قلم شری سوامی گوبند انند جی مہاراج

نہیں کچھ اور ہے اُس بن فقط چیتن ہی چیتن ہے
یہ جو کچھ دیکھتے سُنتے فقط چیتن ہی چیتن ہے
عدم ہے اور نہ ہستی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے
نہ ہوشیاری نہ مستی ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
گُورو ہے نہ کہ چیلا ہے سبھی کھیل اُس نے کھیلا ہے
نہ تیرتھ ہے نہ میلا ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
نہ وحدت ہے نہ کثرت ہے نہ خلوت ہے نہ جلوت ہے
نہ مندر ہے نہ مسجد ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے
نہ اوّل ہے نہ آخر ہے نہ باطن ہے نہ ظاہر ہے
نہ غائب ہے نہ حاضر ہے فقط چیتن ہی چیتن ہے

سرائے فانی

از۔ حضرت نواب صاحب

ادھر سے یارو اٹھاؤ دل کو کہ ہے یہ عالم سرائے فانی
کہاں کی دولت کہاں کی حشمت کہاں کا راجہ کہاں کی رانی

کہاں کا تاج اور کہاں کا افسر کہاں کا تخت اور کہاں کا کشور
کہاں کی فوج اور کہاں کا لشکر کہاں کی شاہی کہاں کی خانی

سُنے گا بانگِ دہل کہاں تک کرے گا جنگ و جدل کہاں تک
رکھے گا طولِ عمل کہاں تک کہ چار دن کی ہے زندگانی

گیا سکندر کہاں وہ دارا رہا۔ نہ دُنیا میں کوئی بچارا
اجل نے اک اک کو آ پچھاڑا چلی نہ رستم کی پہلوانی

کہاں وہ خسرو اور تختِ زریں کہاں وہ مسند کہاں قالین
کہاں وہ فرہاد یار شیریں رہی جہاں میں فقط کہانی!

نہ زور بازو یہاں دکھاؤ نہ باتیں بڑھ بڑھ کے تم سناؤ
نہ روپ سج دھج بہت بناؤ بڑھاپا آیا گئی جوانی

بناتے ہو کیوں بڑی عمارت دکھاتے ہو تم کسے امارت
فنا نے سب کو کیا ہے غارت کسی کی باقی نہ رہی نشانی

یہاں جو آیا اسے فنا ہے مرے گا اک دن نہیں بقا ہے
لگاؤ اس سے کہاں روا ہے نہیں جو باقی جاودانی

کہاں کا غنچہ کہاں کا گُل اور کہاں کا ریحاں کہاں کا سنبل
کہاں کا بلبل کہاں کی قمری نہ باغ ہوگا نہ باغبانی

کہاں کا عارض کہاں کا عشوہ کہاں کی چشم اور کہاں کا غمزہ
کہاں کا حسن اور کہاں کا جلوہ نہ دل رہے گا نہ دلستانی

بتوں کو ناحق کہو نہ کافر ظہورِ حق کا ہے ان میں آخر
جو حق چھپا ہے تو ہوگا ظاہر اگر ہو مرشد کی مہربانی

وہ نیستی کا مذاق لوٹے جو قیدِ ہستی سے اپنی چھوٹے
نواب کا دل جو سب سے ٹوٹے ملے خدا سے بنے وہ گیانی

شنکا سمادھان

سوہنگ جاپ

شری ہرکرشن لال۔ گیتا کالونی۔ دلّی

شنکا———سوہنگ کا جاپ کیسے کیا جاتا ہے، اور اس سے کیا لابھ ہوتا ہے؟

اُتر———گوربانی میں ایک شبد آتا ہے :۔

ہے مَن میریا تُوں سدا رہو ہر نالے (گوربانی)

مَن سے نویدن کیا گیا ہے کہ ہے مَن میرے، تُو سدا، ہر وقت، ہر حالات میں اور ہر اوستھا میں ہری پرماتما کے ساتھ نواس کر۔ یعنی سنسارک سنکلپوں وکلپوں کا تیاگ کر کے محض پرماتما کا ہی چنتن کر۔

اب وچار کرنا ہے کہ مَن کا تو کام ہی کچھ نہ کچھ چنتن کرنا ہے۔ یہ پرکرتی کے ستوگن انش سے بنا ہے۔ اس میں پرکرتی کی تمام شکتیاں موجود ہیں۔ اس کو تو کوئی نہ کوئی آلمبن (چنتن کرنے کے لئے سہارا) درکار ہے۔ یہ بندر کی طرح چنچل ہے۔ جیسے ایک بندر کو ایک ستمبھ (کھمبے) کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے۔ اور وہ کبھی اُوپر اور کبھی نیچے چڑھتا اُترتا رہتا ہے۔ اسی طرح مہاتما لوگ اس من کو پرانوں کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ جب پران اندر جاتا ہے۔ تب سو"شبد سُنا جاتا ہے۔ اور جب پران باہر نکلتا ہے۔ تب "ہنگ" کا شبد سُنائی دیتا ہے ——— اسی کا نام "سوہنگ" جاپ ہے۔ جو کہ سوبھاوک ہو رہا ہے۔ "سو" شبد کے معنی ہیں۔ "وہ" یعنی پرماتما۔ اور "ہنگ" کے معنی ہیں "میں" ویدانت کے نقطہ نگاہ سے یہ جیو پرماتما کا ہی انش ہے۔ جیسا کہ بھگوان نے گیتا میں ارشاد فرمایا ہے :۔

ममैवांशो जीव लोके जीव भुता सनातना ॥

جیو میرا ہی انش ہے اور سناتن ہے۔

گویا جیو اور ایشور میں دراصل کوئی بھید نہیں۔ وہی چیتن دیو شُدھ و پاک برہم جب اپنی مایا شکتی سے کام لیتا ہے، تو وہی ایشور کہلاتا ہے، اور جب وہی انتہ کرن کی اپادھی میں اپنا پرتی بمب (عکس) ڈالتا ہے۔ تو وہ اہنگتا اور ممتا کو دھارن کر کے جیو کہلاتا ہے۔ اگر ایشور کی اُپادھی مایا اور جیو کی اُپادی اگیان کو علیحدہ کر کے دیکھا جاوے، تو جیو اور ایشور ایک ہی چیتن ستا کی دو دھارائیں نظر آئے پر بھی گیان درشٹی سے ایک ہی ہیں۔ اور یہی گیان (جیو ایشور کی ایکتا) کو مندرجہ بالا سوہنگ کے ابھیاس سے پرگٹ کرنا مقصود ہے۔ وہ میں ہوں۔ "اہم برہم اسمی" اسی ابھیاس کے کرنے سے جیو کی علیحدہ خودی اور شریر میں اہنگتا ممتا کا ناش

ہوجانے پر جیو اور برہم میں بھید ختم ہو جاتا ہے۔ بلبلے نے جب جان لیا کہ میں پانی ہی ہوں، پانی سے علیحدہ میری کوئی ہستی نہیں۔ تو وہ پانی ہی ثابت ہوا۔ علیحدہ دکھائی دینے پر بھی وہ پانی ہی ہے۔ اس کا پانی سے اپنے آپ کو علیحدہ ماننا ہی اگیان ہے۔ اسی طرح جیو پرماتما کا ہی انش ہے، بلکہ وہی روپ ہے۔ جب یہ اپنی علیحدہ ہستی کو تیاگ کر یعنی اپنی محدود خودی اور اہنکار کا پری تیاگ کر کے سروویاپک، چیتن ستا (برہم) کے ساتھ ابھید ہو جائے گا۔ تو اس کو جنم مرن، دکھ سکھ، ہرکھ سوگ، بیماری ناداری اور دیگر تمام سنسارک دکھوں سے نجات مل جائے گی۔ یہ اپنے اصل سروپ ست چت آنند میں سما جائے گا۔ "ہنگ" یعنی اہنکتا ممتا اور باہر کا سنکلپ سے سنسار جو کہ متھیا ہے کا ابھاو ہو جاوے گا، اور باقی "سو" یعنی وہ "برہم" ہی رہ جائے گا۔ گویا جیو نے اپنی خودی کو ایشور کی خودی میں ملا کر۔ اپنی محدودیت کو ختم کر دیا۔ بلبلا سمندر روپ ہو گیا، اور یہی تھا مطلوب۔

دراصل پہلے اگیان اوستھا میں بھی برہم آتما نرآکار اور اب (جاننے پر) بھی وہی نرآکار ہے۔ اس لئے کل آتما برہم ہی برہم ہے۔ چیتن ہی چیتن ہے۔

سوکھم استھول سرب بھگوان
نانک، گورمکھ برہم پچھان ! (گوربانی)

بھگت کرم سنگھ

(ایڈیٹر)

گزشتہ صدی میں جبکہ پنجاب میں سلطنت انگلشیہ کا نیا نیا دور دورہ تھا۔ صوبہ پشاور کے شہر مردان میں بھگت کرم سنگھ جی کا جنم ہوا۔ ان کی پیدائش ایک معمولی گھرانے میں ہوئی۔ گو وہ گھرانہ مالی نکتہ نگاہ سے معمولی تھا۔ مگر ہری بھجن اور یاد الٰہی کے لحاظ سے یہ گھرانہ ایک خاص اہمیت کا مالک تھا۔ مطلب یہ کہ بھگت کرم سنگھ کے ماتا اور پتا دونوں ہی مہاراج کے نام لیوا تھے۔ کہتے ہیں انسان وراثت میں بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ بھگت کرم سنگھ کو بھی یہ دولت ورثہ میں ہاتھ آئی، اور وہ بھی بچپن سے ہی اس طرف رغبت ہو گئے۔ دربار صاحب کی بانی سنتا، کیرتن میں شامل ہونا اور علے الصبح اٹھ کر جپ جی کا پاٹھ کرنا۔ دس سال کی عمر میں ہی ان کا معمول تھا ——— اس رنگ میں نشوونما پاتے ہوئے وہ اٹھارہ سال کے ہو گئے۔ گھر میں غریبی تھی۔ والدین چاہتے تھے کہ یہ کچھ کما کر لائے۔ اس لئے ماتا پتا کی آگیا انوسار انہوں نے مردان میں ہی فوج کی نوکری اختیار کر لی۔ اور بذمرہ سپاہیوں میں شامل ہو کر آٹھ روپے ماہوار لانے لگے۔

ظاہرا طور پر تو کرم سنگھ جی کی سنگت لفنگے اور تلنگے سپاہیوں کے ساتھ تھی۔ جن کا شعار اور شغل نوکری کر چکنے کے بعد سوائے یاوہ گوئی، تاش اور چوسر وغیرہ کے کچھ نہیں تھا۔ مگر وہ اندرونی پربھو کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

کچھ دیر اسی طرح گزرتی رہی اور پربھو کا پریم آپ کے ہردے میں بڑھتا رہا۔ حتےٰ کہ اس مسلسل ابھیاس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ کئی کئی گھنٹے سہج سمادھی وارد ہونے لگی۔ وہ کام کرتے تھے۔ مگر انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

ایک دن رات کی ڈیوٹی تھی۔ ۹ بجے حاضر ہو کر پہرہ دینا تھا کہ حالت غیر ہو گئی۔ فقیروں کی اصطلاح میں جس حالت کو حالتِ استغراق یا حالتِ بے خودی کہتے ہیں۔ آن وارد ہوئی۔ اس عالم مدہوشی میں کسے ڈیوٹی کی ہوش تھی اور کون پہرہ پر جاتا۔ وقت غیر حاضری میں گزر گیا۔

انسان کے من کے تین حصص کئے گئے ہیں۔ اُپ چیتن من، چیتن من اور اَتی چیتن من۔ جب اَتی چیتن من کام کرتا ہے۔ تب منش بالکل ہی عالمِ بالا میں پرواز کرتا ہے اور باقی دونوں من یعنی چیتن من اور اُپ چیتن من خاموش سے رہتے ہیں۔ لیکن روحانیت کی گہرائیوں میں بہت نیچے جانے پر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، کہ ایسے مہاتما خود تو عالمِ بالا میں ہوتے ہیں۔ لیکن چیتن من اور اُپ چیتن من جو خواہشات کا گھر ہیں۔ اس متوَد حالت میں اپنا کام جاری رکھتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں فوق القدرت کا رونما ہو جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔

ادھر بھائی کرم سنگھ حالتِ استغراق میں تھے اور ادھر انہی کے اُپ چیتن من کی خواہش کے مطابق بھگوان خود اُن کی جگہ پہرہ دے رہے تھے۔

صبح ہوئی، جب بھائی جی پر مستی کا زور ذرا کم ہوا۔ تو خیال آیا رات کی غیر حاضری "صاحب بہادر" کی سخت ناراضگی کا باعث ہو گی۔ خیر صبح کی پریڈ میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بجائے اس کے کہ صاحب بہادر ناراض ہوتے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ کرم سنگھ! جس طرح چوکنے ہو کر تم پہرہ دیتے ہو۔ یہی سپاہی کا اصلی فرض ہے۔ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ میں نے رات کی گشت میں تمہیں اپنی جگہ پر خوب مستعد دیکھا ہے۔

یہ بات سن کر بھائی جی کی حالت ہی اور ہو گئی۔ مہاپرشوں کی کتھاؤں میں جو سن رکھا تھا کہ بھگتوں کے مہاراج آپ ہی رکھوالے ہوتے ہیں۔ اُس کو ساکھشات ہو گیا۔ جواب میں صاحب بہادر سے عرض کی۔ اچھا! اگر یہ بات سچ ہے، تو میرا استعفےٰ منظور کیجئے۔" میں اب اُس کی نوکری کروں گا۔ جس نے میری نوکری کا فکر کیا"۔

صاحب بہادر نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر وہاں تو بات ہی اور تھی۔ بھائی جی نے ایک نہ مانی اور ملازمت چھوڑ کر باقی عمر یادِ حق میں ہی گزار دی۔

تیری رحمت

از قلم سنت جودھ سنگھ جی بیر

چھا گئی رحمت تیری اے بیر رحمت چھا گئی
غم میرے سب کٹ گئے اور مٹ گئے رنج و الم
آنکھ تیری نے پلائی ہے مجھے ایسی شراب
مست کرتی جا رہی ہے شکل نورانی تیری
اب تو جیوؤں گا میں دنیا میں تیرا ہی نام لے

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں میں مستی آ گئی
جب سے دیکھی ہے تیری تصویر اے میرے صنم
بیخودی سے مست ہو اب اٹھ گئے سارے حجاب
کچھ پتہ سا دے رہی ہے آنکھ مستانی تیری
آذراتیوں کا صدقہ مجھ کو ستگورو نام لے

پریم کی مستی

تو ایسا مست ہو جس سے خرد سب ہوش کھو جائے
مگر لفظوں سے یہ مستی کبھی نہ ہاتھ آئے گی!
پربھو کے پریم میں ہر دم تیرا دل محو ہو جائے
اسی کی یاد سے خانۂ دل آباد کر ڈالے
جو خاص الخاص پنہاں راز ہے مستی دکھائے گی
یہ مستی نعمت یزداں ہے گر چہ ہاتھ آ جائے
جو عشق حق میں دل مست ہو کے مست رہنا ہے
ریا کاری غم و غصہ کو مستی چھوڑ دیتی ہے
یہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے مستانوں کی باتوں سے

ہو ایسا مست کہ مستی بھی تجھ پر مست ہو جائے
نہ جب تک مرشد کامل سے کچھ اسرار پائے گی
تو جاگے پریم میں یہاں اور پریم میں ہی ٹھیک سو جائے
ریا کاری کو بالکل دور کر برباد کر ڈالے
یہ مستی ہی تجھے قدرت کا مستانہ بنائے گی
ہمیشہ کیلئے ہی دل سے دوئی کو مٹا جائے
ہزاروں غم بھی آ جائیں خوشی سے ان کو سہنا ہے
یہ واصل حق سے کر کے بیر بندھن توڑ دیتی ہے
ہزاروں فیض پا جاتی ہے مستانوں کی باتوں سے

پر بھو اپنے کی مستی ہیں یہ ہر دم مست رہتے ہیں
خودی کو چھوڑ کر ہی رازِ مستی ہاتھ آتا ہے

یہ مستی اک سمندر ہے جو غوطہ اک لگاتا ہے
وہ اپنی جان کو اپنے صنم پہ وار دیتا ہے
مٹا کر اپنی ہستی کو تو مستی میں فنا ہو جا
تو پھر دیکھے گا جلوہ کیا تجھے مستی دکھاتی ہے
وہاں تو یاس و حرماں ہر گھڑی ہی دور رہتے ہیں
وہاں کے رہنے والے موت سے آزاد ہوتے ہیں
اگر تو ان کی آنکھوں سے ذرا مستی چرا لائے
جو من بس میں نہیں آتا وہ تیرے بس میں آجائے
یہ جھوٹی خواہشیں دل سے تیرے سب دور ہو جائیں
یہ مستی پریم ہے اور پریم مستی کا خزانہ ہے
مزاج مست رہنے کا تجھے انسان آئے گا
یہ مستی ہر کسی کو پریم کا پیغام دیتی ہے
یہ مستی پریم کے دریا کی اک اعلیٰ روانی ہے
جو دل سے مست ہوتا ہے حقیقت کو وہ پا جائے
تو دنیا سے ہٹا کے دل ذرا مستی میں آ بھائی
یہ مستی آدمی کو آدمیت ہی سکھاتی ہے
یہ مستی مست کیے دل کو سدا مسرور رکھتی ہے

وہی کر ڈالتے ہیں جو کہ اپنے منہ سے کہتے ہیں
جو بے خود ہو گیا سمجھو وہ سب بھیدوں کو پاتا ہے

وہ جاں پہ کھیل کے پہلے ہی درِ خاص پاتا ہے
وہ اٹھتا بیٹھتا اپنے صنم کا نام لیتا ہے!
تو مستی میں ہی ہر دم جاگ اور مستی میں ہی جا سو جا
وہ دنیا اور ہوتی ہے جہاں مستی پہنچاتی ہے
وہاں تو مست مستی میں ہی ہر دم چور رہتے ہیں
وہاں وہ یادِ حق سے ہر گھڑی آباد ہوتے ہیں
تو پھر میں سچ کہتا ہوں ترا جیون بدل جائے
حقیقت کا جو پردہ ہے وہ تجھ پر صاف کھل جائے
گماں غصہ چلا جائے گناہ کافور ہو جائیں!
پر بھو کو جس نے جانا ہے اسی مستی سے جانا ہے
تیرا من جھوٹے دھندوں سے یہ بالکل چھوٹ جائے گا
بھٹکتا جو بھی آجائے اسی کو تھام لیتی ہے
یہ مستی رازِ الفت ہے یہ مستی زندگانی ہے
سرور سرمدی کا اس کو پھر آنند آجائے
خودی کے روگ سے بالکل تو پائے گا شفا بھائی
سکھا کے آدمیت رازِ حق کا راہ بتاتی ہے
مئے الفت سے تیرا آنکھ کو مخمور رکھتی ہے

شانتی مارگ

(از قلم پنڈت نریندر ناتھ شرما نریندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس)

द्वे पदे बन्ध मोक्षाय ममेति निर्ममेति च ।
ममेति बध्यते जन्तुर्निर्ममेति विमुच्यते ॥ श्रुति

بھاو۔ بندھن یعنی اشانتی اور موکش یعنی شانتی کے دو مقام ہیں۔ ممتا اور نرممتا۔ ممتا سے بندھن یعنی اشانتی اور نرممتا سے شانتی یعنی موکش حاصل ہوتی ہے۔ آیئے وچار کریں۔ کہ ممتا کیوں اور کیسے ہوتی ہے اور کسطرح اس سے مخلصی پا سکتے ہیں۔ عام انسان کو زندگی میں شانتی یعنی اطمینان قلب حاصل نہیں ہے۔ پھر بھی گناہگار اور پرہیزگار اسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ لیکن شانتی شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

شانتی سے مراد آتمک شانتی ہے۔ آتما شبد کے سنسکرت میں تین ارتھ ہوتے ہیں (۱) انتر آتما (۲) ہیں سوئیم (۳) انتہ کرن یا من۔ آتما تو سدا ایک رس شانت ہے۔ تو شانتی جس کی لوگ تلاش میں ہیں مانسک شانتی ہی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ شریرک شانتی سے تو مراد موت ہے۔ کیونکہ شریر اور حواس تو جب تک حرکت میں ہیں۔ مضطرب ہیں۔ تبھی تک کام کے ہیں۔ شو یعنی لاش جیسی شانتی تو کسی کا دھیہ ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اُس شانتی کو محسوس کرنے والے چتین سوکشم شریر اور جیو تو اُس وقت موجود ہی نہیں ہوتے۔ اسلیئے من اور بدھی کی سنترتا ہی شانتی کا باعث ہے۔ اُن کے تابع ہوئے اندریاں بھی چنچلتا کا تیاگ کر دیتی ہیں۔

وشنو پران میں ایک مشہور شلوک ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ ممتا دکھ کی جڑ ہے۔ اور نرممتا ہی پرم سکھ و شانتی کا راستہ ہے۔ مثال سے سمجھایا گیا۔ کہ ایک آدمی نے طوطا پال رکھا ہے۔ اُس سے لاڈ پیار کرتا ہے۔ قضائے الٰہی سے وہ طوطا مر جاتا ہے۔ تو وہ ماتم کرتا ہے۔ بے چین ہو جاتا ہے۔ پرندے تو بے شمار روز مرتے ہیں۔ اُن کے لیئے اس کو کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس طوطے سے جو ممتا میراپن باندھ رکھا تھا۔ اُس کو چوٹ پہنچنے سے اشانتی ہوئی۔ اگر اُس گھر میں رہنے والے چوہے مرتے ہیں تو ممتا نہ ہونے سے اُسے دکھ نہیں ہوتا۔ شاید سکھ ہی ہو۔ ممتا کے معنی ہیں میراپن کا بھاو۔ حقیقت میں جو میرا نہیں ہے۔ اسمیں میراپن کا بھاو دِرڑھ ہو جانے پر اس پدارتھ کے جُدا یا ناش ہونے سے دکھ اور اشانتی ہوتی ہے۔ اب ہم دیکھیں کہ آدمی کو ممتا۔ میراپن کا بھاو کسی پرائی یا پدارتھ سے وابستہ کرنا بہ نظر عقل سلیم واجب ہے۔ یا ناواجب ہے۔ کیونکہ پوجیہ گوسوامی تلسی داس نے فرمایا ہے۔ ؎

میں اور مور تور یہ مایا جیہی بس کینے جیو نکایا

پوجیہ پرم ہنس سوامی رام کرشن جی کا قول ہے۔ "میں اور میرا بھاو ہی اگیان ہے۔ تو (ایشور) اور تیرا یہ بھاو ہی گیان ہے"

پرسدھ سنت داؤدو دیال جی کہتے ہیں ۔ تن بھی تیرا من بھی تیرا۔ تیرا پنڈ اور پران

سب کچھ تیرا۔ تو ہے میرا۔ یہ داؤدو کا گیان

سرشٹی کی رچنا ایشور کے سنکلپ کا اظہار ہے۔ پرماتما یوگ ندرا میں تھے۔ جاگے تو کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ سنکلپ اٹھا۔ میں ایک ہوں بہت ہو جاؤں۔ یہ سنکلپ پرکرتی پر جو سامیہ اوستھا میں لئے تھی۔ اثر انداز ہوا

پرکرتی میں ہیجان ہوا۔ توازن گنوں کا ٹوٹا۔ ست رج۔ تم گنوں میں ہلچل ہوئی۔ انواع و اقسام کی نام روپ کی سرشٹی کی نکسال شروع ہو گئی۔ تاہم وہ پرکرتی سے اُپجی سرشٹی جڑ تھی بے حس تھی۔ جیسے سورج اپنی بے شمار کرنوں سے برہمانڈ کو روشن کرتا ہے۔ ویسے ہی پرماتما نے اپنے بے شمار انشوں سے سرشٹی میں پرویش کیا۔ سرشٹی چیتنامے ہو گئی۔ وو ہار شروع ہو گیا۔ ایک حقیر کیڑے سے لے کر مہان آتما تک میں نورِ حق یکساں موجود ہے۔ کہیں مایا کا پردہ لطیف ہے کہیں کثیف ہے تاہم سب اُس بسیطِ کل کی وسعتیں ہیں۔ ایشور کی سرشٹی میں نہ کچھ گھٹتا ہے۔ نہ بڑھتا ہے۔ فقط نام و روپ میں تغیر تبدل ہوتا ہے۔ جو فطرت کے اٹل ضابطوں سے مریادت ہے۔ پانی کی شکل بدلی بھاپ بنا۔ وہی اولے و برف بنا پھر پانی بن گیا۔ پانی۔ بس اسی طرح یہ عمل رواں ہے۔

جیو جب ایشور کی سرشٹی کے کسی پرانی یا پدارتھ سے ممتا کا سمبندھ مان لیتا ہے وہ جیو کا کلپت سنسار ہے۔ جو گیان کے سوا کچھ نہیں۔ فرضی ہے۔ کیونکہ سب کچھ ایشور کا ہے۔

مان لو کسی کی گائے چرتی ہوئی گھور جنگل میں چلی گئی وہاں اسے کسی شیر یا چیتے نے مار ڈالا اور کھا لیا۔ اب گائے میں جو چیتن انش تھا۔ وہ تو اوناشی تھا۔ شریر عناصر کا ظہورِ ترتیب تھا۔ جو شیر کے پیٹ میں گیا۔ کچھ اس کے شریر کا حصہ بن گیا کچھ فضلا کی شکل میں نکلا جو باہر عناصر میں مل گیا۔ ایشور کی سرشٹی میں تو کچھ کمی بیشی نہیں ہوئی۔ گائے سے ممتا وابستہ کرنے سے جو نقش مالک کے انتہ کرن پر تھا۔ وہ مٹ گیا۔ تو اُس کو دُکھ اور اشانتی ہوئی۔ اگر گائے کسی اور کی ان ہی حالات میں ماری جاتی تو اُس کو کوئی بے چینی نہ ہوتی۔ ہم نے دیکھا۔ گائے بے چینی کا باعث نہ تھی۔ ممتا ہی اشانتی کا کارن تھی۔

ایک آدمی نے ایشور کی زمین میں سے کچھ زمین اپنی مان لی اور مکان بنانا شروع کیا۔ جوں جوں مکان تیار ہوتا گیا ممتا کی چھاپ اُس کے من پر گہری ہوتی گئی۔ مکان تیار ہو گیا۔ دیو یوگ سے بھونچال آیا۔ وہ مکان گر گیا۔ اب مکان ایشور کی سرشٹی سے MATERIAL لے کر بنا تھا۔ گرنے سے وہ MATERIAL پھر پرتھوی تو میں مل جائے گا۔ لیکن مالک نے جو ممتا کی چھاپ من میں محفوظ کی تھی وہ نشٹ ہونے سے اُس کو دُکھ ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ لیکن اگر مکان تیار ہونے پر اچھا گاہک مل جائے وہ بیچ دے اور پھر بھونچال سے مکان گرے تو جس نے شروع میں مکان بنایا تھا اس کو کوئی دُکھ نہ ہو گا۔ کیونکہ اُس کی اُس سے ممتا نہ رہی تھی۔ مکان کا بننا یا گرنا تو دُکھ یا سُکھ کا کارن نہیں۔ صرف ممتا ہی دُکھ کا کارن ہوئی۔

ایک آدمی نے اپنے لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور بڑی ممتا سے آشائیں باندھ کر پرورش کیا۔ دیو یوگ سے وہ لڑکا نالائق نکلا اور ماں باپ کو مار پیٹ کرنے لگا۔ کچھ دن صبر کر کے اس کو باپ نے اپنی جائداد سے بے دعوے کر دیا۔

اور ممتا تیاگ دی۔ اب وہ لڑکا خواہ رہے یا نہ رہے۔ باپ کو اس سے کچھ دُکھ سُکھ نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ممتا کی چھاپ پہلے ہی مٹا چکا تھا۔ ایسی مثالیں وِوہارک زندگی سے بے شمار دی جا سکتی ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ ممتا ہی دُکھ یا اشانتی کا باعث ہے۔ تو اس سے چھٹکارہ کیسے ہو؟

جب تک انسان وویک، وغیرہ سادھنوں سے دڑھتا سے یہ نشچے نہ کرلے۔ کہ اس کی حقیقت آتما ہے۔ جو اویناشی ہے، سدا ایک رس ہے۔ سُتھول اور سوکشم شریر پرکرتی کے وکار ہیں اور فانی ہیں۔ ان کے نام و روپ بدلتے ہی رہیں گے۔ یہ پرکرتی کا نیم ہے۔ انسان کا ان سے عارضی تعلق ہے۔ جب تک رہے ان سے کام لیا۔ ورنہ اس کے کبھی یہ بنتے نہ ہو سکتے ہیں۔ مخلصی نہیں ہو سکتی۔ بے سود ممتا۔ میرا پن وابستہ کر کے دُکھ و اشانتی کو دعوت دینا ناسمجھی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دُنیا کی چیزیں دُنیا کی ہیں۔ ہماری نہیں ہیں۔ ہم آتما ہیں شریر نہیں ہیں۔ ؎

مت لگا دل اس جہاں سے نہ دے غم کو دعوت
وائے اُمید کہ ہر گام دغا دیتی ہے
غیظ گرداب و تلاطم سے نہ خائف ہو نر بیدر
موجِ رحمت کو یہ شامت ہی اُٹھا دیتی ہے

ایشا واسیہ اُپنشد کے پہلے ہی منتر میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ اکھل برہمانڈ میں جو کچھ بھی جڑ چیتن روپ جگت ہے وہ سارا ایشور سے ویاپت ہے۔ اُس ایشور کو ساتھ رکھتے ہوئے تیاگ پوروک اسے بھوگتے رہو۔ اس میں آسکت مت ہو۔ دھن یعنی بھوگ پدارتھ کس کا ہے یعنی کسی کا نہیں:

آگے اسی اُپنشد نے فرمایا ہے کہ جو حق شناس سب جگہ سب میں ایک آتما کو جان لیتا ہے اس کو نہ موہ ہوتا ہے اور نہ شوک کوئی جگہ کوئی پریستھتی CIRCUMSTANCE کوئی پرانی یا پدارتھ ایسا نہیں جہاں سرو ویاپک پرماتما موجود نہ ہو اور سب کچھ اسی کا ہے۔ تو انسان اس کی چیز کو بیجا طور پر اپنی مان کر کیوں دُکھ اور اشانتی کو دعوت دے سب کچھ اوس کا سمجھتے ہوئے غیر وابستہ رہتے ہوئے اپنے ذمہ جو فرائض ہوں ان کو مستقل مزاجی سے سدھی و اسدھی میں سم بھاو رکھتے ہوئے بطریق احسن انجام دیتے ہوئے شریر یاترا طے کرے تو اس کو اشانتی نہ ہو۔ جس قدر سمتا کا بھاو بڑھے گا شانتی بھی بڑھتی جائے گی۔

بھگوان کرشن جی نے گیتا ادھیائے ۵ شلوک ۲۸ میں شانتی پراپتی کا گُر بیان فرمایا ہے کہ آدمی مجھے یگیہ۔ تپ آدی کا بھوگتا اور سرو لوک مہیشور جانے اور سب بھوت پرانیوں کا سوہرد (سگا۔ اپنا) سمجھ کر شانتی کو پراپت کرتا ہے۔ یہی بھاو کٹھ اُپنشد شوینا شوتر آدی اُپنشدوں میں جا بجا بیان کیا گیا ہے۔ طوالت مضمون کے خیال سے حوالے نہیں دیئے گئے۔

گوسوامی تلسی داس جی فرماتے ہیں:۔ ؎

تلسی ممتا رام سوں۔ سمتا سب سنسار راگ نہ روش نہ دوش۔ دُکھ۔ داس بھئے بھو پار

جیسے راگ یعنی ممتا۔ انسان کو اشانت کرتا ہے ویسے ہی دویش دشمنی بھی بے چین کرتی ہے۔ شریمد بھاگوت میں کپل دیو نے فرمایا ہے۔ میں سب بھوت پرانیوں میں سم روپ سے موجود ہوں۔ جو دوسرے پرانیوں سے دویش کرتا ہے وہ مجھ ایشور سے دویش کرتا ہے۔ اس کے من کو کبھی شانتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ بھگوان کرشن نے گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۶۴ میں فرمایا ہے کہ راگ اور دویش کو چھوڑ کر جو اپنی اندریوں کے وشیوں میں ووہار کرتا ہے۔ ایسے خود ضبط آدمی کے انتہ کرن میں نرملتا۔ پرسنتا یعنی شانتی آجاتی ہے۔

اندھا دھند بے ضرورت ساز جہاں اکٹھا کرنے کی عادت بھی انسان کو بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس لئے سادھک کو کسی چیز کے سنگرہ کرنے سے پہلے خوب سوچنا چاہیئے۔ کہ آیا اس کے بغیر ہم گذارا کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں۔ تو ہرگز سنگرہ نہ کرے۔ اس طرح آہستہ آہستہ ضروریات زندگی میں کمی آئے گی۔ اور انتہ کرن کی شانتی بڑھے گی۔ اس کو بتدریج کرم مکتی بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جس جس چیز کا تیاگ کیا اس اس سے مکت ہوئے۔ تیاگ سے تت کال شانتی پراپت ہوتی ہے گیتا ۱۲-۱۲۔

حاصل ہوا جہاں میں تارک کو وہ مقام دنیا و دین گرد بھی جس کی نہ پا سکے۔ نریندر

ایک یورپین فلاسفر کا قول ہے سنسار کا ویبھو (ٹھاٹھ) مہان سمپتی میں نہیں ہے۔ بلکہ کم سے کم اوشکتاؤں میں ہے

کیوں وسعت دے رہا ہے۔ دنیا کو تو اے ناداں
مبادا فرطِ ساماں باعثِ آزار ہو جائے نریندر

آخیر میں شانتی پراپتی کا اچوک اپائے (پربھو سے پرارتھنا) پاٹھکوں کی خدمت میں پیشکر کے مضمون ختم کرتے ہیں۔ پربھو سب کو شانتی مارگ پر چلنے کی توفیق دیں۔

رباعی

مراری یاد تیری گر کرے دل دمبدم میرا رنج مطلب نظر آئے۔ غم ہستی ہو گم میرا
دے بنسے کو وہ اندازِ روش حاجت روا مالک پڑے راہِ حقیقت میں بڑھے جو بھی قدم میرا

مراری کون ہے تیرے سوا پرسانِ غم میرا نگاہِ لطف سے معدوم کر رنج والم میرا
ہر اک حرفِ دعا نے لوریاں دیں مضطرب دل کو سرور بے خودی چھایا بنایا دل ارم میرا
نریندر

جو راہ سکوں ہے تجھے دی بتا
چلے تو ملے ورنہ تیری رضا
نریندر

ارم یعنی بہشت

شانتی کی اصلیت

از قلم شری لکشمی چند جی گرودرشا بی۔اے

ہر ایک ذی رُوح چاہے وُہ ادنےٰ سی چیونٹی یا کیڑا ہو یا منش سُکھ و شانتی کا خواہاں ہے۔ جانوروں کی خوشی پیٹ بھر کر کھانے تک محدُود ہے اور اس کی وجہ عیاں ہے کہ جانوروں کی جُونی ایک بھوگ یُونی ہے۔ برعکس اس کے انسان (جسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے) کی ہر دو بھوگ اور کرم یونی ہے۔ جہاں وُہ اپنے پچھلے کرموں کے مُطابق انسانی جامہ میں پھل بھوگنے کے لیئے سنسار میں ظہور پذیر ہُوا ہے۔ وہاں اُسے اپنی پراپت بُدھی سے ٹھیک استعمال کرکے کرم یا فعل کرنے میں سوتنترتا یا آزادی حاصل ہے۔ انسان کی یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ مَیں سدا سُکھ کو بھوگتا رہوں اور مجھے کسی قسم کا دُکھ یا کلیش نہ ہو۔ وُہ ہاتھ جوڑ کر تنظیم شُدہ سنسار سے آنند اور خوشی کی بھیک مانگتا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اُسے قدم قدم پر مایُوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہی مایُوسی نہ صرف تا حیات اُس کا قافیہ تنگ کئے رکھتی ہے۔ بلکہ اس زندگی کے بعد تک بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ دراصل خوشی کی خواہش یا اُمیدہی اُس کے دُوسرے جنم کا مُوجب بنتی ہے۔ انسان قدرت سے گویا یوں کہتا ہے۔ کہ تم نے مجھے پچھلے جنم میں خوشی سے محرُوم رکھا تھا۔ اب مجھے موجودہ جنم میں مایُوس نہ کرنا۔ بلاشُبہ اُسے تھوڑے سے خوشی پراپت بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن وُہ اس سے تسلّی اور تشفّی نہیں پاتا۔ اور وُہ کبھی دائمی سُکھ و شانتی کا متمنی رہتا ہے۔ بالآخر اُسے اپنی آتما سے جواب مِلتا ہے۔ کہ واقعی تم شانتی کے خواہشمند ہو۔ لیکن تُم نے شانتی مطلوبہ کی کھوج ٹھیک ڈھنگ سے نہیں کی ہے۔

اگیان سے انسان ناپائیدار خوشی کی جانب لپک پڑتا ہے اور دائمی خوشی کے حصُول کی جانب متوجّہ و راغب نہیں ہوتا ہے۔ انسان اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھیرے میں ہی شانتی کی تلاش کرتا ہے۔ گویا وُہ ڈبل اندھے پن میں شانتی کے لیئے اُلٹے سیدھے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ انسان کی زبردست بھُول یہ ہے کہ وُہ بے جان اشیا میں شانتی جیسی امولیہ وستو کی تلاش کرتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر اُسے جنم جنمانتروں تک دُکھوں اور کلیشوں میں بھٹکنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مہاتما کا وچن ہے۔ کہ

"من کی کامنا پوری کرنے سے شانتی نہیں ملتی ہے۔ من بلوان ہے لہٰذا سادھک کو چاہیئے۔ کہ من کو پُشٹ نہ کرے۔ سادھک کا پرتین چت یا من کی شُدھی تک ہے۔ اس کے بعد تو شانتی سُوتہ سدّھ (اپنے آپ) ہی آجاتی ہے"

سمندر کی اُٹھتی ہوئی لہروں کو دیکھو او ہو سمندر کتنا چنچل اور بے قرار سا ہے۔ اگر ہم سمندر کے بھیتر اُس کی اُوپر والی چنچلتا سے بے نیاز ہو کر داخل ہوں۔ تب ہیں انُوبھو ہوگا کہ سمندر کا گربھ بالکل شانت ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب ہم اپنے من کو ٹٹولتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں تو وِشے وکاروں کی تُند آندھی زور سے چل رہی ہے اگر ہم من کی

اندرونی نہ تک پہنچیں اور پرماتما کو جس کے آشرہ من کام کر رہا ہے چھو سکیں تو ہم اکھنڈ شانتی کے بھنڈار کو دستیاب کر سکیں گے۔ رشیوں کا کہنا ہے کہ پرماتما تو ہماری انتظار میں ہی ہیں۔ کہ ہم کب اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ایک مہاتما کا قول ہے "تم نتیہ ایک رس آنند سروپ چیت ستا کو جانو۔ اُس کے اننت ایشوریہ اور مادُھریہ کا ہمیشہ انوبھو کرو تمہیں کہیں بھی اسنتوش نہیں ہوگا۔ یہ بھی دھیان رکھو کہ پرمارتھ کے پتھ پر چلتے ہوئے دھرم پالن سادھن اور سیتم میں کبھی سنتوش نہ کرو۔

دُنیا داروں میں یہ گلہ عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ نیک دل اور صاحب دل انسان دُکھوں اور مصیبتوں میں دن کاٹتے ہیں۔ برعکس اس کے بدطینت اور بدکار لوگ سُکھی معلوم ہوتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اندریہ سُکھ ہی سب کچھ نہیں ہے۔ بلکہ انسان کا اصل منتہائے زندگی اپنی نجی دولت کو پانا ہے۔ اور اس کا راز "اپنے آپ" کو پہچاننے میں مضمر ہے۔ شُرتی کا فرمان ہے کہ جب تک انسان گیان کو پراپت نہیں کر لیتا وہ ہمیشہ کی شانتی اور مکتی پانے سے محروم و دبخت رہتا ہے۔ ہندی کے کوی گردھر رائے جی ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"پھانسی تب لگ مذہب کی جب لگ ہوت نہ گیان مذہب پھانس ٹوٹے جبھی پاوے پد نربان
پاوے پد نربان ، نرنجن ماہہ سماوے جنم مرن کو کاٹ کر پھر وہ جون نہ آوے،
کہے گردھر کوی رائے بودھ بن پھرے چوراسی جب لگ ہوت نہ گیان مذہب کی تب لگ پھاسی"

اس ضمن میں سوال اُٹھ سکتا ہے کہ کرم جس کی بھگوت گیتا میں اتنی پرشنسا کی گئی ہے۔ گیان حاصل کرنے کے لئے اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گیتا میں کرم کی عظمت کا راز یہ ہے کہ انسان کو اچھے اور شاستر آگیا اُنوسار نشکام کرم کرنے چاہئیں۔ ایسا کرنے سے من شُدھ اور نرمل ہو کر گیان پانے کا پاتر ہو کر پرماتما پرائن ہوتا ہُوا اُسی کو پانے کے یوگیہ بن جاتا ہے۔ پرماتما شانتی سروپ ہیں اور شانتی پد پر پہنچنے کے لئے کٹھن تپسیا و ریاضت سے اپنا آچار بیوہار ٹھیک کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شانتی پد پانے کے لئے آدمی کو زندہ در گور ہو کر مر جانا پڑتا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔ ؎

مرنے سے پہلے مر دیکھ
لُطف جینے کا سر بسر دیکھ

مہاتما شہنشاہ جی نے بھی کہا ہے۔ ؎

مرنے سے پہلے اگر مرنا تجھے آ جائے گا
پھر ہمیشہ کے لئے تُو زندہ ہی ہو جائے گا

آسا وری:-

انیت سوئی جو مرتک ہووے جگ کی چھاڈے آسا
ہر ہی پرچیتوں کو رکھے ہری پر کرے بھرواسا

سُکھ سنپت رس کس سب تیاگے۔ سب تیاگے بھوگ بلاسا
ہو اتیت جو ابہہ پد پایا، جن سیوا لِبس داسا

شریر پربھو کی سیوا سے بے سُکھ ہو رہا ہے۔ اس لیے ہم اشانت ہیں۔ جھوٹے اہنکار میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہردیہ میں پربھو موجود ہے۔ شریر۔ من اور بدھی پربھو کو سمرپت ہو جائیں۔ ذرے ذرے میں پربھو کو دیکھنا یہ پربھو کی شریر سے سیوا ہے۔ بدھی دوارہ پربھو کا نشچے کرنا یہ بدھی سمرپن ہے۔ پران اور اپان وایُو کے کاریہ کو کون سرانجام دے رہا ہے۔ وہی ہی آنند سروپ پربھو ہیں۔ انہی میں ہم پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی میں قائم رہتے ہیں۔ اور بالآخر اُسی میں ہی سما جاتے ہیں۔ سب کی انتر آتما ہو کر وہ سب کو پریرت کر رہے ہیں۔

مہاتما سیوا داس جی کا کتھن ہے :۔

جگت جنجال جنہاں تج چھڈے رام بھروسا آیا
سے جگ سُکھیے جگ میں دسدے چرن کمل من لایا
پربھ جی اپنے سیوں من مانیا۔ برہم بسرام تن پایا
سب کارج انہی پر ڈارے۔ اوپریم سمادھ سمائیا

اسی طرح سنت چوہڑ جی کا کتھن ہے

بدھا تُر سائیں دے پاسے ہور سبھے چھڈ پاسے
ہر کا آس دھنی دی رکھ تُو ہور سبھے چھڈ آسے
مایا موہ سب کوڑ پسارا جنم گوائے نہ ہاسے
اج کل چیت رکھ چوہڑ۔ رہ صاحب بھروسے

من جو خیالات کی لہر یا برتی ہے کا ماخوذ و منبع آتما ہے۔ نہایت زبردست چیز ہے۔ من کی قلابازیوں و تھکنڈوں سے ہر آدمی نالاں ہے اُس کو قابو میں لانا ایک نہایت اہم کام ہے۔ اسے قابو کیے بغیر شانتی کی منزل تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ بھگوان کرشن جی نے سویکار کیا ہے کہ واقعی من کو قابو کرنا نہایت کٹھن کام ہے۔ تاہم یہ ناممکن نہیں۔ انہوں نے گیتا میں واضح کر دیا ہے کہ من ابھیاس اور ویراگ سے قابو آجاتا ہے۔

رشی رمن مہاراج کے مطابق من ایک وفادار نوکر کی مانند ہے۔ اُن کا ہر دلعزیز اپدیش یہ ہے کہ "اپنے اندر جھانک لگاؤ اور اُس سروت کی تلاش کرو جہاں اشانت اور بیقرار من خیالات کا تانا بانا بنتا ہے۔ سب اٹھتے خیالات کو دُور کرو۔ اور خیال کی جڑ (مول) پر اپنے کو مرکوز اور کیندرت کرو۔ اور اُس امن اور شانتی میں بسرام کرو۔ اس سے من شانت ہو کر شانتی کے اتھاہ سمندر میں ڈوب جائے گا"

ایک اور مہاتما کا وچار ہے کہ "پرماتما چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہذا جہاں جہاں اور جس چیز پر من جائے وہاں وہاں ہر بار پرماتما کے ظہور کو دیکھو۔ اس ابھیاس سے بالآخر من کو ٹھہرنا ہی پڑے گا۔"

مہرشی شری اروند گھوش جی پانڈی چیری والے نے پورن یوگ کے سادھک کی روزانہ پرارتھنا میں آتم سمرپن کے سنکلپ کو ایک مہتو پورن ستھان دیا ہے۔ ان کا وچار ہے کہ "آتم سمرپن" ایک نہایت اعلےٰ درجے کا اور سہل یوگ ہے۔ اور کہ اسے شردھا۔ پریم اور دڑھتا سے عمل میں لانے سے دوسرے یوگ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ؎

ہر دم ہو میری یہ دعا تیری پناہ تیری پناہ
نفس نفسی ہو یہ صدا تیری پناہ تیری پناہ

بھگوان کرشن جی مہاراج نے گیتا میں آتم سمرپن پر بجا طور پر زور دیا ہے۔ ایسا کرنے سے سادھک نشچنت ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ بنک کا خزانچی اپنی ڈیوٹی کو وفادارانہ طور پر بجا لاتے ہوئے اپنی ماہواری تنخواہ سے ہی سروکار رکھتے ہوئے بنک کے نفع و نقصان سے بے نیاز رہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس سادھک نے شانتی پتھ پر چلتے ہوئے صدق دلی۔ عقیدت اور یقین کامل اپنے تمام کرموں کو نہیں نہیں بلکہ اپنے آپ کو پرماتما کے حوالے کر دیا ہے پرماتما اس کی پورے طور پر سہائتا کرتے ہیں۔

ایک نیک سیرت شاعر نے کہا ہے ؎

سب سونپ کے اپنے کام حق کو جو بشر — کرتا ہے چھوڑ کر تعلق یکسر
عصیاں سے وہ ہوتا نہیں یوں تر دامن — جوں تر نہ ہو رہ کے آب میں نیلوفر

اس ضمن میں جناب اخگر صاحب فیروزپوری کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ ؎

ایشور کی ذات پر کامل یقیں رکھتا ہے جو — اس کی طاقت میں ذرا بھی شک نہیں رکھتا ہے جو
وہ ہے گیانی، ماہر علم حقیقت ہے وہی — اور دنیا میں میسر ہے اسی کو شانتی!

پرماتما کرے کہ ہم سچے دل سے وید شاستر۔ گیتا۔ پران۔ و مہاتماؤں کے فرمان اور وچنوں پر عمل پیرا ہو کر اپنے جیون کے لکش یعنی آتمک شانتی کو پراپت کرنے کے بھاگی بن سکیں۔

اوم شم

امرت سویئے — پاتشاہی دسویں

(شری گورو گوبند سنگھ مہاراج کے اچارن کردہ سویئوں سے پہلے دو سویئے)

سراوگ سدھ سموہ سدھان کو دیکھ پھریو گھر جوگ جتی کے
سور سرا ردن سدھ سدھا دک سنت سموہ انیک متی کے
سارے ہی دیس کو دیکھ رہیو مت کوؤ نہ دیکھیت پران پتی کے
سری بھگوان کی بھائے کرپا ہو تے اک رتی بن اک رتی کے۔ ۱

ماتے متنگ جرے جر سنگ انوپ اتنگ سرنگ سوارے
کوٹ ترنگ کرنگ سے کودت پون کے گون کو جات نوارے
بھاری بھجان کے بھوپ بھلی بدھ نیاوت سیس نہ جات بچارے
ایتے بھئے تو کہاں بھوپت انت کو نانگے ہی پائیں پیارے۔ ۲

۱ سریوڑے مت والے ۲ سدھ ۳ سور ۴ داکشش ۵ پوتر ۶ امرت پینے والے ۷ بہت سنت ۸ انیک متوں کے ۹ پرما بھگتی ۱۰ پرتھوی پتی ۱۱ ایک رتی ۱۲ کوڑی ۱۳ مست ہاتھی ۱۴ ہار سنگھار سے جڑت ۱۵ نہایت سندر ۱۶ اونچے ۱۷ سندر رنگوں سے سنوارے ۱۸ کروڑوں گھوڑے ۱۹ ہرنوں کی طرح چلنے والے

شنکا سمادھان

اہم برہم اسمی

میرے خیال میں اپنے آپ کو برہم کہنا اور "اہم برہم اسمی" کا جاپ کرنا گناہ عظیم ہے۔ جیسے کوئی کنگال کہے کہ میں راجہ ہوں۔ تو اُس کی بات کم کو سنتا ہے۔ بلکہ اُس کو لوگ پاگل سمجھ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسیطرح ایک گناہ گار شخص یعنی ایک تُچھ جیوا اپنے آپ کو ایشور یعنی برہم کہنے کا مجاز نہیں رکھتا۔ جیو الپگیہ ہے ایشور سروگیہ ہے۔ اسلئے جیو کبھی بھی ایشور کی پدوی کو نہیں پا سکتا۔ "اہم برہم اسمی" کا گیان ایک لمپوڑ سنکھ کی طرح کیول کلپت اور نامناسب ہے۔ ایسا کہنے والے مہان نرک کو جاویں گے۔ یہ ویدک گیان نہیں ہے بلکہ آجکل کے واچک گیانی۔ نوین ویدانتیوں کا ایک لغو مسئلہ ہے۔ کیا آپ نے وید کا یہ منتر نہیں پڑھا۔ اور کیا آپ اس کو نہیں مانتے؟ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو رسالہ اوم میں شایع کریں۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सरवाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्य: पिप्पलं स्वाद्वत्त्य- नश्नन्नन्यो अभिचाकशीति ॥
श्वेताश्वतरोपनिषद् अ:४ म:६

ارتھ:۔ سدا اکٹھے مل کر رہنے والے دو سکھا (جیو اور ایشور) سندرگتی والے پکشی ایک ہی برکش پر نواس کرتے ہیں۔ اُن میں ایک اس کے لذیذ پھلوں کو کھاتا ہے۔ اور دوسرا انہیں استعمال نہیں کرتا بلکہ صرف دیکھتا رہتا ہے۔

اس شلوک سے ظاہر ہے کہ جیو اور ایشور دو الگ الگ ہستیاں ہیں۔

شویتا شوتر اُپنشد ادھیائے ۴ کے شلوک نمبر ۵ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وید تین چیزوں کو انادی مانتا ہے جیو۔ ایشور اور پرکرتی لیکن آجکل کا نوین ویدانتی صرف ایک برہم کو ہی مانتا ہے۔ یہ سدھانت بھی غلط اور وید ورُدھ ہے۔ دیکھئے مندرجہ ذیل شلوک:۔

अजामेकां लोहित शुक्ल कृष्णां
बह्वीः प्रजाः सृजमानां सरूपाः ।
अजो ह्योको जुषमाणो ऽ नुशेते
जहात्येनां भुक्तभोगाम जोऽन्यः ॥ ५ ॥

ارتھ - اپنے انوروپ بہت سی پرجا اُتپن کرنے والی ایک لوہت - شکل اور کرشن ورن والی اجا (بکری پرکرتی) کو ایک اَج (بکرا جیو) سیون کرتا ہوا بھوگتا ہے - اور دوسرا اج اس بھگت بھوگا کو تیاگ دیتا ہے -
اس شلوک سے بھی پرکرتی کا ایک علیحدہ وجود مانا گیا ہے - اس لئے جیو - ایشور اور پرکرتی - تینوں انادی ستّ ہیں - یہی وید کا صحیح گیان ہے - جس کو آجکل کے تمام ودوان مانتے ہیں - اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو رسالہ اوم میں شائع کریں -

شونا راتن میرٹھ
پرشن

اُتر :- جیو - ایشور - پرکرتی - نیز "اہم برہم اسمی" وغیرہ کے متعلق رسالہ اوم کے گذشتہ پرچوں میں کئی بار ان پرشنوں کا اُتر دیا جا چکا ہے - ہم آپ کے سوال کے جواب اور اوم کے پاٹھکوں کے لئے آتم درشی باوا نگینا سنگھ جی بیدی کے ایک مضمون بعنوان "مَیں برہم ہوں" کی نقل شائع کر رہے ہیں - اُمید ہے کہ آپ کو اس کے پڑھنے سے لابھ ہوگا - اور آپ کی شنکا دور ہو جائے گی - یہ مضمون کین اپنشد کے آدھار پر باوا جی نے اپنی کتاب "وید اَدویت دَرشن" میں شائع کیا تھا - (ایڈیٹر)

اہنگ برہم اسمی (انا الحق)

مَیں برہم ہوں

از قلم آتم درشی باوا نگینا سنگھ جی بیدی

خدا ایک روحِ اعظم ہے جو سب ملائیک (دیوتاؤں) کی سردار ہے - مگر انا الحق (اہم برہم اسمی) کہنے والا عارف تو اس کا بھی آتما ہوتا ہے - یہ کبھی خیال بھی نہ پیدا کرنا چاہیئے کہ انا الحق کی تصدیق میں وہ (خدا) ناراض ہوگا اور تکلیف دے گا - ہرگز نہیں - بلکہ یہ تو اس کا فضل ہے - وصل میں سب کو لذت ہے - وہ جو اس کی تصدیق سے ڈراتے ہیں شیطان ہیں بلکہ وروچن (اسُروں کے راجہ) کے شاگرد ہیں - ان کی ہرگز نہیں سننی چاہیئے - خواہ یہ بھید معلوم ہو یا نہ ہو - ہر ایک آدمی کو اسی تصدیق (مَیں برہم ہوں) کا شغل کرنا چاہیئے - کیونکہ سونے کو سونا ہی کہنا درست ہے - سونے کو پیتل کہنا غلط ہے - چونکہ عارفین (گیانی پُرشوں) کی صرافی نظر سے اور ویدک شُرتیوں سے بھی یہی سچ ہے تو اس کے برخلاف عقیدہ رکھنا بھید واد اور کفر ہے - اور گناہِ عظیم ہے -
بعض اُردو داں کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے تو بھی اس تصدیق میں تکبر پایا جاتا ہے - اس لئے بھی یہ تصدیق اچھی نہیں - لیکن ہم جتلا رہے ہیں کہ تکبر اور کبریائی کی صورت صرف انجان کو معلوم ہوتی ہے حالانکہ تکبر بدی ہے اور کبریائی فضیلت - اور یہ اخلاق کے عالم جانتے ہیں کہ کبریائی محمود ہے - اور تکبر مذموم -

"میں برہم ہوں" اس تصدیق میں آتما کی کبریائی ہے۔ تکبر نہیں۔ تکبر تب ہوتا ہے جب کوئی وقوعہ میں آوے اور دوسرے سے سرزد ہوا ہووے اور جھوٹی تصدیق کرے۔ کہ میں نے کیا ہے اس کو کیا طاقت تھی" اور یہ بد ہے۔ اسی فرق کے لئے ہم ایک ویدک کہانی کا ترجمہ کرتے ہیں۔ جس سے اس کا آپ لوگوں کو فرق معلوم ہو جاویگا۔

ہم سام وید کی طلبکار شاکھا तलवकार शाखा کین اُپنشد میں سنتے ہیں کہ برہم نے جو آتما ہے۔ دیوتاؤں کو اسوروں پر فتح دی۔ جب اسطرح برہم نے دیوتاؤں کو ان پر فتح دی تو وہ فخر کرنے لگے اور انہوں نے تکبر کیا کہ یہ فتح ہماری ہے۔ ہم ہی تھے جو ایسی فتح حاصل کی۔ ہمارا ہی یہ کام تھا۔ اور ہماری ہی یہ بڑائی ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی بڑائی کریں۔ ہم تو بڑائی کے لائق ہیں۔ کون ہے جو ہماری طاقتوں کا مقابلہ یا اندازہ کر سکے"

جب برہم نے ان کا تکبر دیکھا تو اسے توڑنے کے لئے سنکلپ سے یکش यक्ष کے روپ میں وہ مجسم ہو کر آیا۔ انہوں نے نہ پہچانا کہ یہ کون یکش ہے۔ انہوں نے مل کر اگنی دیوتا کو کہا کہ اے جات وید जातवेद اس کو جانو کہ یہ کون یکش ہے۔ اس نے کہا۔ اچھا۔

تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی اگنی دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکش بولا۔ تو کون ہے؟ جو لا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اگنی دیوتا ہوں اور جات وید میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکش نے کہا کہ تم میں فخر کیا ہے؟ اور کیا طاقت ہے تبلاؤ؟ اگنی دیوتا نے جواب دیا کہ میں جو کچھ زمین پر ہے چاہوں تو دم میں جلا دوں۔

یکش نے ایک تنکا اس کے آگے رکھ دیا کہ اس کو جلاؤ۔ اس نے جہاں تک مقدور تھا جلانے کے لئے زور لگایا۔ لیکن نہ جلا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا اور دیوتاؤں کو کہا۔ میں انہیں نہیں جانتا کہ یہ کون یکش ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے ہوا کے دیوتا کو کہا کہ اے مات رشوا! تم اس کو جانو یہ کون یکش ہے۔ اس نے کہا اچھا۔ تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی ہوا کے دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا کہ یکش بولا۔ تو کون ہے۔ جو لا دھڑک یہاں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں ہوا کا دیوتا ہوں اور مات رشوا میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟

یکش نے کہا تم میں کیا فخر ہے اور کیا طاقت ہے تبلاؤ۔

اس نے جواب دیا کہ میں جو کچھ زمین پر ہے چاہوں تو ایک دم میں اڑا دوں۔ یکش نے ایک تنکا نکال کر رکھ دیا اور کہا کہ اسے اڑا دو۔ اس نے جہاں تک زور تھا اسے اڑانا چاہا۔ لیکن نہ اڑا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور دیوتاؤں سے کہا۔ میں نہیں جان سکتا کہ یہ کون ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے اندر کو کہا کہ اے بھگوان! تم اسے جانو کہ یہ کون یکش ہے۔ اس نے کہا اچھا۔ تب وہ اس کے پاس گیا۔ ابھی وہ نہیں پہنچا تھا کہ وہ یکش انتردھیان (غائب) ہوگیا۔ کیونکہ وہ اُسے اپنا مُنہ دکھانا نہیں چاہتا تھا اور اُس کی زیادہ حقارت کرنے کا خواہاں تھا۔ اس لئے اُس یکش کی بجائے ایک عورت کی شکل میں مجسّم ہو گیا تب اندر نے دیکھا کہ ابھی تو یہاں یکش دکھائی دیتا تھا۔ اب اسی جگہ بڑی طاقتور عورت (بھگوتی اُما۔ پاربتی) دکھائی دیتی ہے۔ جو ہم سب کی ماتا ہے۔ یہ کیا تعجب ہے؟

تب اندر ذرا آگے بڑھا اور نہایت عاجزی سے پرنام کیا اور پوچھا کہ اے بھگوتی ماں! یہاں یکش کون تھا۔ اس نے کہا۔ بیٹا! یہ برہم تھا۔ جس کی طفیل تم اسُروں پر کامیاب ہوئے۔ اور جس کی فتح کے سبب تم فخر اور تکبّر کرتے ہو۔ تم تو کیا بیل بھی اپنے چرنے پر ڈکارتا ہے۔ گدھا بھی جنگل میں رینگتا ہے۔ تم بھی سُرلوک میں بک بک کرتے ہو۔ کہ ہم نے فتح کی۔ ہمارا ہی یہ کام تھا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بل۔ تمہاری طاقتیں۔ اپنی نہیں بلکہ سب اُسی کی دی ہوئی ہیں۔ کیا دانا اگر کوئی چیز مانگ لاتا ہے تو اس کا مالک ہو جاتا ہے؟ اور اس کے سبب جو کام کرتا ہے۔ تو کیا اپنا کیا سمجھتا ہے۔ پھر کیوں تم میں ایسا تکبّر ہوگیا؟

اس دن سے دیوتاؤں نے اچھی طرح جان لیا کہ ہم بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ ہماری پُشت پناہ سرب شکتیمان۔ سرب دیاپک۔ سب کا آتما سب سے بڑا ہے۔ جسے چاہے فتح دے۔ جسے چاہے شکست دے۔ کوئی بھی فتح نہیں پاتا مگر وہی۔ کوئی بھی شکست نہیں کھاتا مگر وہی۔ اُس کے سب چرتر اور اُسی کا سب بلاس ہے۔

اسی سبب سے یہ تینوں دیوتا سب دیوتاؤں سے اعلٰے دیوتا قرار پائے ہیں۔ کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے برحم کو دیکھا اور یہی اُس سے ملے اور انہی کا تکبّر پہلے ٹوٹا اور وہ تینوں اگنی دیوتا یا ہوا کا دیوتا یا اندر دیوتا ہیں۔ ان میں سے اگرچہ تینوں نے اُسے دیکھا مگر وہ دو تو یکش ہی جانتے ہوئے واپس آئے۔ لیکن اندر نے دیکھا بھی اور اما پاربتی کے طفیل یہ بھی جانا کہ یہ برھم ہے۔ اسلئے وہ اُن دونوں سے بھی بڑے مرتبے والا قرار پایا۔ یہ اُسی کے دیکھنے اور پہچاننے کی فضیلت ہے۔ آتم روپ کر کے جاننا جو اُس کا وصل ہے اُس کی تو کیا ہی مہانتا ہے۔

پھر انہوں نے اُما دیوی سے پوچھا کہ ماں! کس طرح اُسے بھی دیکھیں اور پاویں؟

اُس نے کہا۔ بیٹا! اُس کا پانا بڑا مشکل ہے۔ یہ تو جسطرح بجلی چمکتی ہے۔ اُسی طرح چمکتا اور مخفی ہو جاتا ہے۔ جو بادل اور بجلیاں چمکتی ہیں اُن سب میں ہے اور یہی اُن سب میں سمایا چمکتا ہے۔ اور یہ تو تمہارے تکبّر توڑنے کے لئے آنکھ کی جھپک کی طرح مجسّم ہو کر آیا تھا۔ اور چشم زدن میں انتردھیان (غائب) ہوگیا۔ یہی اسکا ادھی دیو مرتبہ ہے۔

لیکن اس طرح اس کا دیکھنا واقع میں اسکا وصل نہیں۔ وصل کی وجہ دوسری ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح باہر سب میں دیاپک ہے۔ اُسی طرح یہ تمہارے اندر بھی دیاپک ہے۔ جب تم انترمکھ ہو کر اُسے اپنا آتم روپ

مان کر پہچانو گے۔ تو وصل پاؤ گے۔ ورنہ بڑی بھگتیوں اور بڑے پُنوں سے اپنے بھگتوں اور معتقدوں کے لئے یہ کبھی کبھی بجلی کی چمک کی طرح یا آنکھ کی جھپک کی طرح مجسّم ہو آتا ہے۔ اور انتر دھیان ہو جاتا ہے۔ مگر وصل چاہو تو اپنے اندر کی منو برتیوں کو دیکھو۔ یہ جو من میں سنکلپ اُٹھتے ہیں۔ ان میں ساکھشی آتما کا نور منعکس ہوتا ہے۔ یہی اُس کا ادھیاتم سروپ ہے۔ اِسے جو پہچانتا ہے اور اپنا آتما جانتا ہے اُس سے وصل پاتا ہے۔

ادھی دیو روپ میں جو ملتا ہے اُس سے ایک نہیں ہو جاتا۔ بلکہ خوف رہتا ہے۔ ادھیاتم میں اُس سے ایک ہو جانا ممکن ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی ادھی دیو بھوتیاں (شانیں) سب اُسی کی ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ سب کے اندر سب کا آتما وہی ہے۔ اسی سبب سے اُس کو تدون (तद्वन) بولتے ہیں۔ اور تدون نام سے اُس کی اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ سنسکرت میں تدون نام اُس کا ہے جو ایشور کو اپنا آتما کر کے بھجن کرتا ہے کہ "میں برہم ہوں" اور یہ تکبّر نہیں بلکہ اُس کی کبریائی ہے۔

وہ جو تم نے فتح پانے میں فخر کیا تکبّر ہے۔ اور یہ اُس کی کبریائی ہے اور یہی تدون ہے جو اُس کی تدون اُپاسنا کو جانتا ہے۔ اُس کو سب بھوت (پرانی یا پدارتھ) چاہتے ہیں۔ اور اُسی کے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُما دیوی نے دیوتاؤں کو تکبّر اور کبریائی میں فرق کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ اسی کبریائی کا شغل کرو۔ اور اس شغل میں شم۔ دم۔ تپ۔ نیک اعمال اور ویدوں کا پڑھنا پڑھایا کرو۔ تو تمہارے اندر ہی فکر اور غور (شرون اور منن) سے آتم روپ ہو کر دکھائی دے جاویگا۔ اور اُس سے وصل پا جاؤ گے۔ میں بھی اسی طرح اُس سے وصل پائی ہوں۔ اور تم سب اسی سبب سے میری بھوتیاں (شانیں) ہو۔ اور جو ایسا جانتا ہے۔ اپنے پاپ دُور کر کے سورگ لوک میں ابدی رہتا ہے۔

اس طرح پاربتی ماں بھی تعلیم دے کر انتر دھان (غائب) ہو گئیں۔

اے عزیزو! پھر تو دیوتاؤں کا تکبّر ٹوٹ گیا اور انہیں چیٹک لگ گئی کہ کیونکر ہم اُس سے وصل پاویں۔ انہوں نے ماتا پاربتی (اُما) کے فرمانے کے مطابق شم۔ دم۔ جپ۔ تپ اور وید پاٹھ (اُپنشدوں کا سوادھیائے) شروع کر دیا۔ جپ تپ کر کے سادھن سمپن ہوئے تو ست سنگ کی مجلسیں کر کے اپنے اندر اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو اُسے ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے۔ پھر انہوں نے اُسے پا لیا اور کبریائی میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے مجلسوں میں اُسے غور کر کے پایا۔

وہ بھی اب سُنیئے:-

اُنہوں نے یوں سوچا کہ کس کی منشا سے چلایا ہوا یہ من اُلٹا پلٹا ہے؟ اور کس کی مرضی سے یہ پران سانس لیتا اندر چلتا ہے؟ اور کس کے حکم سے یہ کلام بات چیت کرتا ہے؟ کون دیوتا ہے جو آنکھ کان کو اس میں جوڑتا ہے؟

سوچتے سوچتے انہیں یہ الہام ہُوا کہ وہ کان کا کان اور من کا بھی من ہے۔ اور کلام کا کلام۔ پران کا بھی پران اور آنکھ کی بھی آنکھ ہے۔ اس طرح جو اُسے جانتا ہے۔ قید جسمانی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہاں سے جاتا امرت ہو جاتا ہے۔

اے بھائیو! وہاں نہ تو آنکھ جا سکتی ہے۔ نہ کلام پہنچتا ہے۔ نہ من جا سکتا ہے۔ نہ ہم خود جانتے ہیں کہ کیونکر اسے سکھلا دیں۔ لیکن داناؤں سے ہم نے یوں سُنا ہے۔ جنہوں نے ہمیں سکھلایا ہے کہ وُہ نہ تو معلوم ہے۔ نہ مجہول۔ بلکہ معلوم اور مجہول سے برتر الگ ہے" کیونکہ جو الم یا بیگانہ ہے۔ یا معلوم ہوگا یا مجہول۔ پر وُہ تو اِن دونوں سے الگ عین علم ہے

یہاں شرتی کا مطلب یہ ہے کہ وُہ جو علم میں آجاتا ہے۔ وُہ تو معلوم ہوتا ہے اور وُہ جو علم میں نہیں آتا مجہول ہوتا ہے۔ مگر خود علم (گیان سروپ آتما) نہ تو علم میں آسکتا ہے اور نہ علم سے باہر رہ سکتا ہے۔ چونکہ وُہ خود علم (گیان) ہے اور یہ ممکن نہیں کہ آپ ہی علم۔ علم میں آجاوے یا علم سے باہر ہو اسلئے نہ تو وُہ معلوم ہے نہ مجہول۔ بلکہ عین علم معین آتما ہے۔ اسی میں اشیا روشن ہوتی معلوم دیتی ہیں۔ اسی میں نفی ہوئی بے معلوم ہوجاتی ہیں۔ وُہ جو معلوم اور نہ معلوم کا آئینہ ہے۔ وہی آتما ہے جو کلام سے نہیں کہا جا سکتا بلکہ جس سے کلام بولتا ہے۔ تم اُسے برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جن کی تم بندگی کرتے ہو۔

جو من سے نہیں سوچا جاتا بلکہ جس سے من سوچتا ہے۔ اُسے تم برہم جانو

- یہ برھم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو
  جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا بلکہ جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں اُسے تم برہم جانو۔
- یہ برھم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو
  جو کانوں سے نہیں سنائی دیتا بلکہ کان جس سے سنتے ہیں اُسے تم برھم جانو۔
- یہ برھم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔
  جو ناک سے نہیں سُونگھا جاتا بلکہ ناک جس سے سونگھتا ہے۔ اُسے تم برھم جانو۔
- یہ برھم نہیں جس کی تم بندگی کرتے ہو۔

وید کا منتر حکم کرتا ہے کہ وُہ جو اپنے آتما کی حقارت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "میں پاپی ہوں۔ گناہگار بندہ یا غلام ہوں" وہ مر کر مہان اندھ تم لوکوں کو یعنی گھٹ ٹنگ۔ اور یہ رکھش آدی یونیو کو پراپت ہوتا ہے۔ جہاں سے پھر نجات کی امید نہیں۔

سمرتیوں میں بھی آیا ہے کہ سب گناہوں کا کفارہ تو شاستر نے لکھا ہے۔ لیکن آتما کی حقارت کا کفارہ کہیں نہیں لکھا۔ اسلئے ہرگز آتما کی حقارت نہ کرو۔ معرفت (گیان) ہونے پر خود بخود یہ تصدیق جاری ہوسکتی ہے۔ جب معرفت بھی نہ ہو تو بطور شغل اور اُپاسنا کے یہی تصدیق کرو۔ اور یہ اعتقاد پختہ کرو کہ "میں برھم ہوں" سب میں سب کچھ ہوں اور میں سب میں اور سب مجھ میں ہیں"

اسی اُپاسنا کے سبب موت کے بعد دیویان سڑک ملیگی اور برہم لوک میں خود برھما جی اُسے اُپدیش کریں گے۔ اس وقت وُہ اُس اُپاسنا کی معرفت ہی پاوے گا۔ موت کے وقت اُس کے نزدیک یم دوت بھی نہیں آسکتے بلکہ بھاگ جاتے

ہیں۔ اگر اُس کو مکمل برہم گیان نہیں بھی ہو تب بھی اگر وہ "آہم برہم اسمی" "میں برہم ہوں" کہتا ہے۔ تب بھی اُسکو موت کا خوف نہیں رہتا۔ مثلاً فرض کرو کہ کسی گھر میں چور لگے ہوں۔ اور گھر والا سوتا ہوا برآٹ مارتا ہو کہ "چور چور" تو چور یہ نہیں تصدیق کرتا کہ یہ جاگتا ہے یا یوں ہی برآٹ مارتا ہے۔ بلکہ وہ کلام سنتا ہی بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح "میں برہم ہوں" وہ جو انجان ہو کر بھی یہ تصدیق کرتا ہے۔ اُس کے نزدیک یمدوت نہیں آتے اس لیے یہ مقرر ہوا کہ اس تصدیق پر نجات موقوف ہے اور یہی تصدیق کہ "میں برہم ہوں" فضل میں داخل کرتی ہے۔ اس لیے جگیاسا اوستھا میں خواہ گیان اوستھا میں "میں برہم ہوں" کا کہنا ہی درست ہے۔ میں جسم ہوں۔ میں بندہ ہوں۔ میں گناہگار ہوں۔ وغیرہ وغیرہ سمجھنا نرک میں جانے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ جن لوگوں کو دید (شرتی) کا گیان اُپنشدوں (ویدانت) دوارہ مل چکا ہے اُن کے لیے ہی افضل ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتما (سچدانند برہم) سمجھیں اور اسی کا ہی ابھیاس کریں۔ یہی مکتی یعنی کلیان کا سناتن اور سرلشیٹھ مارگ ہے۔

کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے

عرشی امرتسری

توریت میں جلوہ ہے تیرا　　قرآن سراپا ہے تیرا
لڑتے ہیں ناداں دیوانے
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

ہے شمع حرم کے نور میں تو　　تنویر چراغ طور میں تو
ہر سمت ہیں تیرے پروانے
کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے

گاتا ہے ترانہ وید ترا　　انجیل کے دل میں بھید ترا
دونوں ہیں تیرے افسانے
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

یہ حادث دنیا پر مائل　　اور وہ ہے قدامت کا قائل
یاں دیوانے ہیں فرزانے
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

سب تجھ میں ہیں تو سب میں ہے　　یا تجھ سے جدا ہے ہر اک شے
در اصل اس راز کو تو جانے
کوئی یہ مانے، کوئی وہ مانے

میں نے اک عارف سے پوچھا　　ہندو ہے یا مسلم سچا
ہنس کر وہ لگے یوں فرمانے
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

نانک کے لب پہ نام ترا　　احمد کے ہاتھ میں جام ترا
اک صہبا ہے دو پیمانے
کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

شنکا سمادھان

میں کون ہوں؟

شریمان پوجنیہ نندا جی۔ نمسکار۔ رسالہ اوم میں آپ پہلے بھی میرے پرشنوں کا اُتر دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں کون ہوں؟ اس پر بھی آپ نے نہایت خوبی سے جواب دیا تھا۔ مہرشی رمن کی چھوٹی سی پستک۔ میں کون ہوں؟ اردو میں مجھے مل گئی تھی۔ اس کو میں نے غور سے پڑھا۔ تاہم میں ویدانت کے اس دقیق مضمون کو پوری طرح اپنا نہیں سکا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ پھر اس مضمون پر اپنی قلم اٹھاویں اور نہایت سادہ الفاظ اور عام فہم اردو میں اس کو حل کریں۔ کہ "میں کون ہوں" تاکہ جو شخص ویدانت کو نہیں جانتا وہ بھی اس پیچیدہ مسئلے کو سمجھ کر لابھ اٹھا سکیں۔ دھنیہ واد

نندلال ورما مالویہ نگر نئی دلی

اُتر۔ مہرشی رمن بھارت کے ایک پرسدھ مہاتما ہو گزرے ہیں۔ وہ تیاگ اور تپ کے مجسمہ تھے۔ ایکانت میں بیٹھ کر انہوں نے اپنے آپ سے یہی پرشن اٹھایا۔ کہ "میں کون ہوں"؟ انہوں نے اسی پرشن سے آتم ساکھشا تکار کیا۔ پھر تو ان کے پاس جو بھی جگیاسو جاتا۔ اس کو یہی کہتے کہ بھائی! ایکانت میں بیٹھ کر سب دنیاوی خیالات کا تیاگ کر کے یہی وچار کرو۔ کہ "میں کون ہوں"؟

عام لوگوں کے دماغ میں تو یہ ایک معمولی سادھارن سا پرشن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟ سب کہتے ہیں ۵، ۶ فٹ کا جسم رکھنے والا ایک انسان ہوں۔ میرا نام فلاں ہے اور فلاں ماں باپ کا پتر ہوں فلاں جاتی کا ہوں۔ بی اے یا ایم اے پاس ہوں۔ سرکاری ملازم ہوں۔ یا کوئی کاروبار کرتا ہوں۔ فلاں شہر کا رہنے والا ہوں۔ شادی شدہ ہوں۔ اتنے میرے لڑکے یا لڑکیاں ہیں۔ اتنی میری عمر ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا واقعی یہ وہی ہے جو کہنے والا ہے۔ کہ میں جسم ہوں۔ میں فلاں جاتی کا اور فلاں کا لڑکا ہوں۔؟

اب اس پر ہی وچار کیجئے۔ آپ نے اپنا نام نندلال بتایا۔ ذات ورما لکھا۔ پہلے تو یہی سوچئے کہ آپ کا نام اگر آپ کے والدین نندلال نہ رکھتے کوئی اور نام رکھ دیتے تو کیا آپ اب کہتے کہ میرا نام نندلال ہے۔ گویا نام تو ایک فرضی چیز ہے۔ جو کہ دوہار چلانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اب مزید وچار کیجئے یہ جو بقول شریر ہے یہ آکاش، وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی کے مجموعہ سے بنا ہے اور ماتا پتا کے رج ویرج سے اُتپن ہوا ہے اسلئے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ جسم ہی میں ہوں اگر آپ ورما خاندان کی بجائے کسی شرما کے گھر پیدا ہوتے تو کیا آپ اپنے آپ کو ورما کہتے یا شرما؟ اسلئے در اصل آپ نام اور ذات دونوں ہی نہیں ہیں۔ گویا یہی

فرضی ہیں۔ بی۔اے یا ایم۔اے کی ڈگریاں بھی آپ کے اصل سروپ جو میں ہیں کہتا ہے کو ظاہر نہیں کرتیں۔ اسلئے کسی ڈگری سے بھی آپ پہچانے نہیں جا سکتے۔ اب مزید وچار کریں۔ جس میز یا کرسی پر بیٹھ کر آپ نے یہ چٹھی یا پرشن قلمبند کیا جس طرح اس کو آپ دیکھنے والے ہیں۔ یعنی درشٹا ہیں اسی طرح۔ اپنے پاؤں۔ ٹانگیں۔ ہاتھ۔ منہ وغیرہ کو بھی دیکھنے والے ہیں

ذرا مزید غور کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ کل دو ہی پدارتھ ہیں۔ ایک درشٹا ہے۔ اور دوسرا درشیہ۔ درشٹا دیکھنے والے کو کہتے ہیں اور درشیہ جو دیکھنے میں آوے۔ تیسری چیز کوئی بغیر ان کے ہے ہی نہیں۔ اب آپ غور سے دیکھیں کہ آپ ان دونوں میں کون ہیں **درشٹا یا درشیہ** اور یہ جگت کیا ہے؟ معمولی غور سے بھی سمجھ میں آسکتا ہے کہ درش دیکھنے میں آنے والی چیز کو جب کہتے ہیں۔ تو یہ تمام بیرونی جگت نام روپ وغیرہ یہ درش ہوا۔ ویسے ہی آپ کا استھول شریر پاؤں۔ زانو۔ پیٹ۔ چھاتی۔ گلا۔ سر جب آپ کے دیکھنے میں آگئے تو یہ بھی درشیہ ہو گئے۔ اسی طرح تمام شریر جو اعضاؤں کا مجموعہ ہے۔ درشیہ ہی ثابت ہوا۔ شریر کی طرح آپ اپنے پرانوں یعنی سانسوں کے آنے جانے کو معلوم کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کرتے تو ان کا چھوٹا بڑا۔ سرد۔ گرم۔ دائیں بائیں ہونا اندر باہر آنا جانا کون بتلاتا ہے؟ جب آپ نے ان کو دیکھ اور جان لیا۔ تو یہ بھی درشیہ قرار پا گئے۔ اور آپ ان کو دیکھنے والے درشٹا۔ اب ذرا اور غور کرو۔ کہ یہ انتھہ کرن جو چار قسم کا ہے۔ من۔ بدھ۔ چت۔ اہنکار۔ اوّل من جو خواہشات کا منبع ہے۔ دوئم بدھ جو تحقیق کرتی ہے۔ سوئم چت جو چنتن کرتا ہے۔ یعنی سوچ فکر خیال وغیرہ جس کا کام ہے۔ چہارم اہنکار۔ جو "میں" روپ ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ اب آپ بتلایئے۔ کہ آپ ان کو دیکھنے جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں دیکھتے تو کس نے جدا کر کے ان کے الگ الگ نام اور تعریف کو ظاہر کیا۔ جب آپ کا کوئی خیال کبھی گھر کو جاتا ہے۔ کبھی کلکتہ۔ کبھی بمبئی۔ کبھی رکھی کیش وغیرہ تو آپ کے سوائے انکو کون معلوم کرتا ہے۔ اور بتلاتا ہے۔ کیونکہ بتلاتا وہی ہے جو معلوم کرتا ہے۔ اگر آپ جانتے ہیں تو آپ درشٹا ہوئے اور یہ تمام خیال درشیہ ثابت ہوا۔ موٹی عقل والے کو بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقل۔ من یا اہنکار وغیرہ کوئی ان طاقتوں میں سے ہی آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے یا جاننے والی ہوتی ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہیئے۔ انجان پرش بھی اس بیرونی درشیہ اور شریر اور پران تک کو تو درشیہ سمجھ سکتے ہیں لیکن من بدھی آدکوں کو درشٹ سمجھنے میں چکر کھاتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ کرم اندرے تو تتوں کی راجس انش سے بنے ہوئے ہیں اور گیان اندرے ساتوک انش سے اور پران مشترکہ راجس انش سے۔ اور من بدھی آدک انتھہ کرن۔ تتوں کی مشترکہ ساتوکی انش سے بنائے گئے ہیں۔ گویا ان میں بمقابلہ اندرے اور پرانوں کے زیادہ لطافت اور طاقت بھری گئی ہے۔ اور آتما کے جلوہ ظہور ہونے کا بھی یہی مقام قرار پایا گیا ہے۔ اسی سے انجان آدمی دھوکہ میں آئے ہوئے اسی کو چیتن سمجھتے ہیں۔ یہ تمام درشیہ پانچوں

تتوّوں (آکاش، وایو، اگنی، جل اور پرتھوی) سے بنائی گئی ہے۔ جب یہ پانچوں تتو جو کارن روپ ہیں وہی دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ یعنی درشیہ ہیں تو ان کے کارج من بدھ وغیرہ کیسے درشیہ نہ ہوں گے۔ اور ان کو دیکھنے والے جو تم آپ ہو۔ سب کو جُدا جُدا دیکھتے اور سمجھتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اس لئے آپ ہی درشٹا چیتن ہو۔ اور یہ سب درشیہ جڑ ہے۔ اگر بدھی آدکوں کا دھرم جاننا ہوتا تو خواب گراں میں جب بدھی لے ہو جاتی ہے۔ اُس کے لے ہونے اور پھر ظاہر ہونے کو کون ثابت کرتا۔ یہ بدھی اور من وغیرہ کے تمام خیالات یکے بعد دیگرے بدلتے رہتے ہیں۔ ایک کی موجودگی میں دوسرا آ نہیں سکتا۔ تو ان سے الگ اگر کوئی چیتن نہ مانو گے۔ تو پہلے خیال دور ہونے اور دوسرے کے نہ آنے کو کون ثابت کریگا۔ کیونکہ جو دور ہو گیا۔ وہ تو اپنے دور ہونے کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اور جو ابھی آیا نہیں اُس کو ابھی کچھ خبر نہیں۔ جیسے ایک ڈاکٹر کے پاس کئی مریض یا جج کے روبرو عدالت میں کئی گواہ پیش ہوتے ہیں۔ اور باری باری سے ایک ایک پیش ہو کر کمرہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ساکھشی چیتن سب خیالوں کے اچھے برے پن اور آنے جانے کو جانتے ہیں۔ خیالوں ہی سے ایک دوسرے کو کسی کا علم یعنی گیان نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ سب جڑ۔ درشیہ ہیں۔ اور آپ ہی اُن کے دیکھنے والے درشٹا چیتن ہیں اور ست بھی آپ ہی ثابت ہوتے ہیں کہ تمام گیان۔ ماضی۔ مستقبل حال۔ ہونے نہ ہونے کا بغیر ست کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ درشش تو خیال وہ تبدیل ہونے والی کی وجہ سے ست ہے ہی نہیں۔ خواب کی درشش کی طرح جھوٹ ہی سچ ہو کر دکھائی دیتی ہے۔ دراصل ست آپ ہی ہو۔ اور آنند بھی آپ ہی کا سروپ ہے۔ کیونکہ آپ کی خواہش بغیر اور دیکھنے کے کوئی چیز آنند دان ثابت نہیں ہوتی اور آپ کا سروپ بغیر امداد کسی دوسری شئے کے آپ کو سب سے پیارا ہونے کی وجہ سے آنند سروپ ہے۔ کیونکہ پیار آنند سے ہی ہوتا ہے۔ دکھ سے نہیں ہوتا۔ خواب گراں میں بھی آپ کا سروپ محض آنند ثابت ہے۔ کیونکہ وہاں نہ تو عورت، فرزند وغیرہ خویش اقربا ہوتے ہیں۔ نہ مال و دولت نہ عہدہ۔ نہ عزت وغیرہ اور آنند سب چیزوں سے بڑھ کر وہاں حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ سب چیزوں کو چھوڑ کر اُس آنند کی خواہش کرتا ہے۔ —— تو معلوم ہوا۔ باقی سب دکھ روپ ہیں۔ کیونکہ اُن سب کے دور کرنے سے وہ سُشپتی کا آنند حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں ناش اور بدلنے والی اور محدود ہونے سے دکھ روپ اور است ہی ہیں۔ اور تمہارا سروپ لا محدود اور پرمانند سروپ ہے۔ چونکہ آپ کو ہی اندر باہر سب کا گیان ہوا ہے محدود کو اپنی حد سے باہر کا گیان ہو نہیں سکتا۔

جب تم کو سرب کا گیان ہے۔ اس لیے تم دیاپک ہو۔ اور یہ جھوٹ درشش جو صرف نمودی ہے تمہارے ست سروپ کے ٹکڑے نہیں کر سکتی۔ اسلئے تم ہی سرب آتما اُدتی ہو۔ جیسے خواب میں کئی پہاڑ۔ دریا۔ آدی چیزیں نمودی ہوتی ہیں۔ اُس سے دیکھنے والے پرش کے ٹکڑے نہیں ہو جاتے۔ ایک ہی رہتا ہے۔ اسی طرح تمہارا جو ست سروپ ہے۔ وہی سب کا سروپ ہے۔ اُس کے جُدا دکھانے کو تو نہ صرف یہ شریر آدک درشش بھی جو وچار سے جھوٹ ثابت ہوئی جیسے بلبلے لہریں ذات سے ایک پانی ہوتی ہیں اُن کے نام روپ الگ دکھائی دینے سے

پانی ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتا۔ پس ثابت ہوا کہ تمہارا سروپ ست چت آنند دیا پک ہے۔ اور یہ درشیہ صرف نمودی اور کہنے ماتر ہے۔ اس کا آتما سے علیحدہ کوئی اپنا وجود نہیں۔ اسلئے آتما کو ادوتی کہا ہے۔

پرمان گرنتھ صاحب۔ "سب گوبند ہے۔ سب گوبند ہے۔ گوبند بن نہیں کوئی"

"ایہہ وِس سنسار تم جو دیکھدے ایہہ ہر کا روپ ہے
ہر روپ ندری آیا" (انند صاحب)

وید بھگوان نے برہم کا سروپ۔ ست چت آنند دیا پک ہی ظاہر کیا ہے۔ چونکہ یہ تعریف آپ کے سروپ آتما میں ہی پائی گئی۔ اور کسی دنیاوی یعنی درشس میں پائی نہیں جاتی۔ اسلئے آپ ہی برہم ہو۔ "تت توم اسی"

پرشن تھا کہ میں کون ہوں؟ اس تمام بحث سے یہی ثابت ہوا کہ آپ ست چت آنند سروپ برہم ہیں باقی تمام درشیہ جو دیکھنے سننے میں آرہا ہے۔ یہ اَست۔ جڑ۔ پرچھن اور دکھ روپ ہے۔

جس نے اپنے سروپ کو اچھی طرح جان لیا۔ وہی جیون مکتی کا انند لے سکتا ہے۔

تمام وید شاستروں کا مختصر سدھانت جو آپ کے لیئے ضروری تھا بتلایا گیا۔ اب اس کو ایکانت میں سوچ وچار کر یقین کرنا تو آپ کا اختیار ہے۔ اگر یقین کر لیں گے تو آپ کو ثابت ہو جائے گا۔ کہ آپ کے برہم سروپ میں دکھ۔ فکر۔ خوف۔ مرنا۔ جینا۔ آنا۔ جانا وغیرہ کہاں ہو سکتا ہے۔ آپ سبھاؤک ہی شدھ مکت سروپ ہو کوئی آپ نے مکت ہونا نہیں ہے۔ آپ کو اپنے نہ جاننے کے باعث ہی اپنی بندھ نظر آتی ہے۔ جب ایسا بلا شک و شبہ مستقل طور پر عملاً یقین کر جاؤ گے۔ کہ ہمارا سروپ برہم سچدانند دیا پک سبھاؤک ہی ہے۔ تو پھر باقی اور کچھ جاننا نہ رہے گا۔

جنم مرن ہے دیہہ کو بھوک۔ پیاس ہوے پران
راگ دویش من کے دھرم آتم ساکھی جان

یہ دھری اور دھرم جو سبھی درشیہ ہے مِیت
تو درشٹا کوٹستھ ہیں ساکھی سرب اتیت

کلپت اور متھیا کہے وید درشس کو روپ
تو درشٹا ہی ست ہے اکرتے اور الوپ

درشس درشٹا کا بھید بھی اصلی نہیں سجان
سمجھاون کے کارنے بھاکھیو وید پران

برہماتم ادویت ہے نہیں دویت کا کام
کہاں درشیہ درشٹا کہاں۔ کہاں روپ اور نام

نوٹ:۔ سالنامہ شانتی انک جنوری اور فروری ۱۹۷۸ء دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری میں کوئی علیحدہ ماہوار پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ ناظرین اوم نوٹ فرماویں۔

منیجر اوم، دہلی

شری کرشن چندر جی مہاراج

از قلم شری بلجیت سنگھ جی گریوال ایم۔ اے۔ پی۔ ای۔ ایس

اے مفکّر!

تیری یہ موسیقی

روشنی تھی ظلم کی راتوں میں

کتنے بھٹکوں کو راہ دکھلایا

سحر جاوید تیری باتوں میں

درس تُو نے دیا محبّت کا

زندگی سے پرے بھی عالم ہے

جسم تک زندگی نہیں محدود

آخرت کے اُٹھا کے پردوں کو

کیا حقائق سے روشناس کیا

خوف و لالچ کے سایہ میں جینا

تجھ کو اِک نظر نہ گوارا تھا

تُو نے بخشی حیات کو وسعت

تیری ہر بات میں اشارہ تھا

ہر اک شے میں عیاں تُو ہے

(شری ایم۔ بی۔ فدا خلیق لاابالی)

ہر اک شے میں عیاں تُو ہے زمیں تُو ہے جہاں تُو ہے

محیطِ آسماں تُو ہے، مکیں تُو ہے۔ مکاں تُو ہے

تُو ہی ماہِ منوّر ہے، تُو ہی خورشید النور ہے

جہاں پر نور گستر ہے، فروغِ آسماں تُو ہے

جُدا تجھ سے نہ دنیا ہے، نہ خالی تجھ سے عقبےٰ ہے

کہاں تیرا نہ جلوہ ہے، جہاں تُو ہے، وہاں تُو ہے

تُو ہی ابرِ بہاراں ہے تُو ہی برقِ درخشاں ہے

تُو ہی پُر جوش باراں ہے، لبِ آبِ رواں تُو ہے

تُو ہی صورِ قیامت ہے تُو ہی روزِ عدالت ہے

تُو ہی پاداشِ رحمت ہے، خطائے عاصیاں تُو ہے

تُو ہی گلزارِ رضواں ہے، تُو ہی بزمِ پرستاں ہے

تُو ہی حسنِ حسیناں ہے، ہجومِ عاشقاں تُو ہے

تُو ہی مے نوش و میخانہ، تُو ہی ساقی و پیمانہ

تُو ہی بیہوش و دیوانہ! شرابِ ارغواں تُو ہے

دُرِ دریائے وحدت ہوں، چراغِ بزمِ الفت ہوں

میں خود ہی خلیقِ قدرت ہوں جہاں میں ہوں وہاں تُو ہے

ادویت واد اور اخلاق

(پوجیہ شری سوامی وویکانند جی کے وچار)

(مرسلہ شری نریندر ناتھ جی شرما نریندر)

دُنیا کے تمام مشہور مذاہب میں اخلاق اور آچرن پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ سب میں وِدھی واکیہ (ایسا کرو) اور نشیدھ واکیہ (ایسا نہ کرو) احکام کی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم عموماً وہ وجہ نہیں بتلائی گئی۔ کہ ایسا کوئی کیوں کرے کیوں نہ کرے۔ ہر دھرم کہتا ہے۔ دوسروں کا بھلا کرو۔ کسی کو آزار مت پہنچاؤ۔ خود غرض مت بنو۔ چوری مت کرو وغیرہ وغیرہ لیکن اگر سوال کیا جاوے کہ ایسا کیوں کرے تو عموماً جواب یہی ہوگا۔ ایسا خدا کا حکم ہے۔ اور ہمارے مذہب کے اوتار۔ پیغمبر۔ یا ہادی نے ایسا فرمایا ہے۔ یا ہماری فلاں مقدس کتاب میں ایسا حکم ہے۔ اب جو اُس مذہب کے پیرو ہیں وہ تو اعتقاد کی بنا پر اُن احکام کے پابند ہو سکیں گے۔ لیکن جنکا اُن پر اعتقاد نہیں۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ آپ کی مقدس کتاب میں کچھ بھی لکھا ہو یا آپ کے ہادی یا مہاپرش نے کچھ بھی کہا ہو۔ میں اُس کا پابند کیسے ہوں۔ مجھے تو وجہ بتلا دو جو عقل و دلیل کی کسوٹی پر کسی جا سکے دیکھئے Selections fran Swami VIVEKa Nanda صفحات ۱۰۶/۳۶۹

کچھ گہرائی سے وچار کیا جاوے کہ آدمی جو چوری۔ ڈکیتی۔ ایذا رسانی وغیرہ غلط کاریوں میں مبتلا ہے۔ وہ عموماً نہ چاہتا ہوا بھی مجبور سا ہوا عمل کرجاتا ہے۔ یہ ایک جٹل سمسیا ہے اور گیتا جی میں ادھیائے ۳-۳۶ میں یہی سوال ارجن نے بھگوان سے کیا۔ کہ آدمی زبردستی لگایا ہوا کس کے زیر اثر پاپ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کا جواب بھگوان نے ۳۷ تا ۴۳ شلوکوں میں مدلل دیا ہے۔ کہ رجوگُن سے کام (خواہشات) پیدا ہوتی ہیں اور یہی کرودھ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسی کے زیر اثر انسان غلط کام کرجاتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ وہ آتما ہے۔ ——— اور شریر۔ حواس۔ من اور بدھی سے شریشٹھ ہے۔ تو وہ اس کام روپی دشمن کو مار سکتا ہے یعنی جیت سکتا ہے ——— پرانی ماتر کے ستھول اور سُوکشم شریر اپرا پرکرتی کے وکار ہیں۔ سب میں ست۔ رج اور تم پرکرتی کے گن موجود ہیں۔ پھر کوئی آدمی پنیہ شیل کوئی پاپ شیل کیوں ہے کسی کو رجوگن پریرت کرتا ہے اور پاپ کرا دیتا ہے۔ کسی کو پریرت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ستوگن سے پریرت پنیہ کرم ہی کرتا ہے۔ کیونکہ گیتا ۱۴-۶-۷ کے انوسار ستوگن گیان اور نرملتا سے باندھتا ہے۔ اور رجوگن راگ روپ ہے جو کامنا اور آسکتی کا کارن ہے جس سے پھل سروپ گیتا ۱۴-۱۲ کے انوسار لوبھ خود غرضی کو لے کر دنیاوی کاموں سے باندھتا ہے یہاں مسئلہ آواگون ہماری الجھن کو سلجھاتا ہے۔ ہماری موجودہ زندگی کی بنیاد اور کارن ہمارے گذشتہ جنموں کے اعمال

ہیں۔ جن کے ہو گئے کے لئے ہمیں حال میں موزوں ستھول اور سوکشم شریر اننتہ کرن پراپت ہوئے ہیں یعنی ہمارے
من اور بدھی ہمارے پرانے کرموں کے بھلے بُرے سنسکار لئے ہوئے ہیں جو موافق موقعہ پر ماضی کی سپھرنا یا واسنائیں
اُبھرتی ہیں جن کے انوسار ہم آلہ کار بنے ہوئے بے بس سے ہوئے بھلا یا بُرا آچرن کر گذرتے ہیں۔ کوئی آدمی بھلا ہے تو اسمیں
غرور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سوبھاؤ سے بھلائی کرنے پر مجبور ہے۔ دُوسرا بُرا ہے تو سوبھاؤ
وش بُرائی کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اس کی سرشت (سوبھاؤ) NATURE میں یہ داخل ہے۔ جن لوگوں نے خود ضبطی کے
لئے کوئی سادھن نہیں کیا۔ ان عام آدمیوں سے اسی طرح بھلائی یا بُرائی ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر جو خوش قسمت
لوگ ساتوک سوبھاؤ لے کر پیدا ہوئے ہیں اور ماضی کی سپھرنا یا واسناؤں کو دمن کر سکتے ہیں یا مزاحمت کر سکتے ہیں انہیں
پاپ کا آچرن کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ ان کی جگہ ویسے سنسکار لے کر
پیدا ہوتے تو وہ خود نہ معلوم اُن سے زیادہ غلط روی کرتے۔ نورِ خدا نیک و بد میں یکساں ہے۔ اسلئے فراخدلی
سے ہمدردی کا سلوک غلط روی کرنے والوں سے کرنا واجب ہے۔ نفرت ہرگز نہیں کیونکہ نفرت جنون دل کے سوا کچھ نہیں
HATRED IS MADNESS OF HEART اور اپنے نیک آچرن کے اظہار کی مثال سے مثبت ترغیب سے اُن کو راہ راست
پر لانے کی کوشش لازم ہے۔ یہ خوش اخلاقی MORALITY ہے لیکن ایسا کیوں کیا جائے۔ آپ اس اُلجھن کا حل
ادویت واد کے سوائے کسی طرح نہیں پا سکتے۔ کہ انسان کو خوش اخلاق اور خوش سلوک کیوں ہونا چاہیئے۔ ادویت واد
بتلاتا ہے کہ سب کچھ برہم ہے۔ برہم کے سوا کچھ دوسرا نہیں۔ کثرت کی تہ میں وحدت موجود ہے۔ تو اس سے ثابت
ہے کہ نیک و بد میں برہم (پرماتما یا آتما) کا یکساں ظہور ہے۔ وہ سرو ویاپک سب جگہ ایک رس ہے۔ جو اختلاف دکھائی
دیتا ہے وہ نانتوان شریروں کو لے کر محض ظاہری ہے۔ آتما کی درشٹی سے एकमेवाद्वितीयम ہے۔ شری گیتا
۱۳-۱۶۔ وہ وبھاگ رہت ایک روپ سے تمام بھوت پرانیوں کو الگ الگ کے سمان دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں جُدا
جُدا نہیں ہے۔ گیتا ۱۳-۲۸۔ جو پُرش سب میں سم بھاو سے سھت ہوئے پرمیشور کو سمان روپ سے سب میں دیکھتا ہے۔
وہ اپنے دوارا آپ کو نشٹ نہیں کرتا۔ گیتا ۶-۲۹۔ سب بھوتوں کو اپنی آتما میں اور اپنی آتما میں سب بھوتوں کو سم بھاؤ سے
یوگی دیکھتا ہے۔ گیتا ۶-۳۲۔ جو یوگی اپنی طرح سم درشٹی بھوتوں میں دیکھتا ہے اور سکھ اور دُکھ کو سب میں سم ایک سا
دیکھتا ہے۔ وہ سریشٹھ یوگی ہے۔ غرضیکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ دوسرے کو چوٹ پہنچانا اپنے کو ہی چوٹ مارنا ہے۔ دوسرے
سے بھلا سلوک کرنا اپنے سے ہی خوش سلوک کرنا ہے۔ جب ہم خود ہی دوسرے کے شریر میں آتما کے روپ میں موجود ہیں
تو کیسے ہم کسی کو دھوکا دینگے! اُس کی چوری کریں گے۔ یا اُس کو بے عزت کریں گے۔ اپنے آپ کو کوئی بھی ایذا نہیں
پہنچا سکتا۔ یہاں ہر ذی ہوش کے لئے اخلاق کی ناقابل تردید وجہ موجود ہے۔ اور یہی خوش اخلاقی کی ضرورت کے لئے
دلیل ہے ہم نے دیکھا کہ ادویت درشٹی ہی اخلاق اور صحیح آچرن کا مضبوط آدھار ہے جو بدھی کی کسوٹی پر پورا اُترتا ہے۔

Selections from swami Vivekanada Pages 107 & 263 and Shrimad
Bhagwad GITA

उमा जे राम चरणरत, विगत काम मद क्रोध।
निज प्रभुमय देखहिं जगत, का सन करहिं विरोध॥
सो अनन्य जाके असि मति न टरै हनुमन्त।
मैं सेवक सचराचर रुप स्वामि भगवन्त॥
सिय राम मय सब जग जानि। करहुं प्रणाम जोरि जुग पानि॥
(رام چرت مانس)

دویت واد، وششٹ ادویت، دویت ادویت واد سب اپنی جگہ درست ہیں اور قابل احترام ہیں۔ سب راہ حقیقت کے مرحلے ہیں۔ جو آہستہ آہستہ سادھکوں کو آخری ادویت تھتی پر پہنچا دیں گے۔ سب کے انتہ کرن یکساں DEVELOPED نہیں ہوتے۔ اسلئے ادھیکار بھید سے مختلف شرینی کے انتہ کرن والوں کی اُنتی کے لیئے ضروری ہیں۔

ہزار راہیں ہیں بارگاہ کی جو چاہے جس راہ پہ گامزن ہو
ہے راہ آساں خیال اُن کا۔ زباں پہ ہر آن نام رہنا (نریندر)

ہم نے دیکھا کہ " ہر ایک شکل میں یکساں ہے جب ظہور اُن کا
ہر اک سے پیار و محبت سے گفتگو کیجیئے (نریندر)

پرماتما سبھی کو عقل سلیم عطا فرمادیں:

گناہگار بھی۔ ہم بھی اُس کے بندے ہیں
ازل سے بار ہمارا ہے جو اٹھائے ہوئے
تو انگرد کیوں ہمیں دیکھ کر ہو خندہ زن
متاع عشق ہیں سینے میں ہم چھپائے ہوئے
بُرا نہ کہہ انہیں زاہد۔ کہ آخر عاصی بھی
تیرے خدا کے ہیں جیسے بھی ہیں بنائے ہوئے
تیرے خدا کی قسم ہیں اُسی کے دیوانے
ہر ایک دل میں ہے جو اپنا گھر بسائے ہوئے
کہاں کے کعبہ و کاشی نریندر دیکھ آنکھوں سے
اُسی کے غم میں ہیں گنگ و جمن بہائے ہوئے

ادم تت ست

نوٹ:۔ مندرجہ بالا مضمون میں پوجیہ سوامی ودیکانند جی کے وچار پیش کر کے پاٹھکوں کے لیئے کمترین نے اپنی ناقص عقل کے مطابق اپنے الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے (نریندر)

داستان غم و فیض ساقی

(از قلم پنڈت رام لعل جی سالک۔ چنڈی گڑھ)

رخ اول۔

میں رستے کا اک بھولا بھٹکا تھا راہی — مجھے میری قسمت کہاں کھینچ لائی
تھا چاروں طرف اک بھیانک بیاباں — قضا گھور رہی تھی یہیں آئی کہ آئی
نہ تھا کوئی رہبر نہ کوئی نگہباں — کسی کی مجھے اس گھڑی یاد آئی
دعا میں اٹھے ہاتھ دل سے پکارا — اے مالک جہاں کے دہائی دہائی
سنا ہے تو رحمان و مشکل کشا ہے — سنی گر نہ میری تو ہو جگ ہنسائی
میری آہ نے دی وہ جنبش جہاں کو — فلک کانپ اٹھا زمیں تھرتھرائی
نہ دم توڑ۔ ہمت سے لے کام ناداں — اچانک کہیں سے یہ آواز آئی
میں جھنجھلا کے بولا۔ صدا دینے والے — مجھے کچھ نہ سوجھے تو کر رہنمائی
صدا پھر یہ آئی۔ ذرا غور سے سن — کوئی مست ہے محو نغمہ سرائی
بڑھو اُس کی جانب وہ ہے مرد کامل — اسی کے کرم سے ہو مشکل کشائی
میں بڑھنے لگا اُس طرف دھیرے دھیرے — لئے دل میں دھڑکن اور شوق رسائی
وہاں پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں — کہ ساقی نے ہے خوب محفل سجائی
ہر اک رند تھا ہاتھ میں جام تھامے — لئے ہاتھ میں ساقی جھومے صراحی
کھنکنے لگے جام بٹنے لگی مے — تھی جتنی طلب جس کے حصے میں آئی
حلق سے اترتے ہی طوفاں ہوئی وہ — عجب کیفیت اہل محفل پہ چھائی
کسی کا جھکا سجدۂ شکر میں سر — کسی نے تھی اپنے سے ہی لو لگائی
جسے تھا گماں اپنے ہونے کا باقی — گذر جسم خاکی سے، آواز آئی
کھڑے اک طرف جب یہ دیکھا تماشہ — میرے دل میں اک آرزو گدگدائی
قدم چوم لوں اور سجدے اتاروں — کروں اشک ریزی سے دل کی صفائی
تقاضا کروں پھر میں نظر کرم کا — نہیں کچھ میرے پاس اپنی کمائی
کہوں پھر کریم و غنی تو ہے ساقی — مجھے بھی حقیقت سے ہو آشنائی

رُخِ دوم:- ابھی ہو رہی تھیں یہی دل سے باتیں
کہ ساقی کی جانب سے آواز آئی
بہت دُور سے چل کے آئے ہو سالک
میری یاد تم کو کہاں کھینچ لائی
میرے پاس آؤ۔ ذرا پیار کر لیں
ہماری طبیعت ہے کچھ تم پہ آئی
آ تجھ کو بھی بندے سے مولا بنا دوں
بہت جوش پہ آج رحمت ہے آئی
میرے جسم میں ایک بجلی سی دوڑی
نظر مجھ سے ساقی نے جس دم ملائی
اُڑے ہوش دیوانگی کا تھا عالم
اور اک جوت ہی جوت دیتی دکھائی
اُس عالم میں مجھ کو ہے بس یاد اِتنا
میرے سازِ دل سے صدا یہ تھی آئی
اُسے ساقی تیرے پیار رحمت کے صدقے
مجھے مل گئی ہے خدا کی خدائی
ذرا ہوش آئی۔ تو ساقی یہ بولے
تو نُورن، تیری ذات ذاتِ الٰہی
تُو خود آپ اپنی عبادت گذارے
ہے سارا جہاں تیری جلوہ نمائی
تلاش و تجسس کی حاجت نہیں اب
تجھے مل گیا مقصدِ انتہائی
فقط خدمتِ خلق کرنے کی خاطر
تیرے حق میں آوازِ حق ہے یہ آئی
تو ہر اک کو پیغامِ ساقی دیئے جا
سمجھ کر یہ سالک کلامِ الٰہی

چند پیغامات

(ذاتی انوبھو کے آدھار پر)

(از قلم پنڈت رام لال جی سالک۔ خینڈیگڑھ)

پیغامِ اوّل

اپنے آپ کو پربھو پیار سے ضربِ دیکر سازِ دل میں چھپے ہوئے نغمۂ بیتاب کو پیدا کرو۔ اور مجموعۂ ضرب کو ہر ایک میں فیاضانہ طور پر تقسیم کرو۔ اِس بات کا یقین رہے کہ اس پُر محبت عمل سے جو کچھ بھی حاصل تقسیم اور باقی ہوگا۔ وہ سب کچھ ماسوا پربھو پیار کے اور کچھ نہ ہوگا۔ الغرض یہ حقیقی پیار صورتِ ہمہ گیری اختیار کر کے ہر ایک کو اپنے دامنِ آغوش میں لے لیگا۔ واضح ہو کہ یہ توفیق فقط بندگانِ عشق کو ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ اہلِ عقل کو نہیں ۔ ؎

ہمارے عشق کو سالک ہے وہ تابِ ہمہ گیری
ہر اک ذرّہ کو دُرِّ جاناں ہر اک بُت کو خدا سمجھے

یاد رہے کہ آپ کا اپنا آپا تو پربھو ہے۔ اس لئے پربھو پیار حقیقتاً اپنے آپ ہی سے پیار ہے اگر ہم ہر ایک کو اپنا سمجھ کر پیار کرتے ہیں تو ہم یقیناً پربھو پیار کے وراٹ سروپ سے پیار کرتے ہیں اور بے گمان پربھو کا وبھوتی مکت درشن کر کے مقصودِ حیات حاصل کرتے ہیں ۔ ؎

سالک تو ذاتِ حق ہے یہ دنیا تیرا ظہور
حاصل سکون و لطف ہو اس اعتبار سے

پیغام دوم

خودی کی ی (یعنی کجی) کو راستی کے الف (ا) میں بدلنا ہی خود سے خدا ہونا ہے۔ کجی کسی کی کو ظاہر کرتی ہے اور اس کا احساس دل میں بنائے رکھتی ہے۔ اس گرفت میں آیا ہوا انسان راہ حقیقت سے لغزش کھا کر دنیا کو بمعہ خود کے کچھ اور، اور خدا کو کچھ اور سمجھ کر بھٹکتا پھرتا ہے اور مایوس تمنائے دیدار رہتا ہے۔ اس کے برعکس خودی کی ی کو الف میں بدل پانے پر یعنی حقیقت پر صورتِ الف (ا) مستحکم کھڑا ہو جانے پر معرفتِ ذات سے لامحدود حقیقت کا کشف ہوتا ہے۔ ؎

زعمِ خودی نے اسکی نظر سے گرا دیا
ورنہ خدا نہیں ہے حقیقت نگر سے دور　(سالک)

پیغام سوم

یار سے عطیۂ غم ہمارے شاکر اور راضی برضا ہونے کی آزمائش کا ایک موقعۂ غنیمت ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندۂ عشق (یار کی محبت کا دم بھرنے والا) اس غیبی موقعہ سے ذرا بھی چوک جائے تو وہ یار کے دائمی لطف و کرم سے محروم رہ جاتا ہے۔ غم جاناں بندگانِ عشق کے لئے عین حیات ہوتا ہے۔ اور حالتِ سکون ان کے لئے موت ہوتی ہے۔ عاشقِ حقیقی یوں نغمہ سرا ہوتا ہے۔ ؎

تیرے وصل سے تیرا غم مجھے ، جان و دل سے بڑھ کے عزیز ہے
تیرے غم نے دی مجھے زندگی ، تیرے غم کی عمر دراز ہو　(سالک)

پیغام چہارم

جس طرح حروف تہجی کی ابتدا الف (ا) سے ہوتی ہے اور انتہا "ی" میں۔ اسی طرح عشق کی ابتدا خود سے الف (خود + ا = خدا) کو الگ متصور کرنے (یعنی خود بندہ اور الف خدا) سے ہوتی ہے۔ اس عشق کی انتہا خود سے لگی "ی" کو صورتِ الف دینے میں ہے۔ یعنی خود کا ایک الف (خدا) سے آغازِ بندگی کر کے جملہ حروف (اسما و اشکال) سے گزر کر (عبور پا کر) "ی" کو ذاتِ الف میں حذف کر دینا (یعنی ابتدا اور انتہا دونوں کو ملا کر لاانتہا ہونے یعنی خود ہی خدا ہونے میں ہے۔ واضح ہو کہ ایک الف ہی جملہ حروف میں مختلف انداز سے پورن روپ سے دیاپک ہے۔ ؎

خودی کے مٹانے میں اک عمر کھودی
غضب ہے کہ ساحل پہ کشتی ڈبو دی

پیغام پنجم

کلپنا کی زبر (ر) کو پیش (ر) میں بدل دینے سے کیا بنا۔ کلپنا (پری پورنتا) ظاہر ہُوا کہ ساری کلپنا کلپنا سے ذہنی دوری کی وجہ سے ہے۔ حقیقتاً اس کا کوئی وجود نہیں۔ کلپنا کی زبر (ر) اہنگ (خودی) کی دلیل ہے۔ اس زبر یعنی اہنگ کو پیش (ر) میں بدلنا ہی اپنے آپ کا یار کے آگے کُلّی طور پر سمرپن کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے کلپنا مٹ جاتی ہے اور کلپنا (کُل + پنا) ALLNESS از خود حاصل ہو جاتی ہے۔ ~

دیکھ لوں عین حقیقت میں اُسی دم سالک
جب خیالات کی دُنیا سے گزر جاتا ہوں

پیغام ششم

الف (ا) کی ابتدا صفر (شونیہ) سے ہے۔ اور بتدریج جملہ انک (ہندسے) صفر سے ہی ہیں۔ یعنی نیستی ہی ہستی ہے اور ہستی کچھ نہیں۔ یہ وراٹ جگت (جملہ کائنات) جس میں ہیں، تو، یہ، وہ سب شامل ہیں ایک صفر ہی تو ہے۔ یعنی یہ سادا آکار نراکار ہی کا ہے۔ ~

جو حقیقت ہے حقیقت میں پس منظر ہے
میں تو کم نظری سے محدود ہوا جاتا ہوں

پیغام ہفتم

Be at the centre and move gracefully on the circumference. Your radii, which connect the centre with the circumference (i.e. the inner self with the outer-self) will remain unchanged. Likewise if you remain firmly centered in the self you will ever remain what you really are wherever you go about in the world around you.

کیجئے سیر گلستاں بے خطر اے مُرغ دل
آنکھ تیری ہو نشیمن پہ سدا پرواز میں

نوٹ: منی آرڈر بھیجتے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر اور مکمل پتہ خوشخط لکھیں۔
اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ ضرور لکھیں کہ "میں اس سال سے نیا خریدار بنا ہوں"۔ (مینیجر)

ویراگ دوارہ شانتی کی پراپتی

از حکیم رملیدا اسس جی مُضطر

شانتی یا سکونِ قلب حاصل کرنا انسانی زندگی کا مقصد اوّلین ہے۔ جس شخص نے اس زندگی میں سکونِ قلب یا من کی شانتی حاصل کر لی۔ اُس نے گویا لوکک تھا پرلوکک ارتھات دینی اور دُنیاوی سُکھ پراپت کر لئے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ شاستر کی نظر میں خواہ بُرا ہے یا بھلا ہے۔ اپنے من کی شانتی یا خوشی کے لئے کرتا ہے۔ چونکہ اِن تمام کاموں کا تعلق باہر کی دنیا سے ہوتا ہے۔ اور باہر کی دُنیا میں تو سکون ایک لمحہ بھی نہیں ہے باہر کی دُنیا کو گردشِ فلک بھی کہا جاتا ہے۔ نامعلوم یہ گردش کب سے چل رہی ہے۔ اور کب تک چلتی رہیگی چونکہ باہر کی دُنیا تبدیلی پذیر ہے۔ اس لیئے کوئی بھی کام کرنے کے بعد جب انسان کو کامیابی ہوتی ہے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے اس کے من کو شانتی یا سکونِ قلب محسوس ہوتا ہے۔ مگر قانونِ قدرت کے مطابق وقت مقررّہ پر جب یہ حالت تبدیل ہو جاتی ہے تو پھر انسان اپنے اندر ایک خلا سا محسوس کرتا ہے۔ جسے اشانتی یا بے چینی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

سوال ہوگا۔ تو کیا اس سرشٹی میں شانتی یا سکونِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا؟ جبکہ ہر کام کی کامیابی کے کچھ ہی دیر بعد پھر وہی بے قراری دستک دینے لگتی ہے؟ نہیں یہ بات نہیں۔ جو چیز نہیں ہوتی۔ اُس کا نام بھی نہیں ہوتا سکونِ قلب اور من کی شانتی ہے اگر نہ ہوتے تو کتابوں میں شاستروں میں اس کا ذکر نہ ہوتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان اس کی تلاش میں یا اس کو حاصل کرنے کی تدابیر میں غلطی کرتا ہے اور اس غلطی کا خمیازہ بے چینی یا اشانتی کی صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ اب یہاں پھر سوال ہوگا کہ شانتی یا سکونِ قلب حاصل کرنے کا صحیح راستہ یا تلاش کیا ہے؟

شانتی حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اس کا جواب جاننے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ انسان کے لئے سچی شانتی حاصل کرنا یا پائیدار سکون حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ ست شاستر اور مہارشی فرماتے ہیں کہ شانت یا سکونِ قلب کا جیون سورگی جیون ہے اور اشانت یا بے چین زندگی نرک کی زندگی ہے اور اس کے ساتھ سنتوں کا یہ فرمان بھی ہے۔ کہ ؎

جا کو شانتی ات ہے تا کو شانتی اُت   جاں کو شانتی ات نہیں تا کو ات نہ اُت

مطلب یہ کہ جس شخص نے اس زندگی میں سکونِ قلب کی دولت کو حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اشانت اور بے چین زندگی بسر کی۔ اُس کی جیو آتما یا رُوح اس جسدِ خاکی (استھر یر) کو چھوڑنے کے بعد بے چین رہے گی اُسے شانت پد پراپت نہیں ہوگا۔ اس کا کارن شاستر کاروں نے یہ لکھا ہے کہ انت متی سو گتی۔ انسان جس حالت میں

جسم چھوڑتا ہے شریر کا تیاگ کرتا ہے۔ اُس کی جیو آتما کے لئے آئیندہ کے لئے ویسے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر تو مرتے وقت انسان کا من شانت ہے۔ اور اس نے نہایت شانتی اور سکون قلب کی حالت میں شریر چھوڑا ہے تو بقول شاستر اُس کی جیو آتما آگے بھی شانت رہے گی۔ مگر جس نے اشانتی یا بے چینی کے ماحول میں یا خیالات میں زندگی بسر کرتے ہوئے بیقراری کی حالت میں شریر چھوڑا ہے تو آگے اُس کی رُوح اشانت اور بے چین رہے گی۔ ان وچاروں کے آدھار پر ضروری ہوتا ہے کہ انسان ہر صورت شانتی یا سکون قلب حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ بلکہ حتی الامکان اسے حاصل کرنے کی مکمل تدابیر (ساوھن) اختیار کرے تاکہ لوک پرلوک میں بھلا ہو۔

اب رہا اس سوال کا جواب کہ شانتی حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب ست شاستروں اور مہاپرشوں نے جو دیا ہے اُس کا نام ہے "ویراگ" یا بے تعلقی۔

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اشانتی کا کارن راگ یا تعلق ہے۔ جس سے انسان کا تعلق ہے (راگ۔ ہے) اُس کی تبدیلی پر ہی اُن کو دُکھ اشانتی اور بے چینی ہوتی ہے لیکن جس چیز کے ساتھ لگاؤ نہیں۔ تعلق نہیں۔ راگ نہیں۔ اُس کی تبدیلی پر انسان کو کسی قسم کا دُکھ پریشانی اشانتی نہیں ہوتی۔

اب یہاں پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ویراگ اور بے تعلقی کس طرح پیدا کی جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کسی بھی پدارتھ کے ساتھ تعلق رکھنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ یہ چیز ناپائیدار ہے۔ چھن بھنگر ہے۔ تبدیلی پذیر ہے اور وقت پر ضرور تبدیل ہو جائے گی۔ پس مجھے اس کے ساتھ اس قدر تعلق رکھنا چاہیئے کہ اس کی تبدیلی پر من میں اشانتی پیدا نہ ہو۔ اگر میں اس کے ساتھ زیادہ گہرا تعلق رکھوں گا تو انجام کار میرا من دُکھی ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان جس قدر دِل کسی چیز کو دیتا ہے۔ اُس قدر درد خرید کرتا ہے۔ اور جس قدر بے تعلق ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اُسی قدر شانت اور پرسن رہتا ہے۔

اس ناپائیدار اور چھن بھنگر۔ اور فانی دنیا کے ساتھ دل نہ لگانے پر ایک کوی نے کہا ہے ؎

دل نہ لگانا۔ پیار نہ کرنا، پریت یہ سنسار بُرا ہے

مطلب صاف ہے کہ جھوٹی چیز کے ساتھ پیار نہ کرنا اگر کرو گے تو بُرائی نصیب میں آئے گی۔ آگے کہا ہے

مست منوہر نرمل آنکھیں، کملوں سے بھی کومل آنکھیں ؎
وش سے بڑھ کر ہے مد انکا، ان آنکھوں سے پیار بُرا ہے۔ دل نہ لگانا

یعنی وُہ آنکھیں کہ جن کو کمل کے پھول سے تشبیہ دی جاتی ہے بلکہ کمل کے پھول سے بھی نازک کہا جاتا ہے۔ ان منوہر (من کو ہرنے والی) اور نازک آنکھوں کا شکار نہ ہونا۔ کسی حسین کی سندر آنکھیں دیکھ کر اپنے من کو ان میں گرفتار نہ کرنا، کیونکہ ان نازک اور منوہر آنکھوں کا نشہ زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ان سے پیار نہ کرنا ورنہ پچھتانا پڑے گا آگے پھر کہا ہے ؎

رُوپ جوانی پریت کہانی ، ہر دستو ہے آنی جانی
کنچن کایا ، کیول مایا ۔ مایا کا وستار بُرا ہے ۔ دل نہ لگانا

یعنی خوبصورتی ۔ عالم جوانی یا جوانی مستانی اور دو پریمیوں کی آپس میں پریم کہانی ۔ سب آنے جانے کے چکّر میں ہیں آج خوبصورتی ہے ۔ کل چلی جائے گی ۔ آج جوانی ہے ۔ بڑھاپے کا شیر منہ پھاڑے کھانے کو آرہا ہے (اگر زندگی ہے تو) اور محبت کی باتیں ۔ خواب کی سی باتیں ہیں ۔ (کسی پر اعتبار نہ کرنا) اور پھر اگر جسم سونے کی طرح چمکنے والا ہے ۔ دھن دولت کی بھی کمی نہیں ۔ مگر یاد رکھ کہ دھن دولت کی زیادتی انسان کو بھگوان سے دُور لے جاتی ہے ۔ پس فانی دولت کا زیادہ پھیلاؤ بُرا ہے ۔ صرف گذر اوقات جتنے پدارتھ کی ضرورت رکھو ۔ اس سے زیادہ دولت آنے پر انسان روحانی طور پر نادار ہو جاتا ہے ۔ آگے کہا ہے ؎

اک دن تج جانی ہے دُنیا ۔ ندیا کا پانی ہے دُنیا
نارائن کا نام امر ہے ۔ بھگتی بن گھر بار بُرا ہے ۔ دل نہ لگانا

یعنی اے انسان یہ یقین رکھ اور اس بات کو کبھی بھی فراموش نہ کر ۔ کہ ایک نہ ایک دن اس دار فانی سے کوچ کرنا ہوگا اور ضرور کرنا ہوگا ۔ بھگوان کے اس اٹل نیم کو کوئی ٹال نہیں سکتا ۔ یہ دُنیا ایک رواں دریا کی طرح ہے ۔ یعنی ہر انسان کی زندگی ۔ بلکہ ہر جاندار کی زندگی کا دریا ۔ موت کے ساگر (سمندر) کی طرف بھاگتا جارہا ہے ۔ اور ایک دن اس میں فنا ہو جائے گا ۔ اس کی جُداگانہ ہستی نہ رہے گی ۔ پس اس فانی دُنیا کا خیال رکھتے ہوئے یہ بھی یقین رکھ کہ صرف ایک بھگوان (نارائن) کا نام امر ہے ۔ پہلے تھا ۔ اب ہے ۔ آگے ہوگا ۔ اس امر نام کے ساتھ تعلق پیدا کر ۔ اگر اس امر نام کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کیا تو اس کے بغیر جو کچھ بھی پدارتھ از قسم گھربار وغیرہ جن کا تُو اپنے آپ کو مالک خیال کرتا ہے (اگر وہم ہے) بغیر پربھو بھگتی کے بُرا ہے ۔ لہٰذا ۔ فانی تعلقات توڑ (دل سے) اور نام کے ساتھ جوڑ ۔

یہ ہے ایک گیت ۔ جس میں تھوڑا بہت دُنیا کی بے ثباتی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے ۔ اور جب کوئی انسان دُنیاوی تعلقات بڑھا لیتا ہے ۔ تو وہ ان کو ست سمجھ کر ہی الپ کرتا ہے ۔ اُس کا یقین ہوتا ہے (جو کہ غلط ہوتا ہے) کہ یہ لوازمات یہ تعلقات ہمیشہ رہیں گے ۔ میرے دوست ۔ یار ۔ غم خوار ۔ ہمدرد ۔ ہر وقت میری امداد کریں گے ۔ اور مجھے ناخوشگوار حالات میں سہارا مل جائے گا ۔ اور جب وہ اپنی خوشحال زندگی کو دیکھتا ہے ۔ تو کہتا ہے ۔ کہ آج میرا ستارۂ اقبال عروج پر ہے ۔ اور یہ اسی طرح چمکتا رہے گا ۔ دُوسرے الفاظ میں ۔ ایک دنیا کا سہارا اور دوسرے اپنے اقبال کا ستارہ ۔ اس کو دام دنیا میں بُری طرح گرفتار کر لیتا ہے ۔ اور وہ کبھی یہ سوچتا بھی نہیں ۔ کہ کسی بھی وقت یہ سارے حالات ایکدم بدل جائیں گے ۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ۔ ؎

سہارے مت بنائے دل سہارے ٹُوٹ جاتے ہیں ۔ بھروسہ رکھ نہ قسمت پر ستارے ٹُوٹ جاتے ہیں
لبِ دریا کھڑا ہو کر نہ ہو مغرور اے ناداں ۔ جُونہی موجوں میں جوش آیا کنارے ٹُوٹ جاتے ہیں

ان حقائق کی روشنی میں کیا کوئی سمجھدار انسان اپنے آپ کو تعلقات کی زنجیر میں باندھا جانا پسند کرے گا؟ یقیناً نہیں۔ ہر دور اندیش اپنی زندگی کی وقعت کو جانتا ہے۔ اس تعمیر اور تخریب پر نظر رکھتا ہے۔ اور یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ یہ انسانی زندگی کی عمارت جس کی تعمیر میں کئی برس لگتے ہیں۔ مثلاً کسی کی تعمیر تو چند منٹوں کی ہوتی ہے۔ کسی کی چند گھنٹوں کی، کسی کی چند دنوں کی کسی کی چند ہفتوں کی، کسی کی چند سالوں کی اور کسی کی سو سال سے بھی زیادہ۔ لیکن سوچنا یہ ہے۔ کہ زندگی کی تعمیر پر خواہ چند دنوں کی ہو۔ یا سو سال کی۔ لیکن ہچکی صرف ایک ہچکی کے دھکے سے یہ سو سالہ تعمیر گر کر مٹی کا ڈھیر بن جاتی ہے۔ اب کسی کی مرضی آئے تو اس مٹی کے ڈھیر کو کہیں ٹھکانے لگادے۔ جلادے۔ دفنادے۔ یا بہادے۔ یہ ہے انجام زندگی کہ جو وقت کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اب دنیا کی بے ثباتی پر یہ خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

کیا کہوں کہ کچھ کہا جاتا نہیں
لکھنا چاہتا ہوں لکھا جاتا نہیں

کیا ہے دُنیا اک خیال و خواب ہے
زندگی کیا ہے؟ حُباب آب ہے

مال و زر گاہے یہاں گاہے وہاں
اک جگہ رہتا نہیں یہ بے گماں

چشم دل سے دیکھ دُنیا کو عزیز
کل تھا کیا؟ اور آج کیا ہے؟ کر تمیز

کل جہاں دیکھے تھے بحرِ بے کراں
آج واں آئے نظر کوہ گراں

کل جہاں دیکھا گل و گلزار تھا
آج واں دیکھا شجر پُر خار تھا

کل تھا جس سر پر رکھا تاج و کلاہ
آج اُس سر کا نہیں ملتا پتہ

کل جسے کہتے تھے سب شاہِ زمن
آج اُس کی لاش دیکھی بے کفن

کل جسے دیکھا محلوں میں مکیں
آج اُس کو کر دیا زیرِ زمیں

کل جسے دُنیا کہے سرتاج ہے
آج دانہ دانہ کا محتاج ہے

کل جو تھا تختِ زری پر حکمراں
آج دیکھا قید میں ہے نیم جاں

کل جہاں تھے عیش و عشرت بے پناہ
آج سُنتے ہیں وہاں آہ و بکا

کل جسے کہتے تھے سب دل شاد ہے
آج لب پر آہ ہے فریاد ہے

کل جو کرتا سیر تھا افلاک میں
آج دیکھا مل گیا وہ خاک میں

کل جسے کہتے تھے شاہ نام ور
آج ٹکڑے مانگتا ہے گھر بہ گھر

کل جسے کہتی تھی دنیا مہ جبیں
آج اُس کو دیکھتا کوئی نہیں

کل جسے ملتی تھی آنکھوں میں جگہ
آج ہیں خود اُس کی آنکھیں خاک با

غرض یہ کہ کارِ دُنیا ہے بے بقا
بے بقا ہے بے بقا ہے بے بقا

درس عبرت ہے یہ دُنیا بے گماں
قول مضطر یاد رکھ اے مہرباں

مذکورہ اشعار میں وہ صداقت ہے کہ جس کو یقیناً تسلیم کرنا ہوگا۔ کون سی حالت ہے جو ہمیشہ برقرار رہے؟ کسی دانشمند کا قول ہے کہ " دنیا کی کسی حالت کو قیام نہیں۔ وہ کونسی خوشی کی صبح ہے کہ جس کو غم کی شام نہیں؟" دیگر ؎

چہچہا کر بلبل یہ کہتی تھی میں گل پر ہوں فدا

خزاں بولی اڑا دوں گی کہاں پھر گھر بناؤ گی ؟

درحقیقت دنیا ہے کیا؟ اور نادان انسانوں نے اس کو سمجھ کیا رکھا ہے؟ وچاروان یا دانش مند تو اس دنیا کو ایک مسافر خانہ اور اپنے آپ کو ایک مسافر یا مہمان سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس نے اپنے آپ کو مسافر اور دنیا کو مسافر خانہ سمجھ رکھا ہے۔ یقین کر رکھا ہے۔ وہ یہاں دلبستگی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دلبستگی کا انجام سوائے درد کے اور کچھ نہیں ؎

دل دیا درد لیا دل دیا درماں لیا

یعنی دنیا کو دل دینے کا نتیجہ اشانتی ہے اور دل کی بے قراری ہے۔ (اور مالک کو دل دینے کا نتیجہ شانتی اور سکون قلب ہے) کوئی بھی شخص اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہہ سکے گا کہ دنیا کی دلبستگی کے ساتھ مجھے دکھ درد کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ یہ قانون قدرت ہے کہ فانی چیز کے ساتھ اس کی جدائی پر دل کو ضرور چوٹ لگتی ہے۔ اور یہ چوٹ اسی قدر ہلکی یا زیادہ ہوتی ہے کہ جس قدر دلبستگی ہوتی ہے۔ لیکن جس کے ساتھ دلبستگی ہے ہی نہیں۔ اس کی جدائی یا تبدیلی پر انسان کو کچھ بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ تکلیف یا دکھ درد کی جڑ دلبستگی ہے۔ دلبستگی چھوڑ دینے پر کوئی دکھ نہیں کوئی درد نہیں۔ بقول ؎

کچھ رنج نہیں کچھ درد نہیں، تکلیف نہیں آفات نہیں

جب دل میں ٹھان لیا ہم نے، دنیا کی کچھ اوقات نہیں

جب کوئی انسان مذکورہ خیالات کے زیر نظر دنیا کی بے ثباتی کا یقین رکھتا ہے۔ تو یقیناً اس کا دل دنیا میں سے بے تعلق ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یعنی اسے دنیا سے ویراگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب انسان کا دل ویراگی بن جاتا ہے۔ بے تعلق ہو جاتا ہے۔ تو قدرتی طور پر اسے اپنے اندر ایک روحانی سکون (شانتی) محسوس ہوتا ہے۔ (اوم تتم)

چیتاونی

- بھولے من۔ یہ سونے کا وقت تو نہیں۔ کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے پیچھے روگ۔ بڑھاپا اور موت منہ پھاڑے بھاگتے آ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں تو غفلت کی لمبی ٹانگیں پسار کر کیسے سو سکے گا؟
- بھولے من۔ کیا سنسار میں کوئی ایسا جنتر منتر یا تنتر یا ایسی دوائی ہے کہ جس سے موت کو روکا جا سکے؟ اگر نہیں تو پھر سنبھل جا۔

- بھولے من۔ تیرا یہ سندر شریر ایک پھول کی طرح ہے۔ کہ جس سے زمانہ کی مکھی رس چوس کر اس کو ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دے گی۔
- بھولے من۔ وقت کو روک سکتے ہو؟ نہیں۔ وقت کا جادو ہر حالت کو بدل رہا ہے۔ پھر تم بدلنا کیوں نہیں چاہتے۔ نادان کہیں کا
- بھولے من۔ سوچ تو۔ دادا جی چلے گئے۔ پتا جی بھی۔ اور ہاں ماتا جی بھی۔ اس کے ساتھ احباب سگے سمبندھی بھی۔ اور اب جو شریر موجود ہیں۔ وہ بھی باری باری جانے کی کر رہے تیاری۔ کس قدر نادان ہے تو۔ کہ یہ چلا چلی دیکھ کر اپنے آپ کو دائم قائم تصور کر رہا ہے۔ (کتنے نیں تلیندڑے ماپیو جنہاں تدھ جنیو تیں باستوں اوہ لد گئے تو اجے نہ پتینیو" گوربانی)
- بھولے من۔ سن۔ دنیا کیا ہے؟ ایک کنواں۔ زندگی؟ پانی۔ وقت؟ کنوئیں کی چرخی۔ چاند اور سورج؟ دو بیل۔ یہ سب مل کر زندگی کا پانی نکال نکال کر کنوئیں کو خالی کر رہے ہیں۔ کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا۔ نادان کہیں کا۔
- بھولے من۔ جو شبھ کام کرنا ہے ابھی کر لے۔ کیا پتہ۔ کہ زمانہ مستقبل میں حالات کیسے ہوں گے۔ تمہیں یہ نیک کام کرنے کی توفیق اور فرصت نصیب ہو یا نہ۔
- بھولے من۔ اوپر دیکھ۔ موت کا بادل سر پر چھا رہا ہے۔ پس جلدی سے جلدی اور زیادہ سے زیادہ نیکی کر لے۔
- بھولے من۔ اس جسم عناصری پر فخر کرتا ہے۔ نادانی ہے۔ سوچ یہ تو تیری پاک روح کے لئے ایک قید خانہ ہے۔ کیا کوئی قیدی قید خانہ سے محبت رکھتا ہے؟ گوشہ نشین ہو کر اس حقیقت پر غور کر۔
- بھولے من۔ دوستوں احبابوں کا فخر کرتا ہے۔ جہالت۔ ایک مصیبت (مالک نہ کرے) اپنے اوپر آنے دے۔ سب کا امتحان ہو جائے گا۔ تو دیکھے گا کہ سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ حتےٰ کہ بیوی اور بیٹے بھی۔ ہاں نیک اعمال تیرے ساتھ ضرور رہیں گے سوچ لے۔ (گھر کی نار بہت ہت جا سیئوں سدا رہی سنگ لاگی۔ جب ہی ہنس تجی ایہہ کایا پریت پریت کر بھاگی۔ گوربانی)
- بھولے من۔ رشتہ داروں اور دوستوں پر ناز؟ یہ تو شمشان تک تیری لاش کے ساتھ ہوں گے۔ آگے کون ساتھی ہوگا؟ غور کر
- بھولے من۔ آ گیا نہ بڑھاپا۔ بھاگ گئی جوانی۔ جس پر ناز کرتا تھا۔ اب وہ قوت کہاں کھو دی۔ جوانی کہاں کافور ہو گئی؟ خوبصورتی کہاں اڑ گئی؟ آنکھوں کی روشنی کس نے کھینچ لی؟ بالوں کا کالا رنگ کس نے چاٹ لیا۔ ارے نادان یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ابھی تو حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ تیری اس کرتوت پر تعجب ہی تو آتا ہے۔
- بھولے من یاد رکھ۔ افعال قید کراتے ہیں اور افعال ہی آزادی دلاتے ہیں۔ برے کرم کا رنگ برا۔ بھلے کرم کا رنگ بھلا۔ برے کرموں کا پھل یہ پایا کہ بندھن میں آ گئے۔ اب اچھے کرم کر۔ اور آزاد ہو جا۔
- بھولے من۔ اندریوں کے رس (خواہشات نفسانی) کا غلام ہو رہا ہے۔ کیا نہیں جانتا۔ کہ سنتوں نے اس کو نرک کا دوار کہا ہے۔ کیا اسی دوار کے اندر جانے کا ارادہ ہے۔

> نہہ بارک (بچپن)، نہہ جوبنے (جوانی)، نہہ بردھی (بڑھاپا) کچھ بندھ (بندش) (گوربانی)
> اوہ بیرا (وقت) نہہ بوجھیئے جاں آئے پڑے جم پھندھ

زندگی

(رشری ہرنام داس آنند ایم اے بی ٹی)

زندگی اک جادۂ ایمان ہے میرے لیئے
قابلِ سجدہ یہی انسان ہے میرے لیئے

دیکھتا ہوں قطرہ میں دریائے رحمت موجزن
پتی پتی پھول کی بستان ہے میرے لیئے

نظر مجھ کو آتا ہے حسن مجسّم ہر طرف
ذرّہ ذرّہ قدرت سبحان ہے میرے لیئے

باد کا جھونکا ہے مجھ کو زمزمہ توحید کا
خندۂ گل لوز کا طوفان ہے میرے لیئے

ذرّہ ذرہ دہر سے پاتا ہوں اسباقِ حیات
ہر نظارہ جلوۂ یزدان ہے میرے لیئے

ہر کسی سے رشتۂ وحدت میرا ہے منسلک
ساری دنیا قالب یکجان ہے میرے لیئے

خدمتِ اہلِ وطن کو وقف ہے میری حیات
دردِ قلبت عشق کا سامان ہے میرے لیئے

خلق کی خوشبو سے مہکاؤں زمین زندگی
زندگی میں بس یہی ارمان ہے میرے لیئے

بیخودی میں دیکھتا آنند ہوں رازِ نجات
خودشروی کا لطف اطمینان ہے میرے لیئے

شانتی یا آنند

بدھی کو بھلے برے کی پہچان ہے۔ برائی تیاگ کرنے اور اچھائی گرہن کرنے کا بھی بل رکھتی ہے۔ نِھر (ہمیشہ رہنے والی) کیا دستو ہے اور استھر (ناش ہونے والی) کیا دستو ہے اس بات کی سوجھ بھی رکھتی ہے۔ من واشناؤں کا منبع ہے۔ اگر بدھی کے ذریعہ من بس میں کر لیا جائے۔ اور من کو پربھو بھگتی میں لین رہنے کی عادت ڈالی جائے تو پھر اندر سے ہی سچا ویراگ پیدا ہو جائیگا بدھ بلوان ہو کر سادھ بنا دیگی۔ کبیر جی نے فرمایا ہے کہ کبیر بدھ ہر لئی میری بدھ بدلی سدھ بائی

اس طرح کے ابھیاس سے پربھو جو آپ ہی اندر براجمان ہے ظہر کر دیتا ہے۔ پھر سرو ویاپی نظر آنے لگتا ہے۔ پربھو کی کرپا سے گورو نام کا دانا مل جاتا ہے۔ گورو کی کرپا سے نام اور ست سنگ پراپت ہوتے ہیں۔ ایک رس آنے لگتا ہے من نرمل ہو جاتا ہے اور من نرمل ہونے سے شانتی اور انند آنے لگتا ہے۔ یہ ابھیاس کرتے کرتے نامی اپنے میں ابھید کر لیتا ہے۔ ہر جگہ اندر باہر سب میں نامی کا ہی احساس ہوتا ہے۔ ڈر سے رہت ہو کر، کسی سے دویت نہ رکھ کر ایسی اوستھا کو پراپت کر لیتا ہے۔ بن ترن پربت مے پاربرہم۔ جیسی آگیا تیسا کرم۔ پربھو کی آگیا اور حکم میں ہی رہنے لگتا ہے۔ جو سکھ اور شانتی کا بھنڈار ہے۔

رموزِ تصوف

فرمان حضرت خواجہ حسن بصری

منتخبہ و تشریح

(از قلم حکیم رمیل داس جی مضطر دواخانہ کلید صحت بادشاہ پور)

کسی شخص نے آکر آنحضرت سے عرض کی کہ فلاں آدمی دم توڑ رہا ہے۔ فرمایا۔ وہ تو ستر سال سے دم توڑ رہا ہے۔ اب تو گیا! اُسے اِس سے نجات حاصل ہو گی۔

تشریح۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ گھڑی۔ پل۔ دن۔ ہفتہ۔ مہینہ۔ سال سب سانس کی آمد و رفت کے ساتھ ختم ہوتے رہتے ہیں ماں باپ خوش ہوتے ہیں۔ کہ بچہ بڑا ہو رہا ہے۔ مگر نہیں جانتے کہ یہ سانس کی آمد و رفت تو بام زندگی تک پہنچانے کا زینہ ہے ایک ایک سانس کے ساتھ انسان کی عمر گھٹ رہی ہے۔ اور انسان ایک ایک سانس کے ساتھ موت کے نزدیک ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ تو ستر سال سے دم توڑ رہا ہے۔ کسی نے کہا ہے ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی　　گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

یعنی گھڑیال کی ایک ایک آمد کے ساتھ انسان کی عمر گھٹ رہی ہے۔ اور وہ موت کے آغوش میں جا رہا ہے ؎

سانس نقارہ موت کا باجت ہے دن رات

سانس کی آمد رفت کیا ہے ؟ نقارۂ موت جو دن رات بجتا رہتا ہے۔

(۲)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے وصیت چاہی۔ فرمایا۔ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کس سے ڈرتا ہے ؟ اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو پھر کس سے اُمید رکھتا ہے ؟

تشریح۔ جو شخص اُس مالکِ کُل کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ اُسے پھر کسی بھی قسم کا خوف ہی نہیں رہتا اور اُس کا ہر ایک کام دستِ قدرت سے ہی پورا ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ بھگوان کرشن فرماتے ہیں :-

"جو شخص صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہے۔ اُس کا یوگ نرباہ میں خود ہی کرتا ہوں" بقول ؎

گرہ گانٹھ نہیں راکھتے پنچھی اور درویش　　جنہاں نوں تقوٰی رب دا اُنہاں رزق ہمیش

یعنی جو شخص اُس پرم پتا پر تقوٰی (وشواس۔ یقین) رکھتے ہیں۔ اُن کو ہمیشہ ہر حال میں رزق پہنچ ہی جاتا ہے۔ مثال کے لئے پرندوں اور فقیروں کو دیکھو کہ وہ نہ تو اپنا گھر بناتے ہیں۔ اور نہ کچھ گانٹھ میں رکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی وقت مقررہ

پر اُن کا پیٹ بھر ہی جاتا ہے۔ ضرورت ہے تقوی (یقین) کی

کسی دھرماتما ماتا کا دستور تھا کہ جب وہ اپنے کمسن بیٹے کو روٹی دینے لگتی تو اُسے کہتی کہ بچّہ آنکھیں بند کر لے اور کہہ کہ ایشور روٹی دے۔ مالک روٹی دے۔ بچہ بھی آگیا کاری تھا آنکھیں بند کر لیتا۔ اور نہایت پریم سے پرارتھنا کرتا اے مالک روٹی دے۔ اے داتا روٹی دے ——— ماتا چپکے سے روٹی آگے رکھ دیتی۔ اور کہتی بیٹا آنکھیں کھولو۔ تیرے ایشور نے روٹی بھیجدی ہے ——— اس طرح کئی سال گذر گئے ——— ماتا ہر روز آنکھیں بند کرا کر روٹی دیتی ——— ایک دن وہ بچہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے گیا۔ راستہ بھول گئے۔ اور دُور جنگل میں نکل گئے ——— دوستوں نے کہا بھائی آج تو ہم بھوکے مریں گے۔ یہاں جنگل میں ہمیں کون روٹی دیگا۔ یہاں ہماری ماتا تو نہیں بیٹھی جو روٹی پکا دے گی۔

وہ بچہ بولا۔ تم اُداس کیوں ہوتے ہو۔ روٹی تو ہمیں ضرور ملے گی۔ تمہیں ماتا روٹی دیتی ہے۔ مگر مجھے تو ایشور ہی روٹی بھیج دیتا ہے۔

یہ بات سن کر سب لڑکے حیران ہو گئے۔ کہنے لگے۔ اچھا تو اب اپنے ایشور سے روٹی لو اور ہمیں بھی کھلاؤ۔ ورنہ بھوکے مر جائیں گے۔

یہ سنتے ہی وہ بچہ آسن لگا کر بیٹھ گیا۔ اپنے دوستوں کو کہا کہ آنکھیں بند کر لو۔ اور سچے دل سے ایشور سے روٹی مانگو۔ سب بچوں نے ایسا ہی کیا۔ وشواس (تقوی) نے اپنا کام کیا ——— تھوڑی دیر بعد جب لڑکوں نے آنکھیں کھولیں۔ تو روٹی موجود تھی۔ سب نے مل کر روٹی کھائی۔ اور اس وقت سے پرماتما کے بھگت بن گئے ——— یہ ہے یقین کی طاقت جو منش پرماتما پر وشواش رکھتا ہے۔ اس کا بیڑا پار ہو ہی جاتا ہے۔ مگر ایسے مہاتما پرش ملتے ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک۔ باقی تو سب مایا جال ہی میں پھنسے ہوئے ہیں اور اہنکار میں آکر کہتے ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں ہم کرتے ہیں۔ ہم اپنی تدبیر سے ہی روٹی کھا رہے ہیں۔ لیکن ایسے پرشوں کے ہردے میں یہ بات تو آتی ہی نہیں کہ ؎

چاکی چاکی سب کہیں مانی کہہ نہ کوئے   مانی سے جو لگ گیا بال نہ بانکا ہوئے

یعنی تمام منش چکی چکی کا سمرن کرتے ہیں۔ کہ ہم چکی کا آٹا کھاتے ہیں۔ مانی (چکی کے بیچ کی کیل) کا تو کوئی نام ہی نہیں لیتا لیکن اگیانی منش یہ نہیں سمجھتے۔ کہ جو دانہ مانی سے لگ جاتا ہے۔ چکی اُس کا آٹا بنا ہی نہیں سکتی۔ درحقیقت یہ مثال جگت پر صداق آتی ہے۔ یہ جگت ایک چکی ہے۔ جس کے بیچ پرماتما بطور مانی (آہنی کیل) کے ہے۔ جو اپنے آشرے تمام جگت کو گھما رہا ہے۔ اب جو پُرش اس جگت جنجال میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ تو دانے کی طرح پس جاتا ہے۔ مگر جو سدا چاری وویکی منش مانی (پرم پتا) کا آشرا لے لیتا ہے۔ سنسار روپی چکی اُس کا بال بھی بینکا نہیں کر سکتی۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی کمائی کا غرور نہ کرے۔ بلکہ سچا رازق اس پرماتما ہی کو جانے۔ اُس کے آشرے رہنے پر کسی قسم کی تکلیف خوف یا ڈر رہتا ہی نہیں۔ گوری سوامی جی فرماتے ہیں:۔ ؎

اپنا بھلا جو چاہو ہری کو بھر دسو گہو   ہری کے بھروسے ہار کب ہون نہ آئی ہے

آہا کیسا سُندر شبد ہے ۔

ہری کے بھروسے ہار کبھوں نہ آئی ہے

پس آنحضرت فرماتے ہیں ۔ کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو کس سے ڈرتا ہے ۔ اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو اُمید کس پر رکھتا ہے ۔ کیونکہ جو شخص پرماتما سے بے لکھ ہے ۔ وہ سیاہ بخت ہے ۔ کم بخت ہے اور ۔

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے ۔ کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا انساں سے رہتا ہے

پس اے انسان یاد رکھ ۔ جیدا رب ۔ اُس دے سب

اور اے بندے ۔ ——— یک در گیر و محکم گیر ——— کیونکہ

جس کو راکھے ساتیاں مار نہ سکے کو بال نہ بینکا کر سکے جو سب جگ ویری ہو

(۳)

فرمایا ——— اُس دن کو یاد رکھ جب مُوت سر پہ آکھڑی ہوگی ۔

تشریح :- موت کو یاد رکھنا بھی کسی مائی کے لال کا کام ہے ۔ موت کو یاد رکھنا ۔ کہنے کو تو معمولی چند الفاظ ہیں مگر ان الفاظ میں ایسی شکتی ہے ۔ کہ جس پُرش کو یہ الفاظ

"موت کو یاد رکھو"

یاد رہیں گے ۔ وہ یقیناً دُنیا کے جھنجھٹوں سے آزاد رہے گا ۔ اِن الفاظ کو یاد رکھنے والا کوئی بُرا کام کبھی نہیں سکتا ہے کیونکہ وہ سمجھے رہتا ہے ۔ کہ ایک دن موت آئی ہے ۔ اور ضرور آنی ہے ۔ کسی طرح بھی ٹل نہیں سکتی ۔ پھر کیوں چند روزہ زندگی کے لئے جھوٹ کپٹ کے کام کریں ۔ اور اپنے سر بھار لیویں ۔ وہ ہمیشہ مہاتما کبیر جی کے شبد پر وچار کرتے رہیں گے ۔

مرنا ہے مرجائیں گے کوئی نہ لے گا نام اجڑ جائے بسائیں گے چھانڈ کے بسا گام

مطلب :- فرماتے ہیں ۔ مرنا ہے اور ضرور مرجائیں گے ۔ پھر کوئی نام بھی نہ لے گا ۔ بستی ہوئی نگری چھوڑ کر اُجڑا (سنسان جنگل) جا بسنا ہوگا ۔

ایک دفعہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج سنساری پُرشوں کو پرمارتھ کا اُپدیش کرتے ایک نگر کے باہر جا ٹھہرے ۔ وہاں کا مکھی آیا ۔ دست بستہ ونیتی کی ۔ مہاراج اس شہر میں سب جھوٹے آدمی بستے ہیں ۔ بھگتی بھاؤ کا نام نہیں ۔ آپ کرپا کرکے اس پاپی شہر میں اُپدیش کرکے ہم کو پار لگایئے ۔ گورو جی نے سُنا ۔ فرمایا ۔ اس شہر میں سب پاپی پُرش نہیں ہیں ۔ بلکہ دھرماتما بھی ہیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی دھرماتما پُرش ضرور ہوتا ہے ۔ دیکھنے میں تمکو تمہارے نگر کے دھرماتما دکھاتا ہوں ۔ اتنا کہہ گورو جی نے بھائی بالا جی کو بلاکر دو پیسے دیئے اور کہا ۔ کہ اس شہر میں جاکر ایک پیسہ کا سچ اور ایک پیسہ کا جھوٹ لے آؤ بھائی بالا آگیا کاری پیسے لے کر شہر میں گیا ۔ اور ایک ایک مکان پر جاکر پیسہ پیسہ کا سچ جھوٹ مانگنے لگا ۔ مگر کسی نے بھی یہ سودا نہ دیا ۔ آخر بھائی بالا جی خالی ہاتھ واپس آیا ۔ اور گورو جی کو عرض کی کہ مہاراج مجھے تو یہ سودا نہیں ملا ۔ گورو جی نے کہا پھر جاؤ ۔ بھائی بالا جی پھر گئے اور ایک ایک دوکان سے پُوچھنے لگے ۔ آخر جوئندہ یابندہ کے مصداق ایک دوکان پر ایک لڑکے نے

کہا یہ دونو سودے میرے پاس ہیں۔ بھائی جی نے دو پیسے دیدیئے اور اس لڑکے نے دو کاغذ کے پرزہ لے کر ایک پر لکھدیا "مرنا سچ ہے" پھر دوسرے پر لکھدیا "جینا جھوٹا ہے"
دونو کاغذ لے کر بھائی جی نے آکر گورو جی کو دیدیئے۔ گورو جی نے وہ کاغذ لے کر شہر کے نکھی کو دیئے۔ اور کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے شہر کا رتن ہے۔
مطلب اس کا یہ ہے کہ واقعی موت سچ ہے اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔

(۴)

حضرت نے فرمایا کسی عورت کے ساتھ اسوائے اپنی عورت کے خلوت میں نہ بیٹھو۔ خواہ وہ رابعہ کیوں نہ ہو۔
تشریح :- دھرم شاستروں میں بھی اس طرح کی کتھائیں آتی ہیں۔ کہ بڑے بڑے رشی منی عورت کی صورت دیکھ کر موہت ہو گئے۔ پھر ہم اگیانی انسانوں کی تو بات ہی کیا ہے۔
مہاتما کبیر جی فرماتے ہیں :- سرب سونے کی سندری آدے باس بباس
جو جننی ہو اپنی تو بھی نہ بیٹھے پاس

مطلب :- اگر استری کا سارا شریر سونے کے رنگ کی طرح ہو اور اس سے خوشبو کی پٹیں کیوں نہ آرہی ہوں۔ تو ایسی استری سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ اپنی جننی یعنی ماتا کے ساتھ بھی ایکانت میں نہ بیٹھنا چاہیئے۔
مہاتما کبیر جی فرماتے ہیں سے ناری کا سایہ پڑت اندھا ہوت بھجنگ
کبیرا ان کی کون گت جو نت ناری کے سنگ

کہتے ہیں کہ اگر سانپ پر حاملہ استری کا سایہ پڑ جاوے تو وہ مست (اندھا) ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ جب عورت کے سایہ سے سانپ جیسا بھیانک کیڑا بھی اندھا ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ آدمی جو عورت کا سنگ کرتے ہیں۔ عورت کے ساتھ ایکانت میں بات چیت کرتے ہیں۔ کیسے بچ سکتے ہیں۔ پس یہی مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے استری سنگ سے بچے رہنا چاہیئے۔

(۵)

فرمایا۔ دنیا میں عذاب دل کا مرجانا ہے۔ اور دل مرتا ہے دنیا کی محبت سے
تشریح - دنیاداروں کی نظر میں عذاب کیا ہے؟ بیماری - دولت کی کمی (غریبی) بے عزتی مگر عارفوں کی نظر میں عذاب ہے۔ دل کا مرجانا۔ اور دل کا مرجانا ہے۔ خدا کو بھول جانا۔
جو شخص پرماتما کو بھول جاتا ہے۔ وہ گویا مردہ ہے۔ عارفوں کی نظر میں یاد خدا زندگی ہے۔ اور بھول موت۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دل مرتا کیسے ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت فرماتے ہیں دل مرتا ہے۔ دنیا کی محبت سے۔
واقعی دنیائے فانی کی محبت سے انسان کا دل مرجاتا ہے اور انسان اپنے اصلی امرت سرور پرماتما کو بھول جاتا ہے
اس بارے میں مہاتما کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ سے

مایا آگے جو سب کھڑے رہیں کر جوڑ جن سرجا جل بوند سے تا سے بیٹھے توڑ

مطلب :۔ تمام انسان دنیا کے غلام (سوائے سنت مہاتماؤں کے) مایا کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں۔ مگر جس نے پانی کی بوند سے پیدا کیا ہے۔ اُس سے تعلق توڑ دیتے ہیں۔ آہ۔ کتنی مورکھتا ہے۔ کہ اپنے پیدا کنندہ، پرورش کنندہ کو بھول کر فانی مایا میں دل لگا بیٹھے ہیں۔ فانی دنیا میں دل لگانے والا۔ اور مالک کے ساتھ پریم بڑھانے والا۔ عارفوں اور سنتوں کی نظر میں کیا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے لئے عارفوں کے قول سُنئے۔

طالبان دنیا مقہور اند۔ طالبان عقبےٰ مزدور اند اور طالبان مولےٰ مسرور اند

یعنی دُنیا کے طالب تو عذاب آلہی میں رہتے ہیں۔ کیونکہ خواہش دُنیا ہی خود عذاب ہے۔ ننانوے کا پھیر سدا لگا ہی رہتا ہے۔ دنیا جتنی بڑھتی جاتی ہے۔ اُسی قدر حرص بڑھتی جاتی ہے۔ تو پھر خواہش دنیا ہی خود عذاب ہے۔ کیوں کہ نہ کبھی دل کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ اور نہ سکون قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اور سکون قلبی کا حاصل نہ ہونا ہی عذاب ہے۔ پھر جو شخص بہشت (سورگ) کے خواہشمند ہیں۔ اور خواہش جنت کے لئے عبادت کرتے ہیں وہ مزدور ہیں۔ مگر جو صرف مولےٰ کے طالب ہیں وہی پرشس اس دنیا میں خوش و خرم رہتے ہیں۔ پس آنحضرت کے اس قول پر یقین کیجئے کہ دل مرتا ہے دُنیا کی محبت سے

اوم شانتی شانتی شانتی

ہر آن ہمکو اشاروں سے وہ بلاتے ہیں

از قلم

پنڈت نریندر ناتھ شرما نریندر

نظر چرا کے گذرنہ پاس سے کیوں جاتے ہیں
کیوں آشنا میرے سائے سے خوف کھاتے ہیں

کرم نہیں نہ سہی۔ پر یہ بے رُخی کیسی
بھلا ستم پہ ستم اور کیوں یہ ڈھاتے ہیں

گلہ کسی سے نہ تقدیر کا کوئی شکوہ
تمہارے ہی اعمال پیش لاتے ہیں

جو چاہو کیجئے سلوک ہم سے آپ کی مرضی
مگر کسی کا ہم احسان کب اُٹھاتے ہیں

خودی میں غرق ہیں نادان غرض کے بندے
گرا کے خود کو بھی جو اور کو گراتے ہیں

کرم کی آس لئے دل میں جی رہے ہیں ہم
یہ پالکباز کیوں ناحق ہمیں ڈراتے ہیں

ہم ہی نہ موڑ سکے مُنہ جہاں سے ورنہ
ہر آن ہم کو اشاروں سے وہ بلاتے ہیں

رواں ہیں تھام کے دامن کو یاد کے تیری
ہزار حادثے گو راہ میں پیش آتے ہیں

جہاں میں ایسے بھی پیدا ہوئے الولعزماں
جو حادثات کے سر پر قدم بڑھاتے ہیں

ہزار جان سے اُن مومنوں پہ میں قرباں
کہ غم کو اور کے جو اپنا غم بناتے ہیں

شراب دنیا سے یارب نہ تو اسے بہلا
نریندر کو تو تیرے نقش پا ہی بھاتے ہیں

غیر مطبوعہ — ادب لطیف — خاص ادیم کے سالنامہ شانتی انک کیلئے

رُوحانی خواہش!

از قلم منشی جے چند پریم جرنلسٹ کانپور

تیاگ اور قربانی سے سچے جیون کا مارگ بنتا ہے!

اس لئے مجھے اپنے جیون میں پریم اور بھلائی کو ۔ تیاگ اور قربانی کو دھارن کر سکنے کی شکتی دے! ——

اے مالک کل —— اے دیا کے بھنڈار —— !

مجھے سدا تجھ پر ہی وشواس اور بھروسہ رہے! اور تیری کرپا سے میرا یہ وشواس اٹل رہے! تیری آرادھنا اور اُپاسنا ہی میرا دھرم رہے اور میرا جیون ایسا بنے! —— کہ جس سے دوسروں کو بھی تیری آرادھنا اور اُپاسنا کی شکھشا ملے!

مَیں اس سنسار میں تیرے سوائے اور کچھ نہیں چاہتا!

تیری اچھیا کے انوسار کام کرنا ہی میرا جیون رہے —— اس میں ہی میری سبھی بار دک ابھلاشاؤں اور منورتھوں کی پورتی ہے!

مَیں تجھے چھوڑ کر کسی بھی وستو سے پریم نہ کروں! کیونکہ تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب دھوکا ہے! —— تیرے سوا جو کچھ بھی ہے وُہ سب میرے کلیان میں بادھا ڈالنے والا ہے! فقط تیرا پریم ہی کلیان کاری اور منگل رُوپ ہے!

"مجھے ایسا بنا دے کہ تیری اچھیا ہی میری اچھیا بن جائے! اور مَیں بھی نوع انسان کی سیوا میں اپنا جیون ارپن کروں! ——

بس فقط یہی روحانی خواہش ہے۔ پربھو سویکار کریں!

ہے پربھو! —— مَیں اپنے آپ کو پورن رُوپ سے تیرے چرنوں میں سونپتا ہوں —— ! مجھ کو تیرے سوائے کسی بھی سُکھ سادھن کی چاہ نہیں —— ! کسی طرح کے بھوگ پدارتھ ۔ ایشوریہ اور مان بڑائی کی خواہش نہیں!

مجھے فقط تیرا سہارا ہی کافی ہے —— ! اس سچے سہارے کے مقابلہ میں لوک پرلوک کی سمپدا بھی میرے لئے تُچھ ہے —— !

اس لئے مجھے فقط اپنا ہی آشرہ دے —— ! تیرے آسرے کے سوا باقی سب آسرے جھوٹے ہیں —— !

کرپا کر کہ اور میں تیرا بن جاؤں —— میرا فقط پریم تجھ سے ہو! —— اور بدلے میں مَیں تجھ سے سچا پریم پا سکوں —— ! بس فقط یہی میری رُوحانی ابھلاشا ہے۔ پربھو سویکار کریں!

واحدنیت

ازقلم:- پنڈت نریندر ناتھ جی شرما نریندر

گر اجازت ہو تو پوچھوں تجھ سے ربِّ ذوالجلال
طور کیا ہے جس سے ممکن ہو مجھے تیرا وصال
پردۂ فطرت کا تیرے رخ پہ ہے جھینا نقاب
غیریت کا ہے حقیقت جس کے باعث ہے وبال
میں و تو دو تھے۔ پرستش تب ہوئی لازم مجھے
میں ہوئی تحلیل تو میں کس سے کس کا ہو خیال
ذات واحد میں تمیزِ میں و تو ممکن نہیں
میں ہوں یا تو ہے خدایا۔ دو کا ہونا ہے محال
کس لئے خود سے ازل میں کردیا مجھکو جدا
ہے معمہ مصلحت کیا تھی نہ عیاں ہے ذوالجلال
رنج و راحت مرحلے راہ فنا کے ہیں ضرور
دیکھنا ہے لوٹ منظر، روح تو ہے لازوال
جذب ہو کر ہی نریندر راز وا ہوگا۔ مگر
کیفِ استغراق کا کس سے کہے گا کون حال

رباعی

پاکر جسے نہ اپنا پتہ پاسکا کوئی
کیا جستجو کیا کرے اسکی بھلا کوئی
گردوں ہے ذرہ ذرہ تجسس میں بے سکوں
تسکیں بغیرِ وصل نہ پایا پاسکا کوئی

پانی کی بوند جا کے جونہی بحر سے ملی
پایا مقام وہ کہ نہ بتلا سکا کوئی
خود سے جدا سمجھتا ہے جبتک اسے نریندر
ہستی کی الجھنوں کو نہ سلجھا سکا کوئی۔

عشق حقیقی

نتیجۂ فکر:- منشی جے چند پریم جرنلسٹ

اب سنبھل کر پاؤں رکھنا دہر میں اے راہرو
اب ذرا چلنا زمانے کی ہوا کو دیکھکر
شوق کی منزل کڑی ہے غور کرلو دوستو
صحنِ گلشن میں قدم رکھنا فضا کو دیکھ کر
زندگانی میں کسی کو بھی نہیں راحت نصیب
روح کو تسکین دیتا ہوں فنا کو دیکھکر
EAT DRINK AND BE MARRY
"ایٹ ڈرنک اینڈ بی میری" کا زمانہ جا چکا
معرفت کا رنگ چڑھتا ہے جلا کو دیکھکر
کرنے پایا تھا نہ میں شکوہ کسی کے جور کا
بدگماں وہ ہوگئے میری وفا کو دیکھکر
یاد آجاتا ہے جب مجھ کو کبھی وہ رنگِ گل
دل کو بہلاتا ہوں گلشن کی فضا کو دیکھکر
پریم عالم کو کیا بے تاب اُسکے حسن نے
دل مچل جائے نہ کیوں اُس دلربا کو دیکھکر

اِنسان اور شانتی

از قلم
شری شانتی سروپ جی شان

دنیا میں جس سے بھی پوچھو یہی کہتا سنائی دیتا ہے، کہ دنیا دار المحن یعنی دکھوں کا گھر ہے۔ لیکن یہ کوئی جاننے کی کوشش نہیں کرتا کہ دلوں میں یہ تناؤ، دماغوں میں یہ پریشانی، خیالات میں ہر وقت یہ انتشار و پراگندگی کا آخر کارن کیا ہے؟ ہم اس کی تمام تر ذمہ واری بھگوان یا مقدّر پر ڈال کر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت سے بعید ہی نہیں بلکہ اس سے کوسوں دُور ہے۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ سب تانا بانا ہم نے ہی تنا ہے اور ہم نے اس جال میں مکڑی کی مانند اپنے آپ کو بُری طرح سے پھنسا لیا ہے۔ اچھے کاموں کا کریڈٹ ہم خود لیتے ہیں اور بُرے کاموں کے لئے ہم قسمت یا خدا کو آگے کر دیتے ہیں۔ کیا یہ انسانی عقل سلیم کا تقاضہ ہے؟ نہیں، ایسا ہرگز نہیں، یہ سراسر ہماری کمزوری بھول۔ کم فہمی۔ تنگ نظری اور بے بسی کا ثبوت ہے۔ اور یہ دنیا ہماری اپنی ہی سیہ کاریوں اور بد عنوانیوں کی بدولت دوزخ بن کر رہ گئی ہے۔

انسان اپنا بھاگیہ خود بناتا ہے "تقدیر کے محل کا معمار خود بشر ہے" اس کے لئے بھگوان کو دوش دینا سراسر حماقت و کوتاہ اندیشی ہے۔ بھگوان ست۔ چت۔ آنند ہے۔ اُسے ستیم، شوم۔ سُندرم کہا ہے۔ وُہ سچائی کا مجسمہ ہے۔ کلیان کاری ہے۔ اور سندرتا کا پرتیک ہے۔ وُہ سچے آنند کا بھرپور مخزن بے بہا ہے۔ اُس ذاتِ پاک سے برائی یا دُکھ تکلیف کا منسوب کرنا اس کا اپمان کرنا ہے۔ اور اس پر کیچڑ اُچھالنے کے مترادف ہے۔ جو انسان آسمان پر تھوکتا ہے اس کا تھوک اُس کے اپنے مُنہ پر آ کر گرتا ہے اور اُسے آلودہ کر دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسی نازیبا حرکات سے بچنا چاہیئے تاکہ ہم اپنے انجان پن میں اپنے پاپوں کی گھٹری اور بھاری نہ کر لیں۔ ہمیں ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے تاکہ بعد میں اس کا نتیجہ بھوگتے وقت ہمیں کسی پرکار کی اشانتی اور دُکھ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

انسان کے دل و دماغ پر آجکل جو یہ ٹینشن (تناؤ) بنا ہُوا ہے۔ اُس کے بہت سے کارن ہو سکتے ہیں جنمیں اہم تر شاریرک، مانسک اور آرتھک کارن بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے وُہ اپنے من کا سنتلن یعنی دماغی توازن پوری طرح سے قائم رکھنے میں اسمرتھ رہتا ہے اور وُہ ٹھیک ڈھنگ سے نہ ہی سوچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اُچت پرکار سے کام کر سکتا ہے۔ اس کا من ہر وقت وچلت، چنتت اور بے چین رہتا ہے۔ تیز شانتی (سکونِ قلب) کی تلاش میں ڈاکٹروں، حکیموں، سیانوں، پیروں، فقیروں اور دیوی دیوتاؤں غرضیکہ ہر جگہ مارا مارا پھرتا ہے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کیونکہ شانتی کوئی ایسی وستو نہیں جو باہر سے امپورٹ (درآمد) کی جا سکے۔ پامال و

دولت سے ہی خریدی جا سکے۔ واستو میں اس کو پیدا کرنے والا جینریٹر ہمارے اپنے شریر کے اندر ہی ہے۔ جسے من کہتے ہیں۔ من روپی جنریٹر وچاروں کی بجلی (وچار شکتی) پیدا کر کے دماغ کے بجلی گھر میں سٹور کر دیتا ہے اور دماغ اس کرنٹ (وچار دھارا) کو بدھی کے ٹرانسفارمر کے حوالے کر دیتا ہے تا کہ وہ حسب ضرورت استعمال میں لا سکے۔ اب یہ انسان کی اپنی بدھی کا کام ہے۔ کہ وہ اس کرنٹ کو کس طرح کس کاریہ کے لئے پرلوگ میں لاتی ہے۔ اگر وہ اسے جیون کے وکاروں ارتھات کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار آدی کی پورتی کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔ تو وہ اسے لازمی طور پر پستی و تنزلی اور گراوٹ کی طرف لے جائے گی جس کا نتیجہ دکھ۔ درد۔ غم و فکر۔ رنج و الم۔ بے چینی و پریشانی اور رسوائی و ذلالت ہوگا۔ ایسے انسان کے لئے دنیا ہمیشہ ہی دکھوں کا گھر بنی رہے گی۔ کیونکہ "پیڑ بوئے ببول کے آم کہاں سے کھائے"۔ اس کے برعکس اگر انسان اپنی سوجھ بوجھ کے انوسار اس وچار دھارا کو جیون کے اٹھان کے لئے برہمچریہ سہن شیلتا۔ تیاگ۔ پریم اور نمرتا آدی کے سادھنوں میں لگاتا ہے۔ تو اس کا دل و دماغ صحیح طریق سے کام کرے گا۔ اور اسے غیر ضروری طور پریشانیوں۔ ناکامیوں اور پشیمانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ بلکہ اسے جیون میں سکھ اور شانتی کا انوبھو ہونے لگے گا۔ اور پھر اس کے لئے یہ دنیا دکھوں کا گھر نہ رہ کر سورگ سے بن جائیگی۔

انسان کے لئے دنیا میں سب سے مولیہ وان وستو شانتی یعنی تسکین قلب ہے۔ اگر من میں شانتی ہوگی۔ تو انسان من۔ بچن۔ کایا سے ٹھیک طریقہ سے کام کر سکے گا اور اپنی عاقبت سدھار سکے گا۔ شانتی کی پراپتی کے لئے شاستروں نے بہت سے سادھن بتائے ہیں۔ لیکن زندگی کے روزمرہ کے تجربے کے نچوڑ کے آدھار پر تسکین قلب کے حصول کے لئے سب سے زیادہ اہم تین امور ہیں۔ (۱) باہمی تعاون (میوچیل ایڈجسٹمنٹ) (۲) دنیاوی ضروریات کو کم کرنا (۳) پربھو نشٹھا (بھگوان پر شردھا)

۱۔ باہمی تعاون۔ ہر فرد و بشر کے لئے زندگی کے ہر شعبے اور ہر سٹیج بلکہ ہر قدم و ہر لمحہ پر اشد ضروری ہے۔ دگر نہ آپس میں تصادم (ٹکراؤ و تناؤ)، لڑائی جھگڑا۔ بدمزگی و بدزنی کی نوبت آتی ہی رہتی ہے۔ اور زندگی اجیرن و مایوس کن بن جاتی ہے۔ میاں بیوی۔ ساس بہو۔ باپ بیٹے۔ بہن بھائی۔ افسر و ماتحت وغیرہ میں ٹکراؤ اس وقت تک بنا رہتا ہے۔ جب تک وہ ایک دوسرے کے باہمی جذبات کا احترام کرتے ہوئے آپس میں بنا کر رکھنے کا بیش بہا اصول پیش خاطر نہیں رکھتے۔ ایسا کرنے میں ناہموار دل پر معمولی سا ضبط کا چابک رکھتے یا اسے استارتا سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ ایک دوسرے کی بات ماننا ہی گیان اور سکھ کی سیڑھی ہے۔ اس سے کلیشوں کا ناش ہوتا ہے۔ اور شانتی کی پراپتی ہوتی ہے۔ بقول شاعر

گر شانتی چاہے سدا، اور زندگی یہ پُر مزا
یا تو کسی کا بن کے رہ، یا تو کسی کو لے بنا "شان"

(۲) **دنیاوی ضروریات کو کم کرنا**۔ آجکل انسان نے اپنی ضروریات زندگی اس قدر بڑھا لی ہیں۔ کہ رات دن کی ادھیڑبنا اور ہمہ تن تگ و دو میں مصروف رہنے کے باوجود بھی انہیں پوری نہیں کر پاتا۔ نتیجہ مایوسی اور ناکامی کے سوائے کچھ نہیں ہوتا۔

کیونکہ انسان کی ترشنا جیتے جی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ وُہ اپنی ضروریاتِ زندگی کو حتےالوسع کم کرتا جائے اور دکھاوے اور بناوٹ کو چھوڑ کر سادگی کی طرف مائل ہو۔ ایسا کرنے سے اس کا من وکاروں سے چھٹکارہ پاسکے گا۔ اور ننانوے کے پھیر سے نکل کر ترشنا کے چکر میں مارا مارا نہیں پھرے گا۔ اِچھاؤں کے دمن سے ہی من کو شانتی ملے گی جس سے وُہ اپنا جیون سُکھمے طریق سے گذار سکے گا۔ کیونکہ

آرام زندگی کا پنہاں ہے سادگی میں — سُرتال جس طرح سے پنہاں ہیں سازنگی میں
جتنی ضرورتوں کو کم کرسکو ہے اچھا — سُکھ شانتی کا ہے یہ اک راز زندگی میں "شان"

(۳) پربھو نِشٹھا۔ شانتی کی پراپتی کے لئے پربھو نِشٹھا کا ہونا اتی اوشک ہے۔ بے شک انسان "مَیں" "مَیں" کتنا ہی کرتا ہے لیکن یہ ایک نہ جھٹلائے جانے والی حقیقت ہے کہ بھگوان کے حکم کے بنا ایک پتہ تک نہیں ہلتا۔ اس لئے انسان کو یہ واجب ولازم ہے کہ وُہ اپنے آپ کو ہمیشہ اس کی رضا پر ہی چھوڑ دے۔ اور ترنگ بھرے دل سے کہے۔

توکل پہ تیرے ہی میں جی رہا ہوں — تیرے نام کی مے سدا پی رہا ہوں
اے ساقی بنا لے تُو مے خانہ اپنا — دلِ چاک تیرے لئے سی رہا ہوں "شان"

پربھو چیتن آتم شکتی (دل پادر) کا سروت ہے۔ انسان کو سب کاریہ نشکام روپ سے سرانجام دیتے ہوئے بھگوان کے ارپن کر دینے چاہئیں۔ اور اُن کے پھل کی اِچھا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ سہ

مَیں جو چاہتا ہوں تُو خود جانتا ہے — دلوں کی تُو آواز پہچانتا ہے
بنا مانگے دیتا ہے جو چاہتا ہوں — رہوں مانگتا کیوں، نہ دل مانتا ہے "شان"

پاربرہم پرمیشور سرو دیاپی اور انترجامی ہے۔ ہمیں ہر شے میں اُس کی چھبی کا انوبھو کرنا چاہیئے۔ اور ہر حال میں اُس کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ اس سے چت کو شانتی کا ملنا سبھاوک ہے۔ اور ایسی شردھا ہونے پر یہ دنیا بھی دُکھ مے ہونے کے ستھان پر سُکھ مئی ہی بن جائے گی۔ اور وجد کی حالت طاری ہونے پر ناچیں گے اور گائیں گے۔

شمع تیری پہ جلنے کو چلا ہے تیرا پروانہ — خودی کو چھوڑ کر اب وہ بنا ہے تیرا دیوانہ
اُسے اب زندگی میں اک نظر آتا تُو ہی تُو ہے — دیا جب سونپ تجھ ہی کو رہا نہ اپنا بیگانہ "شان"

اوم شانتی شانتی شانتی

ضروری نوٹس

چار روپے ڈاک خرچ کی بچت کریں

آپ اپنی میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھائیس ۲۸/ روپے ہے۔ مگر وی۔ پی منگوانے پر چار روپے زائد دینے پڑینگے (مینجر)

رام بھگتی

(شری شانتی سروپ شانتی چند بگرہ)

اوم جے شری رام ہرے ۔ پربھو جے شری رام ہرے
رشی منی سب سُر نر، رشی منی سب سُر نر ۔ جپتے رام ہرے ۔ اوم جے شری رام ہرے

۱۔ جگ کے پالن ہارے، ہو سب کے داتا ۔ پربھو ہو سب کے داتا
رام شرن جو آئے، رام چرن جو لاگے ۔ پارس بن جاتا ۔ اوم جے شری رام ہرے

۲۔ دین دُکھی کے رکشک، نام منو رنجن ۔ پربھو نام منو رنجن
تُم ہو رام نرنجن، تُم ہو رام نرنجن ۔ سب کے دُکھ بھنجن، اوم جے شری رام ہرے

۳۔ سچے دل سے بھگون، جو تم کو دھیاتا پربھو جو تم کو دھیاتا
بھو ساگر سے دیالو، جنم مرن سے دیالو پار اُترجاتا، اوم جے شری رام ہرے

۴۔ کن کن میں ہو ویاپک، جگ کے نرماتا ۔ پربھو جگ کے نرماتا
دینا ناتھ دیا مے، دین دیال دیا مے، ہو سب کے گیاتا، اوم جے شری رام ہرے

۵۔ چیتن سچدانند، ہو انتر یامی، پربھو ہو انتر یامی
نارائن راجیشور، نارائن بھکتیشور، ست پتھ ہو گامی، اوم جے شری رام ہرے

۶۔ پرم پتا پرمیشور، سرشٹی کے کرتا، پربھو سرشٹی کے دھاتا
کرونا ساگر ایشور، دیا کے سندھو ایشور، ہو سنکٹ ہرتا ۔ اوم جے شری رام ہرے

۷۔ جگدیش پتت پاون، بھکتوں کے پیارے ۔ پربھو بھکتوں کے پیارے
تین لوک کے سوامی ۔ تین کال کے سوامی، ہو سب سے نیارے ۔ اوم جے شری رام ہرے

۸۔ بھگوان ترن تارن، سب کچھ ہے تیرا، پربھو سب کچھ ہے تیرا
دیووں کے دیو پربھو ۔ دیووں کے دیو پربھو، نام جپوں تیرا، اوم جے شری رام ہرے

۹۔ پار برہم پرماتم، سُکھ ساگر بھگون ۔ پربھو سُکھ ساگر بھگون
بھکت ملے بھکتی کی، دان ملے سیوا کا، شانتی کرے درشن، اوم جے شری رام ہرے

اوم جے شری رام ہرے پربھو جے شری رام ہرے
رشی منی سب سُر نر، رشی منی سب سُر نر ۔ جپتے رام ہرے اوم جے شری رام ہرے

شانتی حاصل کرنے کیلئے

جیون کی آزمودہ سچائیاں

ماسٹر ہری کرشن شرما شادانی

۱۔ جو انسان دوسروں کا ہی سہارا لیتا ہے۔ اُسے شانتی اور شادمانی کہاں؟ بالفرض کسی نے مروت کر بھی دی تو اس صورت میں اُس کا احسان مند رہے گا۔ اس لئے انسان دوسرے پر انحصار نہ رکھے۔ فائدہ میں رہے گا۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر حق حلال کی روزی کما کر زندگی بسر کرے گا۔ شانتی اور شادمانی کا جیون بسر کرے گا۔ یاد رکھیئے انسان کو سب سے زیادہ کمزور کرنے والی چیز ضرورت ہی ہے۔ لہٰذا کسی سے کوئی امید نہ رکھیئے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اپنی ضمیر کا خون مت کیجئے۔ مرد میدان بن کر ہمت سے کام کیجئے۔ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی طاقت پیدا کیجئے۔ بے نیازی اور خود مختاری بہت ہی مسرت آمیز حالت ہوتی ہے۔

۲۔ جب کبھی آپ دان پن کرو تو ایسے طریقے اور ڈھنگ سے کیجئے کہ اگر آپ کا دایاں ہاتھ پن کرتا ہے تو آپ کے بائیں ہاتھ کو بھی بالکل معلوم نہ ہو سکے کہ آپ نے کیا کیا ہے۔

۳۔ ہمارے رشیوں منیوں اور مہاپرشوں کے اصول "سادہ جیون اور اونچے و اعلےٰ وچار" کے مطابق آپ سادہ زندگی بسر کیجئے۔ سادہ خوراک کھائیں۔ سادہ لباس پہنیں۔ اپنی ضروریات محدود کریں۔ کاروبار میں ایمانداری کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ جفاکشی سے روزی کمائیں۔ نیک اور دھرماتما اشخاص کی صحبت اختیار کیجئے۔ اپنے خیالات کو اعلےٰ اور پاک رکھیئے۔ نیک عادتیں رکھیئے۔ پرماتما کو حاضر ناظر سمجھیں۔ پرماتما کی بھگتی میں کچھ وقت ضرور گذاریں۔ روزانہ پیدل بھی چلیں۔ ہوا خوری سے صحت بنی رہتی ہے۔ خود غرضی کو بالکل چھوڑ دیجئے۔ سچ بولیئے۔ کسی کا برا نہ سوچیئے۔ ان پر کاربند اور عمل کرنے سے آپ کو شانتی اور سکون راحت حاصل ہوگا۔ آزما کر دیکھیئے۔

۴۔ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو آپ اپنے لئے چاہتے ہیں کہ دوسرے آپ سے کریں۔ اگر کوئی بھی کسی وجہ سے آپ سے ناراض ہے تو سب کام چھوڑ کر اُسے اپنی طرف سے صاف کرو۔ بصورت دیگر آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ وہ سب ڈھونگ ہے دکھاوا ہے۔ لوگوں کی آنکھوں میں مٹی جھونک رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے تو آپ کی عزت خاک میں مل جائے گی حضرت شادانی صاحب کا فرمان ہے کہ ایک آدمی کی تین غلطیوں کو معاف کر دیجئے۔ اگر وہ پھر بھی غلطی کرتا ہے۔ تو اُسے پائے استحقارت سے لات مار دیجئے۔ کسی قسم کی گفتگو نہ کیجئے

۵۔ مہاتما بدھ جی مہاراج کے قول کے مطابق ایک دن کی پاکیزہ زندگی سو سال کی بری زندگی سے کئی درجے بہتر ہے ہزاروں

مہمل لفظوں کے مقابلہ میں ایک پُراثر اور پُرمعنی لفظ اچھا ہوتا ہے۔ لاکھوں بگیہ کرنے کے مقابلہ میں لمحہ بھر سچائی کی زندگی بہترین ہُوا کرتی ہے۔ سارے سنسار کی فتح سے اپنے نفس اَمّارہ کی فتح بہت ہی افضل ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب۔ انسان ان سچائیوں کی تقلید۔ پیروی کرنے سے خوش و خرّم رہ سکتا ہے۔ خوشی شادمانی۔ دلی طمانیت مرفہ باہر کی چیزوں سے حاصل نہیں ہُوا کرتی۔ اصل خوشی کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس لئے سکونِ دل حاصل کرنے کیلئے سچائی کو اصُول بنائیے۔

انسانی زندگی کا بلند ترین آدرش

از قلم شری پیارے لال بی اے

ہری (وشنو بھگوان) پار برہم ہے۔ ہری ہی پرم گتی ہے۔ ہری ہی آخری خوشی ہے۔ ہری ہی ابدی اصُول ہے۔ اسی کے ستائش کے گن گاؤ۔ (شری بیاس دیو)

درحقیقت دُنیا میں وہی انسان خوش نصیب ہے۔ جو بے شمار مشکلات اور رکاوٹوں سے دوچار ہوتے ہوئے بھی پرماتما کے حصُول کی کوشش کرتا ہے۔ اس دُنیا میں بہت سے لوگ ایشور کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس کی ہستی میں اعتقاد رکھنے والوں میں سے بھی بہتن سے اُسے حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کی عقل جہالت کے کثیف پردے سے ابر آلود ہو چکی ہے۔ جو کہ تموگن کے عنصر کا خاصہ ہے۔ اس تھوڑی تعداد میں سے جنہوں نے ایشور کو حاصل کرنے کی قدر و منزلت کو پاکیزہ کلام کے سننے اور کتب مقدّس کے مطالعہ کرنے سے کسیقدر سمجھ لیا ہے۔ اس کی یاد اور دھیان کی بجائے ناپائیدار دنیاوی لذات کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عقل بے شمار خواہشات اور آرزوؤں سے ڈھکی رہتی ہے مؤخرالذکر سے قدرے آگے بڑھے ہوئے اپنے من کے تموگن کے زیرِ اثر روحانی مشق کو شروع کرتے ہیں۔ لیکن وہ استقلال اور گرمجوشی سے اس طرف راغب نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے ابھی اپنے من میں اپنی زندگی کے مقصد کے حصُول کے لئے کوئی ارادہ نہیں کیا ہوتا۔ اسلئے اس راستہ کی رکاوٹوں اور ان پر عبور پانے کی نسبت بے بہرہ ہوتے ہیں۔ بدیں وجہ اس روحانی مشق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بالآخر راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔ بھگوان نے بھگوت گیتا میں عین راست ہی کہا ہے:۔

"ہزاروں انسانوں میں سے بمشکل چند ایک ہی کمال کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کامیاب ہونے والوں میں سے بہت تھوڑے ہی مجھے اصلیت میں دیکھتے ہیں۔" (گیتا ادھیائے ۲)

باوجود باایں ہمہ انسانی روح فطرتاً ایشور کے حصول کی زبردست خواہش رکھتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان شانتی کا خواہاں ہے۔ بلکہ مکمل خوشی، خالص خوشی اور ابدی خوشی کا۔ کوئی انسان اس دنیا میں محدود۔ غم آلود یا ناپائیدار خوشی کیلئے تگ و دو نہیں کرتا ہے۔ البتہ بسا اوقات ہم ایسی خوشی میں سے جو کہ محدود ہوتی ہے اور جسے ہم مکمل خیال کرتے ہیں، اپنی خواہشات کا حل تلاش کرتے ہیں لیکن پھر بہت جلد ہم اُس خواہش میں کسی شے کی کمی کا احساس کرنے لگتے ہیں۔ اور اُس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس یہ امر ثابت کرتا ہے۔ وہ ہمیں ہمیشہ کے لیے تسلی بخش ثابت نہیں ہوتی بلکہ ہم ہمیشہ ابدی خوشی کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اور مکمل خوشی یا ایسی خوشی جس میں کسی شے کی کمی نہیں پائی جاتی۔

عین وہی پرماتما کا رُوپ ہے

جو کہ سرور ابدی اور وقت کے تصور سے باہر ہے۔

پس مختلف قسم کے انسان بہت سے دریاؤں کی طرح جو کہ مختلف ندیوں سے نکل کر مختلف سمتوں میں بہتے ہیں اور بالآخر سمندر میں جذب ہو جاتے ہیں۔ وہ مختلف راستوں سے اپنے رُخوں کو ہر سمت میں کر کے ایشور جو کہ ابدی خوشی کا گھر ہے کو حاصل کر رہے ہیں۔ انسانی رُوح کو ایسی خوشی حاصل کرنے کی یہ ابدی خواہش اُس کے ایشور کے ساتھ وصال کی تڑپ کا اظہار کرتی ہے۔ تاوقتیکہ یہ (رُوح) اپنی منزل مقصود کو حاصل نہیں کر لیتی اُس کا پرماتما کے حصول کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن چونکہ ایسا آنند یا خوشی ظلمت (جہالت) کے پس پردہ ہوتی ہے۔ اسلئے انسانی رُوح سُکھ یا خوشی کی اصلی سیرت کو سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔ بدیں وجہ اسے اس کے روحانی راستہ میں بہت سی رکاوٹوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بسا اوقات یہ اپنے اصل راستہ سے بھٹک جاتی ہے۔ کبھی راستے میں ہی ٹھہر جاتی ہے۔ کبھی مخالف سمت میں چلنے لگتی ہے۔ کبھی مایوس ہو کر دل چھوڑ بیٹھتی ہے۔ اور آگے کی ترقی سے رک جاتی ہے۔ بسا اوقات یہ راستے کے کنارے والی سرائے میں اس خیال سے کہ وہ اپنی منزل مقصود پر آ پہنچی ہے قیام پذیر ہو جاتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر یہ معمولی یا فانی سُکھوں میں غلطی سے انہیں دائمی و مکمل خیال کرتے ہوئے مستغرق ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی روحیں نیچ یا شہوانی ہوتی ہیں۔ دوسری طرف وہ جنہیں اپنی منزل مقصود کا علم ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ لگاتار اور ہر ممکن کوشش سے اس کے حصول میں لگے رہتے ہیں وہ سادھک یا طالبان موکش کہلاتے ہیں۔ پس روحانی ضبط کے حصول کے لئے انسان کو چاہیئے کہ سب سے پیشتر وہ اپنے نصب العین کو قائم کرے اور اپنے آدرش کو دھیان میں رکھے۔

پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع

رسالہ اوم دہلی ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو باقاعدگی کے ساتھ شایع کیا جاتا ہے۔ اگر کسی صاحب کو وقت پہ نہ ملے تو وہ اُسی ماہ کی ۱۰ تاریخ کے بعد اور ۱۵ تاریخ کے اندر اطلاع دے کر دوبارہ پرچہ فری منگوا سکتے ہیں۔ دو یا تین ماہ کے بعد شکایت کرنا بیسود ہوگا۔ مینجر اوم دہلی

ابو معین الدین ناصر بن خسرو

از قلم شری پیارے لال بی۔ اے

حکیم ناصر خسرو جنکا صحیح نام ابو معین الدین ناصر بن خسرو (حجات) تھا۔ وہ فارس کے ایک بلند پایہ شعراءمیں سے تھے اُن کی شاعری میں پند آمیزی اور تصوف کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اُن کا جنم ۳۹۴ ہجری مطابق ۱۰۰۴ء میں خراساں میں بلخ کے قریب ہوا تھا۔ وہ علم طب۔ علم ریاضی۔ علم نجوم و ہیئت اور یونانی فلسفہ میں کمال رکھتے تھے۔ اُن کی وفات ۱۰۸۸ء میں ہوئی۔ انہوں نے سفر نامہ۔ دیوان ناصر خسرو۔ روشنائی نامہ اور سعادت نامہ کتب کی تصنیف کی ہے۔

کتاب سعادت نامہ ۳۰ ابواب پر مشتمل ہے اور ۲۸۷ اشعار۔ یہ عملی طور پر اخلاقیات کے اصولوں کا مرقع ہے اور انسان کو نیکی کے راستہ پر لانے کے لئے مشعل راہ ہیں۔ میں اس کے باب اول کو بطور نظرانہ پیش کرتا ہوں۔

باب اول

(تسلیم و رضا)

۱۔ اے دل تو ہمیشہ ایشور کی رضا پر قناعت کر۔ جس حال میں کہ تو ہے ہمیشہ پرماتما کے ساتھ رہ یعنی یاد حق میں وقت گذار۔

۲۔ ہر ایک کام میں ایشور کا ہی ہاتھ سمجھ اور ہر کام کو اُسی کے نام کو یاد کر کے شروع کر۔

۳۔ چونکہ پرماتما نے تجھے مان اور بڑائی کے تاج سے آراستہ کیا ہے پس تو اپنا من کسی دیگر انسان پر کیوں ٹھہراتا ہے

۴۔ اگر تو سالک و سادھک ہے تو اُس کے ساتھ رہ یعنی اُس کی یاد رکھ اور اگر تو اس کا دوست یا سکھا ہے تو اجنبی مت رہ۔

۵۔ بہشت و دوزخ (نرک و سورگ) کی کہانی کو چھوڑ دے۔ بلکہ محض اس کی ہی بھگتی میں معروف رہ۔

۶۔ پرماتما نے تمہیں دونوں جہانوں میں سے چن کر جنم دیا ہے (اشرف المخلوقات) آخر اُس نے تمہیں کسی خاص اور ضروری کام کے لئے پیدا کیا ہے (اسے سمجھ اور عمل کر)

۷۔ تمہارا فرض صرف خدمت خلق ہے۔ جبکہ پرماتما کا حق صرف پروردگاری ہے

۸۔ ایشور کے در سے نفرت کرنا واجب نہیں (یاد نہ کرنا) اس بارگاہ سے بہتر دیگر کوئی بارگاہ بہتر نہیں ہے۔

۹۔ اگر تو کسی قسم کی لاف زنی کرنی چاہتا ہے تو صرف مذہب کے بارے میں ایسا کر اور ہمیشہ پکے مذہبی عقائد پر یقین رکھ۔

۱۰۔ ہر ایک کام میں ایشور کو ہی اپنا مددگار سمجھ۔ جبکہ مصطفےٰ (حقیقی راہنما) ہی تمہارا راہبر مذہب و ملت ہے۔

یوگ

از قلم پنڈت ست پال جی بھاردواج

یوگ کے لفظی معنی ہیں جوڑ، میل یا ملاپ اور جس آ... سے جوڑ، میل یا ملاپ قائم کیا جائے اُس کو بھی یوگ کہہ دیتے ہیں۔ اپنے من کو آتما میں لین کر دینے کو یا آتما کو پرماتما میں جوڑ دینے کو یوگ کا نام دیا گیا ہے۔ اور جس جس اُپائے یا سادھن سے یہ ایکتا بنتی ہے۔ اُس کو بھی کچھ مہاپرش یوگ کہہ رہے ہیں۔ یوگیوں کا درجہ سنیاسی بھگت اور کرم کانڈی اِن سب سے اونچا بتایا گیا ہے۔ بھگوان کرشن نے جن کو یوگیشور کہا جاتا ہے۔

بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے کے شلوک ۴۶ میں فرمایا ہے۔ کہ یوگی تپسوی سے بہتر ہے یوگی گیانی سے بہتر ہے۔ اس لئے ہے ارجن تو یوگی بن

اب دیکھنا یہ ہے کہ یوگ ہوتا کیا ہے۔ یوگ شاستر میں مہاراج پتنجلی نے لکھا ہے "یوگش چت ورتی نرودھا" جس کا مطلب ہے کہ من کی سب برتیوں پر قابو پانے کو یوگ کہتے ہیں۔ لیکن بھگوان کرشن نے یوگ کی ویاکھیا کئی ڈھنگ سے کی ہے۔ بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کے شلوک ۴۸ میں اُنہوں نے سمتا یا ایک سا رہنے کو یوگ کہا ہے۔ اور پھر شلوک ۵۰ میں کہدیا ہے کہ کسی کام کو اچھے ڈھنگ سے کرنے کا نام ہی یوگ ہے۔

ہمارے شاستروں میں یوگ کئی پرکار کا بتایا گیا ہے۔ مثلاً راج یوگ (جس کو اشٹانگ یوگ بھی کہتے ہیں۔) سمتا یوگ۔ ہٹھ یوگ۔ لے یوگ۔ نام یوگ۔ بدھی یوگ۔ مانس یوگ۔ بھگتی یوگ۔ سُرت شبد یوگ (جس کو ناد یوگ بھی کہتے ہیں۔) اور سہج یوگ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اِن میں راج یوگ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اور عام طور پر یوگ کا مطلب راج یوگ ہی سمجھا جاتا ہے۔

یوگ کسی خاص دیش یا کسی خاص مذہب کی جاگیر نہیں۔ اور نہ ہی اس کا تعلق کسی دھرم سے ہے۔ ہر ایک شخص قوم۔ مذہب۔ نسل یا دیش کی تمیز کے بغیر اس کا لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ استری ہو یا پُرش۔ برہمن ہو یا ہریجن برہمچاری ہو یا سنیاسی۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ ہر شخص کو یوگ کا ادھیکار ہے۔ اس میں کسی دھارمک اصول کی پابندی نہیں۔ بلکہ یوگ سُکھمے جیون بتانے کا ایک آدرش راستہ ہے۔ جس طرح عام لوگ کہتے ہیں کہ آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے اُسی طرح یوگیوں کا نعرہ ہے۔ کہ خوشی ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ آپ نے اپنے جیون میں بھی دیکھا ہوگا کہ اگر آپ کسی کام کے لئے اپنے من کو ایکاگر کر سکتے ہیں۔ تو آپ کو اس کام میں ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ اس لئے چونکہ یوگی کا من ہر وقت پرماتما میں لین رہتا ہے۔ اُس کے من میں آنند ہی آنند ہونا لازمی ہے

جو کہ پرماتما کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

جب کافی ابھیاس کے بعد کسی یوگی کو کوئی سدّھی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اُس کو سدّھ پُرش کہا جاتا ہے۔ ہمارے گرنتھوں میں کئی قسم کی سدّھیوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے کچھ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۔ انیما۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو غائب کر سکتا ہے۔

۲۔ مہیما۔ جس کے ذریعے یوگی اپنے شریر کو بہت بڑا کر سکتا ہے۔

۳۔ گریما۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو بہت بھاری کر سکتا ہے۔

۴۔ لگھیما۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنے شریر کو چھوٹا یا ہلکا کر سکتا ہے۔

۵۔ پراپتی۔ جس کے ذریعہ یوگی اپنی اچھا سے ہر قسم کی چیزیں مہیا کر سکتا ہے۔

۶۔ پراکامیہ۔ جس کے ذریعہ یوگی جو کام چاہے کر سکتا ہے۔

۷۔ ایشتو۔ جس کے ذریعہ یوگی چاہے تو حکومت کا درجہ پا سکتا ہے۔

۸۔ وشتو۔ جس کے ذریعہ یوگی دُوسروں کو اپنے بس میں کر سکتا ہے۔

لیکن اصل یوگی ان سدّھیوں کا استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ جو لوگ ان سدّھیوں میں پڑ جاتے ہیں وہ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور آتم ساکشات کار کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے کئی مہاپُرشوں کا وچار ہے۔ کہ یہ سدّھیاں آتم ساکشات کار کے راستہ میں ایک قسم کی رُکاوٹ ہیں۔

یوگی کا جیون۔ یوگی کا جیون کمل کے پھول کے سمان ہوتا ہے۔ جس طرح کمل ہر وقت پانی میں رہتا ہے پر پانی اس کے پھول کو کبھی نہیں چھو سکتا اسی طرح یوگی دُنیا کے سب کام کرتا ہوا بھی نرلیپ رہتا ہے۔ اُس کا من کبھی چلایمان نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ آتما میں لین رہتا ہے۔ مان اور اپمان۔ دُکھ اور سُکھ۔ غمی اور خوشی۔ اُس کیلئے سب برابر ہیں۔ اُس کے من میں اہنکار بالکل نہیں ہوتا۔ اور اُس کو نہ کسی سے موہ ہوتا ہے نہ لگاؤ۔ اُس کو لالچ بالکل نہیں ہوتا۔ جو کچھ مِل جائے وہ اسی میں گزارہ کر لیتا ہے۔ کام یا شہوت یوگی کو چھو بھی نہیں پاتے۔ وہ سب جیووں میں پرماتما کے درشن کرتا ہے۔ اور کوئی اچھا ہو یا بُرا وہ ہر شخص سے پریم کرتا ہے۔ اُس کی نظر میں پاپ اور پُنیہ دونوں کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ جو کرم بھی کرتا ہے نشکام بھاؤ سے کرتا ہے اور پھل کی کوئی اِچھا نہیں رکھتا۔ وہ نہ زیادہ کھاتا ہے نہ کم۔ نہ زیادہ سوتا ہے نہ کم۔ اور نہ زیادہ بولتا ہے نہ کم۔ بلکہ کام میں مریادا سے کام لیتا ہے۔

بھگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوگی کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

شلوک ۷۔ شریر اور اندریاں جس کے بس میں ہیں اور جس کا آتما شدھ ہو چکا ہے وہ یوگی پرانی ماتر کے آتم سروپ پرماتما میں لین ہو کر سب کام کرتا ہوا بھی کسی بندھن میں نہیں پڑتا۔

شلوک ۱۱۔ سب لگاؤ کو چھوڑ کر یوگی لوگ آتما کو شدھ کرنے کے لئے اپنی اندریوں۔ من اور شریر سے کرم کرتے رہتے ہیں۔

شلوک ۱۲۔ نشکام کرم یوگی کرموں کے پھل کا تیاگ کر کے پرم شانتی کو پالیتا ہے۔ اور جو پرش یوگ کا ابھیاس نہیں کرتا وہ کرم کے پھل کی اچھیا رکھنے کے کارن بندھن میں پڑا رہتا ہے۔

آگے چل کر چھٹے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوگی کے جیون پر کچھ اور روشنی ڈالی ہے وہ بھی سن لیجئے:-

شلوک ۴۔ جب کوئی پرش نہ تو اندریوں کے بھوگ میں لگاؤ رکھتا ہے۔ اور نہ ہی کرموں کے جال میں پھنستا ہے ہر طرح کے سنکلپ کو تیاگ دینے والے اُس پرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔

شلوک ۸۔ وگیان اور آتم گیان سے جس کا من بھرپور ہو چکا ہے۔ جس کے من میں ہمیشہ شانتی کا راج ہے۔ جس نے اندریوں کو بس میں کیا ہوا ہے اور سونا۔ مٹی اور پتھر جس کے لئے سب برابر ہیں۔ ایسے یوگی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس نے پرماتما کو پالیا ہے۔

شلوک ۹۔ جو پرش اپنے ہتیشی۔ متر۔ دشمن۔ اجنبی۔ ثالث۔ ویری اور سمبندھی ان سب کو اور چاہے کوئی دھرماتما ہو یا پاپی اُس کو بھی ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ سب سے سریشٹ یوگی ہے۔

شلوک ۱۵۔ اپنے من کو بس میں رکھنے والا یوگی اپنے آتما کو پرماتما کے دھیان میں لگاتا ہوا۔ اُس شانتی کو پراپت کر لیتا ہے۔ جو مجھ میں ہمیشہ موجود ہے۔ اور مکتی کو دینے والی ہے۔

شلوک ۱۶۔ ہے ارجن۔ یوگ نہ تو زیادہ کھانے والے پرش کے لئے ٹھیک ہے۔ نہ تھوڑا کھانے والے کے لئے اسی طرح یہ اُس کے لئے بھی یوگ ٹھیک نہیں جو ہر وقت جاگتا ہی رہتا ہے۔ یا سویا ہی رہتا ہے

شلوک ۱۷۔ سب دُکھوں کا ناش کرنے والا یوگ تو اُس پرش کے لئے ٹھیک رہتا ہے۔ جو مریادا سے کھاتا پیتا ہے مریادہ سے سوتا اور جاگتا ہے۔ اور مریادہ سے سب کام کرتا ہے۔

شلوک ۱۸۔ جب کسی پرش کا پوری طرح سے بس میں کیا ہوا من آتما میں لین ہو جاتا ہے۔ تب اُس پرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔ پھر اُس کو کرم کرنے کی بالکل چاہ نہیں رہتی۔

شلوک ۱۹۔ جس طرح بن ہوا والی جگہ پر دیپک کی لاٹ ادھر اُدھر نہیں ہلتی وہی حال پرماتما کے دھیان میں لگے ہوئے یوگی کے من کا ہوتا ہے جو بس میں کیا جا چکا ہو۔

شلوک ۲۷۔ جس کے من کو شانتی مل چکی ہے۔ جس کے سب پاپ نشٹ ہو چکے ہیں اور جس کے رجوگن کا ناش ہو چکا ہے۔ پرماتما میں لین رہنے والے اُس یوگی کو بہت اُتم سکھ پراپت ہوتا ہے۔

شلوک ۲۸۔ پاپ سے چھوٹ کر اس طرح آتما کو پرماتما میں لگاتا ہوا یوگی آسانی سے برہم کے ملاپ سے ملنے والے اکھنڈ آنند کو پالیتا ہے۔

شلوک ۲۹۔ جو یوگی یوگ کے ابھیاس دوارہ پرماتما کو پا چکا ہے اور سب میں سمان بھاؤ سے دیکھتا ہے وہ پرماتما کو سب کے اندر اور سب کو پرماتما کے اندر دیکھتا ہے۔

یوگی پرم پتا پرماتما کا روپ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں وہ سب شکتیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جو پرماتما میں ہوتی ہیں۔ سب سدھیاں اس کے اشارہ پر ناچنے لگتی ہیں۔ اور وہ چاہے تو اس برہمانڈ کے نقشہ کو بدل سکتا ہے کہتے ہیں ایک دفعہ وشوامتر رشی نے راجہ ترشنکو کو وردان دے دیا کہ وہ جیتے جی سورگ میں جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ کوئی شخص بھی اس شریر کے ساتھ وہاں نہیں جا سکتا دیوراج اندر نے راجہ ترشنکو کو سورگ میں جانے سے روک دیا۔ اور اسے نیچے گرا دیا۔ یہ دیکھ کر رشی وشوامتر نے جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے یوگی تھے اپنے یوگ بل سے آکاش اور پرتھوی کے درمیان ایک نیا سورگ بنا دیا۔ جس میں راجہ ترشنکو کو جگہ مل گئی۔ اور ان کا وردان سپھل ہو گیا۔

اشٹانگ یوگ

اشٹانگ یوگ کے آٹھ انگ یہ ہیں (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پرانایام (۵) پرتیاہار (۶) دھارنا (۷) دھیان (۸) سمادھی۔ اب میں ان کی تھوڑی تھوڑی تفصیل آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سب سے پہلا انگ ہے "یم" جس میں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں کام ہم کو نہیں کرنے چاہئیں۔ "یم" پانچ ہوتے ہیں۔ اہنسا۔ ستیہ۔ استیہ۔ برہمچریہ اور اپری گرہ۔ اہنسا کا مطلب ہے کسی کو دکھ نہ دو۔ ست کا مطلب ہے کبھی چوری نہ کرو۔ برہمچریہ کا مطلب ہے ویرج کو ضائع نہ کرو۔ اور اپری گرہ کا مطلب ہے فضول سامان اکٹھا نہ کرو میرے خیال میں ان باتوں کو سمجھنا مشکل نہیں اس لئے میں ان کی اور وضاحت نہیں کروں گا۔ لیکن اگر آپ یوگ کے ابھیاس میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے یم اور نیم یوگ کے ابھیاس کے لئے بنیاد کا کام دیتے ہیں۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو عمارت کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔

یوگ کا دوسرا انگ ہے "نیم" جس میں بتایا گیا ہے کہ کونسے کام ہمیں ضرور کرنے چاہئیں "نیم" بھی پانچ بتائے گئے ہیں۔ شوچ۔ سنتوش۔ تپ۔ سوادھیائے اور ایشور پرنی دھان۔ شوچ کا مطلب ہے صفائی یعنی شریر اور من کو ہر طرح سے صاف رکھنا۔ سنتوش تو آپ سمجھتے ہی ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں کسی چیز کا لوبھ نہیں کرنا چاہئیے اور جو کچھ مل جائے۔ اسی میں گذارہ کر لینا چاہئیے۔ تپ کے معنی ہیں تپسیا۔ یعنی جسم کی سادھنا اور اندریوں پر قابو پانا۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جنگل میں جا کر شریر کو کشٹ دیا جائے۔ بلکہ اصل تپسیا وہ ہے جس کا ذکر بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کیا ہے۔ وہ ان کی زبانی ہی سن لیجئے۔

شلوک ۱۴۔ دیوتا۔ برہمن۔ گورو اور وددان پرشوں کی عزت کرنا۔ صاف ستھرا رہنا۔ سادہ جیون بتانا۔ برہمچریہ کا پالن کرنا اور اہنسا کے اصولوں پر عمل کرنا۔ یہ سب شریر کا تپ ہے۔

شلوک ۱۵۔ کسی کے دل کو نہ دُکھانے والی۔ پریم بھری۔ میٹھی۔ ہتکاری اور سچی بات کہنا اور سوادھیائے کا ابھیاس کرنا یہ سب زبان کا تپ ہے۔

شلوک ۱۶۔ من کی خوشی اور شانتی۔ مون برت کا ابھیاس کرنا۔ من کو قابو میں رکھنا اور انتہہ کرن کی صفائی۔ یہ سب من کا تپ کہا جاتا ہے۔

تپ کے بعد **سوادھیائے** کا ذکر آتا ہے۔ جس کا مطلب ہے اچھی کتابوں کا پاٹھ کرنا۔ ہر ایک مذہب میں کسی نہ کسی دھارمک گرنتھ کا پاٹھ کرنا ضروری کہا گیا ہے۔ وید شاستر۔ اُپنشد۔ رامائن۔ مہابھارت۔ گورو گرنتھ صاحب۔ قرآن شریف اور بائیبل وغیرہ۔ بہت اعلٰے قسم کے دھارمک گرنتھ ہیں جن کے پڑھنے سے من کو شانتی ملتی ہے۔ ان میں سے جس گرنتھ میں بھی آپ کو شردھا ہو، اُس کا روزانہ پاٹھ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح **ایشور پری دھان** کا مطلب ہے آتم سمرپن۔ یعنی اپنے جیون کو بھگوان کے ارپن کر دینا۔ اور یہ وشواس رکھنا کہ بھگوان جو کچھ بھی کر رہے ہیں اُس میں ہر طرح سے ہماری بھلائی ہی ہے۔

یوگ کا تیسرا انگ ہے آسن۔ یعنی یوگ کا ابھیاس کرنے کے لئے ہمیں کس طرح بیٹھنا چاہیئے۔ آسن کئی پرکار کے بتائے گئے ہیں۔ پر میرے خیال میں سب سے اچھا آسن وہی ہے۔ جس سے ہمارے شریر کو ڈکنفنٹ ہو نہ تھکاوٹ۔ لیکن پیٹھ۔ گردن اور سر کو ہر حالت میں سیدھے رکھنا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ پڑنے پائے۔ عام طور پر کمل آسن کو زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پالتی مار کر اس طرح بیٹھ جائیں کہ دایاں پاؤں بائیں ران کے اُوپر اور بایاں پاؤں دائیں ران کے اُوپر ہو اور اس کے ساتھ ہی پیٹھ۔ گردن اور سر کو بالکل سیدھا رکھا جائے اس آسن سے شریر کو تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ اور من کو شانتی ملتی ہے۔

آسن کے بعد چوتھا انگ ہے پرانایام۔ جو کہ راج یوگ کا ایک خاص انگ ہے۔ عام لوگ تو پرانایام کو سانس پر قابو پانا ہی سمجھتے ہیں۔ پر اصل میں اس کا مطلب ہے پران شکتی کو جسم میں داخل کرنا۔ یہ برہمانڈ پران شکتی کا ایک اتھاہ سمندر ہے۔ یوگی لوگ جانتے ہیں کہ اس پران شکتی کو ہم کس طرح سے اپنے اندر داخل کر سکتے ہیں۔ اور اس سادھن کو پرانایام کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کمل آسن لگا کر ناک کے دائیں نتھنے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو دھیرے دھیرے اندر لے جایئے۔ اور جتنی دیر سانس کو اندر لیجانے میں لگے اُس سے دُگنے وقت کے لئے سانس کو اندر روکنے کی کوشش کریں۔ پھر دائیں نتھنے پر سے انگوٹھے کو اُٹھا کر دوسری اُنگلی سے ناک کے بائیں نتھنے کو بند کر لیں اور سانس کو دھیرے دھیرے باہر نکال دیں۔ اب سانس کو پھر اندر کی طرف لے جایئے۔ اور پہلے کی طرح اُس کو دُگنے وقت کے لیئے اندر روکنے کی کوشش کریں۔ پھر بائیں نتھنے پر سے اُنگلی اُٹھالیں اور دائیں نتھنے کو انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو باہر نکال دیں۔ سانس کو اندر روکنے کے وقت اپنے پیٹ کو پوری طرح باہر کی طرف پھیلائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہوا اندر داخل ہو سکے۔ اور سانس کو باہر نکالتے وقت پیٹ کو اندر کی طرف سمیٹ

لیں تاکہ سب ہوا بالکل اچھی طرح باہر نکل جائے۔ یہ سارا عمل کرنے سے ایک پرانا یام ہوا۔ آپ آرام سے جتنی بار اس عمل کو دُہرا سکیں۔ اُتنا ہی اچھا ہوگا۔ لیکن شروع شروع میں سات بار کرنا کافی ہوگا۔

یوگ کا پانچواں انگ ہے پرتیا ہار۔ جس کا مطلب ہے۔ من کی گتی کو روکنا یا اُس پر قابو پانا۔ ہمارا من بندر کی طرح چنچل ہے اور کبھی بچلا نہیں بیٹھ سکتا۔ ایک سیکنڈ میں یہ آکاش کی سیر کر لیتا ہے۔ اور ایک سیکنڈ میں پاتال میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کو بس کرنا بہت مشکل ہے۔ پرتیا ہار کا مطلب یہی ہے۔ کہ من جس طرف بھی جانا چاہے۔ اُس کو وہاں جانے سے روکا جائے۔ جتنے کہ اُس میں کوئی سنکلپ یا وکلپ باقی نہ رہے۔ اور وہ بالکل شانت ہو جائے۔

اب چھٹا انگ ہے دھارنا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب من ادھر اُدھر دوڑنا چھوڑ کر شانت ہو جائے۔ تو اس کو کسی مقام پر جمانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ عام طور پر یوگی لوگ اپنے من کو ہردے کمل یا آتما پر جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور باقی سب پرکار کے وچاروں کو من سے باہر نکال دیتے ہیں۔ من کو کسی خاص نکتہ پر جمانے کے عمل کو انگریزی میں CONCENTRATION کہتے ہیں۔ اور جب اُس کو پرماتما پر جمایا جائے تو اُس عمل کو MEDITATION یا دھیان کہتے ہیں جو راج یوگ کا ساتواں انگ ہے دھیان یعنی MEDITATION کا مطلب ہے کہ سوائے پرماتما کے اور کسی چیز کو من میں نہ آنے دو اور اپنے آپ کو پرماتما کے دھیان میں لین کر دو۔ اس عالت میں کچھ تو ساکار برہم یعنی اِشٹ دیوتا کی مورتی پر من کو جما لیتے ہیں اور کچھ لوگ نراکار برہم کا ہی دھیان کرتے ہیں۔ اس ابھیاس سے من میں آتما کا پرکاش پھیلنے لگتا ہے جو کہ دھیرے دھیرے بڑھتا ہوا سارے برہمانڈ میں چھا جاتا ہے۔ اُس وقت یوگی کو ہر طرف پرماتما ہی پرماتما نظر آنے لگتا ہے اور وہ آنند کے ساگر میں غوطے کھانے لگتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر یوگی پرماتما کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ اور برہمانڈ کے سب بھید اُس پر کھل جاتے ہیں۔ اسی عالت کو سمادھی کا نام دیا جاتا ہے۔ جو کہ راج یوگ کا آٹھواں اور آخری انگ ہے۔

نام یوگ

"نام یوگ" اُس سادھن کو کہتے ہیں جس کے ابھیاس سے سادھک اپنے شریر کے اندر انحد شبد کو سننے لگتا ہے اس کو ناد یوگ۔ سہج راج یوگ اور سُرت شبد یوگ بھی کہا جاتا ہے۔

سنت کبیر۔ دادُو جی۔ بابا نانک دیو۔ سنت تلسی داس۔ مہاتما غریب داس اور رادھا سوامی بھائی یہ سب نام یوگ میں شردھا رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سارے برہمانڈ میں اور ہمارے شریر کے اندر بھی شبد ہی شبد سما رہا ہے۔ اور جیسے کہ ویدوں میں کہا گیا ہے "ناد و برہم" یہ شبد ہی برہم ہے۔ چونکہ برہم کی طرح شبد کی کوئی حد نہیں اس لیئے صوفی اصحاب نے اس کو انحد بھی کہا ہے۔

آجکل کچھ لوگ اپنے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ برہم کا دیکھنا کیا مشکل ہے۔ آنکھ اور کان بند کر لو۔ جو شبد تم کو سُنائی دیتا ہے وہی انحد شبد ہے اور وُہی برہم ہے۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بھاری بھول ہے۔ ایک معمولی امتحان پاس کرنے کے لیئے ہمیں خاص محنت کرنی پڑتی ہے۔ برہم کے درشن اس قدر آسان نہیں ہو سکتے۔ کان بند

کرنے سے جو آواز سنائی دیتی ہے وہ ممکن ہے خون کے دورہ کی آواز ہو۔ برہم کے درشن کرنے کے لئے تو جنم جنمانتر تک محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ مہاپرشوں نے فرمایا ہے کہ نام یوگ کے ابھیاس کے لئے تین مشہور مارگ ہیں :۔ پپلیکا مارگ ۔ مین مارگ ۔ اور وہنگم مارگ ۔

پپلیکا مارگ کا ارتھ ہے چیونٹی مارگ ۔ چیونٹی بہت آہستہ آہستہ چلتی ہے ۔ اور اگر راستہ میں کوئی رس والی چیز مل جائے تو وہیں ٹھہر جاتی ہے ۔ تمام لوگوں کا یہی حال ہے وہ ابھیاس تو ضرور کرتے ہیں لیکن اگر وہ کوئی سدھی حاصل کر لیں تو وہیں اٹک جاتے ہیں ۔

مین مارگ کا ارتھ ہے ۔ مچھلی مارگ ۔ مچھلی میں یہ خاص خوبی ہے کہ پانی کتنی بھی اونچائی سے نیچے گر رہا ہو ۔ وہ پانی کی دھارا کا سہارا لے کر اوپر جا پہنچتی ہے ۔ اس لئے مہاپرشوں نے سادھک کے لئے اس مارگ کی بہت پرشنسا کی ہے ۔

وہنگم مارگ کا ارتھ ہے پکشی مارگ ۔ راج پکشی کسی سہارے کے بغیر آکاش میں اڑتا رہتا ہے ۔ اور ہر وقت آنند محسوس کرتا ہے ۔ اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے کبھی پہلے جنم میں سادھنا کی ہو ایکدم انحد شبد سننے کے یوگیہ ہو جاتے ہیں ۔ اور اسی جیون میں مکتی پراپت کر لیتے ہیں ۔

راج یوگ کی طرح سُرت شبد یوگ کے بھی آٹھ سادھن بتائے گئے ہیں ۔ اخلاقی جیون کی ترقی کے لئے پہلے چار سادھن ہیں :۔ سادگی ۔ سچائی ۔ سیوا اور ست سنگ ۔ اور روحانی جیون کا آنند حاصل کرنے کے لئے چار سادھن ہیں ۔ سمرن ۔ بھجن ۔ دھیان اور سمادھی ۔ روحانی منزلوں کا لطف لینے کے لئے پہلے اخلاقی جیون کے سادھنوں کا ابھیاس لازمی ہے ۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو مکان تعمیر نہیں ہو سکتا ۔ جب ان سادھنوں کا ابھیاس کرتا ہوا سادھک سمادھی کی اوستھا کو پراپت ہوتا ہے تو اس کو انحد شبد سہواہی سنائی دینے لگتا ہے اور اس کی سُرت یعنی جیو آتما انحد شبد یعنی برہم میں سما جاتی ہے جو کہ ہم سب کے جیون کا لکش ہے ۔

سُرت شبد یوگ کے بارے میں گورو امرداس جی مہاراج نے رام کلی میں آنند میں فرمایا ہے :۔

آنند بھیا میری مائے ستگورو میں پایا ؏
ستگورو تاں پایا سہج سیتی من وجیاں ودھائیاں
راگ رتن پرلوار پریاں شبد گاون آئیاں
شبدو تاں گاوو ہری کیرا من جنہیں وسایا
کہے نانک آنند ہویا ستگورو میں پایا (رامکلی محلہ ۳)

ارتھ :۔ اے میری ماں ۔ مجھے اب انند ہی انند ہے ۔ میں نے ستگورو (پرماتما) کو سہج ہی میں پا لیا ہے اور من میں ودھائی کی آوازوں کی گونج آ رہی ہے سب راگ اور راگنیاں اپنے پرلوار کے ساتھ شبد گانے کیلئے آ گئی ہیں ۔ اس لئے اس شبد روپی برہم کے گیت گاؤ جس نے برہم کو اپنے اندر بسایا ہوا ہے ۔ نانک جی کہتے ہیں ۔ اب

مجھے انند ہی انند ہے۔ چونکہ میں نے ست گورو (انحد شبد) کو پالیا ہے۔

اسی طرح سُرت شبد کے بارے میں رادھا سوامی مت کے گرنتھ میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

سب کا آدی شبد کو جان　　انت سبھی کا شبد پچھان
تین لوک اور چوتھا لوک　　شبد رچے یہ سب ہی تھوک
شبد سُرت دوئی دھار سمان　　پرش انامی کے پر پروان
شبد ہی کارن شبد ہی کاج　　شبد رچایا سارا ساج
شبد ہی سیوک شبد ہی سوامی　　شبد ہی گھٹ گھٹ انتریامی
شبد ہی بچھلی شبد ہی پیر　　شبد بکھانے سنت کبیر
شبد بتاویں نانک پیر　　شبد لکھاویں تلسی ویر
شبد شاہ اور شبد وزیر　　رادھا سوامی کھو میرے ویر

ہٹھ یوگ

یوگ کے اُس سادھن کو ہٹھ یوگ کا نام دیا جاتا ہے۔ جس سے شریر کو تندرست رکھا جاتا ہے۔ ہمارا شریر بھی ایک طرح سے بھگوان کا مندر ہے۔ اگر ہمارے شریر میں کوئی روگ ہو تو پرماتما کا نام لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے یوگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کا سواستھ ٹھیک رہے۔ اور اُس کے شریر کو کوئی کشٹ نہ ہو۔ غور سے دیکھا جائے تو یوگ کے ابھیاس سے نہ صرف آتمک اور مانسک روگ دُور ہوتے ہیں بلکہ شریرک دُکھ بھی نشٹ ہو جاتے ہیں۔ جہاں آتمک اور مانسک روگوں کو دُور کرنے کے لئے راج یوگ اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔ وہاں شریر کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے ہٹھ یوگ بہت لابھ دائیک ہے۔

ہٹھ یوگ میں بہت پرکار کے آسن بتائے گئے ہیں۔ جن سے شریر کے سب روگ دُور ہو جاتے ہیں۔ اور آخری دم تک سواستھ بنا رہتا ہے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے۔ کہ جن روگیوں کو ڈاکٹر اور وید بھی جواب دے دیتے ہیں یوگی لوگ اُن کا علاج یوگ آسنوں دوارہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آسن کرنے کا ڈھنگ کسی یوگی سے سیکھنا چاہیئے۔ وہ آپ کو بتا دیگا کہ کون سا آسن کرنے سے کیا لابھ ہوتا ہے۔ اور وہ آسن کتنی دیر تک کرنا چاہیئے۔ اگر آپ کسی یوگی کی سہائتا کے بغیر یوگ آسن شروع کر دیں گے تو کئی بار فائدہ کی بجائے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ میں تو آپ کو اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ سب آسن آرام سے اور دھیرے دھیرے کرنے چاہیئں۔ اور کسی حالت میں بھی جسم کو تھکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ یوگ آسن کرنے کے بعد اگر گرم گرم دودھ پی لیا جائے تو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اسی طرح یوگ آسن کرتے وقت اگر آپ پرماتما کا دھیان بھی کرتے رہیں گے۔ یا اُس کے نام کا سمرن کرتے رہیں گے تو سونے پر سہاگہ والا کام ہوگا۔

یوگ آسن تو بہت ہیں۔ لیکن ان میں سے جو خاص خاص آسن ہیں اُن کے نام یہ ہیں:-
شیرش آسن ۔ سروانگ آسن ۔ بل آسن ۔ متسیہ آسن ۔ بھجنگ آسن ۔ سلبھ آسن ۔ دھنر آسن ۔ سیور آسن اور شو آسن ۔ ان آسنوں کے کرنے کا طریقہ بھی مختصر طور پر بتا دیتا ہوں ۔ لیکن ان کا ابھیاس کرنے کے لئے کسی یوگی کی سہاتنا ضرور لینی چاہیئے ۔

۱۔ شیرش آسن ۔ اس کا مطلب ہے سر کا آسن ۔ یہ آسن سب آسنوں کا راجہ ہے ۔ اس سے نہ صرف دماغ اور یاداشت کو لابھ ہوتا ہے بلکہ آتمک شکتی بھی بڑھتی ہے ۔ خون کے دباؤ کو یہ آسن بالکل ٹھیک کر دیتا ہے اور آنکھ ، کان ، اور گلے کے سب روگوں کو دور کر دیتا ہے ۔ یہ آسن عورتوں کے لیے بہت مفید ہے ۔ اس کے ابھیاس سے نہ صرف گربھ کے سب روگ دور ہو جاتے ہیں بلکہ کئی بار بانجھ عورتوں کو بھی بچے پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اس کا ڈھنگ یہ ہے:-
زمین پر کپڑا تہہ کر کے یا روئی کا گدا رکھ لیں ۔ اور اس پر اپنے سر کو ٹکا کر لیٹ جائیں ۔ اب اپنی ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اٹھائیں جتنے کہ وہ بالکل سیدھی ہو جائیں ۔ اور جسم کا سب بوجھ سر پر آ جائے ۔ شروع شروع میں کسی دوسرے شخص کا یا دیوار کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے ۔ پانچ یا دس منٹ کے لیے اسی حالت میں اُلٹے کھڑے رہیں ۔ اور تھکاوٹ محسوس ہونے پر ٹانگوں کو دھیرے دھیرے نیچے لا کر پھر زمین پر لیٹ جائیں ۔

۲۔ سروانگ آسن شیرس آسن سے کافی ملتا جلتا ہے ۔ اور اس کے کرنے کا ڈھنگ بھی وہی ہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ شیرس آسن میں شریر کا بوجھ سر پر ہوتا ہے ۔ اور سروانگ آسن میں کندھوں پر ۔ اس میں کمر کو دونوں ہاتھوں کا سہارا دیا جا سکتا ہے ۔ لیکن شریر کا بوجھ ہاتھوں پر نہیں ہونا چاہیئے ۔ یہ آسن عام سواستھ کے لئے بہت مفید ہے اور پیٹ کی خرابی ۔ دماغ کی کمزوری اور سوپن دوش کے روگوں کے لئے خاص طور پر لابھ دائیک ہے ۔

۳۔ بھجنگ آسن ۔ یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریر کوبرے جیسی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ اس لیے اس کو بھجنگ آسن کہا جاتا ہے ۔ چھاتی کے بل زمین پر اُلٹے لیٹ جائیے ۔ اور دونوں بازوؤں کو جسم کے ساتھ ساتھ رکھئے اب ہتھیلیوں کو زمین کا سہارا دے کر جسم کے اگلے حصے کو دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اٹھائیے ۔ اور اُسے پچھلی طرف کو جھکانے کی کوشش کریں ۔ جتنے کہ بازو بالکل سیدھے ہو جائیں ۔ اور ٹھوڑی اوپر کو اٹھ جائے یہ آسن پیٹ کی بیماریوں کے لیے بہت مفید ہے ۔

۴۔ سلبھ آسن ۔ یہ آسن کرنے کے لیے بھجنگ آسن کی طرح چھاتی کے بل اُلٹے لیٹ جائیے ۔ اور بازوؤں کو جسم کے ساتھ رکھئے ۔ ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر اور ہاتھوں کو زمین کا سہارا دیتے ہوئے اپنی ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر کو اٹھائیے ۔ لیکن یہ خیال رکھیں کہ وہ جھکنے نہ پائیں اور بالکل سیدھی رہیں ۔ بدہضمی اور موٹاپا دور کرنے کے لئے یہ آسن بہت مفید ہے ۔ یہ آسن قبض کو بھی دور کرتا ہے ۔ اور جگر کو ٹھیک کرتا ہے ۔ درد ریح

اور کمر درد کے لیئے بھی اس کا ابھیاس بہت لابھ دائیک ہے ۔

۵۔ **متسیہ آسن** ۔ چونکہ یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریر مچھلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ اس کو متسیہ آسن کا نام دیا گیا ہے ۔ سیدھے بیٹھ کر دائیں پاؤں کو بائیں ران پر اور بائیں پاؤں کو دائیں ران پر رکھیں ۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر جمائیں ۔ اور اسی حالت میں دھیرے دھیرے پچھلی طرف کو جھک جائیں جتنے کہ آپ کا سر زمین پر لگ جائے اور چھاتی اوپر کو رہے ۔

اس آسن کے ابھیاس سے پیٹ کی ناڑیوں کو بہت لابھ ہوتا ہے جس سے پیٹ کے سب روگ دور ہو جاتے ہیں ۔ بواسیر کسی قسم کی ہو اس آسن کے لگاتار ابھیاس سے دور ہو جاتی ہے ۔

۶۔ **دھنر آسن** کا نام دھنش سے لیا گیا ہے ۔ زمین پر اُلٹے لیٹ جایئے ۔ اب گھٹنوں کو جھکا کر ٹانگوں کو اوپر کی طرف اُٹھایئے ۔ اور پاؤں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑیئے ۔ سر کو بھی دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اُٹھایئے جتنے کہ جسم کا سب بوجھ پیٹ پر رہ جائے ۔

اس آسن سے ہمارا ہاضمہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور بھوک خوب لگتی ہے ۔ ٹانگوں اور گھٹنوں کے درد کو دور کرنے کیلئے یہ آسن اکسیر کا کام دیتا ہے ۔ اور ریڑھ کی ہڈی کو بھی طاقت دیتا ہے ۔

۷۔ **ہل آسن** ۔ زمین پر لیٹ جایئے ۔ اور بازوؤں کو جسم کے دونوں طرف اس طرح رکھیئے کہ ہتھیلیاں زمین کے ساتھ لگی رہیں ۔ اب ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر اُٹھا کر پیچھے کی طرف جھکایئے ۔ جتنے کہ وہ سر کے پاس زمین پر لگ جائیں ۔ ٹانگوں میں خم نہ پڑنے پائے ۔ اور کچھ دیر اس حالت میں رہ کر ٹانگوں کو دھیرے دھیرے واپس لا کر سیدھے لیٹ جایئے ۔

اس آسن کے ابھیاس سے ریڑھ کی ہڈی اور اس کے ساتھ والی ناڑیوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے ۔ کمر درد کو آرام آتا ہے ۔ اور سارے جسم میں چستی محسوس ہونے لگتی ہے ۔

۸۔ **میور آسن** ۔ اس آسن کا نام مور پنچھی سے لیا گیا ہے ۔ گھٹنوں کے بل زمین پر اس طرح بیٹھ جایئے ۔ کہ آپ کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں کے پاس زمین پر ٹک جائیں اور سر نیچے کی طرف جھک کر زمین پر جا لگے ۔ اب آپ سر کو دھیرے دھیرے اوپر اُٹھانے کی کوشش کریں ۔ اور ساتھ ہی ٹانگوں کو سیدھا کر کے اوپر کو اُٹھائیں اور جسم کا سب بوجھ ہتھیلیوں پر ہی رہے ۔ یہ آسن کچھ مشکل ضرور ہے پر ابھیاس ہونے پر ٹھیک ہونے لگتا ہے

اس آسن سے پھیپھڑوں کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور خون کا دورہ ٹھیک ہونے لگتا ہے ۔ بھوک بھی خوب لگتی ہے اور جگر کے دوش دور ہو جاتے ہیں ۔

۹۔ **شو آسن** ۔ یہ آسن آسان بھی ہے اور مشکل بھی ۔ زمین پر اس طرح پیٹھ کے بل لیٹ جایئے کہ جسم کے کسی حصہ پر بھی دباؤ نہ پڑے اور ایسے محسوس ہو کہ جسم مُردہ ہو چکا ہے ۔ جسم کی تھکاوٹ کو دور کرنے کیلئے یہ آسن جادو کا کام دیتا ہے ۔ اسلیئے دوسرے آسن کرنے کیبعد اس آسن کا کرنا بہت لابھدایک ہے ۔ اور کئی یوگ کے ماہر ہر آسن کے بعد شو آسن کر لینے کو بہتر کہتے ہیں

آتم سمرپن

اثر خامہ پنڈت چاتن رام جی وفا

وشو ویاپی ۔ سرو شکتیمان ۔ رازق اور کریم ۔۔۔ مالک کون و مکان اے خالق عالم رحیم

سرو ویاپک آپ ہیں ۔ محدود نامحدود ہیں ۔۔۔ ہر جگہ موجود بھی ہیں اور ناموجود ہیں

ایک اور انیک بھی نزدیک بھی ہیں دور بھی ۔۔۔ ویکت بھی اویکت بھی ۔ ظاہر بھی ہیں مستور بھی

موہ ممتا اور اہنکتا چھوڑ کر پرماتمن ۔۔۔ آپ کے چرنوں میں ارپن ہے یہ تن من اور دھن

آپ نے جو کچھ بھی بخشا تھا وہ ارپن کر دیا ۔۔۔ جو بھی کچھ تھا پاس میرے سب سمرپن کر دیا

کوئی سنسارک تمنا اب نہیں باقی رہی ۔۔۔ ہے اگر درکار تو ہے رہنمائی آپ کی

تاکہ تیرا روپ بن کر تجھ میں ہی کھویا رہوں ۔۔۔ یہ درڑھ ابھیاس آٹھوں پہر ہی کرتا رہوں

مشکلیں اس راہ میں جو بھی مجھے آئیں سدا ۔۔۔ دور کر پا سے تری سب دور ہوں پرماتما

کر دیا تیرے حوالے اس طرح اپنا بھون ۔۔۔ جس طرح دست ڈرائیور میں ہو انجن جان من

جس طرف چاہیں چلائیں جو بھی چاہیں کام لیں ۔۔۔ اور اننت شکتی سے پورن اپنی سب لیلا کریں

چھوڑ کر اہنکار کرموں کو اور اس کے پھل سدا ۔۔۔ آپ کے ارپن ہوں سب پرماتمن کرتا ہوا

گر تمنا ہے تو ہے اے مالک بر و بحر ۔۔۔ رات دن آتم سمرپن ہو میرا مضبوط تر

تیری اچھیا کے مطابق ہی میں پرشارتھ کروں ۔۔۔ ہو اسنگ اور ساکشی لیلا تیری دیکھا کروں

تیری اچھیا کے سدا آدھین رہنا ہے مجھے ۔۔۔ جو تو چاہے وہ ہی کہنا اور کرنا ہے مجھے

اپنی مرضی سے تو ہل جل تک نہیں سکتا کبھی
ہوں اسی میں خوش سدا جس میں خوشی ہے آپکی

آتم چنتن

جو اس جسم میں ہے الگ آتما ۔۔۔ جسے وید کہتے ہیں پرماتما

اٹل۔ بے تغیر۔ اچل اور امر — نہ بچپن جوانی۔ بڑھاپے کا ڈر
نہ ہلتی نہ مٹتی نہ گلتی ہے جو — نہ مرتی نہ کٹتی نہ جلتی ہے جو
جسے رنج و راحت نہ حرص و ہوا — نہ ہے عشق و الفت سے کچھ واسطا
نہ کچھ بھوک اس کو نہ کچھ پیاس ہے — سدا ایک حالت جسے راس ہے
اگم اور اگوچر ہے عالی صفات — نہیں ہے جو پابند موت و حیات
نہ بندھو ہے جس کا نہ کوئی سکھا — نہ ماتا ہے جس کی نہ کوئی پتا
نہ مادہ نہ نر ہے بے ذات و صفات — وہ قادر و خالق ہے قائم بالذات
وہی آتما ہوں میں پہچان لو — صفات اور میری ذات سے جان لو
سدا وشو ویاپی جو بے انت ہے — نہ جس کا کوئی آد اور انت ہے
اسی سے منور ہیں کون و مکاں — اسی سے ہیں روشن زمیں آسماں
چمکتا ہے سورج ہوا ہے رواں — ہر اک شے میں لطف و کرم بیکراں
ہے بارش سے غلہ اور غلے سے نور — ہے جاندار و بے جاں کا جس سے ظہور
اسی سرو ویاپی کا میں روپ ہوں — اسی کے ہی رشتہ سے منسوب ہوں
جہاں واک "تت توم اسی" سام کا — ہے کہتا کہ تم برہم کی ہو ستا
گذر دل میں خواہش کا ہوتا نہیں — مری اپنی کوئی تمنا نہیں
میں ذریعہ سدا اسکی خواہش کا ہوں — وہ جو کچھ کراتا ہے کرتا پھروں
گو تابع ہیں سب میرے نفس و حواس — میں ہوں ان سے اوجھل مگر آس پاس
سدا حکم اس کا بجاتا ہوں میں — نہ کچھ کام از خود کراتا ہوں میں
ہوں سب دیکھتا چھپ چھپا کر یہ کھیل — ہرا اور اس کا ہے اپنا ہی میل
تماشائی بن کر تماشا کروں — کھڑا دور ہی سے میں دیکھا کروں
علاقہ میں جوں اپنے راجہ پھرے — اور دن رات دورے پہ دورا کرے
مگر پھر بھی قیدی وہ ہوتا نہیں — مجھے بھی تو آزاد سمجھو یونہیں
رسومات نیکی بدی رنج و غم — خوشی کوئی مجھ کو نہ مجھ کو الم
میں ہر ایک بندھن سے آزاد ہوں — اور ہر وقت ہر حال میں شاد ہوں
ہیں نایاب و نادر کرشمے ترے — نگاہوں میں رہتے ہیں ہر دم بسے
انہیں دیکھ کر مست و مسرور ہوں — میں دین و دنی سے بہت دور ہوں

غرض یہ کہ تیرا تماشائی ہوں
دل و جان سے تیرا شیدائی ہوں

شانتی پانے کا مہا منتر

(شری سانول شاہ نارا گڑھی)

گھنے جنگل میں سے تین فقیرانہ صورتیں گذر رہی تھیں۔ جنگل میں درختوں کے الجھاؤ کی وجہ سے گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ جا بجا کانٹے دار جھاڑیاں اور جنگلی جانوروں کے غول دکھائی دے رہے تھے۔ کہیں کہیں راہ چلتے فقیروں کو دیکھ کر کوئی خونی آشام درندہ خوفناک آواز میں دہاڑتا ہوا آگے بڑھتا۔ تاہم آگے چل رہے فقیر کی بے نیازی اور نورانی صورت کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتا۔ تمام جنگلی جانوروں میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ کوئی اپنی جگہ پر کھڑا دانت پیستا۔ کوئی اچھل اچھل کر بےچینی کا اظہار کرتا اور کوئی دور ہٹ کچکچاتا فقیروں کو اس راہ سے چلتے دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔

سب سے آگے چلنے والے درویش ان تمام باتوں سے بے نیازانہ راستہ پر بڑھے جا رہے تھے۔ تاہم دوسرے دونوں فقیر بار بار مونہہ بسورتے۔ کانٹوں سے دامن بچاتے اور جنگلی درندوں کے خوف سے کانپتے۔ خود کو محفوظ رکھنے کے لئے ادھر ادھر دیکھتے بمشکل چل رہے تھے۔

ان دونوں فقیروں میں سے ایک نے کہا۔ گورو جی! یہ آپ ہمیں کہاں لے آئے؟ جان عذاب میں پڑ گئی ہے

دوسرے نے کہا:۔ بھائی مردانہ! گورو جی ہمیشہ ہی ایسی راہوں پر چلتے ہیں۔ جن سے گزرنا انسان کے بس کی بات نہ ہو۔ بھلا ایسے بھیانک جنگل میں سے گزرنا کیا ضروری تھا۔

پہلے نے کہا۔ بھائی بالا! یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس جنگل کا انت تو نہ ہوگا۔ ہاں ہمارا انت ضرور ہو جائے گا۔ اور لوگ کہیں گے کہ گورو نانک جی نے اپنے دونوں ساتھی سچ کھنڈ میں بھیج دیئے ہیں۔

آگے چل رہے درویش گورو نانک دیو نے ساتھیوں کی بات سنی اور مسکرا کر کہا:۔ گھبراؤ مت! اب اس جنگل کا انت ہونے ہی والا ہے۔ بڑھے چلے آؤ۔ فقیروں کو کسی سے ڈرنا شوبھا نہیں دیتا

بھائی مردانہ نے جس کا پاؤں اچانک ہی ایک بھیانک سانپ کے سر پر پڑ گیا تھا چیخ کر بولا۔ گورو جی! یہ دیکھئے یہ کیا ہے؟ اگر میرا پاؤں اس کے سر پہ نہ پڑتا تو میں تو ہو لیا تھا۔ آپ کہتے ہیں۔ ڈرو مت۔

گورو نانک جی نے کہا۔ بے شک جو دوسروں کو ڈراتا نہیں اسے خود بھی ڈر نہیں لگتا۔ ہم جب سب کے ہتیشی ہیں تو ہمارا کوئی شترو ہو ہی نہیں سکتا۔ بڑھے آؤ۔ دکھ سکھ۔ اندھیرا اور روشنی اچھا اور برا۔ نیکی اور بدی

پر تو ساری جیووں کے لئے ہیں۔ فقیروں کے لئے تو سب برابر اور دھوپ چھایا کا کھیل ہیں۔ لو دیکھو وہ سامنے اُجالا نظر آنے لگا ہے۔ بڑھے چلو ......

کچھ اور آگے بڑھنے پر جنگل ختم ہو گیا۔ اب سامنے ایک دلکش سہانی وادی تھی۔ پھولوں بھری خوبصورت وادی جس میں ایک طرف میٹھے پانی کا جھرنا بہہ رہا تھا۔ جا بجا پھولوں سے لدے درخت کھڑے تھے۔ اور دُور حد نگاہ تک لہلہاتے کھیت اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ ایک طرف چند گھروں کی ایک چھوٹی بستی دکھائی دے رہی تھی۔ ذرا آگے بڑھنے پر ایک نیلگوں پانی سے بھرا چشمہ تھا گورو نانک دیو جی نے چشمہ کے کنارے رُکتے ہوئے کہا :- مردانہ ! اگر کہو تو اسی جگہ بیٹھ کر کچھ عرصہ آرام کر لیا جاوے۔ مردانہ نے رباب کے تاروں کو چھیڑ کر تاروں کی جھنکار کے ساتھ سُر ملا کر ہنستے ہوئے کہا۔ واہ واہ کیسی سہانی جگہ ہے۔ گورو جی کچھ عرصہ تو کیا۔ میں تو چاہتا ہوں تمام زندگی یہیں گذار دینی چاہیئے۔ اور یہ کہہ کر اپنے پیچھے آ رہے ساتھی کو جو اپنے کندھے پر سے گٹھڑی اُتار کر گدڑی بچھانے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ مخاطب ہو کر پوچھا۔ کیوں بھائی بالا ! تمہاری کیا مرضی ہے ؟ بالے نے چاروں طرف دیکھ کر اور پھولوں کی خوشبو سے معطر ہوا کا گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ گورو جی واقعی جگہ بہت سُندر ہے یہاں بیٹھ کر سمادھی لگانے اور بھجن کیرتن کرنے کا خوب انند رہے گا۔

گورو نانک دیو یہ سُنتے ہوئے چشمہ کے کنارے پڑی ایک پتھر کی شلا پر بیٹھ گئے۔ بھائی مردانہ نے رباب کو زمین پر رکھ کر اور بالا نے گدڑی بچھا کر آسن لگا دیا۔ اور خود دونوں چشمے کے کنارے ہاتھ پاؤں دھونے لگے۔ تبھی گاؤں کی طرف سے آنے والے رستے پر کسی کے تیز تیز چلنے اور لاٹھی ٹیکنے کی آواز سنائی دی اور تب ایک ادھیڑ عمر کا آدمی قریب پہنچ کر بولا۔ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے ؟ اُٹھیئے یہاں سے یہ غلط بات ہے۔ گورو جی نے اُس کی طرف شانت سبھاؤ سے دیکھا۔ سامنے کھڑا آدمی ادھیڑ عمر کا تھا۔ جس کی کمر کبڑی تھی۔ چہرہ جھریوں بھرا علیمی مائل۔ کمزور جسم لاٹھی کے سہارے کھڑا وہ گورو جی سے مخاطب تھا۔ گورو جی نے دھیرے سے کہا۔ یہاں بیٹھنا غلط ہے تو ہم دوسری جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔ بتاؤ کہاں بیٹھیں۔

وہ آدمی روندھی ہوئی آواز میں بولا۔ مہاراج ! میرا مطلب یہ تو نہیں تھا۔ اس بھیانک جنگل میں سے گذر کر کوئی قافلہ بھی کبھی ادھر نہیں آیا۔ دو تین آدمیوں کا آنا اور وہ بھی فقیروں کا آنا حیران کن بات ہے۔ آپ اس وادی میں آئے ہو لاکھ لاکھ شکر ہے۔ لیکن آپ آ کر یہاں بیٹھ گئے۔ وہ سامنے بستی میں میرا گھر ہے۔ وہاں چلیئے۔ وہاں چل کر رہیئے۔ میں آپ کی سیوا کروں گا۔ کپڑے دھوؤں گا۔ جو رُوکھا سُوکھا میسّر ہے کھلاؤں گا۔ پاؤں دباؤں گا۔ سیوا کا موقعہ دیجئے۔ چلیئے میرے ساتھ۔ آج یہ دھرتی دھن ہوگی۔ آج اس دھرتی کے بھاگیہ جاگ اُٹھے۔ اُٹھیئے مہاراج !

گورو نانک جی نے بدستور اُسی شانت مُدھرا میں اُسے دیکھتے اور اُس کی باتیں سنتے ہوئے ہنس کر کہا۔ بھائی ! ہم درویش آدمی ہیں۔ گھروں۔ بستیوں اور گرہستیوں میں جا کر نہیں رہتے۔ ہمارا ٹھکانہ تو ایسی ہی جگہوں پر ہوتا ہے وہ آدمی بولا :- مہاراج ! میں آپ کی سیوا کرنا چاہتا تھا۔ کیا آپ مجھے سیوا کا موقعہ نہ دیں گے ؟ بات کہنے کا

ڈھنگ ایسا تھا۔ جیسے کوئی سوالی کسی داتا سے سوال کرے اور آشا رکھے کہ نراش نہ کیا جائے گا۔
گورو نانک نے پریم بھری آواز میں کہا۔ سنو بھائی! تمہاری سیوا ہم منظور کرتے ہیں۔ لیکن رہیں گے یہیں۔ تم جو سیوا کرنا چاہو۔ خوشی سے کر سکتے ہو۔
یہ سنتے ہی اس آدمی نے باباجی کے دربڑھ آوانہ کا وچار کرتے ہوئے ہاتھ جوڑے اور واپس پلٹ گیا۔
بالا اور مردانہ ہاتھ پاؤں دھو کر واپس آ گئے۔ مردانہ نے رباب پکڑ لیا اور جیسے سُر میں رباب کی تاروں سے آواز ملا کر بھجن گانے لگا۔

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت دے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

گورونانک آنکھیں موندے نور الٰہی پر توجہ جمائے مستی کے عالم میں سرشار بیٹھے تھے۔ صبح کا وقت طلوع ہوتے ہوئے سورج کی رنگین شعاعیں آسمان پر بکھرے بادلوں کو منعکس کر کے فضا میں مختلف رنگوں کی کہکشاں بکھیر رہی تھیں۔ پھولوں کی پنکھڑیاں ہوا میں اُڑ رہی تھیں۔ بھنورے گونجار کر کے سنگیت بھری جھنکار رہے تھے۔ عجیب جادو سا منظر تھا۔ بھجن کے رسیلے بول رباب کی سُریلی تاروں کی جھنکار میں مل کر وجدانی کیفیت پیدا کر رہی تھی۔ تینوں فقیر آنند کے گہرے ساگر میں غوطہ زن۔ وصل محبوب سے سرشار ہو رہے تھے.....! تب وہ آدمی واپس لوٹ آیا اور پاس پہنچ کر دودھ سے بھرا گلاس اور روٹیوں سے بھری ٹوکری دھرتی پر رکھ کر ہاتھ جوڑتے ہوا بولا۔ مہاراج نہا دھو کر ناشتہ لے لیجئے۔ میں اب دوپہر کو کھانا لے کر آؤں گا۔ یہیں رہیے گا۔ چلے نہ جانا۔ مجھے نراش نہ کرنا۔ درویشوں کا کیا بھروسہ۔ بچن دیجئے آپ یہاں ہی رہیں گے۔
گورو نانک جی نے آنکھیں کھولیں۔ اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ گھبراؤ نہیں ہم تمہیں ملے بنا نہ جائیں گے۔ اور روٹیوں کی ضرورت نہیں۔ تم اپنا کوئی کام کرنا ہو تو جاؤ نہیں تو یہیں بیٹھو۔ ہم دوپہر کو الگ کھانا نہ کھاویں گے اتنا ہی بہت ہے۔ ہم تمہارے پریم کے بندھے اب کچھ دن ضرور یہاں رہیں گے۔ تم ہمارے ساتھ رہ کر بھجن بندگی کا آنند لیا کرو۔
وہ دیہاتی تمام سیوا کے لئے ادھر ادھر گھومتا رہتا۔ جھاڑیوں سے پکے ہوئے بیر چنتا۔ دور دور تک جا کر پکے ہوئے پھل توڑ کر لاتا اور گھر سے لذیذ بھوجن لا کر کھلاتا۔ دن رات سیوا میں لگا رہتا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُس کمزور جسم ناتواں میں نئی قوت آ گئی ہو۔ اور وہ اچانک بہت بڑی دولت پا گیا ہو۔ اور واقعی اُسے وہ دولت مل گئی تھی۔ حقیقی دولت۔ معرفت کا خزانہ جس کے سامنے دنیاوی جاہ و حشمت اور دولت وقوت بے معنی تھیں۔ صبح شام وادی میں بھجن کیرتن کی مدھر دھنیں گونجتی رہتی تھیں۔ اور تمام رات رباب کے سُریلے تاروں میں سے "نرنکار۔ ست کرتار،، کا شبد ہیہار رہتا تھا۔
کامل گورو کی سنگت سے وہ دیہاتی اب ہر گھڑی نرنکار نرنکار کا نام سمرن کرتا۔ آنند سے سرشار رہتا تھا... دل

گزرتے گئے۔ ایک دن بابا نانک جی نے بوڑھے سے کہا:۔ پریمی بھائی! اب ہم آگے جائیں گے۔ پریم ڈور میں بندھے بہت دن یہاں بیت گئے۔ اب جانا ہی ہوگا۔

وہ بولا۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر۔ لیکن میں اب کس کے سہارے رہوں گا۔ کرپانِدھان! میں نے تو ابھی اس راہِ حقیقی پر چلنا بھی شروع نہیں کیا۔ صرف راستہ جانا ہے۔ یا تو مجھے اپنے ساتھ لے چلئے یا کوئی ایسا اُپائے بتائیے جس سے میں بقایا زندگی اسی انند۔ سرشاری اور مستی کے عالم میں گذار سکوں یہ کہہ کر باباجی کے چرنوں میں گر پڑا۔

گورو جی نے اُسے اُٹھا کر ڈھارس دیتے ہوئے کہا: سنو! میں تمہیں ایک ایسا لافانی منتر بتا دیتا ہوں جسے اگر تم سمرن کرتے رہے تو اس سنسار ساگر سے پار اُتر سکو گے اور شانتی کی پراپتی بھی ضرور ہوگی۔ لو دھیان سے سنو اور یاد کرلو۔ یہ کہکر گورو جی نے منتر کا اُچارن کرنا شروع کر دیا۔

"اِک اونکار۔ ست نام۔ کرتا پرکھ۔ نربھو۔ نرویر۔ اکال مُورت۔ اجونی سے بھنگ۔
گور پرساد۔ جپ۔ آد سچ۔ جگاد سچ۔ ہے بھی سچ۔ نانک ہوسی بھی سچ۔"

دیہاتی گورو جی کی بانی کے ساتھ ساتھ منتر کے شبد دہرا رہا تھا۔ بار بار دہرانے سے جب اچھی طرح شبد یاد ہوگیا۔ تب چرنوں کی دُھول ماتھے پر لگا کر بولا۔ میں اس مہامنتر کا جاپ کرتا رہوں گا۔ ہر روز۔ ہر گھڑی۔ ہر پل.... لیکن آپ میرا دھیان رکھنا۔ مجھے بسار نہ دینا۔ میں اس زندگی میں پھر ایک بار آپ کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ گورو درشن کے بغیر موکش نہیں ملتی۔ گورو درشن کے بنا شانتی ادھوری رہتی ہے۔ بھولیے گا نہیں۔

باباجی مسکرا دیئے۔ فقیروں کا قافلہ آگے روانہ ہوا۔ آگے کہاں کون جانے۔ منزل پر پاؤں رکھ کر۔ منزل کا پتہ دوسروں کو بتانے کے لئے جا بجا بھٹکنے والے درویشوں کا ٹھکانہ کون جان سکتا ہے۔

رسالہ اوم کے معزز خریداران سے نویدن

۱۔ اوم کے خریداران سے نویدن ہے کہ وہ اپنا نیا خریداری نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کرلیں۔ یہ نمبر پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دینے سے خط و کتابت کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ اور تعمیل کرنے میں دیر نہیں ہوتی۔

۲۔ ہر سال پتہ والی چٹ نئی چھپتی ہے۔ اور خریداری نمبر تبدیل ہوتا ہے۔ اس کو غور سے پڑھیں اور اگر پتہ میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً تحریر کریں تاکہ غلط پتہ کی وجہ سے آئندہ پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔

۳۔ پتہ تبدیلی کی اطلاع بھی فوراً دینی چاہیئے۔ پتہ تبدیل ہونے پر بھی نئی چٹ لکھی جاتی ہے۔ اور نمبر خریداری تبدیل کیا جاتا ہے۔ پہلا نمبر منسوخ ہوجاتا ہے۔ اسلیے اپنے نئے خریداری نمبر کا ہی حوالہ دینا چاہیئے۔

۴۔ ہم ہر ماہ کی یکم تاریخ کو پرچہ ڈسپیچ کرتے ہیں اگر پرچہ وقت پر نہ ملے تو اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک انتظار کرکے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ہم دوبارہ پرچہ فری بھیج سکیں اگر ۱۵ یا ۲۰ تک ہمیں شکایت نہ ملیگی تو پرچہ قیمتاً ہی مل سکیگا۔ اور سٹاک میں پرچہ ختم ہوجانے پر تعمیل نہ ہو سکیگی۔

مُکتی کا تالاب

مُکتسر

(از قلم شری الفت امین آبادی)

جب سے گورو گوبند سنگھ صاحب نے چمکور کو چھوڑا تھا۔ انہیں ماتا گجری اور دونوں صاحبزادوں زور آور سنگھ اور فتح سنگھ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا کہ ان کا کیا حشر ہُوا۔ گورو صاحب کے کہنے پر ماہی نامی ایک شخص کو سرہند بھیجا گیا تاکہ وہ اُن کا پورا پتہ لائے۔ ماہی دو روز کے بعد جس دردناک سانحہ کی خبر لایا۔ اُسے قلمبند کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ گورو صاحب نے اپنی پوجیہ ماتا اور دونوں چھوٹے صاحبزادوں کی دردناک شہادت کا حال نہایت حوصلہ اور صبر سے سُنا۔ دونوں بڑے صاحبزادے اجیت سنگھ اور جھجھار سنگھ اُن کی آنکھوں کے سامنے جنگِ چمکور میں شہید ہو گئے تھے۔ ذرا اندازہ کیجئے، گورو مہاراج کس دل گردہ کے انسان تھے۔ اتنے انتہائی اور جانکاہ اور ہمّت فرسا صدمات کے باوجود اُن کے پائے ہمّت میں ذرا لغزش نہ آئی۔ آپ جس مشن کو لے کر دنیا میں آئے تھے۔ اس کی تکمیل کے لئے کتنی قربانی، کتنے ایثار، کتنے تحمّل کی ضرورت ہے، وہ بخوبی جانتے تھے۔

آپ مالوہ کے گاؤں گاؤں میں پھرے۔ گورو صاحب کی زبان سے اُن کے سارے پریوار کے خاتمہ کے انتہائی رنجیدہ حالات سُن سُن کر تمام مالوہ آگ بگولا ہو گیا۔ مالوہ کے دیہات میں پھرتے پھراتے آپ دینا ضلع فیروز پور پہنچے۔ یہاں لکھمیر، سمیر اور تخت مل تینوں بھائی گورو صاحب سے اپنی خاندانی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے آئے۔ یہ تینوں بھائی مشہور دلا اور رائے جودھا کے بیٹے تھے جس نے گورو صاحب کے دادا گورو ہرگوبند کی قیادت میں گورو سر کے مقام پر مغل جرنیلوں کو شکست فاش دی تھی۔ ان عقیدت مند بھائیوں کی محبت و ارادت کی وجہ سے گورو صاحب دینا میں چند ماہ ٹھہرے رہے۔ مالوہ کے ایک ایک گاؤں سے لوگ آپ کے درشنوں اور آپ کے مُکھار بند سے پروچن سُننے کے لئے جوق در جوق آنے لگے۔

دینا میں سکھوں کے بھاری اجتماع کی خبریں سرہند کے گورنر وزیر خاں کو بھی مل رہی تھیں۔ اُسے خدشہ پیدا ہُوا کہ یہ آگ کہیں پھر بھڑک کر سرہند کو خاکستر نہ بنا دے۔ اُس نے پیشبندی کے طور پر لکھمیر اور سمیر کے نام فرمان جاری کیا کہ گورو گوبند سنگھ حکومتِ وقت کے باغی ہیں۔ اگر انہیں فی الفور ہمارے سپرد نہ کیا گیا تو اس کے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لکھمیر اور سمیر نے اُسی وقت نواب سرہند کے ایلچی داؤد خاں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ گورو گوبند سنگھ ہماری جان ہیں وہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں۔ ہم اُن کے ہر حکم کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ ان کی خاطر ہم اپنا جان و مال نثار کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

گورو مہاراج نے محسوس کیا کہ اُس پرانے دشمن (نواب سرہند) سے جنگ چھڑ جانے کا کسی وقت بھی امکان ہے۔ آپ نے سکھوں کو فرمان بھیجا کہ وُہ اب پھر ایک فوج تیار کر رہے ہیں۔ علاقہ کے براڑ جاٹوں نے وسیع بھرتی دی۔ چند دنوں میں گورو صاحب کے پاس تقریباً ۱۲ ہزار فوج حاضر تھی (تاریخ پنجاب کننگھم) اس سے پہلے گورو صاحب کی فوج کے تمام سپاہی اپنی خدمات رضا کارانہ پیش کرتے تھے۔ لیکن اب کچھ با تنخواہ بھی رکھے گئے۔

مالوہ کے لوگ گورو صاحب کے مقدس مشن پر جی جان سے فدا ہونے لگے۔ کوٹ کپورا کے چودھری کپورا کے نامور بیٹے سکھیہ اور ہیرہ بڑی شردھا سے گورو صاحب کی شرن میں آئے اور اپنی تمام جاگیر گورو صاحب کے چرنوں میں رکھدی۔ وُہ ایک سو دیہات کے مالک تھے۔ اس پر گورو صاحب نے ہیرا کو آشیرواد دی کہ اُس کی اولاد دیش کے ایک حصّہ پر راج کرے گی۔ فریدکوٹ کا راجہ اُسی ہیرا کے خاندان سے ہے۔ تلونڈی سابو (جو اب دمدمہ صاحب کے نام سے مشہور ہے) کے مشہور جاگیردار رائے ڈلا گورو صاحب کی تعلیم اور اُن کے کارناموں سے متاثر ہو کر اُن پر پروانہ وار فریفتہ ہو گیا۔ اُس نے نہ صرف اپنی تمام جاگیر گورو صاحب کے چرنوں میں رکھدی بلکہ وزیر خاں صوبہ سرہند سے دو دو ہاتھ کرنے کا بھی اعلان کر دیا۔

اُدھر نواب سرہند نے بھی سات ہزار فوج لے کر دمدمہ صاحب پر حملہ کرنے کے لیئے فی الفور یلغار بول دی (تاریخ پنجاب سیّد لطیف) دشمن فوج فیروز پور ضلع کے اُس مقام تک پہنچی جسے اب مکتسر کہتے ہیں۔ مالوہ کے ۴۰ سکھوں نے جو گورو مہاراج کے درشنوں کو آرہے تھے اس آندھی کی طرح چڑھتی ہوئی فوج کو دیکھا جو گورو صاحب پر حملہ کرنے کی نیّت سے آرہی تھی۔ وُہ وہیں پانی کے ایک جوہڑ کے اردگرد گھنے درختوں میں پوزیشن لے کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے نہیّہ کر لیا تھا کہ وُہ کسی قیمت پر بھی شاہی فوج کو آگے جانے نہیں دیں گے۔ انہوں نے سوچ لیا تھا کہ ان کے لیئے گورو مہاراج کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے "سابقہ گناہ" کے کفارہ کے لیئے اس سے بہتر کوئی اور موقع ہاتھ نہ آئے گا۔

یہ وُہی ۴۰ سکھ تھے جو آنند گڑھ کے محاصرے کے وقت بھوک کی اذیّت سے بے صبر ہو کر "بے دعویٰ" پر دستخط کر کے قلعہ سے نکل آئے تھے۔ جب وُہ آنند گڑھ سے مالوہ پہنچے تو ایک طرف سے حکومت وقت نے اُن پر بیحد سختی روا رکھی۔ دوسری جانب اُن کی برادری کے لوگوں نے بھی انہیں نہایت تحقیر سے دیکھا۔ یہاں تک کہ اُن کی عورتیں انہیں طعنہ دیتی تھیں کہ تُم "سچے پاتشاہ" (گورو گوبند سنگھ مہاراج) کو ایک نہایت نازک وقت میں پیٹھ دکھا آئے ہو۔ تم سچے گورو سے بے مکھ ہو۔ تکلیفوں۔ اذیتوں اور گولیوں سے ڈرتے ہوئے بھاگ کر چلے آئے ہو۔ اب تم گھر میں بیٹھو اور ہمیں اجازت دو کہ ہم وہاں لڑنے جائیں۔ اور گورو مہاراج کی طرف سے سُرخرو ہو کر مریں۔

واقعی ان ۴۰ سکھوں کے لیئے سُرخروئی کا وقت تھا۔ جونہی شاہی فوج کچھ آگے بڑھی۔ گھنے درختوں میں تیار بیٹھے ان ۴۰ سکھوں نے تیروں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ شاہی فوج وہیں رُک گئی۔ اُس نے سمجھا، سکھوں کی کوئی بہت بڑی فوج چھپی ہوئی ہے۔ پہلے تو اُسے آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی۔ مگر چند گھنٹوں کی لڑائی میں وُہ آگے بڑھنے میں کامیاب ہو گئی۔ ان سکھوں کا بہادر جتھہ اب میدان میں نکلا۔ وُہ اس بہادری سے لڑا کہ اُن کی مردانگی یادگار زمانہ بن گئی۔ دشمن کی فوج میں کشتوں کے پشتے لگا کر ان میں سے ایک ایک سکھ اپنچ اپنچ پر آخری دم تک لڑتا

ہُوا شہید ہو گیا۔

"دشمن فوج کا بھاری نقصان اس کی ہمت فرسائی کے لیئے کافی تھا۔ اس پر ریتلے میدان کی گرمی بلا کی تھی۔ دفعتہً گرد و باد کے شدید طوفان نے دشمنوں کے رہے سہے اوسان خطا کر دیئے۔ اس کے علاوہ نواب سرہند نے ان ۴۰ سکھوں کی بے پناہ دلاوری سے اندازہ کر لیا تھا کہ اب پانسہ پلٹ چکا ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا" (تاریخ پنجاب سید لطیف)

دن ڈھلے گورو صاحب کو اپنے کیمپ میں اس تصادم کی اطلاع ملی تو آپ خود وہاں پہنچے۔ اُس کھلے ریتلے میدان میں لاشوں کے انبار لگ رہے تھے۔ ایک طرف مائی بھاگو کو دیکھا، وہ جوہڑ کے کنارے بیٹھی اپنے سر کے زخم دھو رہی تھی۔ مائی بھاگو گورو گھرانے کی چار پشتوں سے پرستار تھی اور گورو تسکھشا کی سچی پرچارک تھی۔ آنند گڑھ سے گورو صاحب کے نکل آنے کے بعد وہ مالوہ پہنچ گئی تھی۔ اُس نے گاؤں گاؤں میں گھوم کر گورو گھرانے پر ہوئے اتیا چار اور مالوہ کے اُن ۴۰ سکھوں کے اس طرح بھاگ آنے کی داستانیں سُنائی تھیں۔ یہ مائی بھاگو ہی تھی جو ان ۴۰ سکھوں کو غیرت دلا کر "سچے پاتشاہ" کی خدمت میں معافی کے لیئے لا رہی تھی۔ اُس نے گورو صاحب کو اس لڑائی کا سارا حال سُنایا اور بتایا کہ آپ کے وہی ۴۰ سکھ اس میدان میں شہید ہوئے پڑے ہیں۔

گورو مہاراج کا دل بھر آیا۔ جس مہان ویکتی کی آنکھیں اپنے نوجوان بیٹوں کی شہادت پر نمناک نہ ہوئی تھیں اُن سے بے اختیار آنسو چھلک آئے۔ وہ میدان کی طرف بڑھے۔ میدان میں بچھی ہوئی لاشوں میں سے اپنے ایک ایک سکھ کو پہچانا۔ ایک ایک کا اپنے دوپٹے سے مُنہ پونچھا۔ ایک ایک کو چوما اور سینے سے لگا کر رو دیئے۔ سچے پاتشاہ کو اپنے سکھ بیٹوں سے بھی زیادہ پیارے تھے۔ اُن میں سے اب ایک بھی زندہ نہ تھا۔ جو گورو مہاراج سے کوئی آخری بات کر سکتا۔ ان لاشوں سے پرے ایک اور سکھ کی لاش پڑی تھی۔ گورو صاحب اس طرف بڑھے۔ دیکھا ابھی اُس سکھ میں زندگی کی رمق باقی ہے۔ وہ آخری دموں پر تھا۔ آپ نے پہچان لیا۔ وہ ماں سنگھ تھا۔ گورو صاحب نے جلدی سے اُس کا سر اُٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا:-

"ماں سنگھ، ماں سنگھ! کچھ تو بولو، کچھ تو کہو۔"

ماں سنگھ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں کو جوڑنے کی کوشش کی۔ وہ گورو صاحب کو پرنام کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے مسرت بھرے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی آنکھوں سے گورو صاحب کو دیکھا۔ لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا:-

"ٹوٹی گانٹھو" (یعنی ٹوٹی ہوئی پھر جوڑ دو۔ مطلب یہ تھا کہ آنند گڑھ سے نکلتے وقت ہم جو رشتہ عقیدت توڑ آئے تھے۔ از راہ کرم وہ رشتہ پھر جوڑ دو) گورو مہاراج نے وہ "بے دعویٰ" (لاتعلق) کا کاغذ فوراً اپنی جیب سے نکالا اور اُس دم توڑتے ہوئے سکھ کے سامنے پھاڑ دیا۔ ماں سنگھ کی آنکھوں سے مسرت کے دو آنسو اور گرے اور وہ موت کی ابدی نیند سو گیا۔

ان شہید سکھوں کو گورو صاحب نے "مکتے" (نجات یافتہ) کہہ کر پکارا۔ آج بھی سکھوں کے ہر گھر اور ہر گوردوارے میں ارداس کے وقت ان "چالیس مکتوں" کی نیک کمائی کا ذکر ہوتا ہے اور وہ جوہڑ اب جوہڑ نہیں "مکتسر کا تالاب" بن چکا ہے۔

بھگوان

شری الفت امین آبادی

قائم ہو کوئی رائے، یہ ناممکن ہے
تو فہم میں آجائے، یہ ناممکن ہے
بھگوان! ترا رازِ درونِ پردہ
انسان سمجھ پائے، یہ ناممکن ہے

انسان اندھیرے میں بھٹکتا ہی رہا
نادان سرِ وہم پٹکتا ہی رہا
سو بار بُھلائے بھی تری ہستی کو
اِک تو ہے کہ رہ رہ کے کھٹکتا ہی رہا

تعلیم و ترقی تو بہت پائی ہے
دانش ہے کہ افلاک پہ ہو آئی ہے
بھگوان بدستور بُجھارت ہی رہا
انسان اُسی طور پہ سودائی ہے

اوجھل ہے مگر رُوئے نشانات بھی ہے
چُپ چاپ، اشاروں سے مگر بات بھی ہے
کہتا ہے کبھی زور کا جھٹکا دے کر
"انسان! خبردار! میری ذات بھی ہے

"نتھنوں میں ترے چلتی ہوا، میری ہے
اِس سانچے میں جنبش کی ادا میری ہے
جو کچھ بھی ہُوا، ہونا ہے، ہوگا اِس جا
اے بندۂ غافل! وہ رضا میری ہے

مہابھارت کا شانتی پرب

شری نارد جی کا یُدھشٹر کو دھیرج دینا اور کرن کا پہلا چرتر سُنانا

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔ راجن! اپنے سب سمبندھیوں کو تلانجلی دے کر پانڈو، بِدر، دھرتراشٹر اور بھرت وَنشی سب کی سب استریاں ان سب نے اپنی آتم شُدھی کے لئے گنگا تٹ پر نگر سے باہر ایک مہینہ قیام کیا۔ اس وقت دھرم راج یدھشٹر کے پاس بہت سے رشی منی آئے۔ ان میں دیو ویاس، نارد، دیول، کنو اور دیوستھان اور ان کے چیلے بھی تھے۔ راجہ دھرتراشٹر نے ان سب کا آدر ستکار کیا۔ اس کے بعد ان کو سُندر اور قیمتی آسنوں پر بٹھایا۔ تب وہ مہرشی گن گنگا جی کے پوتر گھاٹ پر شوک سے ویاکل یدھشٹر کی دھیرج بندھانے لگے۔

سب سے پہلے نارد جی نے ویاس وغیرہ منیوں سے بات چیت کر کے راجہ یدھشٹر کو کہا" راجن! آپ نے اپنے باہُو بل اور بھگوان کرشن جی کی کرپا سے ساری پرتھوی کو جیت لیا ہے۔ سو بھاگیہ کی بات ہے کہ آپ اس گھور سنگرام میں زندہ بچ گئے۔ اب ساری پرتھوی پر ادھیکار پا کر آپ پرسن تو ہیں۔ اس راج لکشمی کو پا کر آپ کو کوئی شوک تو نہیں ستاتا؟

یدھشٹر بولے۔" منی شریشٹھ! برہمنوں کی کرپا، بھگوان کرشن جی کی سہائتا، اور بھیم و ارجن کے بل سے میں نے ساری پرتھوی پر ادھیکار پا لیا ہے۔ لیکن میرے ہردے میں ہر روز جلن رہتی ہے۔ کہ میں نے راج کے لوبھ میں اپنی ہی کُل کو ختم کر دیا۔ ابھمنیو اور دروپدی کے پانچوں پُتر بھی میرے اس لالچ کی بھینٹ ہوئے۔ دروپدی سدا ہم لوگوں پر اپنے جیون کو بھی نچھاور کرنے پر تیار رہتی ہے۔ لیکن اس بیچاری کے سب پُتر اور بھائی مارے گئے۔ جب میں اس کی طرف دیکھتا ہوں۔ تو میری چھاتی شوک کے مارے جلنے لگتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایک اور دکھ مجھے بہت جلا رہا ہے۔ وہ یہ کہ ماتا کنتی نے کرن کے جنم کا بھید نہ کہہ کر مجھے اور بھی دکھ میں ڈال دیا ہے۔ جس میں دس ہزار ہاتھی کا بل تھا۔ جو بُدھیمان، دانی اور دڑھ برتی تھا۔ جو پھرتی سے استر چلانے والا اور وچتر ڈھنگ سے یدھ کرنے والا تھا۔ جس کا پراکرم ادبھت تھا۔ وہ مہاویر کرن ہمارا بڑا بھائی تھا۔ جل دان کرتے وقت کنتی نے یہ بھید بتلایا۔ جب کہ رادھا کا پُتر سمجھتے ہوئے ارجن نے اُسے مار دیا تھا۔ ہائے! میں نے اگیان پن میں راج کے لوبھ میں اُس اپنے ماں جایا بھائی کو بھی مروا دیا۔ جب اس بات کی یاد آتی ہے تو میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔ ہم پانچوں میں کوئی بھی انہیں اپنے بھائی کے روپ میں نہیں جانتا تھا۔ لیکن وہ ہم لوگوں کو جانتے تھے۔

سُنا ہے ۔ میری ماتا کنتی ہم لوگوں سے اس کا میل کرانے کے لیئے اُس کے پاس گئی تھی ۔ اور اُسے بتایا کہ "تم رادھا کے بیٹے نہیں ہو ۔ میرے پُتر ہو" لیکن کرن نے اُن کی ابھلاشا پُوری نہ کی ۔ وہ میل ملاپ کرنے پر رضامند نہ ہوئے ۔ اُنہوں نے یہی اُتر دیا "ماں مَیں راجہ دریودھن کو اب نہیں چھوڑ سکتا ۔ اگر تمہاری بات مان کر اب یدھشٹر سے مل جاوں ۔ تو نیچ دھوکے باز اور نمک حرام کہلاؤں گا ۔ لوگ مجھے کرتگھن کہہ کر میری گھور نندا کریں گے ۔ لوگ یہ بھی کہیں گے ۔ کہ کرن ارجن سے ڈر گیا ۔ اس لیئے رن میں کرشن سمیت ارجن کو جیت کر ہی بعد میں یدھشٹر سے میل کرُوں گا" یہ سُن کر میری ماتا نے کہا " اچھا بیٹا ! تم ارجن سے یُدھ کرو ۔ لیکن اپنے باقی چاروں بھائیوں کو ابھے دان دو ۔" اتنا کہہ کر ماتا کانپنے لگی ۔ تب بُدھیمان کرن نے کہا " دیوی ! تمہارے ان چاروں پُتروں کو مَیں جان سے نہیں ماروں گا ۔ اگر مَیں مارا گیا تو ارجن رہیں گے اور ارجن مرے تو مَیں رہوں گا ۔ اس پرکار تمہارے پانچ پُتر ہی ہر حالت میں زندہ رہیں گے ۔" تب کنتی یہ کہہ کر کہ " اپنے بھائیوں کا کلیان کرنا " گھر چلی گئی ۔ اس بات کا بھید نہ تو کنتی نے کھولا اور نہ خود کرن نے ہی ۔ اس لیئے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا بڑا بھائی مارا گیا ۔ اس سے میرے ہردے میں بڑی جلن ہو رہی ہے ۔ کرن اور ارجن کی سہائتا پا کر تو مَیں اندر کو بھی جیت سکتا ہوں ۔ دھرتراشٹر کے دُراتما پُتر جب سبھا میں دروپدی کو کلیش دے رہے تھے ۔ اور کرن بھی کٹھور باتیں کہہ رہا تھا ۔ اُس وقت مجھے کرن پر بڑا کرودھ ہوا تھا ۔ لیکن کرن کے چرنوں کو دیکھ کر میرا کرودھ شانت ہو گیا تھا ۔ اس طرح جب کبھی مجھے کرن پر کرودھ آتا ۔ تو اُس کے چرنوں کو دیکھ کر شانت ہو جاتا ۔ کیوں کہ مجھے کرن کے دونو پاؤں ماتا کنتی کے چرنوں جیسے ہی معلوم ہوتے تھے ۔ لیکن بہت سوچنے پر بھی مَیں، اس کا کارن نہیں جان پاتا تھا ۔ بھگون ! کرن کے پہیئے کو پرتھوی کیوں نگل گئی ؟ میرے بھائی کو ایسا شاپ کیوں پراپت ہُوا ؟ یہ مجھے بتایئے ۔ مَیں آپ سے یہ سبھی باتیں ٹھیک ٹھیک جاننا چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ آپ سروگیہ ہیں اور تینوں کال کی ساری باتیں جانتے ہیں ۔

ویشم پاین جی کہتے ہیں ۔ " راجن ! نارد جی نے یدھشٹر کی یہ بات سُن کر کہا " بھارت ! یہ دیوتاؤں کی گپت بات ہے ۔ جو مَیں تمہیں بتا رہا ہوں ۔ ایک دفعہ کرن نے ایکانت میں درون سے جا کر پرارتھنا کی کہ گورو دیو ! مَیں برہم استر کو چھوڑنے اور لوٹانے کی ودیا جاننا چاہتا ہوں ۔ کرن کی ارجن کے ساتھ ابرشا تھی ۔ اس لیئے درون نے اُسے یہ ودیا سکھلانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ شاستر ودھی کے انوسار برہم چریہ کا پالن کرنے والا برہمن یا کھشتری ہی برہم استر سیکھنے کا ادھیکاری ہے ۔ دوسرا نہیں" تب کرن مہیندر پربت پر شری پرشرام جی کے پاس پہنچا ۔ اور اپنے آپ کو بھرگو ونشی برہمن بتا کر اُنہیں گرو بُدھی سے جُھک کر پرنام کیا ۔ پرشرام جی نے اُس کے گوتر پُوچھ کر اُسے شش روپ میں سویکار کیا ۔ اور کہا " تات ! تمہارا سواگت ہے ۔ تم پرسنتا پُوروک یہاں رہو ۔" کرن مہیندر پربت پر رہ کر ودھی پُوروک برہم استر کا ابھیاس کرنے لگا ۔ اُس وقت وہاں اُسے گندھرو راکشس، یکش اور دیوتاؤں سے ملنے کا موقع ملتا تھا ۔ اس لیئے ان سب کے ساتھ اُس کا بڑا پریم ہو گیا ۔ ایک دن کی بات ہے ۔ وہ آشرم کے پاس ہی سمندر کے کنارے کنارے ٹہل رہا تھا ۔ وہ اکیلا تھا اور ہاتھوں میں تلوار اور دھنش تھے ۔ اُس وقت ایک ویدپاٹھی برہمن کی گائے ادھر آنکلی ۔ منی اگنی ہوتر میں لگے ہوئے تھے ۔ کرن نے دُور سے دیکھ کر کوئی جنگلی درندہ سمجھا اور نشانہ بنا کر اُسے مار ڈالا ۔ جب معلوم ہُوا ۔ تو اُس نے برہمن سے کشما مانگی اور کہا کہ مجھ سے انجان پن کی وجہ سے یہ گائے ماری گئی ہے

اس لیے آپ میرا اپرادھ شما کر دیجیے۔" برہمن بگڑ اٹھا اور کرودھ میں بھر کر بولا۔ "دُر آچاری! تو مار ڈالنے کے یوگیہ ہے۔ اس لیے اب اپنے کیے ہوئے کی سزا پا۔ انت سمے میں پرتھوی تیرے رتھ کے پہیے کو نگل جائیگی۔ اُس وقت جب تو گھبرایا ہوا ہوگا۔ تو شترو تیرا مستک دھڑ سے الگ کر دے گا۔" یہ شاپ سُن کر کرن نے بہت سی گئوئیں، دھن، رتن دے کر برہمن کو پرسن کرنے کی چیشٹا کی۔ تب اُس نے پھر کہا "سارا سنسار مل کر بھی میری بات جھوٹی نہیں کر سکتا" اُس کے ایسا کہنے پر کرن کو بڑا بھے ہوا۔ دین بھاؤ سے اُس کا منہ نیچے کی طرف جھک گیا۔ پھر من ہی من اُس دُرگھٹنا کو یاد کرتا ہوا وہ پرشرام جی کے پاس لوٹ آیا۔

کرن کی بھاؤں کا بل، گرو بھگتی اور اندریہ نگرہ کو دیکھ کر پرشُرام جی اُس پر بہت پرسن ہوئے۔ انہوں نے پریوگ اور نوارن ودیا سمیت اُسے سمپورن برہم استر ودھی پوروک سکھا دیا۔ اُس کے بعد ایک دن پرشرام جی کرن کے ساتھ اپنے آشرم کے پاس ہی گھوم رہے تھے۔ برت رکھتے رکھتے اُن کا شریر دُربل ہو گیا تھا۔ انہیں وہاں نیند ستانے لگی۔ اس لیے کرن کی گود میں اپنا سر رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں ایک بھیانک کیڑا کرن کے پاس آیا۔ اور اُس کی جانگھ پر چڑھ کر اُس نے کان کو کاٹا۔ اس پر جانگھ پر گھاؤ کر کے وہ کیڑا خون پینے لگا۔ اس طرح کیڑے کے کاٹنے سے اُسے بہت تکلیف ہونے لگی۔ لیکن یہ سوچ کر کہ میں اگر کیڑے کو ہٹا کر پرے پھینکوں تو گرو جی کی نیند میرے ہلنے جُلنے سے ٹوٹ جائیگی۔ اُس نے کیڑے کو دور نہیں ہٹایا۔ بلکہ اُس کو نظر انداز کر دیا۔ کرن کی جانگھ سے نکلے ہوئے خون سے پرشرام جی کا شریر بھیگنے لگا تو وہ اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے "کرن! تو اشدھ ہو گیا ہے یہ خون کیوں بہہ رہا ہے؟" تب کرن نے ساری گھٹنا کہہ سُنائی۔ پرشرام جی نے جب کیڑے کی طرف دیکھا تو وہ کیڑا لوپ ہو گیا۔ اور آکاش میں ایک راکشس دکھائی دیا۔ اُس راکشس نے کہا۔ برہمن! میں نے بھرگو جی کا اپمان کیا تھا۔ انہوں نے مجھے شاپ دے دیا کہ تو کیڑا ہو جا" جب میں نے منت سماجت کی تو انہوں نے کہا بھرگو کُل پرشرام جی کے درشن کر کے تجھے اپنی پوروَ یونی مل جائیگی" اس کے بعد میں کیڑا ہو گیا۔ اور اب آپ کے درشن کر کے میرا اُس پاپی یونی سے اُدھار ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ مہان اُسر پرشرام جی کو پرنام کر کے چلا گیا۔

اب پرشرام جی کرودھ میں بھر گئے۔ اور کرن سے کہا "مورکھ! تم نے کیڑے کے کاٹنے سے جو بھینکر پیڑا سہن کی ہے ایسے برہمن کبھی سہن نہیں کر سکتا۔ تیرا دھیرج کھشتری کے سمان جان پڑتا ہے۔ سچ سچ بتا تو کون ہے۔" ان کا پرشن سُن کر کرن شاپ کے بھے سے ڈر گیا۔ اور انہیں پرسن کرنے کی چیشٹا کرتے ہوئے بولا۔ گرو دیو! میں سوت جاتی ہوں۔ برہم استر کے لوبھ سے میں نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ مجھ پر کرپا کیجیے۔ ودیا دینے والا گرو پتا ہی ہوتا ہے اس لیے میں نے آپ کے پاس اپنا بھارگو گوتر بتلا دیا۔" یہ کہہ کر کرن ہاتھ جوڑ کر پرتھوی پر گر پڑا اور تھر تھر کانپنے لگا یہ دیکھ پرشرام جی نے ہنستے ہوئے کہا "مورکھ! تو نے برہم استر کے لوبھ سے جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ اس لیے سنگرام میں جب تو یودھا کے سامنے ڈٹ کر یدھ کرے گا۔ اور تیری موت نزدیک آ جائے گی۔ اُس وقت تجھے دیئے ہوئے میرے اس برہم استر کی یاد نہ رہے گی۔ اب تو یہاں سے چلا جا۔ جھوٹے کے لیے یہاں پر کوئی جگہ

نہیں ہے لیکن میرے آشیرواد سے یدھ میں کوئی بھی کھشتری تیرا سامنا نہیں کر سکے گا۔" پرشو رام جی کے ایسا کہنے پر کرن انہیں پرنام کر کے وہاں سے لوٹ آیا اور درلیودھن سے آکر کہا کہ میں برہم استر سیکھ آیا ہوں"۔

یدھشٹر کا سنسار سے ویراگیہ اور بن جانے کا وچار کرنا۔ ارجن بھیم کا اس کا ورودھ کرنا

نارد جی نے کہا " راجن! ایک بار کرن کی جراسندھ کے ساتھ بھی مٹھ بھیڑ ہوئی تھی۔ اُس میں جراسندھ پراست ہو گیا تھا۔ اُس نے کرن کو اپنا متر بنا لیا اور اُسے انعام میں چمپا نگری دیدی۔ پہلے کرن صرف انگ دیش کا راجہ تھا۔ لیکن اس کے بعد وہ درلیودھن کی اجازت سے چمپا ران میں بھی راج کرنے لگا۔ اِسی پرکار ایک دفعہ اِندر نے آپ کے ہت کے لئے کرن سے کوچ اور کنڈل کی بھیک مانگی تھی۔ وہ دِویہ کوچ اور کنڈل کرن کے شریر کے ساتھ ہی پیدا ہوئے تھے۔ تو بھی اُس نے اِندر کو یہ دونوں وستو دان میں دے دی تھیں۔ اس لئے ارجن شری کرشن کے سامنے اُسے مارنے میں سپھل ہو گئے۔ ایک تو اُسے اگنی ہوتر برہمن نے شاپ دیا تھا۔ دوسرے پرشرام جی نے بھی شاپ دیا تھا۔ اُس نے خود بھی کنتی کو وردان دے دیا تھا۔ کہ میں تمہارے چار پتروں کو نہیں ماروں گا۔ اس کے سوا مہارتھیوں کے ناموں کی گنتی کرتے وقت بھیشم جی نے کرن کو اردھ رتھی کہہ کر اُس کا بھاری اپمان کیا تھا۔ پھر یدھ کے وقت مہاراجہ شلیہ نے بھی کرن کے تیج کی ہانی کی تھی۔ اور بھگوان کرشن کی نیتی بھی کام کر رہی تھی۔ اتنی بائیں کرن کے الٹ ہوئیں اور ارجن کو رودر، اِندر، یم، ورن۔ کبیر، درون اور کرپا آچاریہ سے دِویہ استر ملے ہوئے تھے۔ جن کو استعمال کر کے ارجن کرن کو مار سکے تھے۔ اِس لئے ایسا مہارتھی شکتی شالی ویرتسوک کرنے کے یوگیہ نہیں ہے۔

ویشمپاین جی کہتے ہیں۔ اتنا کہہ کر دیو رشی نارد جی تو چپ ہو گئے۔ لیکن راجہ یدھشٹر چنتا میں ڈوب گئے اُن کی یہ اوستھا دیکھ کر کنتی بولی" بیٹا! کرن شوک کے یوگیہ نہیں ہے۔ اُس نے ویرگتی پائی ہے۔ میں نے کوشش کی تھی کہ تم سب بھائی ایک ہو جاؤ۔ لیکن وہ کال وش ہو کے اپنی ضد پر قائم رہا۔ اس لئے میں نے بھی اُسے نظرانداز کر دیا۔" ماتا کی بات سن کر دھرم راج کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ روتے ہوئے کہنے لگے "ماں! تم نے اس بھید کو چھپائے رکھا۔ اس لئے ہی آج مجھے یہ کشٹ بھوگنا پڑا ہے۔" پھر انہوں نے دُکھی ہو کر سنسار کی استریوں کو شاپ دے دیا۔ "آج سے کوئی بھی استری گپت بات کو چھپا کر نہیں رکھ سکے گی۔" اس کے بعد وہ مرے ہوئے اپنے پتر، پوتوں، سمبندھیوں اور ہتیشیوں کو یاد کر کے بہت ویاکل ہو گئے۔ اور ارجن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے" ارجن! اگر ہم لوگ درشن ونشی اور اندھک ونشی کھشتریوں کے نگروں میں جا کر بھکشا سے اپنا جیون بسر کر لیتے تو آج کُل کا سنگھار کر کے ہمیں یہ دُرگتی نہ بھوگنی پڑتی۔ کھشتریوں کے آچار، بل، مردانگی اور کرودھ کو دھکار ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اس مصیبت میں پڑ گئے ہیں۔ کشما، دم، سوچ، ویراگیہ، سمان بھاو۔ اہنسا اور سچ بولنا یہ بن واسیوں کے دھرم ہی سریشٹھ ہیں۔ لیکن ہم لوگ تو موہ اور لوبھ کے کارن راج پانے کی اِچھیا سے دمبھ

اور مان کا آشرہ لے کر اس دُردشا میں پھنس گئے ہیں۔ اس وقت تینوں لوکوں کا راج دے کر بھی کوئی ہمیں پرسن نہیں کر سکتا۔ ہائے ہم نے اس پرتھوی پر راج پانے کے لئے نہ مارنے والوں کو بھی مار ڈالا۔ اوہ! جن بندھو جنوں کو ہم نے مارا ہے۔ انہیں تو ساری پرتھوی، سونے کے ڈھیر اور بہت سے گائے، گھوڑے وغیرہ کی پراپتی ہونے پر بھی ہمیں نہیں مارنا چاہیئے تھا۔ لیکن ہم نے انہیں مار ہی ڈالا۔ یہ شوک ہمیں چین نہیں لینے دیتا دھنیجے! منشوں کا کیا ہُوا پاپ شبھ کرموں کے آچرن سے، دوسروں کو کہہ کر سُنانے سے۔ پشچاتاپ سے اور دان۔ تپ۔ تیاگ۔ تیرتھ یاترا اور شرتی سمرتیوں کا پاٹھ کرنے سے بھی نشٹ ہوتا ہے۔ شرتی کہتی ہے کہ تیاگی پُرش کو جنم مرن کی پراپتی نہیں ہوتی۔ وہ امرت تتو کو پراپت ہو جاتا ہے۔ اس کے انوسار لوگ مارگ۔ کو پراپت کر کے جب اُس کی بدھی نشچل ہو جاتی ہے۔ اُس وقت منش پرماتم بھاو کو پراپت ہو جاتا ہے یہ سوچ کر میں بھی گرمی، سردی وغیرہ دوندوں سے رہت ہو کر منی ورتی سے رہ کر گیان حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے سب راج، سکھا اور دھن سمپتی وغیرہ کو تیاگ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب میں ممتا اور شوک سے رہت ہو سب طرح کے بندھنوں سے چھوٹ کر جنگل میں چلا جاؤں گا۔ مجھے راج اور اُس کے بھوگوں سے کوئی مطلب نہیں ہے"۔ یہ کہہ کر دھرم راج چپ ہو گئے۔

تب ارجن بولے "مہاراج! یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور حد درجے کی بزدلی ہے جو آپ الوکک پراکرم کر کے حاصل کی ہوئی اُتم راج لکشمی کو ٹھکرانے پر تیار ہو گئے ہیں۔ اس کو اگر تیاگ ہی دینا تھا تو کرودھ میں بھر کر اس قدر کھشتریوں کا سنگھار کیوں کروایا؟ اپنے ایشوریہ یکت اس راج کو تیاگ کر جب ہاتھ میں کھپر لے کر آپ گھر گھر بھیک مانگنے لگیں گے۔ تو اس وقت سنسار کیا کہے گا؟ کیا وجہ ہے کہ سب طرح کے شبھ کرموں کو تیاگ کر آپ گنوار منشوں کی طرح بھکشا مانگنا پسند کرتے ہیں؟ اس اُتم راج ونش میں جنم لے کر اور پرتھوی پر ادھیکار جما کر اب آپ دھرم اور ارتھ کا تیاگ کر کے بن کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ مورکھتا نہیں تو کیا ہے جب آپ ہی یگیہ آدی شبھ کرموں کا تیاگ کر دیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی ان کرموں کو چھوڑ دیں گے۔ اس دشا میں اس کا سارا پاپ آپ کو ہی لگے گا۔ سب کچھ تیاگ کر بھیک مانگنا یہ راجاؤں کا دھرم نہیں ہے۔ راج دھرم کا پالن تو دھن سے ہی ہوتا ہے۔ دھن سے دھرم اور کامنائیں پوری ہوتی ہیں۔ اور سورگ کی پراپتی کرانے والے یگیہ آدک کرم بھی سب دھن سے ہی ہوتے ہیں۔ دھن کے بغیر تو سنسار کا نرباہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جس کے پاس دھن ہوتا ہے۔ اُسی کے بہت سے متر اور بندھو ہوتے ہیں۔ وہی مرد سمجھا جاتا ہے اور وہ پنڈت مانا جاتا ہے۔ نردھن منش جب دھن چاہتا ہے تو اُسے اُس کا ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر دھن وان کا دھن بڑھتا ہی جاتا ہے۔ جیسے جنگل میں ایک ہاتھی کے پیچھے بہت سے ہاتھی چلے آتے ہیں۔ اُسی پرکار دھن ہی دھن کو کھینچ لیتا ہے۔ دھن سے دھن کا پالن، کامنا کی پورتی، سورگ کی پراپتی، آنند

اور شاستروں کا ابھیاس یہ سب کچھ ممکن ہے۔ دھن سے ونش کی مریادا بڑھتی ہے۔ اور دھن سے دھرم بھی بڑھتا ہے۔ نردھن کو نہ اس لوک میں سکھ ہے۔ اور نہ پرلوک میں ہی۔ کیوں کہ دھن کے بنا منش دھارمک کام نہیں کر سکتا۔ جس کے پاس دھن کی کمی ہے۔ گئوؤں اور سیوکوں کی کمی ہے۔ جس کے ہاں مہمانوں کا آنا جانا نہیں ہوتا وہی منش دُربل ہے۔ صرف شریر کی کمزوری سے ہی کوئی کمزور نہیں ہوتا۔ راجہ کو ہر طرح سے دھن اکٹھا کرنا چاہیئے۔ اور اُس سے یگیہ وغیرہ شُبھ کرم کرتے رہنا چاہیئے۔ یہی سناتن کال سے وید مریادا چلی آئی ہے۔ دھن سے منشیہ یگیہ کرتے اور کراتے ہیں۔ پڑھنے و پڑھانے کا کام بھی دھن سے ہی پورا ہوتا ہے۔ راجہ لوگ دُوسروں کو یدھ میں جیت کر بھی اُن کا دھن لے لیتے ہیں۔ اسی سے وہ شُبھ کرموں کا انوشٹھان کرتے ہیں۔ کسی بھی راجہ کے پاس ایسا دھن نہیں ہے جو دوسروں سے چھین کر نہ لایا گیا ہو۔ پراچین کال میں جو راج رشی ہوئے ہیں۔ اور اس وقت سورگ میں نواس کرتے ہیں۔ اُنہوں نے راج دھرم کی ایسی ہی وکھیا کی ہے۔

راجن! پہلے یہ پرتھوی راجہ دلیپ کے ادھیکار میں تھی۔ پھر باری باری اس پر نہش۔ امبریش اور مان دھاتا کا راج ہُوا۔ وہی آج آپ کے آدھین ہُوئی ہے۔ اس لیئے اُنہی راجاؤں کی طرح آپ کے لیئے سروسو دکھشن نامی درویہ یگیہ کرانے کا سمے آپ کو پراپت ہُوا ہے۔ جن کا راجہ دکھشنا یکت اشومیدھ یگیہ کرتا ہے۔ وہ سبھی پرجائیں یگیہ کے انت میں اوَبھرتھ اشنان کر کے پوتر ہوتی ہیں۔ اس لیئے آپ سب پرانیوں کے کلیان ارتھ یگیہ کیجئے۔ کھشتریوں کے لیئے یہی سناتن دھرم ہے۔ یہی کلیان کا مارگ ہے"

یدھشٹر بولے۔" ارجن! ذرا من کو ایکاگر کر کے میری بات سنو۔ اور اُس پر بار بار وچار کرو۔ پھر تم بھی میرے ہم خیال ہو جاؤ گے۔ کیا تمہارے کہنے سے اُس مارگ پر نہ چلوں جس پر کہ سرشیٹھ پرش چلتے آئے ہیں۔ نہیں مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔ مَیں تو سب سنسارک بھوگوں کو تیاگ کر ضرور اُسی مارگ پر چلوں گا۔ اور بن میں پھل پھول کھا کر کٹھور تپسیا کروں گا۔ صبح شام اشنان کر کے اگنی میں آہوتی ڈالوں گا۔ شریر پر مرگ شالا دھارن کر کے مستک پر جٹائیں رکھوں گا۔ سردی، گرمی، بھوک، پیاس کا کشٹ سہن کروں گا۔ اور تپ سے اپنے شریر کو سکھا ڈالوں گا۔ ایکانت میں رہ کر تتو وچار کیا کروں گا۔ کچا پکا، جو پھل مل جائے گا۔ اُس سے ہی پیٹ کی اگنی بجھاؤں گا۔ اسی پر کار بن واسی منی جنوں کے سے کٹھور نیم کا پالن کرتا ہُوا شریر کی عمر ختم ہونے کا انتظار کروں گا۔ پریہ اپریہ کا وچار چھوڑ کر پیڑ کے نیچے نواس کروں گا۔ کسی کا کبھی نہ شوک کروں گا نہ ہرش۔ نندا اور استتی کو سمان سمجھوں گا۔ آشا اور ممتا کو تیاگ کر نردوند ہو جاؤں گا۔ کبھی کسی بھی وستو کا سنگرہ نہ کروں گا۔ آتما میں ہی رمن کرتا ہُوا سدا پرسن رہوں گا۔ دوسروں کے ساتھ کبھی کوئی بات نہیں کروں گا۔ اندھے۔ گونگے اور بہروں کی طرح وچرتا رہونگا کسی جیو کی بھی ہنسا نہیں کروں گا۔ سب پرانیوں پر میری سمان بدھی ہوگی۔ کسی کی نندا اور اپمان نہیں کروں گا۔ نہ ہی کسی سے راگ و دویش کروں گا۔ سب اندریوں کو وش میں کر کے سدا شانت چت رہوں گا۔ کوئی بھی

راہ پکڑ کر آگے بڑھتا رہوں گا۔ کسی سے بھی راستہ نہ پوچھوں گا۔ کسی خاص دیش یا دِشا میں جانے کی اچھیا نہیں رکھوں گا۔ یاترا کا کوئی خاص اُدیشں نہ ہوگا۔ نہ آگے بڑھنے کی لالسا ہوگی۔ نہ پیچھے پھر کر دیکھوں گا۔ چت میں کوئی وِکار نہیں کھول گا۔ دِیہہ ابھیمان سے رہت ہو کر انتر آتما پر درشٹی رکھوں گا۔ جیسی بھکشا ملے گی۔ اُس میں سنتشٹ رہوں گا۔ سات گھروں تک بھکشا مانگوں گا۔ آٹھویں پر نہیں جاؤں گا۔ جب گھروں میں دُھواں نکلنا بند ہو گیا ہو۔ مُوسل رکھ دیا گیا ہو۔ انگارے بجھ گئے ہوں۔ سب لوگ کھا پی چکے ہوں۔ پروسی ہوئی تھالی کو اِدھر اُدھر لے جانے کا کام ختم ہو چکا ہو۔ بھکشک بھکشا لے کر لوٹ گئے ہوں۔ ایسے وقت میں میں ایک ہی وقت بھکشا کے لئے جایا کروں گا۔ سب طرف سے آسکتی چھوڑ کر زمین پر وچرتا رہوں گا۔ نہ جیون سے راگ ہوگا نہ مرتیو سے دویش۔ اگر ایک منش میری ایک بھجا کو بسولے سے کاٹتا ہو۔ اور دوسرا میری دوسری بھجا پر چندن چڑھاتا ہو۔ تو میں اُن دونوں پر سمان بھاو رکھوں گا۔ نہ ایک کا بھلا چاہوں گا اور نہ دوسرے کا بُرا۔ صرف شریر نرباہ کے لئے کھانے پینے وغیرہ کا کاریہ کروں گا۔ مگر اِن میں بھی آسکتی نہ رکھوں گا۔ سب اندریوں کو وش کر کے من پر قابو پا جاؤں گا۔ بدھی کے مل دوش کو دھو کر سب پرکار کی آسکتی سے مکت ہو جاؤں گا۔ اس طرح راگ رہت وچرنے سے مجھے سدا آنند کی پراپتی ہوگی۔ اس اسار سنسار میں جنم، مرن، بڑھاپا، روگ اور تکلیفوں کا وار ہوتا رہتا ہے۔ اس کارن یہاں کا جیون سدا دُکھ مئے رہتا ہے۔ اسے تو تیاگنے میں ہی سکھ ہے۔ آج بہت دنوں کے بعد مجھے وویک روپی امرت ملا ہے اس سے میں سدا رہنے والے نِروکار اور شانت پد کو پراپت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے ایسے نیموں کا پالن کرتے ہوئے میں سدا وچرتا ہوا جنم مرن روگ بڑھاپا وغیرہ سے بھرے ہوئے اس شریر کا انت کر کے نِربھئے پد کو پراپت ہو جاؤں گا۔"

یہ سُن کر بھیم سین بولے۔ "راجن! جب آپ نے راج دھرم کی نندا کر کے آلسیہ مئے جیون بسر کرنے کا نشچے ہی کر رکھا تھا۔ تو بیچارے کوروؤں کا ناش کرانے میں کیا لابھ تھا؟ آپ کا وچار اگر پہلے ہی معلوم ہو گیا ہوتا۔ تو ہم لوگ نہ ہتھیار اُٹھاتے نہ کسی کا خون کرتے۔ آپ ہی کی طرح شریر نِباہنے کا سنکلپ لے کر ہم بھی بھیک مانگتے۔ ایسا کرنے سے راجاؤں کے ساتھ یہ بھینکر سنگرام تو نہ ہوتا۔ بُدھیمان پُرشوں نے کھشتریوں کا تو یہ دھرم بتایا ہے کہ وہ راج پر ادھیکار کریں اور اگر اُس میں کچھ لوگ رکاوٹ ڈالیں تو انہیں مار ڈالیں۔ دُشٹ کورو بھی ہمارے لئے راج مارگ میں ایک زبردست رکاوٹ تھے۔ اس لئے ہم نے اُن کو مار گرایا۔ اب آپ دھرم پورک اس پرتھوی کا راج سکھ بھوگئے۔ نہیں تو ہم لوگوں کے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ جیسے کوئی منش من میں کسی طرح کی آشا رکھ کر بہت بڑی منزل طے کرلے اور وہاں پہنچنے پر اُسے نراش لوٹنا پڑے۔ یہی دشا ہم لوگوں کی بھی ہوگی۔ آپ جس سنیاس کی بات سوچتے ہیں۔ اُس کا یہ وقت نہیں ہے۔ جن کی وچار درشٹی سوکھشم ہے۔ وہ بدھیمان پُرش ایسے موقع پر تیاگ کی تعریف نہیں کرتے۔ وہ تو اسے اپنے دھرم کا الّنگھن سمجھتے ہیں۔ جو پتر پوتوں کے پالن میں اسمرتھ ہو۔ دیوتا۔ رشی اور پتروں کا ترپن نہ کر سکے اور اتتھیوں کو بھوجن دینے کی شکتی نہ رکھتا ہو۔ ایسا منش

جنگلوں میں جاکر موج سے اکیلا جیون گذار سکتا ہے۔ آپ جیسے شکتی شالی پرشوں کا یہ کام نہیں ہے۔ راجہ کو تو کرم ہی کرنا چاہیئے۔ جو کرموں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اُسے کبھی سدھی نہیں ملتی"

ارجن نے کہا۔" مہاراج! اسی وشے میں ایک بار تپسیوں کے ساتھ اندر کا سنواد ہوا تھا۔ وہ پراچین اتہاس میں آپ کو سُناتا ہوں۔ کچھ برہمن بالک جو ابھی بہت نادان تھے۔ گھر بار چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے اور سنیاسی ہو گئے۔ اسی کو دھرم مان کر وہ بہت پرسن ہوئے۔ بھائی بندھو اور ماں باپ کی سیوا سے منہ موڑ کر وہ برہمچریہ کا پالن کرنے لگے۔ ایک دن اُن پر اندر دیو کی کرپا ہوئی۔ وہ سنہری پکشی کا روپ دھارن کر کے اُن کے پاس گئے۔ اور اُنہیں سُنا کر کہنے لگے "یگیہ سے بچے ہوئے ان بھوجن کرنے والے مہاتماؤں نے جو کرم کیا ہے۔ وہ دُوسرے منشوں سے ہونا کٹھن ہے۔ اُن کا یہ کرم بڑا پوتر اور جیون بڑا اُتم ہے۔ اُن کا منورتھ سپھل ہوا۔ اور وہ دھرماتما پرش اتم گتی کو پراپت ہوئے ہیں"

رشیوں نے کہا۔" واہ! یہ پکشی یگیہ سے بچے ہوئے ان بھوجن کرنے والوں کی اُستتی کرتا ہے یہ تو ہم لوگوں کی پرشنسا ہوئی کیوں کہ ہم لوگ ہی یگیہ سے بچے ہوئے بھوجن کو کھاتے ہیں"

پکشی نے کہا۔" ارے میں تمہاری پرشنسا نہیں کرتا۔ تم تو جُوٹھا کھانے والے اور مورکھ ہو۔ پاپ روپی کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو۔ یگیہ سے بچا ہوا بھوجن کھانے والے تو اور ہی ہوتے ہیں"

رشیوں نے کہا۔" پکشی! یہ بڑا کلیان کاری سادھن ہے۔ ایسا سمجھ کر ہی ہم اس مارگ کا سہارا لئے بیٹھے ہیں۔ اب تمہاری بات سن کر تم پر ہماری شردھا ہوئی ہے۔ اس لئے جو بھی پرم کلیان کرنے والا سادھن ہو وہی ہمیں بتاؤ"

پکشی نے کہا۔" اگر تمہارا مجھ پر وشواس ہے۔ تو میں یتھارتھ بات بتاتا ہوں۔ سنو! چوپاؤں میں گائے دھاتوں میں سونا۔ شبدوں میں اونکار، منتروں میں گائتری اور منشوں میں برہمن سریشٹھ ہے۔ برہمن کے لئے جات کرم آدی سنسکار کرنا شاستروں میں لکھا ہے۔ برہمن جب تک زندہ ہے۔ وقت وقت پر اُس کا سنسکار ہوتے رہنا چاہیئے۔ مرنے کے بعد اُس کا شمشان بھومی میں انتیشٹی سنسکار اور گھر پر شرادھ وغیرہ وید ودھی کے انوسار ہونا اُچت ہے۔ وید وکت کرم یگیہ وغیرہ اُس کے لئے سورگ پراپتی کا سادھن ہیں۔ ویدک کرم ہی سدھی کشیتر ہے۔ سبھی پرانی اس کی اچھیا رکھتے ہیں۔ جہاں ان کرموں کا ودھی پوروک انوشٹھان ہوتا ہے۔ اور گرہست آشرم ہی سب سے بڑا آشرم ہے۔ جو کرم کی نندا کرتے ہیں انہیں گمراہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ انہیں بڑا پاپ لگتا ہے دیو یگیہ، پتری یگیہ اور برہم یگیہ یہ ہی سناتن مارگ ہیں۔ جو مورکھ ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مارگ پر چلتے ہیں وہ ویدوں کے اُلٹ مارگ پر چلنے والے ہیں۔ ہون سے دیوتاؤں کو سوادھیائے سے رشیوں کو اور شرادھ سے پتروں کو ترپت کرنا۔ یہ سناتن دھرم ہے۔ اس کا پالن کرتے ہوئے گرہستھیوں کی سیوا کرنا ہی کٹھور تپ ہے۔ اس کٹھن تپسیا کو کر کے

ہی دیوتاؤں نے بہت بڑی بھگتی پائی ہے۔ جو کسی سے حسد نہیں کرتے۔ جو سب پرکار کے دوندوں سے رہت ہیں ایسے برہمن اسی کو تپ مانتے ہیں۔ سنسار میں برت کو ہی تپ کہتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی نسبت گھٹیا درجے کا ہے۔ جو یگیہ سے بچے ہوئے بھوجن کو کھاتے ہیں۔ اُنہیں اوناشی پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ دیوتاؤں، پتروں، اتھتیوں اور پریوار کے دوسرے لوگوں کو اَن دے کر جو خود پیچھے کھاتے ہیں۔ وہ ہی یگیہ سے بچے ہوئے اَن بھوجن کرنے والے کہے گئے ہیں اپنے دہرم پر درڑھ رہ کر سندر برت کا پالن اور ستیہ بھاشن کرتے ہوئے وہ اس جگت کے گورو سمجھے جاتے ہیں۔"

ارجن کہتے ہیں:" مہاراج! وہ برہمن کمار پکشی روپ دھاری اِندر کی دہرم اور ارتھ یکت باتیں سُن کر اس فیصلے پر پہنچے کہ ہم لوگ جس حالت میں ہیں وہ کلیان کاری نہیں ہے" اس لیئے وہ سنیاس چھوڑ کر گھر لوٹ گئے۔ اور گرہست دہرم کا پالن کرنے لگے۔ اس لیئے آپ بھی دھیرج دھارن کر کے سب بھومنڈل کا نشکنٹک راج بھوگیئے۔

نکل سہدیو اور دروپدی کا یدھشٹر کو سمجھانا

نکل نے کہا۔" راجن! وشاکھ یوپ، نامی کھشیتر میں سب دیوتاؤں سے کی گئی اگنی سنھاپنا کے نشان موجود ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوتا بھی ویدک کرموں اور اُن کے پھلوں میں وشواس رکھتے ہیں۔ جو ویدوں کی آگیا کے اُلٹ چلتے ہیں اُنہیں تو مہان ناستک ماننا چاہیئے۔ ویدک کرموں کا تیاگ کر کے کوئی بھی سورگ میں نہیں جا سکتا۔ وید ویتا وِدوان کہتے ہیں۔ یہ گرہست آشرم سب آشرموں سے سریشٹھ ہے۔ شروتریہ برہمنوں کی رائے سن لیجئے" جو دھرم پوروک دھن کماتے ہیں اور اُس سے یگیہ وغیرہ کرم کرتے ہیں۔ وہ شدھ آتما منش ہی تیاگی ہیں"۔ جن کا کوئی گھر بار نہیں۔ جو ادھر اُدھر وچرتے اور مون رہ کر برکش کے نیچے سو رہتے ہیں۔ جو کبھی رسوئی نہیں بناتے اور من اور اِندریوں کو وش میں رکھتے ہیں۔ ایسے تیاگیوں کو سنیاسی کہتے ہیں۔ جو براہمن کرودھ اور ہرش نہیں کرتا۔ کسی کی چغلی نہیں کرتا جو ہر روز ویدوں کا سوادھیائے کرتا ہے۔ وہ تیاگی کہلاتا ہے۔ ایکدفعہ مہرشیوں نے چاروں آشرموں کو اپنی دویک روپی ترازو پر تولا۔ تین آشرم ایک طرف تھے اور اکیلا گرہست آشرم دوسری طرف۔ لیکن وہ وچار سے ان تینوں آشرموں سے سریشٹھ سمجھا گیا۔ تب سے انہوں نے نشچے کیا۔ کہ یہی منشوں کا مارگ ہے۔ یہی لوک دیوتاؤں کی گتی ہے۔ جو ایسی بھاونا رکھتا ہے وہ بھی تیاگی ہے۔ گھر چھوڑ کر جنگل میں چلے جانے سے کوئی تیاگی نہیں ہوتا۔ جنگل میں جا کر بھی جس کے ہردے میں جاگرتی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اُس کے گلے میں یم راج موت کا پھندا ڈال دیتے ہیں۔ شم۔ دم۔ دھیرج، ستیہ دھارنا اور دہرم ان سب کا ہی سدا پالن رشیوں کے لئے بتایا گیا ہے۔ پتروں، دیوتاؤں اور اتھتیوں کا پوشن تو گرہست آشرم میں ہی ہوتا ہے۔ صرف اسی آشرم میں دہرم ارتھ اور کام تینوں پرشارتھ سدھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں رہ کر ویدِ ودھی کا پالن کرنے والے تیاگی کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ وہ پرلوک کے سکھ کو پا لیتا ہے۔ کچھ رشی سدگرنتھوں کا سوادھیائے روپ یگیہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ کچھ گیان یگیہ میں لگے رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ من میں ہی دھیان

رُوپ مہان یگیہ کا وِستار کرتے ہیں۔ چیت کو ایگاگر کرنا جو سادھن مارگ ہے۔ اُس کا آشرہ لینے والا برہمن برہم رُوپ ہو جاتا ہے۔ دیوتا بھی اُس کے درشن کی لالسا کرتے ہیں جس پر سارے کٹمبھ کا بھار ہو۔ اُس راجہ کے لئے گھر کا تیاگ کرنے کا دھیان کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اُسے تو راجسُوا شومیدھ یا اور کوئی شاستریہ یگیہ کر کے اُس میں دھن کا دان کرنا چاہیئے۔ راجہ کی لاپرواہی سے لٹیرے طاقت پکڑ کر پرجا کو لُوٹنے لگتے ہیں۔ اُس اوستھا میں اگر راجہ نے پرجا کو شرن نہیں دی تو اُسے کل جگ کا مُورتی مان سرُوپ ہی سمجھنا چاہیئے جو دان نہیں دیتے۔ شرناگتوں کی رکھشا نہیں کرتے۔ وہ راجہ پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں۔ اُنہیں دُکھ ہی دُکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ سُکھ انہیں کبھی نہیں ملتا۔ اندر یا باہر جو چیزیں بھی من کو پھنسانے والی ہیں۔ اُنہیں چھوڑنے سے منش تیاگی بنتا ہے۔ صرف گھر چھوڑ دینے سے کوئی تیاگی نہیں بنتا۔ جو شاستر ودھان میں سدا لگا رہتا ہے۔ اُس کی کبھی ہانی نہیں ہوتی۔ مہاراج! پہلے راجاؤں نے جس کا سیون کیا ہے۔ اُس اپنے دھرم میں درڑھ رہ کر شتروؤں پر فتح پا کر بھلا آپ کے سوا اور بھی کوئی شوک کرتا ہوگا؟

سہدیو نے کہا۔ ”بھارت! صرف باہر کے پدارتھوں کو تیاگ دینے سے سدّھی نہیں ملتی۔ شریر سمبندھ رکھنے والی وستوؤں کو چھوڑ دینے سے بھی سدّھی ملتی ہے یا نہیں۔ اس میں سندیہہ ہے۔ باہری پدارتھ چھوڑ کر دیہہ کے سُکھ بھوگوں میں آسکت رہنے والے کو جو دھرم یا سُکھ پراپت ہوتا ہے۔ وہ تو ہمارے دُشمنوں کو ہو۔ لیکن دیہہ کے سوارتھ میں کام آنے والی چیزوں میں ممتا کو چھوڑ کر اناسکت بھاو سے پرتھوی کا شاشن کرنے والے کو جس دھرم اور سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے ہتیشی متروں کو ملے۔ دو اکشروں کا مم (یہ میرا ہے) ایسا بھاو مرتیو ہے۔ اور تین اکشروں کا نمم (یہ میرا نہیں ہے) ایسا بھاو امرت سناتن برہم ہے۔ مہاراج! اگر جیو نتیہ ہے۔ اُس کا ادناشی ہونا نشچت ہے۔ تو صرف شریروں کے مارے جانے سے واستو میں پرانیوں کی ہنسا نہیں ہوگی۔ اس کے اُلٹ اگر شریر کے جنم اور مرن کے ساتھ جیو کا جنمنا اور مرنا مانا جائے۔ تب تو سارا ویدک کرم مارگ ہی ویرتھ سدّھ ہوگا۔ اس لئے گیانی پُرش کو ایکانت میں رہنے کا وچار چھوڑ کر پُوروپُرشوں نے جس مارگ کی پیروی کی ہے۔ اُسی کا آشرہ لینا چاہیئے۔ بن میں رہ کر وہاں کے پھول پھلوں سے نرباہ کرتا ہُوا بھی جو سنساری وستوؤں میں ممتا رکھتا ہے۔ وہ مرتیو کے مُکھ میں ہی ہے۔ پرانیوں کا باہری سرُوپ کچھ اور ہوتا ہے۔ اور انترک سرُوپ کچھ اور۔ آپ اُس پر وچار کیجیئے۔ جو سب میں ستھت آتما کو دیکھتے ہیں۔ وُہی مہان بھے سے چھٹکارہ پاتے ہیں۔ آپ میرے پتا۔ ماتا۔ بھائی اور گورو سب کچھ ہیں۔ میں ویاکل ہُوں اس لئے ویاکل اوستھا میں نہ جانے کیا کیا کہہ گیا ہوں۔ آپ اُسے کشما کریں۔ میں نے بھلا بُرا جو کچھ بھی کہا ہے۔ وہ آپ کے چرنوں میں بھگتی ہونے کے کارن ہی کہا ہے“

تب دروپدی میٹھی بانی سے بولی ”مہاراج! آپ کے یہ بھائی آپ کا سنکلپ سُن کر سُوکھ گئے ہیں۔ پپیہے کی طرح رٹ لگا رہے ہیں۔ پھر بھی آپ اُنہیں اپنی باتوں سے پرسن نہیں کرتے۔ کیوں؟ یہ سدا آپ کے لئے دُکھ ہی دُکھ اُٹھاتے آئے ہیں۔ اب تو انہیں میٹھی باتیں سُنا کر پرسن کیجئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دویت بن میں جب یہ آپ کے بھائی کشٹ پر کشٹ

سہن کر رہے تھے۔ تب آپ نے انہیں دھیرج دیتے ہوئے کہا تھا۔ "بھائیو! ہم لوگ دریودھن کو مار کر اس پرتھوی کا راج بھوگیں گے۔ اُس وقت بڑے بڑے یگیہ کر کے اور کافی دان دکھشنا بانٹتے رہنے سے تمہارا بن باس کا یہ دُکھ سُکھ میں بدل جائے گا۔" دہرم راج! اگر یہی کرنا تھا۔ تو اُس وقت آپ نے ویسی باتیں کیوں کہیں؛ جب خود ایسی باتیں کہہ کر اُن کا حوصلہ بڑھایا۔ تو اب کیوں آپ ہم لوگوں کا دل توڑ رہے ہیں؟ آپ کو پرتھوی کا راج شاسن کرنا چاہیئے کیوں کہ ایسے کرنے کے بغیر آپ کی شوبھا نہیں ہے۔ جو راجہ اپنے راج میں لٹیروں کو ڈنڈ دے کر پرجا کی رکھشا نہیں کرتا وہ نشٹ ہو جاتا ہے۔ راجاؤں کا پرم دھرم تو یہی ہے۔ کہ وہ دشٹوں کو ڈنڈ دیں۔ ستیہ پُرشوں کا پالن کریں۔ اور یُدھ میں کبھی پیٹھ نہ دکھاویں۔"

جو موقع دیکھ کر کشما بھی کرتا ہے اور کرودھ بھی۔ دان دیتا ہے اور ٹیکس لیتا ہے شتروؤں کو بھے دکھاتا ہے اور شرناگتوں کو نربھے کرتا ہے۔ دُشٹوں کو ڈنڈ دیتا ہے اور دین دُکھیوں پر دیا کرتا ہے۔ وہ راجہ دھرماتما کہلاتا ہے۔

آپ کو یہ پرتھوی نہ تو شاستر سُنانے سے ملی ہے۔ نہ دان سے۔ نہ ہی آپ نے کسی کو سمجھا بُجھا کر اُسے حاصل کیا ہے اور نہ ہی اسے کسی یگیہ میں پراپت کیا ہے۔ نہ ہی اسے بھیک مانگ کر پایا ہے۔ آپ نے شتروؤں کی پربل سینا کا سنگھار کر کے اس پر وجے پائی ہے۔ اس لیئے آپ اس پرتھوی کا راج سُکھ بھوگیئے۔ مہاراج! آپ نے بہت سے دیشوں سے یُکت سمپورن جمبو دویپ پر کر لگایا (خراج وصول کیا) جمبو دویپ کے سمان ہی جو میرو پربت کے پچھمی کروپنچ دویپ ہیں اُن پر بھی ادھیکار جمایا۔ میرو سے پورو دشا میں جو شاک دویپ ہے۔ اُس میں بھی خراج وصول کیا۔ میرو سے اُتر کی طرف بھدراشو دویپ ہے۔ اُس کے اوپر بھی شاسن کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو بہت سے دیشوں کے آشرہ بھوت دویپ اور انتر دویپ ہیں۔ سمندر لانگھ کر اُن پر بھی آپ نے شاسن جمایا ہے۔ بھائیوں کی سہاتا سے ایسے لاثانی پراکرم کر کے سب براہمنوں سے سنمانیہ ہو کر بھی آپ پرسن کیوں نہیں ہو جاتے؟ میری پرارتھنا سویکار کیجیئے اور اپنے بھائیوں کو پرسن کیجیئے۔

مہاراج! میری ساس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ سروگیہ ہیں اور سب کچھ اُن کی درشٹی کے سامنے ہے۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا۔ "پنچال راجکماری! راجہ یدھشٹر بڑے پراکرمی ہیں یہ ہزاروں راجاؤں کا سنگھار کر کے تمہیں بڑے سُکھ سے رکھیں گے۔" لیکن آج آپ کا موہ دیکھ کر اُن کی بات بھی جھوٹی ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ جب بڑا بھائی کرتویہ مُوڑھ ہو جاتا ہے۔ تو چھوٹے بھی اُن کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ آپ کے موہ سے بھی پانڈو موہت سے ہو گئے ہیں۔ اُن کو موہ میں ڈال کر آپ کا کبھی بھلا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ آپ کو تو اُن کے موہ کو دُور کرنا چاہیئے۔ سنسار کی سبھی استریوں میں میں ہی سب سے نیچ استری ہوں۔ جو بیٹوں کے مارے جانے پر زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ یہ سب لوگ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر بھی آپ مانتے نہیں میں سچ کہتی ہوں۔ آپ ساری پرتھوی کا راج چھوڑ کر اپنے لیئے خود ہی مصیبت کھڑی کر رہے ہیں۔ راجن! آپ ماندھاتا اور امبریشی کے سمان تیجسوی ہیں۔ سمپورن پرجا کا دہرم پوروک پالن کرتے ہوئے پربت بن اور دویپوں سمیت اس پرتھوی کا

شاسن کیجئے۔ اُداس نہ ہوئیے۔ طرح طرح کے یگیہ کر کے برہمنوں کو دان دیجئے۔"

ارجن کا راجہ یدھشٹر کو دنڈنیتی کا ورنن کرنا اور بھیم کا انہیں راج پر مائل کرنے کی کوشش کرنا

ویشمپاین جی کہتے ہیں۔ "دروپدی کی باتیں سُن کر راجہ یدھشٹر کی آگیا لے کر ارجن پھر کہنے لگے" راجن! دنڈ ہی سب پرجا کا شاسن اور اُن کی رکھشا کرتا ہے۔ سب کے سو جانے پر بھی دنڈ جاگتا رہتا ہے۔ اس لئے ودوانوں نے ڈنڈ کو راجہ کا دھرم بتایا ہے۔ دنڈ سے ہی دھرم ارتھ اور کام کی رکھشا ہوتی ہے۔ دنڈ ہی دھن اور دھان کی رکھوالی کرتا ہے اس لئے آپ دنڈ دھارن کیجئے۔ سنسار کی طرف دیکھئے۔ کتنے ہی پاپی دنڈ کے ہی بھے سے پاپ نہیں کرتے۔ دنڈ سے ہی سارا انتظام ٹھیک ٹھیک چلتا ہے۔ بہت سے منش دنڈ کے ڈر سے ہی ایک دوسرے کا ناش نہیں کرتے اگر دنڈ سب کی رکھشا نہ کرتا تو سنسار کے پرانی گھور اندھکار میں ڈوب جاتے۔ یہ گستاخ منشوں کو دباتا ہے۔ اور دُشٹوں کو دنڈ دیتا ہے۔ اس لئے ودوان پُرش اسے دنڈ کہتے ہیں اگر برہمن اپرادھ کرے تو اُسے بانی سے دھتکار دینا اُس کا دنڈ ہے۔ کھشتری کو بھوجن ماتر کے لئے دھن دے کر سیوا لینا اُس کا ڈنڈ ہے۔ جرمانہ وصول کرنا ویش کا دنڈ ہے۔ اور شودر کے لئے سیوا کے بغیر اور کوئی دوسرا دنڈ نہیں ہے۔ اس سے دنڈ کے روپ میں بھی کام ہی لیا جاتا ہے۔ منشوں کو پرماد سے بچانے اور اُن کے دھن کی رکھشا کرنے کے لئے ایک مریادا باندھی گئی ہے۔ اسی کو ڈنڈ کہتے ہیں۔ برہمچاری، گرہست، بان پرست اور سنیاسی۔ یہ سب دنڈ کے بھے سے ہی اپنے اپنے مارگ پر سھت رہتے ہیں۔ بنا بھے کے نہ کوئی یگیہ کرتا ہے نہ دان دیتا ہے۔ اور نہ پرتگیا پالن پر ہی درڑھ رہنا چاہتا ہے۔ اندر اگنی، ورن وغیرہ دیوگن سبھی دنڈ دینے والے ہیں۔ اس لئے اُن کے سامنے سب لوگ ماتھا ٹیک کر انہیں پرنام کرتے ہیں۔ میں تو سنسار میں کسی کو ایسا نہیں دیکھتا جو اہنسا سے اپنا شریر نرباہ کرتا ہو۔ جو بدھاتا کا ودھان ہے۔ اس میں ودوان پُرش کو موہ نہیں ہوتا۔ مہاراج! جس جاتی میں آپ کا جنم ہُوا ہے۔ اُسی کے انوسار آپ کو برتاؤ کرنا چاہیئے۔ پانی میں بے شمار جیو ہیں۔ پرتھوی پر اور درختوں کے پھلوں میں بھی بہت سے جیو ہوتے ہیں۔ کوئی بھی منش ایسا نہیں جو اُن کی اہنسا سے بچا ہو۔ کتنے ایسے سوکھشم کیڑے ہوتے ہیں۔ جن کا انومان سے ہی پتہ لگتا ہے۔ منشوں کے پلک گرانے ماتر سے وہ جیو مر جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے جیووں کی ہنسا سے کہاں تک بچاؤ ہو سکتا ہے۔ دنڈ نیتی سے ہی سنسار کے سب کام ٹھیک طرح چلتے ہیں۔ سنسار میں بھلے برُے کی تمیز کرنے والا اگر دنڈ نہ ہوتا تو اندھیر مچ جاتا۔ جو ویدوں کی مریادا کو نشٹ کرنے والے ناستک پُرش ہیں۔ وہ بھی دنڈ کے بھے سے سیدھی راہ پر آ جاتے ہیں۔ منش اپنے آپ ہی شُدھ ہو۔ ایسا منش ملنا کٹھن ہے۔ بہت سے منش تو دنڈ کے ڈر کے مارے مریادا کا پالن کرتے ہیں۔ دنڈ کے بھے سے ہی لوگ مریادا کا پالن کرتے ہیں۔ چاروں ورنوں کے لوگ آنند سے رہیں۔ نیک برتاؤ کریں۔ اور دھرم وارتھ کی رکھشا کریں۔ اُن کے لئے ہی بدھاتا نے دنڈ کا ودھان کیا ہے۔ درندے ڈر کے مارے ہی منشوں، پشوؤں کو نہیں کھاتے۔ اگر دنڈ نہ ہوتا تو طاقتور کمزور کو کھا جاتا۔ اگر دنڈ نہ ہوتا تو ورن آشرم دھرم اور

ڈنڈے پڑنے کا ڈر نہ ہوتا تو اونٹ، ساری مریادا کا لوپ ہو جاتا۔ نہ کوئی یگیہ ہی کرتا اور نہ کوئی وِدّیا ہی پڑھتا۔ بیل۔ گھوڑے۔ رتھ اور چھکڑے نہ کھینچتے۔ سیوک اپنے سوامی کا اور بالک پِتا ماتا کا کہنا نہ مانتے۔ اور جوان استری اپنے پتی برت دھرم پر سِتھت نہ رہتی۔ ڈنڈ سے ہی ساری پرجا ٹکی ہوئی ہے۔ منشوں کا یہ لوک اور پرلوک سب ڈنڈ کے آدھار پر ہی ہے۔ جہاں ڈنڈ کا ٹھیک استعمال ہے۔ وہاں چھل، پاپ اور ٹھگی دیکھنے میں نہیں آتے۔ دھن بھی ڈنڈ کے آدھین ہے جو سب کاریہ کی جڑ ہے۔ دیکھئے ڈنڈ کی کتنی مہما ہے۔ لوک یاترا کے لئے دھرم کا ہی ایک آشرہ ہے۔ لیکن کوئی بھی وستو ایسی نہیں جس میں سب کے سب گُن یا سب کے سب اوگن ہوں۔ اچھائی بُرائی دونو ہی ساتھ ساتھ دیکھنے میں آتی ہیں۔ ان سب باتوں کا وچار کر کے آپ بھی پراچین دھرم کا پالن کیجئے۔ یگیہ کیجئے۔ دان دیجئے اور پرجا اور متروں کی رکھشا کیجئے۔"

ارجن کی بات ختم ہونے پر بھیم سین کہنے لگے۔ "راجن! آپ سب دھرموں کے گیاتا ہیں۔ آپ کو کچھ بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں نے کئی بار نہ بولنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن زیادہ دُکھ ہونے کی وجہ سے بولنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کے اس موہ کو دیکھ کر ہم لوگ ویاکل اور نربل ہو رہے ہیں۔ آپ سنسار کی سب گتی اگتی کو جانتے ہیں۔ تینوں کالوں میں آپ سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ ایسی حالت میں بھی آپ کو راج کی طرف کھینچنے کی جو وجہ ہے وُہ سُنو۔ منشوں کو دو طرح کی ویادھیاں ہوتی ہیں۔ ایک شاریرک اور دُوسری مانسک۔ یہ دونو ایک دُوسرے کے آشرت بڑھتی ہیں۔ ایک کے بنا دُوسری کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ کبھی شاریرک ویادھی سے مانسک ویادھی ہوتی ہے۔ کبھی مانسک سے شاریرک ویادھی۔ جو منش گذرے ہوئے شاریرک اور مانسک دکھ کے لئے شوک کرتا ہے۔ وہ ایک دُکھ سے دُوسرے دُکھ کو پراپت ہوتا رہتا ہے۔ اُسے دونو طرح کے انرتھوں سے کبھی چھٹکارہ نہیں ملتا۔ اس لئے جیسے بھیشم اور درُن کے ساتھ آپ کا یُدھ ہُوا تھا۔ اُسی پرکار اپنے من کے ساتھ بھی آپ کو لڑنا چاہیئے۔ اس کا وقت اب آگیا ہے اس یُدھ میں بغیر بانوں اور بندھوؤں کی سہائتا سے اکیلے آپ نے لڑنا ہے من کو جیت کر آپ ضرور کرتارتھ ہو جائیں گے پرانیوں کے آواگون پر وچار کر کے اپنی بُدھی کو سِتھر کیجئے۔ اور باپ دادا کا راج چلایئے۔ سوبھاگیہ کی بات ہے کہ پاپی دریودھن سینا سمیت مارا گیا۔ اب آپ اشومیدھ یگیہ کر کے دکشنا دیجئے۔ ہم سب آپ کے داس ہیں۔"

یُدھشٹر کا بھیم کو سمجھانا، مُنی وِرتی کی پرشنسا، ارجن کا راجہ جنک کے درشٹانت سے اُنھیں سمجھانا

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔ "بھیم سین کی بات سُن کر یدھشٹر بولے "بھیم! اسنتوش۔ پرماد۔ مد۔ راگ۔ ابھیمان۔ اشانتی۔ بل۔ موہ۔ اور غفلت۔ ان پربل پاپوں نے تمہارے من کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اس لئے تمہیں راج کی اچھیا ہوتی ہے۔ بھائی بھوگوں کی آسکتی چھوڑو اور سب بندھنوں سے چھوٹ کر شانت اور سُکھی ہو جاؤ۔ آگ میں اگر ایندھن نہ ڈالا جائے۔ تو وہ کتنی ہی دہکتی کیوں نہ ہو بُجھ جاتی ہے۔ اس طرح تم بھی اپنا اہار کم کر کے پیٹ کی آگ شانت کرو۔

یہ آج کل بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے اپنے پیٹ کو جیتو۔ پھر ایسا سمجھا جائے گا کہ اس جیتی ہوئی پرتھوی سے تم نے کلیان پر فتح پائی ہے۔ بھیم سین! تم کام، بھوگ اور ایشوریہ کی تعریف کرتے ہو۔ لیکن جو بھوگوں سے رہت اور تمہاری نسبت بہت دُربل ہیں وہ رشی منی ہی سروِ آتم پد کو پراپت کرتے ہیں۔ جو پتے کھا کر یا ہوا اور پانی کے آدھار پر جیتے ہیں۔ اُن تپسویوں نے ہی نرک کو جیتا ہے۔ ایک طرف چکرورتی راجہ ہے اور دوسری طرف پتھر اور سونے کو سمان سمجھنے والا مُنی ہے۔ ان دونو میں منی ہی کرتارتھ ہے راجہ نہیں۔ اپنے منورتھوں کے پیچھے پڑ کر بڑے بڑے کام شروع نہ کرو۔ آشا اور ممتا چھوڑ دو۔ اس سے تمہیں اس لوک اور پرلوک میں شوک رہت جگہ ملے گی۔ جنھوں نے بھوگوں کی آسکتی چھوڑ دی ہے وہ کبھی شوک نہیں کرتے۔ پھر تم کیوں بھوگوں کی چنتا کر رہے ہو؟ اگر سب بھوگوں کا تیاگ کر دو تو اس منھیا واد وواد سے چھوٹ جاؤ گے۔ پرلوک کے دو مارگ ہی مشہور ہیں۔ دیویان اور پتریان۔ سکام یگیہ کرنے والے پتریان سے جاتے ہیں۔ اور موکش کے ادھیکاری دیویان سے۔ مہرشی گن تپ برہمچریہ اور سوادھیائے کے بل پر ایسے راج میں پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں مرتیو کا دخل نہیں ہے۔ راجہ جنک سب دوندوں سے رہت اور جیون مکت پرش تھے۔ انہیں موکش سروپ آتما کا ساکھشاتکار ہو گیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کی نظر میں میرے پاس بہت سا دھن ہے۔ لیکن میرا اُس میں کچھ بھی نہیں۔ ساری متھلا جل جائے تو بھی میرا کچھ نہ جلے گا۔ جو خود درشٹا روپ سے رہ کر اس پرپنچ کو دیکھتا ہے۔ وہی آنکھوں والا اور بدھیمان ہے۔ تتو کا بودھ کرانے والی ورتی کو بدھی کہتے ہیں۔ جب منش جدا جدا پرانیوں کو ایک ہی پرماتما میں سِتھت دیکھتا ہے۔ اور اُسی سے سب کا وستار ہوا مانتا ہے۔ اُس وقت وہ برہم روپ ہی ہو جاتا ہے۔ بدھیمان اور تپسوی ہی اُس آتم گتی کو پراپت ہوتے ہیں۔ جڑ اگیانی اور تپ نہ کرنے والے وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ واستو میں سب کچھ بدھی میں ہی ستھت ہے۔" یوں کہہ کر راجہ یدھشٹر چپ ہو گئے۔ تب ارجن پھر بولے۔

ارجن نے کہا۔ "مہاراج! گیانی لوگ راجہ جنک اور اُن کی استری کا سنواد کہا کرتے ہیں۔ راجہ جنک نے بھی راج کو چھوڑ کر کے بھکشا ورتی سے جیون نرباہ کرنے کا وچار کیا تھا۔ اُس وقت اس کی رانی نے دکھی ہو کر جو کچھ کہا تھا۔ وہ میں آپ کو سناتا ہوں:

کہتے ہیں ایک دن راجہ جنک پر موہ چھا گیا۔ وہ دھن سنتان استری اور طرح طرح کے رتن اور اگنی ہوتر کا بھی تیاگ کر کے بھکشوؤں کی طرح مٹھی بھر بھنے ہوئے جو کھا کر رہنے لگے۔ سوامی کو اس اوستھا میں دیکھ کر رانی بڑی گھبرائی۔ اُس نے اُن کے پاس ایکانت میں جا کر کہا "راجن! آپ کو مٹھی بھر جو کھا کر رہنا مناسب نہیں ہے آپ کی یہ پرتگیا اور جیتا سب راج دھرم کے اُلٹ ہے۔ اس بڑے بھاری راج کو چھوڑ کر اگر آپ تھوڑے سے اَن سے جیون نرباہ کر کے سنتشٹ ہیں۔ تو اتنے سے اتتھی، دیوتا، رشی اور پتروں کا پالن پوشن کس طرح ہو گا آپ کے رہتے ہوئے آپ کی ماتا آج سے پُتر ہین ہوئی۔ بھلا! کہئے تو یہ طرح طرح کے بستر، زیور اور سمپتی کو چھوڑ کر آپ کس لیے سنیاسی ہو رہے ہیں؟ نشکریہ جیون کیوں بسر کرنا چاہتے ہو؟ آپ سب بھوگوں ... پیاؤ

کے سمان ہیں۔ سبھی آپ کے یہاں اپنی پیاس بجھانے آتے ہیں۔ ایک وقت ایسا تھا جب آپ پھلوں سے لدے ہوئے پیڑ کی طرح سب کی بھوک مٹایا کرتے تھے۔ لیکن اب مٹھی بھر جو کے لیئے خود لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ گے۔ جب سب کچھ چھوڑ کر بھی آپ مٹھی بھر جو کے لیئے دوسروں کی کرپا چاہتے ہیں تو اس تیاگ میں اور راج کرنے میں فرق ہی کیا رہ گیا ہے؟ دو تو ایک سے ہی ہیں۔ پھر کیوں کشٹ اٹھا رہے ہیں؟ جب مٹھی بھر جو کی ضرورت بنی ہی رہی تو پھر سب کچھ تیاگ کرنے کی پرتگیا کہاں رہی؟"

مہاراج! اگر مجھ پر آپ کی کرپا ہو۔ تو اس پرتھوی کا پالن کیجیئے۔ اور راج محل، سیج، سواری، بستر اور زیوروں کو استعمال میں لائیے۔ جو دوسروں سے دان لیتا ہے اور جو سدا خود دان کرتا رہتا ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق رہ گیا؟ ان میں کون سریشٹھ ہے؟ اسے آپ سمجھیئے۔ سنسار میں سادھو سنتوں کو ان دینے والے راجہ کی ضرورت ہے۔ اگر دان دینے والا راجہ نہ رہے تو موکش چاہنے والے مہاتما پرشوں کا جیون نرباہ کیسے ہو۔ ان سے ہی پران بڑھتا ہے۔ اس لیئے ان دینے والا پران داتا ہوتا ہے۔ گرہست آشرم سے الگ ہو کر بھی تیاگی لوگ گرہستیوں کے ہی سہارے جیون نرباہ کرتے ہیں۔ جو آسکتی رہت ہوا سب پرکار کے بندھنوں سے مکت ہے۔ جو شترو اور متر میں سمان بھاؤ رکھتا ہے۔ وہ کسی بھی آشرم میں رہے۔ وہ سدا مکت ہی ہے۔ بہت سے لوگ تو دان لینے یا پیٹ پالنے کے لیئے سر منڈا کر گیروے کپڑے پہن کر گھر سے نکل جاتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے بندھنوں میں بندھے ہونے کے کارن بھوگوں کی ہی کھوج میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ہردے کا راگ اندر دولیش دور نہ ہوا تو گیروا لبتر دھارن کرنا دمبھ آچار ہے۔ میرا تو وشواس ہے۔ کہ دہرم کا ڈھونگ رچانے والے یہ لوگ اپنی روزی کے لیئے ہی ایسا پاکھنڈ رچاتے ہیں۔ لیکن آپ کے لیئے تو یہی مناسب ہے کہ سادھو مہاتماؤں کا پالن پوشن کرتے ہوئے جتیندریہ ہو کر پن لوکوں پر ادھیکار پراپت کیجئے۔ جو ہر روز گورو کے لیئے سمدھا لاتا ہے اور سدا بہت سی دکھشنا والے یگیہ کرتا رہتا ہے اس سے بڑھ کر دہرم پرائن اور کون ہوگا؟ اس طرح رانی کے سمجھانے بجھانے پر راجہ جنک نے سنیاس کا وچار چھوڑ دیا راجہ جنک سنسار میں تتو ودیا کے روپ میں پرسدھ ہیں۔ لیکن انہیں بھی موہ ہو گیا تھا۔ اسی طرح آپ بھی موہ میں نہ پڑیئے۔ اگر ہم لوگ سدا دان اور تپ میں لگے ہوئے اپنے راج دہرم کا پالن کریں گے۔ دیاوان ہو کر پرجا کا شاسن کریں گے۔ تو ہم گورو جنوں کی سیوا کرتے ہوئے اُردھو گتی کو پراپت ہوں گے۔ اس طرح برہمنوں کی سیوا کرتے ہوئے اور ستیہ بھاشن کرتے ہوئے اور دیوتا اتھتی اور سب پرانیوں کی ودھی پوروک سیوا کرتے ہوئے ہمیں پن لوکوں کی پراپتی ہوگی۔

راجہ یدھشٹر نے کہا۔ "بھیا! میں دہرم شاستر اور اپر برہم کا نروپن کرنے والے دو نو طرح کے شاستروں کو جانتا ہوں اور مجھے کرم یوگ اور تیاگ پر زور دینے والی شرتیوں کا بھی گیان ہے۔ ان کے علاوہ ورودھ ارتھ کا ورنن کرنے والے واکیوں کا بھی مجھے گیان ہے اور ان واکیوں کے تاتپریہ کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم تو صرف شستر ودیا ہی جانتے ہو اور کھشاتر دہرم پالن کرتے ہو۔ شاستر کے بیچار تھ مرم کو تم کسی پرکار نہیں سمجھ سکتے۔ جو

لوگ شاستر کی باریکیوں کو جانتے ہیں اور دھرم کا نربہ کرنے کی یوگیتا رکھتے ہیں۔ تمہاری طرح وہ بھی مجھے اُپدیش نہیں دے سکتے۔ تو بھی کلبراتری پریم کو سمکھ رکھ کر جو تم نے کہا ہے۔ وہ ٹھیک ہی ہے۔ اس سے مجھے بھی تم پر پرسنتا ہی ہوئی ہے یدھ کے دھرموں میں اور یدھ کرنے میں تم سے بڑھ کر تینوں لوکوں میں کوئی نہیں ہے۔ لیکن جن مہانوبھاو کی بدھی پرمارتھ میں لگی ہوئی ہے۔ اُن کا وچار ہے کہ تپ اور تیاگ دونوں ہی آپس میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ارجن! تم جو ایسا سمجھتے ہو کہ دھن سے بڑھ کر کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ سو ٹھیک نہیں ہے۔ در اصل دھن کوئی بڑائی والی چیز نہیں ہے۔ یہ بات جس طرح سمجھ میں آجائے وہی تمہیں بتا رہا ہوں۔ اس دنیا میں تپ کرتے اور ویدوں کو پڑھتے ہزاروں پرش دکھائی دیتے ہیں۔ وہ تپسوی رشی ہی ہیں۔ جو آخر میں سناتن لوکوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ انیکوں ایسے بھی اجات شترو دھیرج والے بن باسی ہیں۔ جو بن میں رہ کر سوادھیائے کرتے ہوئے سورگ لوک پراپت کر لیتے ہیں۔ کوئی مہاپرش اندریوں کو اپنے وشیوں سے روک کر اودیک سے پیدا ہوئے اگیان سے مکت ہو کر دیویان مارگ پر چڑھ کر برہم لوک کو پراپت ہوتے ہیں اور کئی پتریان مارگ سے پتر لوک کو پراپت ہوتے ہیں۔ لیکن موکش مارگی پرشوں کی گتی تو انرودچنیہ ہے۔ اس لئے یوگ ہی سب سادھنوں میں پردھان مانا گیا ہے۔ لیکن اس کا سروپ جاننا بہت کٹھن ہے۔ ودوان لوگ ستیہ استیہ کا وویک کرنے کے لئے سدا شاستروں کا سوادھیائے کرتے رہتے ہیں اور وہ اپنے سروپ میں ستھت ہوتے ہوئے یہیں مکت ہو جاتے ہیں یہ آتم تتو بے حد سوکشم ہے۔ نیتروں سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا۔ اور بانی سے کہا نہیں جا سکتا۔ جو بڑے ویکھی کشل ودوان ہیں وہ بھی اس آتم تتو کے بارے میں چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر سادھارن جیووں کا تو کہنا ہی کیا۔ اسی طرح بڑے بڑے بدھیمان شروتریہ اور شاستر گیوں کے لئے بھی وہ دُروگیہ ہے۔ لیکن ارجن! تتو ویتا لوگ۔ تو تپ گیان اور تیاگ سے اُس نتیہ مہان سکھ کو پراپت کر لیتے ہیں۔

مہرشی دیوستھان اور ارجن کا راجہ یدھشٹر کو سمجھانا

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔ "راجن! یدھشٹر کی بات پوری ہونے پر وہاں بیٹھے ہوئے دیوستھان نامی ایک مہرشی نے یدھشٹر کو سمجھاتے ہوئے کہا" اجات شترو! آپ نے کھشاتر دھرم انوسار یہ ساری پرتھوی جیتی ہے۔ اسے آپ کو ویرتھ ہی نہیں تیاگ دینا چاہیئے۔ راجن! برہمچریہ، گرہست آشرم، بان پرستھ آشرم اور سنیاس یہ چاروں آشرم برہم کو پراپت کرنے کی چار سیڑھیاں ہیں اور ان کا ذکر ویدوں میں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو انہیں ترتیب وار پار کرنا چاہیئے۔ آپ ابھی بڑی بڑی دکشنا والے یگیہ کیجیئے۔ سوادھیائے یگیہ تو رشی لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور کوئی کوئی گیان یگیہ بھی کرتے ہیں۔ گرہستی تو یگیہ کے لئے ہی دھن سنگرہ کرتے ہیں۔ وہ اگر صرف اپنے شریر اور ایوگیہ کام کے لئے اُس کا دُر اُپیوگ کرتے ہیں۔ تو وہ گرہ پاپ جیسے دوش کے بھاگی بنتے ہیں۔ برہمانے یگیہ کے لئے ہی دھن کی رچنا کی ہے۔ اور یگیہ کے لئے ہی پُرش کو اُس کا رکھشک مقرر کیا ہے۔ اس لئے یگیہ کے لئے سارا دھن خرچ کر دینا چاہیئے۔ اس کے بعد جلدی ہی کامنا کی سدھی ہو جاتی ہے۔ راجن! ادکھشت کے پتر راجہ مرت نے

بڑی دھوم دھام سے اِندر کی آرادھنا کی تھی۔ اُن کے یگیہ میں لکشمی دیوی خود آئی تھی۔ اور اُن کے سبھی یگیہ پاتر سونے کے تھے۔ راجہ ہرشچندر نے بھی بڑا دھن خرچ کر کے اِندر کا آرادھن کیا تھا۔ اُس سے وُہ پُنیوں کے بھاگی ہُوئے اور شوک رہت ہو گئے۔ اس لئے سارا دھن یگیہ میں لگا دینا چاہیئے۔ راجن! منش کے من میں سنتوش ہونا سورگ سے بڑھ کر ہے۔ سنتوش ہی سب سے بڑا سکھ ہے۔ سنتوش تبھی ہوتا ہے۔ جب منش کچھوے کے انگوں کی طرح اپنی سب کامناؤں کو سب طرف سے سمیٹ لیتا ہے۔ اُس وقت فوراً ہی آتم جیوتی سروپ پرماتما کا اپنے انتہ کرن میں پرتیکش انوبھو ہو جاتا ہے۔ جب منش کسی سے بھئے نہیں مانتا تو اُس سے بھی کسی کو کوئی ڈر نہیں رہتا وُہ کام اور دویش کو جیت لیتا ہے۔ اور آتما کا ساکھشاتکار کر لیتا ہے۔

کئی لوگ شانتی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور کوئی اُدیوگ (عمل) کے گُن گاتے ہیں۔ کوئی ان میں سے ہر ایک کو ہی اچھا اچھا بتاتے ہیں۔ اور کوئی ایک ساتھ دونوں کو ہی اچھا بتاتے ہیں۔ کوئی یگیہ کو ہی اچھا بتاتے ہیں۔ کوئی سنیاس کو اور کوئی دان کو ہی اچھا سمجھتے ہیں۔ کوئی سب کچھ چھوڑ کر بھگوان کے دھیان میں مگن رہتے ہیں۔ اور کوئی راج پا کر پرجا کا پالن کرتے رہنا ہی اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں پر وچار کر کے بُدھیمانوں نے یہی نشچیہ کیا ہے کہ کسی سے دروہ (دھوکا) نہ کرنا، سچ بولنا، دان دینا، سب پر دیا رکھنا۔ اندریہ نگرہ، اپنی ہی استری سے پُتر پیدا کرنا اور نمرتا۔ لجا اور چنچلتا کا نہ ہونا۔ یہی پردھان دھرم ہے۔ اور ایسا ہی سوئمبھو منی نے بھی کہا ہے۔

راجن! آپ بھی اسی راج یوگ کا ہی پالن کریں۔ راجہ کا یہ دھرم ہے کہ اندریوں کو بالکل اپنے قابو میں رکھے پریہ اپریہ میں سمان رہے۔ یگیہ انوشٹھان سے جو بچے اُسی اَن کا سیون کرے۔ شاستر کے رہسیہ کو جانے، دُشٹوں کا دمن کرتا رہے، سادھوؤں کی رکھشا کرے۔ پرجا کو دھرم مارگ پر لے جا کر اُن کے ساتھ دھرم انوسار بیوہار کرے۔ اور آخر میں پُتر کو راج لکشمی سونپ کر بن میں چلا جائے۔ وہاں بھی بن کے پھل مول وغیرہ سے نرباہ کرتا ہُوا آلسیہ تیاگ کر شاستر ودھی کے انوسار کرموں کا ہی آچرن کرے۔ جو راجہ اس پرکار برتاؤ کرتا ہے وہی دھرم کے جاننے والا ہے۔ اُس کے لوک پرلوک دونوں سُدھر جاتے ہیں۔ اس پرکار جو دھرم کا پالن کرتے تھے۔ ستیہ وان اور تپ کرنے میں لگے رہتے تھے اور کام کرودھ وغیرہ دوشوں سے رہت تھے، سدا پرجا پالن میں ہی لگے رہتے تھے۔ اُتم دھرم کا آچرن کرتے تھے۔ برہمن اور گئو کی رکھشا کے لئے یُدھ تک کرنے سے بھی نہ ڈرتے تھے۔ ایسے انیکوں راجہ اُتم گتی پراپت کر چکے ہیں۔ اسی طرح رُدر آدتیہ اور سادھیہ وغیرہ راج رشیوں نے بھی اسی دھرم کا آشرے لیا تھا۔ اور سدا ساودھان رہ کر اپنے پوتر کرموں کا آچرن کرتے ہُوئے سورگ پایا تھا۔"

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔" راجن! اس طرح جب دیوستھان منی اپنا بھاشن دے چکے تو ارجن نے اپنے بھائی یُدھشٹر کو پھر اُداس دیکھ کر کہا۔ راجن! آپ دھرمگیہ ہیں۔ آپ نے کھشاتر دھرم کے انوسار ہی دُرلبھ راج پایا ہے۔ پھر آپ اتنے دُکھی کیوں ہیں؟ مہاراج آپ کھشاتر دھرم کا وچار کیجیئے۔ کھشتری کے لئے تو دھرم یُدھ میں مر جانا انیکوں یگیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ تپ اور تیاگ تو برہمنوں کے دھرم ہیں۔ دوسرے کے دھن سے نرباہ کرنا یہ کھشتری

کا دھرم نہیں ہے۔ آپ دھرماتما ہیں اور بُدھیمان ہیں۔ آپ ان سبھی دھرموں کو جانتے ہیں۔ اس لئے آپ کھشاتر دھرم پر درڈھ رہتے ہوئے یگیہ اور دان کرتے ہوئے راج سُکھ بھوگئے۔ دیکھئے اندر کشیپ برہمن کا پتر تھا لیکن اپنے کرم سے وہ کھشتری ہو گیا تھا۔ اس نے ننانوے پاپی جاتیوں کو مار ڈالا تھا۔ لوک میں اس کے اس کرم کو اچھا ہی مانا گیا ہے۔ اس لئے جو کچھ ہو چکا ہے۔ اُس کے لئے شوک نہ کریں۔ یہ سب ویر کھشاتر دھرم کے انوسار یدھ میں لڑ کر کٹ مرے ہیں۔ اور پرم گتی کو پراپت ہوئے ہیں۔

مہرشی ویاس کا شنکھ، لکھت اور راجہ دیگریو کی کتھا سُنا کر یُدھشٹر کو پرجا پالن کیلئے اُتساہ دلانا، اور یُدھشٹر کا پھر ارجن کے پاس اپنے شوک کو پرگٹ کرنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں "جنمیجے! ارجن کے اس پرکار سمجھانے پر کُنتی نندن یُدھشٹر نے کوئی اُتر نہیں دیا۔ تب مہرشی ویاس جی کہنے لگے " سو بیٹے! ارجن کا کہنا ٹھیک ہے۔ گرہست دھرم بہت اُتم ہے۔ اور شاستروں میں اس کا ورنن کیا گیا ہے۔ تم شاستر انوسار اپنے کھشاتر دھرم کا ہی پالن کرو۔ تمہارے لئے گھر چھوڑ کر جانے کا ودھان نہیں ہے۔ دیکھو دیوتا، پتر اتھتی اور سیوک ان سب کا نرباہ گرہستی ہی کرتے ہیں۔ اس لئے تم ان سب کا پالن کرو۔ پشو، پنچھی اور سب پرانیوں کے پیٹ بھی گرہستی ہی بھرتا ہے۔ اس لئے گرہستی ہی سب سے سریشٹھ ہے۔ تم وید کے گیان سے واقف ہو۔ اور تم نے بہت بڑی تپسیا کی ہے۔ اس لئے اپنے اس باپ دادا کے راج کا بھار اُٹھانے میں تم اچھی طرح سے سمرتھ ہو۔ راجن! تپ۔ یگیہ۔ ودیا۔ بھکشا۔ اندریہ نگرہ، دھیان ایکانت واس۔ سنتوش۔ اور شاستر گیان یہ سب باتیں تو برہمنوں کو سدھی دینے والی ہیں۔ اگرچہ تم کھشاتر دھرم کو جانتے ہو تو بھی تمہیں سُناتا ہوں۔ یگیہ۔ ودیا۔ ابھیاس۔ شتروؤں پر چڑھائی کرنا۔ راج لکشمی کی پراپتی میں کبھی سنتوش نہ کرنا۔ دنڈ دینا۔ دبدبہ رکھنا۔ پرجا کا پالن کرنا۔ سب ویدوں کا گیان پراپت کرنا۔ تپ، سداچار۔ درویہ سنگرہ اور سُپاتر کو دان دینا۔ کھشتریوں کے یہ سب کرم اُسے اس لوک اور پرلوک میں سُکھ دینے والے ہیں۔ ان میں بھی دنڈ دھارن کرنا اُس کا سب سے پردھان دھرم ہے۔ اس کے لئے اُس میں سدا بل رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ بل سے ہی دنڈ دیا جا سکتا ہے۔ راجن! کھشتریوں کو تو اپنے ان ورن دھرموں کے آچرن کرنے پر سدھی پراپت ہو سکتی ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ راج رشی سدیومن نے دنڈ دھارن کرنے سے پرم سدھی پالی تھی۔ اس دشتے میں میں تمہیں یہ پراچین اتہاس سناتا ہوں۔ دھیان دے کر سُنو۔

"شنکھ اور لکھت نامی دو بھائی تھے۔ وہ بڑے تپسوی تھے۔ باہودا ندی کے گھاٹ پر اُن کے الگ الگ آشرم تھے۔ جو بڑے ہی سُندر اور پھل پھول سے لدے رہتے تھے۔ ایک دفعہ لکھت شنکھ کے آشرم پر آئے۔ دیو یوگ سے اُس وقت شنکھ باہر گئے ہوئے تھے۔ لکھت نے بھائی کی غیر حاضری میں وہاں کے پیڑوں

کے بہت سے پکے ہوئے پھل توڑ لیے۔ وہ انہیں وہاں بیٹھ کر کھانے لگے۔ اتنے میں شنکھ وہاں آ گئے۔
انہوں نے لکھت کو پھل کھاتے دیکھ کر کہا "تمہیں یہ پھل کہاں سے ملے۔" تب لکھت نے اپنے بڑے بھائی
شنکھ کے پوچھنے پر سامنے والے پیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر شنکھ نے کہا "تم نے مجھ سے پوچھے بنا ہی پھل
توڑ کر چوری کی ہے۔ اس لیے تم راجہ کے پاس جاؤ اور اُسے اپنا سب کرم سُنا کر کہو۔ راجن! بنا پوچھے دوسر
کی چیز لے کر میں نے چوری کا اپرادھ کیا ہے۔ اس لیے تم اپنا دھرم پالن کرتے ہوئے مجھے وہی سزا دیجیے جو
چور کو دی جاتی ہے۔" تب بھائی کی آگیا کا پالن کرتے ہوئے لکھت راجہ سدیومن کے پاس گیا اور ان سے
بولا۔ "کہ میں نے بنا اجازت اپنے بھائی کے پیڑ سے پھل توڑ کر کھائے ہیں۔ اس لیے آپ مجھے اس چوری کی
سزا دیجیے۔" اس کی بات سُن کر راجہ سدیومن نے کہا "برہمن! اگر آپ ڈنڈ دینے میں راجہ کو پرمان مانتے
ہیں تو کشما کرنے کا بھی اُسے ادھیکار ہے۔ اس لیے تم جاؤ میں نے تمہیں کشما کیا۔ اس کے بغیر میرے
یوگیہ اور کوئی سیوا ہو تو مجھے آگیا دیجیے۔ میں اُسے پالن کرنے کی کوشش کروں گا۔" لیکن راجہ کے بہت
پرارتھنا کرنے پر بھی لکھت نے ڈنڈ کے لیے اصرار کیا۔ تب راجہ سدیومن نے چوری کا ڈنڈ دیتے ہوئے اُس کے
دونو ہاتھ کٹوا دیئے۔ اس طرح ڈنڈ پا کر وہ شنکھ کے پاس گیا اور بڑے دین بھاو سے پرارتھنا کی کہ مجھے ڈنڈ مل
گیا ہے۔ اب آپ مجھ مورکھ کو کشما کیجیے۔ شنکھ نے کہا بھیا! میں تم پر غصے نہیں ہوں۔ تم تو دھرم کو جاننے
والے ہو۔ تم سے دھرم کا اُلنگھن ہو گیا تھا۔ اب تم جلدی ہی باہودا کے تٹ پر ودھی پوروک دیوتا اور پتروں
کا ترپن کرو۔ آئندہ کبھی ایسا کام نہ کرنا۔" شنکھ کی بات سُن کر لکھت نے باہودا کے پوتر جل میں اشنان
کیا۔ اور پھر وہ جوں ہی ترپن کرنے کو تیار ہوئے۔ کہ ان کی بھجاؤں میں کمل کے سمان سندر دو ہاتھ پرگٹ ہوئے
اس سے انہیں بڑی حیرانی ہوئی۔ اور اپنے بھائی کے پاس جا کر سب حال کہہ سنایا۔ تب شنکھ نے کہا "بھائی!
شنکا نہ کرو۔ میں نے اپنے تپ کے پربھاو سے یہ ہاتھ پیدا کر دیئے ہیں۔" اس پر لکھت نے کہا۔ "برہمن سریشٹھ!
اگر آپ کے تپ کا ایسا ہی پربھاو تھا تو آپ نے میری بُدھی کو پہلے ہی شُدھ کیوں نہ کیا۔ شنکھ بولے۔
"یہ ٹھیک ہے۔ لیکن ڈنڈ دینے کا ادھیکار صرف راجہ کو ہی ہے۔ اس سے راجہ کی بھی شُدھی ہوئی ہے۔ اور پتروں
سمیت تم بھی پوتر ہو گئے ہو۔" اسی پرکار بھتیاؤں کے پُتر دکش نے بھی اُتم سِدھی پراپت کی تھی۔ پرجاؤں
کا پالن کرنا ہی کھشتریوں کا دھرم ہے۔ اس لیے راجن! آپ شوک نہ کیجیے۔ اپنے بھائی راجہ کی نیک صلاح
کو مانیے۔ کھشتریوں کا پردھان کرتویہ تو ڈنڈ دھارن کرنا ہے۔ مونڈ منڈانا اُن کا کام نہیں۔

"تات! بن میں رہتے وقت تمہارے بلوان بھائیوں نے جو منورتھ کیے تھے۔ انہیں سپھل ہونے دو۔ تم
ییاتی کے سمان پرتھوی کا پالن کرو۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ دھرم ارتھ اور کام کا بھوگ کرو۔ آخری اوستھا میں
بن کو چلے جانا۔ پہلے ارتھیوں (مزدور تمند) پتروں اور دیوتاؤں کے رِن سے مکت ہو لو۔ اس کے بعد جو اچھا
ہو کرنا۔ ابھی تو اشومیدھ یگیوں کا انوشٹھان کرو۔ اگر تم اپنے بھائیوں کے ساتھ بڑی بڑی

دکھشنا والے یگیہ کرو گے تو تمہیں بہت یش اور کیرتی ملے گی۔ راجن! میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں۔ اُس پر دھیان دو۔ ویسا کرنے سے تم اپنے دھرم سے نہیں گرو گے۔ دیکھو! جو راجہ کر (ٹیکس) آمدنی کا چھٹا حصہ لے کر بھی دیش کی رکھشا نہیں کرتا وہ اپنی پرجا کے چوتھائی پاپ کا بھاگی ہوتا ہے۔ اگر راجہ دھرم شاستر کا اُلنگھن کرتا ہے۔ تو پتت ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ دھرم کا پالن کرتا ہے تو نربھے ہو جاتا ہے۔ اگر کام کرودھ کو چھوڑ کر وہ پتا کے سمان ساری پرجا کے تئیں سم درشٹی رکھے تو اس کھشاتر دھرم کے پالن سے وہ پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔ شتروؤں کو اپنے تیج اور بدھی کے بل سے قابو میں رکھنا چاہیئے پاپیوں کے ساتھ کبھی میل نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اپنے راج میں پنیہ کرموں کا انوشٹھان کرانا چاہیئے۔ شُور ویر، شریشٹھ۔ پنیہ کرم کرنے والے وِدوان، وید پاٹھی، برہمن اور دھنوان کی خاص طور پر رکھشا کرنی چاہیئے۔ جو ودوان ہوں۔ انہیں دھرم کاریہ میں لگا رکھنا چاہیئے۔ اور کسی وِیکتی میں بھلے ہی کتنا وِدوان کیوں نہ ہو کبھی وشواس نہیں کرنا چاہیئے۔ جو راجہ پرجا کی رکھشا نہیں کرتا ظالم ہے۔ شریشٹھ پُرشوں کا آدر نہیں کرتا اور گنوں میں بھی دوش درشٹی کرتا ہے۔ وہ پاپی ہے۔ اور وہ دُرگتی کو پراپت ہوتا ہے اگر کبھی پرجا بارش نہ ہونے یا زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے یا اس طرح کی دیوی سنکٹوں سے نشٹ ہو رہی ہو اور راجہ اُس کی رکھشا نہ کرے۔ اور نہ ہی لٹیروں سے پرجا کو بچائے وہ راجہ ہی دوش کا بھاگی ہوتا ہے۔ لیکن اگر راجہ اپنی پوری شکتی سے ان دیوی سنکٹوں کو سُلجھانے میں لگا ہُوا ہے۔ تو بھلے ہی وہ ناکام ہو جائے پھر بھی اُسے کوئی پاپ نہیں ہوتا۔

راجن! اس وِشئے میں تمہیں راج رشی دیگریو کی کتھا سُناتا ہوں۔ وہ بڑا شُور ویر اور پوِتر کرم کرنے والا تھا۔ اُس نے اپنے باہو بل سے پہلے تو اپنے سب دشمنوں کو دبا دیا تھا لیکن دیوگتی سے موقع پا کر اُن دشمنوں نے اُسے مار ڈالا۔ وہ دشمنوں کو دبانے اور پرجا پالن کرنے میں بڑا ہی ماہر تھا۔ اس سے اُسے بڑی کیرتی بھی ملی تھی۔ اُس نے اہنکار کو پاس نہیں آنے دیا اور نیائے پُوروک اپنے کھشاتر دھرم کا پالن کیا۔ اُس نے بہت سے یگیہ کئے تھے۔ اس پرکار سب لوکوں میں اس کا یش چھا گیا۔ اور اب وہ سورگ میں سُکھ بھوگ رہا ہے۔ اُس نے یگیہ کرنے اور دنڈ دھارن کرنے سے دو طرح کی سِدھی پائی تھی۔ اور دھرم شاستر کے انوسار پرجا کا پالن کیا تھا۔ وہ بڑا وِدوان، تیاگی، شردھالو اور کرتگیہ تھا۔ اس لوک میں اُس نے انیکوں پُنیہ کرم کئے۔ اور پھر شریر چھوڑ کر ان پُنیہ لوکوں کو پراپت کیا جو ودوان کو اور پریاگ وغیرہ تیرتھ استھانوں میں شریر چھوڑنے والے کو ملتے ہیں۔"

راجہ یدھشٹر نے کہا۔ "بھگون! اس پرتھوی کے راج اور طرح طرح کے بھوگوں میں رُچی نہیں ہے۔ مجھے تو شوک کھائے جا رہا ہے۔ جن کے پتی اور پُتر نشٹ ہو گئے ہیں ایسی ابلاؤں کا وِلاپ سُن کر مجھے ذرا بھر بھی چین نہیں ہے"۔ تب وید ویاس بھگوان ویاس جی نے کہا۔ "راجن! جو لوگ مارے گئے ہیں وہ تو اب کسی بھی کرم یگیہ سے مل نہیں سکتے۔ اور نہ کوئی ایسا پُرش ہے جو انہیں لا کر دے دے۔ بُدھی یا شاستروں کے سوا دھیائے سے بھی کوئی وستو بے وقت نہیں مل سکتی۔ یہ منش کے وش کی بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی تو مُورکھ منش کو بھی اُتم وستو مل جاتی ہے۔ اصل میں کاریہ کی سِدھی میں کال ہی کی پردھانتا ہے کاریگری۔ منتر اور اودشدھیاں کامیابی میں نمت بن جاتی ہیں۔ وقت آنے پر ہی بادل جل برساتے ہیں۔ بنا وقت کے درختوں

میں پھل پھول نہیں لگتے۔ خاص خاص وقت آنے پر پنچھی، سرپ، مرگ، ہاتھی اور ہرنوں میں کام واسنا بھڑکتی ہے۔ استریوں کے گربھ دھارن کرنے کا بھی خاص وقت ہوتا ہے۔ وقت آنے پر بالک بولنے لگتا ہے۔ جوانی کا بھی خاص وقت ہوتا ہے۔ بیج بھی اپنے یوگیہ سمے پر ہی اُگتا ہے۔ اسی پر سورج، چندرما وغیرہ دَویہ شکتیوں کا چڑھنا، چھپنا، گھٹنا، بڑھنا اپنے اپنے مناسب وقت پر ہی ہوتا ہے۔" راجن! اس وِشے میں راجہ سین جت نے جو کچھ کہا تھا وہ پراچین اتہاس میں تمہیں سناتا ہوں۔

راجہ نے کہا تھا "یہ بھیانک کال چکر سبھی منشوں پر اپنا پربھاؤ ڈالتا ہے۔ پرتھوی کے سبھی پدارتھ وقت آنے پر کمزور ہو کر نشٹ ہو جاتے ہیں۔ دھن، استری، پتر اور پتا کے نشٹ ہو جانے پر پُرش "ہائے کیسا دکھ ہے" ایسا سوچ کر ہی پھر اُس دکھ کی نِورتی کا اُپائے کرتا ہے۔ لیکن تم مورکھ بن کر شوک کیوں کرتے ہو۔ جو شوک رُوپ ہی تھے۔ اُن کے لئے شوک کیا کرنا۔ تمہارے دکھ ماننے سے دکھ کی اور سکھ ماننے سے سکھ کی وردھی ہوگی۔ نہ تو یہ شریر میرا ہے اور نہ یہ پرتھوی میری ہے یہ جیسی میری ہے ویسی ہی اور سب کی ہے۔ ایسی درشٹی رکھنے سے جیو کبھی موہ میں نہیں پھنستا۔ شوک کے ہزاروں ستھان ہیں اور خوشی کے بھی ہزاروں موقع ہیں لیکن ان کا پربھاؤ روز روز مورکھ منشوں پر ہی پڑتا ہے۔ وِدوانوں پر نہیں۔ سنسار میں تو صرف دکھ ہی دکھ ہے سکھ تو ہے ہی نہیں۔ اس لئے لوگوں کو دکھ ملتا ہے۔ یہاں سکھ کے پیچھے دکھ اور دکھ کے پیچھے سکھ لگا ہی رہتا ہے۔ سکھ کا انت دکھ ہی ہوتا ہے۔ کبھی کبھی دکھ سے بھی سکھ کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ اس لئے جیسے نتیجہ سکھ کی اچھا ہو وہ سکھ اور دکھ دونوں ہی کو تیاگ دے۔ سکھ یا دکھ، بھلا یا برا جو کچھ بھی ملے۔ اُس کا پربھاؤ ہردے پر نہ پڑنے دے اور پرسنتا سے اُنہیں سہن کرے۔ بھائی! اپنے استری اور پتروں کے تئیں اُن کی مرضی مطابق وچرنے میں تھوڑی سی ڈھیل دکھا دو۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون کس کارن سے کس طرح سمبندھی ہے۔

یُدھشٹر! یہ سکھ دکھ کے مرم کو جاننے والے دھرمگیہ مہان بدھیمان سین جت کا کتھن ہے۔ جس پُرش کو جو دکھ ستاتا رہتا ہے۔ اُس سے اُسے کبھی شانتی ملنے والی نہیں ہے۔ دکھوں کا انت کبھی نہیں آتا۔ ایک کے پیچھے دوسرا دکھ بڑھتا رہتا ہے سکھ دکھ، جنم مرن، لابھ ہانی اور گھٹنا بڑھنا یہ بار بار آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے دھیر پرشوں کو ان کی وجہ سے شوک نہیں کرنا چاہیئے۔ راجاؤں کا یوگ تو یدھ کی دکشنا لینا، یدھ کرنا، ڈنڈ نیتی کا صحیح استعمال کرنا اور یگیہ میں دکشنا اور دان دینا ہے۔ ان کرموں سے ہی راجہ کے انتہ کرن کی شدھی ہوتی ہے۔ جو راجہ بدھیمان ہے اور نیائے سے راج کرتا ہے۔ اہنکار تیاگ کر یگیہ کرتا ہے۔ سب پرجاؤں کو دھرم کے انوسار چلاتا ہے۔ یدھ میں وجے پا کر ودیش کی رکھشا کرتا ہے۔ سوم یاگ کرتے ہوئے پرجا کا پالن کرتا ہے۔ نیتی سے دنڈ دھارن کرتا ہے۔ وید شاستروں کا اچھی طرح ابھیاس کرتا ہے۔ اور چاروں ورنوں کو اپنے اپنے دھرم میں سخت رکھتا ہے۔ وہ شدھ چت ہو کر آخر میں سورگ کے بھوگ بھوگتا ہے جس کے سورگ سدھار جانے پر اس کے پردیسی پریوار اور منتری پرشنسا کرتے ہیں۔ ایسی راجہ کو سرشریشٹھ سمجھنا چاہیئے۔

ویاس جی کے اس طرح کہنے پر یدھشٹر نے ارجن سے کہا "بھیا! تم جو سمجھتے ہو کہ دھن سے بڑھ کر اور کوئی وستو نہیں ہے اور نردھن کو سورگ سکھ اور ارتھ کی بھی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ انیکوں منیوں نے تپسیا میں لگے رہ کر ہی سناتن لوکوں کو پراپت کیا ہے۔ جو دھرم پرائن پرش برہمچریہ آشرم میں رہ کر ویدوں کے سوادھیائے سے رشیوں

کی پرم پیا کی رکھشا کرتے رہتے ہیں۔ دیوگن انہیں کا برہمن کہتے ہیں۔ جو لوگ سوادھیائے میں لگے ہوئے گیان نشٹھ اور دھرم نشٹھ ہیں اُن کو ہی تم رشی سمجھو۔ بان پرستھوں کے کہنے سے تو ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ راج کے سب کام بھی گیان نشٹھوں کے ہاتھ میں رکھے۔ اَج۔ پرشن یسکت۔ اُرن اور کینو وغیرہ رشیوں نے سوادھیائے سے ہی سورگ پراپت کیا تھا۔ دان، یگیہ اور اندریہ نگرہ وغیرہ سبھی کرم بہت کٹھن ہیں۔ ان ویدک کرموں کا آشرہ لے کر لوگ دکھشن مارگ سے سورگ لوک میں جاتے ہیں۔ لیکن جو نیم کے انوسار اُتر مارگ پر دِرشٹی رکھتا ہے۔ اُسے یوگیوں کو پراپت ہونے والے سناتن لوکوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ پراچین کال کے وِدوان ان دونوں میں سے اُتر مارگ کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ اصل میں سنتوش ہی سب سے بڑا سورگ ہے۔ سنتوش سے بڑھ کر کوئی سکھ نہیں ہے۔ جن پرشوں نے کرودھ اور ہرش کو وش میں کر لیا ہے۔ اُن کو ہی اُتم سدھی ملتی ہے۔ اس وشئے میں راجہ ییاتی کی کہی گئی یہ گاتھا پرسدھ ہے۔ جس پر دھیان دینے سے منش کچھوا جیسے انگوں کو سکیڑ لیتا ہے۔ ویسے اپنی سب واسناؤں کو سکیڑ لیتا ہے۔

راجہ ییاتی نے کہا ہے جب پرش کسی سے نہیں ڈرتا اور اس سے بھی کسی کو بھئے نہیں رہتا اور اسے کسی وستو کی اچھیا یا کسی سے دویش نہیں رہتا۔ اُس وقت یہ برہم کو پراپت ہو جاتا ہے۔ جب یہ من کرم بچن سے کسی کا برا چنتن نہیں کرتا تو اُسے برہم کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ جس کے مان اور موہ دب گئے ہیں۔ جس نے بہت پرشوں کا سنگ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اُس آتم دیتا کے لئے موکھش سلبھ ہو جاتا ہے"

ارجن! جو پرش دھن کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ نیا گنے کے یگیہ کرموں کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ سادھو جن اس کیلئے دُرلبھ ہے۔ شوک اور بھئے سے رہت ہونے پر بھی جو پرش سدا اچار سے گرا ہوا ہے۔ اُسے دھن کی تھوڑی سی اچھیا ہونے پر بھی وہ دوسروں سے دشمنی ٹھان لیتا ہے۔ اور اُسے پاپ کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ برہما نے یگیہ کے لئے دھن اور یگیہ رکھشا کے لئے منشوں کی رچنا کی ہے۔ اس لئے سارا دھن یگیہ میں ہی لگا دینا چاہیئے۔ اُسے بھوگ میں لگانا اچھا نہیں ہے۔ دھن کسی ایک کا نہیں ہے۔ شردھا وان پرشوں کو اسے دان یگیہ میں لگاتے رہنا چاہیئے۔ دان دینے میں بھی دو غلطیاں ہوا کرتی ہیں۔ ایک تو کپاتر کے پاس دھن پہنچ جانا اور دوسرے سپاتر کو نہ ملنا۔ ارجن! اس یدھ میں ابھمنیو، دروپدی کے سپتر دھرشٹ دیومن، وراٹ دروپد، پرسیسن اور دھرشٹ کیتو۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے راجہ لوگ کام آ چکے ہیں۔ اُن سب کا خون میرے گردن پر ہے۔ ہائے میں بڑا ہی راج کا لوبھی اور ظالم ہوں۔ میں نے اپنے کٹمب کا بھی سروناش کر دیا۔ ان باتوں کو سوچ کر میرا شوک بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ میں کیسا مورکھ اور گورو گھاتی ہوں۔ بھلا یہ راج کتنے دن رہنے والا ہے۔ اس کے لالچ میں پڑ کر میں نے اپنے دادا بھیشم کو بھی مروا دیا۔ انہوں نے تو ہمیں بچپن سے پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ گورو درون کو میرے سچ بولنے پر وشواس تھا۔ اسی لئے پتر کے مارے جانے کی بابت انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا۔ لیکن میں نے ہاتھی کی آڑ لے کر جھوٹ بول دیا۔ ایسا بھاری پاپ کر کے بھلا میری کس لوک میں گتی ہوگی؟ ہائے مجھ سے بڑھ کر اور کون پاپی ہوگا۔؟ میں نے اپنے بڑے بھائی کرن کو بھی مروا ڈالا۔ اس راج کے لوبھ میں میں نے بالک ابھمنیو کو بھی کوروؤں کی سینا میں

جھونک دیا۔ تب سے تو تمہاری اور میری آنکھیں ہی نہیں اُٹھتیں۔ بیچاری دروپدی کے پانچوں پُتر مارے گئے۔ اُن کا شوک بھی میرے کلیجے کو چیر رہا ہے۔ اب تو تم مجھے جانے کے لئے تیار بیٹھا ہی سمجھو۔ مَیں یہاں بیٹھے بیٹھے اپنا شریر سکھا ڈالوں گا۔ اس گنگا تٹ پر ہی مَیں اپنے پرانوں کو نشٹ کر دوں گا۔ مجھے اِسس پراسچت کے لئے آگیا دیجئے۔

شری ویاس جی کا یدھشٹر کو اشما مُنی کا کہا ہُوا دھرم اُپدیش سُنانا

ویشم پائن جی کہتے ہیں "جنمیجے! شوک سے ویاکل ہُوئے پران تیاگنے کے لئے تیار یدھشٹر کو دھیرج بندھانے کے لئے شری ویدویاس جی بولے۔ اس وشے میں اشما مُنی کا کہا ہُوا پراچین اُپدیش میں تمہیں سُناتا ہوں۔ ایکدفعہ شوک اور موہ میں پڑے ہُوئے راجہ جنک نے اپنے بُدھیمان برہمن اشما سے پوچھا کہ اپنا کلیان چاہنے والے پُرش کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس پر اشما نے کہا" راجن! جنم کے ساتھ ہی دُکھ سُکھ شریر کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ وہ اُس کے گیان کو اُسی طرح نشٹ کر دیتے ہیں جسطرح ہوا بادلوں کو تتر بتر کر دیتی ہے۔ اس سے منش کے ہردے میں "مَیں کلین ہُوں" "کوئی سادھارن منش نہیں ہوں" ایسی باتیں گُھس جاتی ہیں۔ اُن کے نشے میں بھر کر وہ اپنے باپ دادا کی پُونجی لُٹا کر پھر دوسروں کے دھن کی طرف تاکنے لگتا ہے۔ اُسے مریادا کا بھی کوئی خیال نہیں رہتا۔ وہ جائز ناجائز طریقوں سے دھن اکٹھا کرنے لگتا ہے۔ یہ دیکھ کر راجہ لوگ اُسے ڈنڈ دیتے ہیں۔ اس لئے منش کے اوپر جو سُکھ اور دُکھ آن پڑے اُسے سہنا چاہیئے کیوں کہ اُسے دُور کرنے کا کوئی اُپائے بھی تو نہیں ہے۔ اپریہ جنوں کا سنجوگ، پریمی جنوں کا ویوگ، اِشٹ انشٹ اور سُکھ دُکھ اُن کی پراتبدی قسمت کے انوسار ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح جنم مرن، ہانی لابھ بھی دیو آدھین ہے۔ وَیدوں کو روگی اور بلوانوں کو نربل ہوتے دیکھا جاتا ہے۔ اور شرمیانوں کو بھی کنگال ہوتے دیکھا گیا ہے۔ یہ کال کا الٹ پھیر بڑا ہی نرالا ہے۔ اچھے کل میں جنم، پرشارتھ، تندرستی، روپ، سوبھاگیہ اور ایشوریہ یہ سب پراربدھ سے ہی ملتے ہیں۔ کنگالوں کے نہ چاہنے پر بھی کئی کئی پُتر ہو جاتے ہیں اور دھنوانوں کے چاہنے پر بھی پُتر نصیب نہیں ہوتا۔ بدھاتا کا نرالا کھیل ہے۔ روگ۔ اگنی۔ جل۔ شستر۔ بھوک۔ پیاس۔ مصیبت۔ زہر۔ بخار۔ موت اور اوچیہ بدوی سے گرنا یہ سب جیو کے جنم کے وقت ہی نشچت ہو جاتے ہیں۔ اسی نیم کے مطابق اُسے ان حالتوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ آج تک کوئی بھی اس سے چھوٹ نہیں سکا ہے۔ اس پرکار کال کے پربھاؤ سے سب جیووں کا اِشٹ اور انشٹ پدارتھوں کے ساتھ سمبندھ ہوتا ہے۔ وایو۔ آکاش۔ اگنی۔ چندرما۔ سورج۔ دن رات نکھشتر اور پربتوں کو بھی کال کے بغیر اور کون بناتا ہے۔ اور کھڑے رکھتا ہے۔ سردی۔ گرمی اور بارش کا چکّر بھی کال کے یوگ سے چلتا ہے۔ یہی بات منشوں کے دُکھ سُکھ کے بارے میں بھی ہے۔ جب منش پر بڑھاپے اور موت کا زور پڑتا ہے۔ تو اوشدھی منتر ہوم اور جپ کوئی بھی اُسے بچا نہیں سکتا۔ سمندر میں دو لکڑیوں کی طرح پُرش سنسار میں ایک دوسرے سے ملتے اور جدا ہوتے ہیں۔ اس سنسار میں ہمارے ہزاروں ماتا پتا اور سینکڑوں استری پُتر

ہو چکے ہیں۔ لیکن سوچو تو وہ در اصل کس کے ہوئے اور ہم اپنے کو کس کا کہیں؟ اس جیو کا کوئی سمبندھ نہیں ہے راستے میں چلتے ہوئے مسافروں کی طرح ہمارا پتر، استری وغیرہ پریوار سے سماگم ہو جاتا ہے۔ اس لئے وویکی پُرش کو بار بار وچار کرنا چاہیئے۔ کہ "میں کہاں ہوں" "کہاں جاؤں گا؟" "کون ہوں" "یہاں کس کارن سے آیا ہوں"۔ "کس لئے کس کا شوک کروں" یہ سنسار انتیہ ہے۔ اور چکّر کے سمان گھومتا ہے۔ کلیان چاہنے والے پُرش کو چاہیئے کہ شاستر گیان کا النگھن نہ کر کے اُس میں شردھا رکھے۔ پتروں کا شرادھ اور دیوتاؤں کا پوجن کرے۔ یگیہ کرے اور دہرم ارتھ اور کام کا سیون کرے۔ یہ سارا سنسار اگادھ کال سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں بڑھاپا اور موت جیسے بھیانک مگرمچھ ہیں۔ لیکن اُسے کچھ ہوش ہی نہیں ہے۔ ویدیہ لوگ بھی بڑے کڑوے کڑوے جوشاندے پیتے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن مرتیو کا پار نہ پا سکے۔ طرح طرح کے رسائن درویہ کھانے والے بڑھاپے سے بچے ہوئے دیکھے نہیں گئے۔ اسیطرح تپسوی۔ سوادھیائے شیل۔ دانی اور بڑے بڑے یگیہ کرنے والے بھی بڑھاپے اور موت پر پار نہیں پا سکتے۔ جنم لینے والے سبھی جیوؤں کے دن رات، ماس برس، اور پکش ایک بار گذر کر پھر کبھی نہیں لوٹتے۔ موت کا یہ لمبا راستہ سب جیووں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے سبھی دھرما منش ہیں۔ اور سبھی کو کال کے وش میں ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔ اس میں استری، پُتر وغیرہ کا سماگم راہگیروں کے سمان کچھ ہی پلوں کا ہے۔ ان میں سے کسی کے بھی ساتھ منش کا سدا سمبندھ نہیں رہ سکتا۔ جب اپنے شریر کے ساتھ ہی اس کا بہت دنوں تک سمبندھ نہیں رہتا تو دوسرے سمبندھیوں کے ساتھ تو رہ ہی کیسے سکتا ہے!

راجن! آج تمہارے باپ دادا کہاں ہیں؟ اب تو تم ہی انہیں دیکھتے ہو اور نہ وہ تمہیں ہی دیکھتے ہیں۔ سُورگ اور نرک تو منش ان نیتروں سے دیکھ نہیں سکتا۔ انہیں دیکھنے کے لئے تو ستیہ پُرش شاستر روپی آنکھوں سے ہی کام لیتے ہیں۔ اس لئے تم شاستر کے انوسار ہی آچرن کرو۔ منش کو پہلے برہمچریہ کا پالن کرنا چاہیئے۔ اُس کے بعد وہ گرہست آشرم سویکار کر کے پتر، دیوتاؤں کے رن سے مکت ہونے کے لئے اولاد پیدا کر کے یگیہ کرے۔ ایسے سوکھشم درشٹی گرہست کو اپنے ہردے کا شوک تیاگ کر اس لوک، سورگ لوک اور پرماتما کی آرادھنا کرنی چاہیئے۔ جو راجہ شاستر انوسار دہرم کا آچرن اور درویہ سنگرہ کرتا ہے اُس کا سُندر یش سارے سنسار میں پھیل جاتا ہے۔

دیاس جی کہتے ہیں۔ "بدھشٹر! اشما منی سے اس پرکار دہرم کا رہسیہ جان کر راجہ جنک کی بُدھی شدھ ہو گئی۔ اُس کا سب منورتھ پورا ہو گیا۔ اور وہ شوک ہین ہو کر منی سے آگیا لے کر اپنے بھون کو چلا گیا۔ اس پرکار تم بھی شوک تیاگ کر کھڑے ہو جاؤ، من کو پرسن کرو۔ اور شاستر دہرم کے انوسار جیتے ہوئے اس پرتھوی کے راج سکھوں کو بھوگو۔"

رسالہ ادوم کا باقاعدہ مطالعہ من کی اگاگرتا میں مدد دیتا ہے

شری کرشن جی کا یدھشٹر کو سمجھانا

وشیم پاین جی کہتے ہیں" راجن! ویاس جی کا یہ اُپدیش سُن کر یدھشٹر جی چُپ ہی رہے۔ اُن کو چُپ دیکھ کر ارجن نے سری کرشن جی سے کہا "مادھو! دھرم راج یدھشٹر بندھو جنوں کے شوک سے بہت دُکھی ہیں۔ وُہ شوک ساگر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں دھیرج دیجئے" ارجن کے اس پرکار کہنے پر کمل نیتر بھگوان کرشن جی یدھشٹر کے پاس بیٹھ گئے۔ دھرم راج شری کرشن جی کی بات نہیں ٹال سکتے تھے۔ کیوں کہ بچپن سے ہی شری کرشن کے ساتھ اُن کی ارجن سے بھی بڑھ کر پریتی تھی۔ تب شری کرشن جی نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بچنوں سے پرسن کرتے ہوئے کہا" راجن! اب آپ شوک نہ کریں۔ یہ آپ کے شریر کو سکھا رہا ہے۔ جو لوگ یدھ میں مارے گئے ہیں۔ وُہ تو اب ملنے سے رہے۔ جس طرح جاگنے پر سپنے کے پدارتھ سب نشٹ ہو جاتے ہیں۔ اُسی پرکار اس مہا یدھ میں جو کھشتری مارے گئے ہیں۔ انہیں تم گئے ہوئے سمجھو۔ اُن سب نے کھشتر دھرم انوسار رن بھومی میں لوہا لیتے ہوئے پران تیاگے ہیں شستروں سے مارے جانے کی وجہ سے وُہ سب سورگ کو گئے ہیں۔ آپ اُن کے لئے شوک نہ کیجئے۔ وُہ بھی شور ویر کھشاتر دھرم میں درڑھ رہنے والے اور وید ویدانگوں کے گیاتا تھے۔ انہوں نے پرم گتی پائی ہے۔ اس لئے آپ کسی طرح کی بھی چنتا نہ کیجئے۔ اس وِشئے میں میں آپ کو ایک پراچین پرسنگ سناتا ہوں۔

"ایک دفعہ راجہ سرنجے پتر شوک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اُس وقت اُن سے نارد جی نے کہا۔ "سرنجے! سُکھ، دُکھ سے تو میں تم اور ساری پرجا میں سے کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے اس کے لئے کیا شوک کیا جائے۔ تم اپنے شوک کو شانت کرو اور میں جو بات کہتا ہوں۔ اُس پر دھیان دو۔ یہ پراچین راجاؤں کا بڑا منوہر پرسنگ ہے۔ اسے سُننے سے پاپ بھاگ جاتے ہیں اور عمر بھی لمبی ہوتی ہے۔

راجن! ہم لوگ سنتے ہی ہیں کہ راجہ سہوتر مر گیا۔ وُہ بڑا ہی اتتھی سیوا کرنے والا تھا۔ اندر نے ایک سال تک اُس کے راج میں سونے کی بارش کی تھی۔ ندیوں میں بھی سونا ہی بہتا تھا۔ اندر نے اُن کے کچھوے، کیکڑے، ناکے اور مگرمچھ بھی سونے کے بنا دیئے تھے۔ راجہ سہوتر نے سب سونا برہمنوں کو یگیہ میں دان کر دیا۔ سرنجے! وُہ ارتھ، کام، دھرم، موکش چاروں ہی میں تمہاری نسبت سریشٹھ تھا۔ لیکن انت میں وُہ بھی مر گیا۔ اس لئے تمہیں اپنے پتر کا شوک نہیں کرنا چاہیئے۔

سرنجے! اُوشی نر کے پتر شوی کے مرنے کی بات بھی ہم نے سنی ہے۔ پرجاپتی برہما جی بھی راج کا بھار سنبھالنے میں اُس کے سمان کسی دوسرے راجہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ تمہارا پتر نہ تو دکھشنا دینے والا تھا اور نہ ہی یگیہ کرتا تھا۔ تمہارے اور تمہارے پتر کی نسبت تو شوی دھرم ارتھ، کام موکش چاروں باتوں میں بڑھ چڑھ کر تھا۔ لیکن وُہ بھی مر گیا۔ اس لئے تم اپنے پتر کے لئے شوک نہ کرو۔

دشینت کے پتر بھرت نے ہزاروں اشو میدھ اور سو راجسو یگیہ کئے تھے۔ وُہ بھی تم اور تمہارے پتر سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ جب وُہ بھی موت کے مُنہ میں چلا گیا۔ تو تم اپنے پتر کے لئے شوک کیوں کرتے ہو۔ سرنجے! سُنا جاتا ہے۔ کہ

دشرتھ نندن رام پرجا کو اپنی سنتان کے سمان سمجھتے تھے ۔ اُن کے راج میں کوئی استری ودھوا یا اناتھ نہیں تھی ۔ بادل وقت پر بارش کرتے تھے ۔ اَن وقت پر پکتا تھا ۔ اور پرجا ہر طرح سے خوشحال تھی ۔ اُن کے وقت میں کوئی جیو پانی میں ڈوب کر نہیں مرتا تھا ۔ کسی کو آگ سے کشٹ نہ پہنچتا تھا ۔ اور روگ بھی کسی کو نہ ستاتے تھے ۔ استریوں اور پرُشوں کی ہزاروں سال کی عمر ہوتی تھی ۔ واد وواد استریوں میں بھی نہیں تھا ۔ پھر پرُشوں کی بات ہی کیا ہے ۔ پرجا دھرم پرائن سنتُشٹ اور ستیہ وادی تھی ۔ انہوں نے بڑی دکھشنا والے دس اشومیدھ یگیہ کئے تھے ۔ جس میں آنے والے کسی کو بھی روک ٹوک نہیں تھی ۔ بھگوان رام نتیہ نئے جوان ۔ شیام ورن ۔ لال نیتروں والے ، زانو تک باہو بل والے ۔ سُندر مکھ والے اور شیر کے سمان بل شالی کندھوں والے تھے ۔ انہوں نے ہزاروں سال ایودھیا کا راج کیا ۔ جب وُہ بھی پرلوک سدھار گئے تو تمہارے پتر کی تو بات ہی کیا ہے ؟ تم اس لئے شوک نہ کرو ۔ راجن ! راجہ بھاگیرتھ نے بہت سا سونا دان کیا تھا ۔ بہت سی گائیں ۔ گھوڑے ، ہاتھی اور رتھ اور سورن اپنی کنیاؤں کو دان میں دیا تھا ۔ لوگوں کو پوتر کرنے والی گنگا جی کو انہوں نے بڑا کٹھن تپ کر کے پرگٹ کیا تھا ۔ لیکن دیکھو وُہ بھی مر گئے ۔ اس لئے اپنے پُتر کے لئے تم شوک نہ کرو ۔

سرنجئے ! راجہ دلیپ کے کارناموں کو اب تک برہمن لوگ یاد کرتے ہیں ۔ اُن کے یگیہ میں اِندر وغیرہ دیوتاؤں نے پرتیکش ہو کر اپنا بھاگ لیا تھا ۔ جن لوگوں نے اُن ستیہ وادی مہاتما دلیپ کا درشن کیا تھا ۔ وُہ بھی سورگ کے ادھیکاری ہو گئے تھے ۔ اُن کے راج محل میں وید منتروں کی گونج ، دھنش کی ٹنکار اور مانگنے والوں کا شور یہ تینوں شبد کبھی بند نہیں ہوتے تھے ۔ لیکن موت نے انہیں بھی نہ چھوڑا ۔ اس لئے تم اپنے پتر کے لئے شوک نہ کرو ۔ راجہ مان دھاتا بڑے ہی شوُر ویر اور ایشور بھگت تھے ۔ وُہ بڑے ہی دھرماتما اور دلیر تھے ۔ ساری پرتھوی اُن کے ادھیکار میں تھی ۔ اُنہوں نے سَو اشومیدھ اور سَو راجسو یگیہ کئے تھے ۔ اور بہت سا سورن دان برہمنوں کو دیا تھا ۔ لیکن آج اُن پرتاپی سمراٹ مان دھاتا کا نام و نشان نہیں ہے ۔ پھر تُم اپنے پُتر کے لئے شوک کیوں کرتے ہو ۔ راجہ امبریش نے یگیہ کر کے اتنا دان دیا تھا کہ برہمن لوگ کہتے تھے کہ نہ ایسا یگیہ پہلے کسی نے کیا ہے ۔ اور نہ کوئی کرے گا ہی ۔ لیکن کال نے اُن کو بھی اپنا گراس بنا لیا ۔ جب وُہ بھی نہ رہے تو تم اپنے پُتر کا شوک کیوں کرتے ہو ؟ راجن ! چتررتھ کا پُتر ششبندُو بھی مر گیا ۔ اُس کے بہت سی رانیاں اور پُتر تھے ۔ انہوں نے ایک اشومیدھ یگیہ میں اپنا سارا دھن برہمنوں کو دان دے دیا تھا ۔ تم تو وہ دھرم ، ارتھ ، کام موکش چاروں بانوں میں بڑھ چڑھ کر تھے ۔ وُہ بھی موت کے مُنہ میں چلے گئے ۔ اس لئے تُم اپنے پتر کا شوک نہ کرو ۔

سرنجئے ! مورت رائے کے پُتر "گئے" کی موت کے درشے میں بھی ہم سُنتے ہی ہیں ۔ ایک بار یگیہ میں اگنی دیو اُن پر بہت ہی پرسن ہوئے اور اُن کو ور مانگنے کے لئے کہا ۔ تب "گئے" نے کہا ۔ کہ اگنی دیو ! آپ کی کرپا سے میرا خزانہ سدا بھرپور رہے ۔ دھرم میں میری شردھا بنی رہے ۔ اور سچائی میں میرا سدا پریم رہے ۔ اُنہوں نے انیکوں اشومیدھ یگیہ کئے ۔ اُن میں بے شمار دھن اور سورن دان دیا ۔ وُہ لاکھوں گئوئیں برہمنوں کو دان میں دے چکے تھے ۔ لیکن کال نے انہیں بھی نہ چھوڑا ۔ اس لئے تم اپنے پتر کا شوک مت کرو ۔

راجن ! اکشواکو کے ونش میں پیدا ہوئے راجہ سگر کا نام تُم نے سُنا ہی ہوگا ۔ اُن کے بہت سے پتر تھے ۔ جو اُن

کے آگیا کاری تھے۔ اپنے بازو بل سے وُہ پرتھوی بھر کے سمراٹ بنے۔ اُنھوں نے ہزار اشومیدھ یگیہ کر کے دیوتاؤں کو پرسن کیا تھا۔ انھوں نے ساری پرتھوی کو کھُدوا ڈالا تھا۔ اُن کے نام پر ہی سمندر کا ساگر نام پڑا تھا۔ لیکن آخر کار وُہ بھی مر گئے۔ جب وُہ پرتاپی سگر بھی نہ بچ سکے تو تُم اپنے پُتر کے لئے شوک کیوں کرتے ہو؟

مہر بجنے! راجہ پرتھو بھی آج نہیں ہیں۔ مہرشیوں نے بن میں اُنہیں راج تلک دیا تھا۔ یہ سوچ کر کہ یہ سنسار میں دھرم کی مریادا کو قائم رکھیں گے۔ اُن کا نام پرتھو رکھا گیا۔ ساری پرجا اُن سے پرسن تھی۔ پرتھوی بے شمار اناج پیدا کرتی تھی۔ اوشدھیاں رسیلی ہوتی تھیں۔ اُن کے راج میں گئوئیں بہت دُودھ دیتی تھیں۔ منش تندرست، سنتشٹ اور نربھے تھے۔ سمندر بھی اُن کی آگیا کا پالن کرتا تھا۔ انھوں نے اشومیدھ یگیہ کر کے برہمنوں کو بے شمار دھن اور سونے کے ڈھیر دان کئے تھے۔ لیکن آخر کار موت نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ پھر تم اپنے پتر کا شوک کیوں کرتے ہو۔

اس پرکار سر بجنے کو اُپدیش دے نارد جی نے پُوچھا۔ "راجن! تم چُپ چاپ کیا سوچ رہے ہو؟ کیا میری باتوں پر تم نے دھیان دیا؟

سر بجنے نے کہا "مہرشی! آپ کا اُپدیش ویرتھ نہیں ہوا ہے۔ آپ کا درشن کر کے میرا سب شوک دُور ہو گیا۔ آپ کی باتیں سُننے کی میری آشا ابھی تک بنی ہوئی ہے۔ پھر بھی میری اچھیا ہے کہ آپ کی کرپا سے ایک بار مجھے اپنے پُتر کے درشن ہو جائیں۔

نارد جی بولے۔" راجن! مہرشی پربت نے تمہیں سورنشٹھوی نامی یہ پُتر دیا تھا۔ وُہ تو اب نشٹ ہو گیا۔ اُس کے بدلے میں مَیں تمہیں بڑی لمبی عُمر والا ہرنیہ نابھ نامی دُوسرا پُتر دیتا ہُوں۔ میری آشیرواد سے تمہارے گھر اس کا جنم شیگھر ہی ہوگا"۔

شری کرشن جی کی بات سماپت ہونے پر نارد جی نے بھی اُن کی اُستتی کی۔ اور راجہ یدھشٹر کو بھی سورنشٹھوی کا سارا چرتر سُنا کر کہا۔ راجن! جب سر بجنے نے اپنے مرے ہوئے پُتر کو زندہ کرنے کے لئے ضد کی تو مَیں نے اُس کو زندہ کر دیا۔ اِس سے اُس کے ماتا پتا کو بڑی خوشی ہوئی۔ پتا کی مرتیو ہونے پر سورنشٹھوی نے بہت کال تک راج کیا۔ اس کے بعد وُہ سورگ سدھارا۔

دھرم راج! اب تم بھی اپنے ہردے کی ویا کلتا کو چھوڑ دو۔ اور شری کرشن اور ویاس جی کے کہنے کے مطابق اپنے ونش پرم پرا کے اس راج کا شاسن کرو۔ یہ سب کرتے ہوئے بڑے بڑے یگیہ دان کرنے سے تم پرم پد کو پراپت ہو گے۔

شری ویاس جی کا راجہ یدھشٹر کو راج دھرم کا اُپدیش دینا

پاپ اور اُن کے پرائسچت کا ورنن

ویشمپائن جی کہتے ہیں: " راجن! نارد جی کی بات سُن کر راجہ یدھشٹر چُپ ہو گئے۔ تب مہرشی ویاس جی پھر کہنے لگے یدھشٹر! راجاؤں کا دھرم تو پرجا کا پالن کرنا ہی ہے۔ اس لئے تم اپنے باپ دادا کا راج سنبھالو۔ ویدوں نے تپ کو تو برہمنوں کا ہی دھرم بتلایا ہے۔ کھشتری تو سب طرح کے دھرموں کی رکھشا کرنے والا ہی ہے۔ جو منش وشیوں میں اندھا ہو کر دھرم ودھی کا اُلنگھن کرتا ہے۔ وہ لوک مریادا کا گھاتک ہے۔ کھشتری کو اپنے بازو بل سے ایسے لوگوں کو دبا دینا چاہیئے۔ جو شخص موہ وش ہو کر شاستر پرمان کو نہ مانے وہ اپنا سیوک ہو پتر ہو تپسوی ہو یا کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اُس پاپی کو سب پرکار دبا کر نشٹ کر دینا چاہیئے۔ جو راجہ اس کے اُلٹ چلتا ہے اُسے پاپ لگتا ہے۔ جو راجہ نشٹ ہوتے ہوئے دھرم کی رکھشا نہیں کرتا وہ دھرم کا گھاتک ہے۔ تم نے تو اُن انیائی اور دھرم گھاتک کوروؤں اور اُن کے سہائکوں کا ہی ناش کیا ہے۔ اس لئے تم تو اپنے دھرم میں ہی ستھت ہو۔ پھر شوک کیوں کرتے ہو؟ راجہ کا تو یہی دھرم ہے۔ کہ دُشٹوں کا سنگھار کرے۔ سپاتر کو دان دے اور پرجا کی رکھشا کرے۔

راجہ یدھشٹر نے کہا۔ " بھگوان! آپ دھرمگیوں میں سرتاج ہیں۔ آپ کے بچنوں میں مجھے رتی بھر بھی سندیہہ نہیں۔ لیکن بھگوان! اس راج کے لئے میں نے اُن مہاپُرشوں کو بھی مار ڈالا۔ جن کو مارنا نہیں چاہیئے تھا۔ میرے وہ پاپ کرم ہی مجھے جلا رہے ہیں۔"

ویاس جی بولے۔" راجن! سرکش پُرشوں کو ڈنڈ دینا راجہ کا کرتویہ ہے۔ اسی نیم کے انوسار تم نے کوروؤں کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے تم من میں شوک نہ کرو۔ بُرا کرم معلوم ہونے پر بھی اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے تمہیں اس طرح من میں شوک کو جگہ نہیں دینی چاہیئے۔ یہ تمہیں شوبھا نہیں دیتی۔ شاستروں میں جو پاپ کرموں کے پرائسچت بتلائے انہیں بھی شریر دھاری ہی کر سکتا ہے۔ شریر تیاگ دینے پر تو وہ بھی نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے تات! اگر تم زندہ رہو گے تو اپنے پاپ کا پرائسچت کر سکو گے۔ پرائسچت کئے بنا ہی اگر شریر چھوٹ گیا تو تمہارے ہاتھ صرف پچھتاپ ہی لگے گا۔"

یدھشٹر نے کہا۔" دادا جی! میں نے راج کے لوبھ سے اپنے پتر، پوتے، بھائی۔ چاچا، سسر، گورو۔ ماما۔ دادا انیکوں کھشتری ویر، سمبندھی، متر، ہم عمر، بھانجے، جاتی بھائی اور جدا جدا دیشوں سے آئے ہوئے راجاؤں کو مار ڈالا اُس کا مجھے کیا ڈنڈ ملے گا؟ اسی چنتا سے بار بار میں جلتا رہتا ہوں۔ جب میں پرتھوی کو اُن نر شریشٹھ راجاؤں اور کھشتریوں سے خالی دیکھتا ہوں اور اپنے اور شترو پکش کے مارے گئے کروڑوں ویروں کو یاد کرتا ہوں تو مجھے بڑا پچھتاوا ہوتا ہے۔ آہ! آج جو ابلائیں اپنے پتی، پُتر، بھائی اور پتا سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں۔ اُن کی کیا دشا ہوگی؟ وہ اُن کا ناش

کرنے والے ہم پانڈو اور یادووں کو کوس رہی ہوں گی۔ اور بے حد دُکھی ہوئی پرتھوی پر پڑی تڑپ رہی ہوں گی۔ "مُنی ور! اُن استریوں کا اپنے مرے ہُوئے سمبندھیوں سے جیسا پریم ہوگا۔ مجھے تو اندیشہ ہے کہ وُہ بھی ان کے شوک میں پران تیاگ دیں گی۔ دھرم کی گتی بڑی سوکھشم ہے۔ اس لئے اُن استریوں کے مرنے کا پاپ بھی ہمیں ہی لگے گا۔ اپنے بندھو جنوں کو مار کر ہم نے بڑا گھور پاپ کیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں سر نیچا کئے نرک میں ہی گرنا پڑے گا۔ اس لئے اب ہم گھور تپسیا کر کے اپنے شریر کو تیاگ دیں گے۔ آپ کی درشٹی میں تپ کرنے کے لئے کوئی تپوبن ہو تو کرپا کر کے بتلا دیجئے۔"

ویاس جی نے کہا۔ "راجن تم کھشتریوں میں سرتاج ہو۔ تُم نے اپنے دھرم کے اُنوسار ہی ان کھشتریوں کو مارا ہے۔ اس لئے تم شوک نہ کرو وُہ سب تو اپنے ہی اپرادھ سے مارے گئے ہیں۔ تم اپنے بھائیوں سمیت اُنہیں مارنے والے نہیں ہو۔ ان کا سنگھار تو کال نے ہی کیا ہے۔ اُس کا تو نہ کوئی ماتا ہے نہ پتا ہے۔ وُہ کسی پر دیا نہیں کرتا۔ وُہ تو پرجا کے کرموں کا ساکھشی ماتر ہے۔ تمہارا یُدھ تو صرف نمت ماتر ہے۔ کال اسی طرح ایک پرانی سے دُوسرے پرانی کی ہتیا کروا تا رہتا ہے۔ اس سنگھار کرم کے لئے وُہ بھگوان کا ہی ایک سروپ ہے۔ اس کے سوا تمہیں کوروؤں کے پاپ کرموں پر بھی دھیان دینا چاہیئے۔ جن کی وجہ سے انہیں موت کے مُنہ میں جانا پڑا ہے۔ جس طرح لوہار کا بنایا ہُوا خنجر اپنا کام کرنے میں اُس کے آدھین رہتا ہے۔ اُسی طرح یہ سارا جگت کال آدھین کرم کی پریرنا سے پرورتت ہو رہا ہے۔ پھر بھی تمہارے چت میں جو اُن کے مروانے کا فضول شوک بھرا ہُوا ہے۔ اُس کے دوش سے چھوٹنے کے لئے تم پرائشچت کر لو۔ راجن! تم نے سُنا بھی ہے کہ پہلے وقتوں میں راج لکشمی کیلئے اسروں اور دیوتاؤں میں بھیانک سنگرام ہوتا رہا ہے۔ دیوتاؤں نے اسروں کو مار کر سورگ اور پرتھوی کا ادھیکار پایا تھا۔ جو لوگ دھرم کا ناش کر کے ادھرم کو پھیلاتا چاہتے ہیں۔ انہیں مار ہی ڈالنا چاہیئے۔ اسی سے دیوتاؤں نے یدھ میں اٹھاسی ہزار شالاورک نامی اسروں کو بھی مار ڈالا تھا۔ اگر ایک پُرش کو بھی مار کر کٹمبھ کے باقی پُرشوں کو سُکھ ملے یا ایک کٹمبھ کا صفایا کرنے سے دیش میں شانتی کی ستھاپنا ہو سکتی ہو تو اُسے نشٹ کرنے میں کوئی دوش نہیں ہے۔ راجن! کبھی وقت ادھرم دکھائی دینے والا کرم ہی دھرم ہو جاتا ہے۔ اور دھرم دکھائی دینے والا ادھرم بن جاتا ہے۔ اس طرح بُدھیمان پُرش کو دھرم ادھرم کا رہسیہ اچھی طرح سمجھنا چاہیئے۔ دھرم راج! تم نے شاستروں کو سُنا ہے۔ اس لئے دھرم ادھرم کے وشئے میں اپنی بُدھی ستھر کرو۔ دیکھو! پُورو کال میں جو دیوتاؤں کا دھرم مارگ تھا۔ اسی کو ہی تم نے اپنایا ہے۔ تم جیسے دھرم پرائن پُرش نرک کا دوار کبھی نہیں دیکھتے۔ اس لئے تم اپنے بھائیوں اور متر سمبندھیوں کو دھیرج دو۔ جو پُرش ہردے میں پاپ کی بھاونا رکھ کر کسی بُرے کرم میں لگتا ہے۔ اور اُسے کر کے بھی کسی طرح شرم نہیں مانتا۔ اُسی کو پاپ کا بھاگی ہونا پڑتا ہے۔ ایسے پاپ کا نہ کوئی پرائشچت ہے اور نہ کبھی ناش ہی ہوتا ہے۔ اِن شاستروں کا مت ہے۔ تمہارا ہردہ تو شُدھ تھا۔ یُدھ کی اچھیا نہ ہونے پر بھی شترو کے اپرادھ کے کارن تمہیں یُدھ کرنا پڑا اور اب کرم کو کر کے پشچاتاپ بھی کر رہے ہو۔ اس کیلئے اشومیدھ یگیہ بڑا اچھا پرائشچت ہے۔ اس کا انُشٹھان کرو۔ تم

نشپاپ ہو جاؤ گے۔ اندر نے بھی مرتوں کی سہائیتا سے اپنے شتروؤں کو مار کر سو اشومیدھ یگیہ کئے تھے۔ اس طرح سورگ پر ادھیکار کر کے انہوں نے پاپ کا پراشچت کیا تھا۔ سورگ لوک میں دیوتا اور رشی بھی ان کی اپاسنا کرتے ہیں۔ تم نے بھی اس پرتھوی کو اپنے پراکرم سے جیتا ہے۔ اور اپنے باز و بل سے شتروؤں کو مار گرایا ہے۔ اب تم اپنے منتروں کے ساتھ ان کے دیش اور راجدھانیوں میں جا کر ان کے بھائی پتر اور پوتوں کو ان کے راج پر بٹھاؤ۔ جن راجاؤں کے اتر ادھیکاری ابھی گربھ ہی میں ہیں۔ ان کی پرجا کو سمجھا بجھا کر ان کی تسلی کراؤ۔ اس پرکار سب پرجا کو سنتشٹ کرتے ہوئے پرتھوی کا پالن کرو۔ جن راجاؤں کے پتر نہیں ہیں۔ ان کی گدی پر ان کی لڑکی کو بٹھا دو۔

بھرت شریشٹھ! اس طرح سارے راج میں شانتی ستھاپن کر کے تم اندر کی طرح اشومیدھ یگیہ کر کے بھگوان کی آرادھنا کرو۔ راجن! اس یدھ میں جو کھشتری مارے گئے ہیں۔ ان کے لئے تمہیں شوک نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ تو کال کی شکتی سے موہت ہو کر اپنے ہی نیچ کرموں کی وجہ سے موت کے مکھ میں پڑے ہیں۔ تمہیں کھشاتر دھرم کے پالن کا پورا اپھل ملا ہے۔ اس کا پالن کرتے ہوئے تم دھرم کی رکھشا کرو۔ مرنے پر کلیان کرنے والی یہی چیز ہے۔

یدھشٹر نے پوچھا۔ "پتامہ! کرپا کر کے یہ بتایئے کہ کن کرموں کے کرنے سے منش پراشچت کا بھاگی بنتا ہے اور ایسی ستھتی میں کیا کرنے سے وہ پاپ سے مکت ہوتا ہے؟"

ویاس جی نے کہا۔ جو منش شاستریہ کرموں کو نہ کر کے نشدھ کرم کر بیٹھتا ہے۔ اسے الٹ آچرن کرنے سے پراشچت کا بھاگی بننا پڑتا ہے۔ جو برہمچاری سورج نکلتے وقت یا چھپتے وقت سوتا رہے یا جس پرش کے ناخن اور دانت کالے ہوں۔ انہیں پراشچت کرنا چاہیئے (شاستر کے مت کے انوسار ایسے پرش پچھلے جنم میں چور اور شرابی ہوتے ہیں۔) اس طرح بڑے بھائی کے کنوارا رہتے ہوئے بیاہ کروانے والا بھائی۔ برہمن کا خون کرنے والا۔ نندا کرنے والا۔ چھوٹی کنیا کا بیاہ ہو جانے پر اس کی بڑی بہن سے بیاہ کرنے والا۔ بڑی بہن کے کنوارا رہتے ہوئے اس کی چھوٹی بہن سے بیاہ کرنے والا۔ سارے گرام کو نشٹ کرنے والا۔ مانس بیچنے والا۔ آگ لگانے والا۔ پیسے لیکر وید پڑھانے والا۔ گورو اور استری کو مار دینے والا۔ دوسروں کا گھر جلانے والا۔ جھوٹ بول کر پیٹ پالنے والا۔ گورو کا اپمان اور سداچار کی مریادا کا النگھن کرنے والا۔ یہ سبھی پاپی مانے جاتے ہیں۔ انہیں پراشچت کرنا چاہیئے۔

ان کے علاوہ جو لوگ اور وید سے ورودھ نہ کرنے یوگیہ کرموں کو کرتا ہے۔ یعنی دھرم کو تیاگنا۔ دوسرے کے دھرم کا آچرن کرنا۔ یگیہ کرنے کے ادھیکاری نہ ہونے پر بھی یگیہ کرنا۔ ابھکشی (ممنوع اشیاء مثلاً مانس شراب) وستوؤں کا گرہن کرنا۔ شرناگت کو تیاگنا۔ ماتا پتا اور پالن پوشن کے ادھیکاری سیوک وغیرہ کا پالن پوشن نہ کرنا۔ دودھ دہی وغیرہ رسوں کو بیچنا۔ پشو پنچھیوں کو مارنا۔ شکتی ہوتے ہوئے بھی اگنی ہوتر نہ کرنا۔ گؤ گراس وغیرہ نت دانوں کو نہ دینا۔ برہمنوں کو دکھشنا نہ دینا۔ برہمنوں کا دھن چھین لینا۔ دھرم تتو کے جاننے والوں نے یہ سبھی کرم نہ

کرنے یوگیہ بتائے ہیں۔ راجن! جو پتر پتا کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ گورُو استری کے ساتھ سماگم کرتا ہے۔ اور رِتُو کال ہونے پر اپنی استری کے ساتھ سہواس نہیں کرتا۔ وہ دھرم کا تیاگ کرنے والا ہے۔ اس پرکار سنکھیپ سے اور وستار سے جو یہ سب کرم کہے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کو کرنے پر کچھ کو نہ کرنے پر منش پرائسچت کا بھاگی بنتا ہے۔ اب جن جن کارنوں سے ان کرموں کو کرنے پر منش کو پاپ نہیں لگتا۔ وہ سنو۔ اگر رن بھومی میں کوئی وید ویدانت کا گیاتا برہمن بھی ہاتھ میں ہتھیار لے کر مارنے کے لئے آوے تو اُسے مار ڈالنے پر برہم ہتیا کا پاپ نہیں لگتا۔ اگر کوئی پُرش اپنے دھرم سے گرے ہوئے آتتائی برہمن کو مار ڈالے تو اُس سے بھی وہ برہم ہتیارا نہیں ہوتا۔ انجان پن میں یا پران سنکٹ کے وقت اگر شراب پی لے تو بعد میں دھرماتماؤں کی آگیا اُو سار اُس کا پھر سنسکار ہونا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے نہ کھانے یوگیہ پدارتھوں کے بارے میں بھی سمجھنا چاہیئے۔ اگر کبھی ایسی کوئی بھول ہو جائے تو پرائسچت سے ہی اُس کی شدھی ہوتی ہے۔

چوری کرنا سدا اشدھ ہی ہے۔ لیکن اگر کسی ہنیا کال میں گورُو کے لئے چوری کی جائے تو اُس میں دوش نہیں ہے۔ اگر چوری کرنے میں کسی سوارتھ کی دل میں کامنا نہ ہو۔ اُس سے پراپت ہوئی وستو کو خود نہ بھوگا جائے۔ اور آپت کال میں برہمنوں کی سیوا کرنے کی نیت سے کسی کا دھن لے لیا جائے تو بھی چوری کا پاپ نہیں لگتا۔ اگر کسی وجہ سے سپنے میں ویریہ پات ہو جائے تو اُس سے برہمچریہ برت نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اس کے لئے اُسے دہکتی اگنی میں گھی کی آہوتیاں دیکر پرائسچت کرنا چاہیئے۔ اگر بھائی پتت ہو جائے یا سنیاس لے لے تب اُس کے کنوارا رہنے پر بھی پہلے چھوٹے بھائی کے بیاہ ہو جانے میں کوئی دوش نہیں ہے۔ اگیان وش کسی اپاتر برہمن کو دان دینے سے یا سپاتر کو نہ دینے سے بھی کوئی دوش نہیں۔ وبھچارنی استری کا انادر کرنے میں بھی کوئی دوش نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے اُس کی شدھی ہی ہوتی ہے۔ اور اُس کا پالن پوشن نہ کرنے والے کو بھی کوئی دوش نہیں لگتا۔ جو سیوک کام کاج کرنے میں اسمرتھ ہے۔ اُسے تیاگ دینے میں دوش نہیں ہے۔

پرائسچت یوگیہ کرم۔ ان کی اشدھی اور دان کے ادھیکاری کے بارے میں

سوَیمبھو منی کا پرسنگ

ویاس جی بولے۔" راجن! اس وشے میں ایک پراچین اتہاس مشہور ہے۔ ایک بار بہت سے تپسوی رشی اکٹھے ہو کر سوَیمبھو منی کے پاس گئے اور اُن سے دھرم کا سروپ پوچھتے ہوئے بولے۔ دان، ادھیئن، تپ، کاریہ اور اکاریہ ان کا سروپ کیا ہے؟

ان کے اس طرح پوچھنے پر منی جی نے کہا۔" میں سنکھیپ اور وستار سے دھرم کا یتھارتھ سروپ بتاتا ہوں۔ آپ دھیان دیکر سنیں۔ شاستر میں جن پاپوں کے پرائسچت کا ذکر نہیں ہے۔ اُن کی نورتی کے لئے منتر جپ، ہوم اور برت کرے۔ آتم گیان پراپت کرے۔ پوتر ندیوں میں اشنان کرے۔ اور جہاں پرائسچت کرنے والے لوگ رہتے ہوں۔ ان جگہوں میں

رہے۔ ان پُنیہ کرموں میں سے برہما گری وغیرہ پوتر پربتوں پر رہنے سے جن ندیوں میں رتن ہوں ان ندیوں یا سرودروں میں اشنان کرنے سے۔ سورن کھانے سے۔ دیو استھان پر جانے سے اور گھی کھانے سے منش کی شدھی ہو جاتی ہے۔ منش کو کبھی اہنکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر لمبی عمر چاہتا ہو تو کرچھر برت کی ودھی سے تین دن تک گرم دودھ۔ گھی اور جل کا سیون کرنا چاہیئے۔

بنا دی ہوئی وستو کو نہ لینا۔ دان، ادھین اور تپ میں لگے رہنا۔ اہنسا ستیہ۔ اکرودھ اور یگیہ یہ سب دھرم کے لکشن ہیں۔ ایک ہی کریا، دیش اور کال کے بھید سے دھرم یا ادھرم ہو جاتی ہے۔ چوری کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ ہنسا کرنا وغیرہ ادھرم بھی کبھی کبھی خاص اوستھا میں دھرم مانے جاتے ہیں۔ ودیکی لوگ جانتے ہیں۔ کہ دھرم اور ادھرم یہ دونوں ہی دیش کال کے بھید سے ادھرم اور دھرم دونوں ہو سکتے ہیں۔ پرورتی دھرم اور نورتی دھرم یہ دھرم کے دو بھید ہیں۔ ان میں نورتی دھرم کا پھل موکھش روپی امرت ہے۔ اور پرورتی دھرم کا پھل جنم مرن ہے۔ اشبھ کرم سے اشبھ پھل ملتا ہے۔ اور شبھ کرم سے شبھ پھل۔ پھلوں کے شبھ اور اشبھ ہونے کے کارن ہی ان دو پرکار کے کرموں کو شبھ اور اشبھ کہتے ہیں۔ اگر جان بوجھ کر کوئی اشبھ کرم ہو جائے۔ تو اس کے لیئے شاستر نے پرائشچت کا ودھان کیا ہے۔ راجہ اگر سزاوار کو سزا نہ دے تو اس کی شدھی کے لیئے ایک دن رات کا اپواس کرنا چاہیئے۔ اور اگر پروہت راجہ کو دھرم اپدیش نہ کرے تو اس کی شدھی تین دن اپواس کرنے سے ہوتی ہے۔ لیکن جو پرش اپنی جاتی آشرم یا کل کے دھرم کو تیاگ دیتے ہیں۔ ان کی شدھی کسی پرائشچت سے نہیں ہو سکتی۔ اگر دھرم نرنہ میں کوئی وواد ہو تو وید اور دھرم شاستروں کو جاننے والے دس یا تین برہمنوں کو بلا کر ان سے اس کا نرنہ کراوے اور وہ جیسا کہیں ویسا کرے۔

اب ان کے بارے میں سنو۔ پریت کے نمت بنایا ہوا ان۔ سوتک کا ان دس دن سے پہلے نہیں کھانا چاہیئے۔ اسی طرح نئی بیاہی ہوئی گائے کا دودھ بھی دس دن تک نہیں پینا چاہیئے۔ راجہ کا ان تیج کو نشٹ کرتا ہے۔ شودر کا ان برہم تیج کو نشٹ کرتا ہے۔ ودھوا اور پترہین استری کا ان عمر کو کم کرتا ہے۔ سود خور کا ان گندگی کے سمان ہے۔ جنہیں سماج یا گاؤں نے دوشی ٹھہرایا ہو جو ناچ کر اپنی روزی کماتا ہو۔ اور جس نے اپنے بھائی کے غیر شادی شدہ ہونے پر اپنا بیاہ کر لیا ہو۔ ان کا اور بھاٹ اور جواریوں کا ان بھی کھانے یوگیہ نہیں ہے۔ جو بائیں ہاتھ سے لایا گیا ہو باسی ہو۔ جس پر شراب کے چھینٹے پڑے ہوں۔ جو جوٹھا ہو اور جسے کٹمب سے چھپا کر اپنے لیئے رکھا ہو۔ وہ ان کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اسی پرکار جو پدارتھ آٹے، دودھ یا ساگ کو بگاڑ کر تیار کیئے گئے ہوں۔ وہ بھی نہیں کھانے چاہئیں (مثلاً آمچری وستو پیڑے وغیرہ) ستو۔ جو کی کھیلیں۔ اور دہی میں ملے ہوئے ستو یہ زیادہ دیر کے ہو جانے پر کھانے کے قابل نہیں رہتے۔ کھیر۔ کھچڑی اور مال پوڑے اگر دیوتا کے اُدیش سے بنائے جائیں تو نہیں کھانے چاہئیں۔ گرہست پرش، دیوتا، رشی۔ اتتھی۔ پتر اور کل دیوتاؤں کو کھلا کر ہی بھوجن کرے۔ گھر میں سنیاسی کی طرح اناسکت بھاؤ سے ہی رہنا چاہیئے۔ جو اس طرح اپنے پریوار کے ساتھ گھر میں رہتا ہے۔ وہ دھرم کا پورا پھل پراپت کر لیتا ہے۔ دھرماتما پرش کو چاہیئے کہ یش کے لوبھ سے بچنے کے کارن، یا اپنا اپکار کرنیوالے کو

دان نہ دے۔ جو ناچنے گانے والے۔ بھانڈ۔ شرابی۔ پاگل۔ چور۔ نندا کرنے والے۔ ہیچ ہیں، بونے۔ دُشٹ۔ کُل ہین یا سنسکار ہین پُرش ہوں اُنہیں بھی دان نہیں دینا چاہیئے۔ جو وید ویتا نہ ہو ایسے برہمن کو بھی دان نہ دینا چاہیئے۔ ودھی کے اُلٹ دان دینا اور لینا دونو ہی ٹھیک نہیں۔ جس پرکار پتھر کی شلا کا آشرو لینے والا پُرش دریا میں ڈوب جاتا ہے ویسے ہی ایسے دان کا آشرو لیئے ہوئے داتی اور دان لینے والا دونو ہی نرک میں جاتے ہیں۔ جیسے لکڑی گیلی ہونے پر اگنی کو بجھا دیتی ہے۔ ویسے جس برہمن میں تپ سوادھیائے اور سداچار نہیں۔ اُس کو دیا ہوا دان ہانی پہنچاتا ہے۔ جس پرکار منش کی کھوپڑی میں بھرا ہوا جل یا کتے کی کھال میں بھرا ہوا دودھ آشرہ دوش سے اپوتر ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی دُراچاری کے سنگ سے شاستر ابھیاس بھی دُوشت ہو جاتا ہے۔ جو برہمن وید اور شاستر نہیں جانتا لیکن سنتوشی اور دُوسروں میں دوش نہیں دیکھتا، اُسے بھی دان دینا چاہیئے۔ لیکن یہ شُشتاچار ہے یا اس سے پُن ہوگا۔ ایسی آشا نہ رکھنی چاہیئے۔ کیوں کہ لکڑی کا ہاتھی اور چام کا ہرن جس طرح نام ماتر کے ہی ہاتھی اور ہرن ہیں۔ ویسے ہی موڑھ برہمن بھی نام ماتر کا برہمن ہے۔ جس پرکار سوکھا کنواں اور راکھ میں کیا ہوا ہون ویرتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح مُورکھ کو دیا ہوا دان بھی ویرتھ ہوتا ہے۔ دان لینے والا مورکھ تو داتا کا شترو ہے۔ وہ اُن کے دھن کو ہڑپ کرتا ہے۔ اور دیوتاؤں اور پتروں کی ہومی (ہوم) کا ناش کرتا ہے۔ اُسے دان دینے والا پُن لوک کو پراپت نہیں کر سکتا۔ راجن! یہ سومبھومُنی کا پرسنگ بھی کلیان چاہنے والے منشوں کو سننا چاہیئے۔

ویاس جی اور شری کرشن کی آگیا مان کر یدھشٹر کا بھیشم کے پاس آنا

راجہ یدھشٹر نے پوچھا۔ مُنی ور! میں راجاؤں کے اور چاروں ورنوں کے دھرموں کو وستار سے سننا چاہتا ہوں۔ کرپا کر کے بتلایئے کہ سنکٹ کے وقت اُنہیں کس نیتی سے کام لینا چاہیئے۔ آپ نے پرائشچت کے سلسلے میں مجھے جو کچھ سنایا ہے۔ اُس سے مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔

ویاس جی بولے۔ "یدھشٹر! اگر تم دھرم کا پُورا پُورا رہسیہ سُننا چاہتے ہو۔ تو کُرو کُل کے بھیشم کے پاس جاؤ۔ وہ گنگا جی کے پُتر سروگیہ اور سب پرکار کے دھرم کا مرم جاننے والے ہیں۔ اس لیئے دھرم سمبندھی تمہارے من میں جو جو بھی شنکا ہے۔ اُن سبھی کا وہ سمادھان کریں گے۔ جس دھرم شاستر کو شُکراچاریہ اور برہسپتی جی جانتے ہیں۔ اُسی کو کُرو شریشٹھ بھیشم جی نے بھی شُکراچاریہ جی سے پراپت کیا ہے۔ انھوں نے برہمچریہ برت کی دیکشا لے کر وششٹ جی سے انگ اُپانگ سہت ویدوں کا ادھین کیا ہے۔ برہما جی کے شریشٹھ پُتر سنت کمار جی سے ادھیاتم ودیا پائی ہے۔ مارکنڈے جی سے پُوری طرح جتی دھرم سیکھا ہے۔ اور پرشو رام اور اندر سے استر ودیا پائی ہے۔ منشوں میں پیدا ہو کر بھی اُنہوں نے موت کو اپنے قابو میں رکھا ہے۔ پوتر چرتر والے برہم رشی اُن کے سبھاسد تھے۔ جب کبھی گیان یگیہ ہوتے تھے تو اُن میں ایسی بات کوئی نہ ہوتی تھی جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ وہ دھرم اور ارتھ کا سوکشم تتو جانتے ہیں۔ وُہی تمہیں دھرم کا اُپدیش کریں گے۔ اب کچھ دنوں بعد وہ اپنے پرانوں کو چھوڑنے والے ہیں۔ اس لیئے

تم ان کے پران تیاگ کرنے سے پہلے ہی پہنچ جاؤ۔

یدھشٹر نے کہا۔ "بھگوان! میں نے تو اپنے بندھو جنوں کا بھاری اور رونگٹے کھڑے کرنے والا سنگھار کیا ہے میں سبھی لوگوں کا اپرادھی اور پرتھوی کا ستیاناس کرنے والا ہوں۔ بھیشم جی سدا ہی سرلتا سے یدھ کرتے رہے ہیں۔ اور میں نے چھل کر انہیں مار گرایا ہے۔ ایسی ستھتی میں میں کس پرکار انہیں منہ دکھلاؤں۔

پھر بکیوشن نے کہا۔ "نرپ شریشٹھ! اب آپ شوک کو ہی نہ پکڑے رکھیں۔ بھگوان واسیں جیسا کہہ رہے ہیں ویسا ہی کریں۔ یہ جہان تیجسوی اور آپ کے گورو کے سمان ہیں۔ ان کی آگیا مان کر آپ برہمنوں کا۔ اپنے منتروں کا۔ دروپدی کا اور سمپورن لوگوں کا کلیان کریں۔"

شری کرشن جی کے ایسا کہنے پر مہاراجہ یدھشٹر سب لوگوں کی بھلائی کو سنمکھ رکھتے ہوئے اپنے آسن سے اٹھے۔ وہ وید۔ اپنشد۔ میمانسا اور نیتی وغیرہ سبھی شاستروں کے گیاتا تھے۔ اس وقت اپنا کرتویہ نشچت کر کے انہیں بڑی شانتی ہوئی۔ وہ مہاراج دھرتراشٹر کو آگے کر کے شری کرشن جی اور اپنے بھائیوں وغیرہ کے ساتھ ہستناپور آئے۔ نگر میں پرویش کرتے وقت انہوں نے دیوتاؤں اور برہمنوں کی پوجا کی۔ وہ سفید رنگ کے سولہ بیلوں سے جتے ہوئے نئے رتھ میں سوار ہوئے۔ وہ رتھ اونی بستر اور چمڑے سے مڑھا ہوا تھا اور سفید رنگ کا تھا۔ بھیم سین رتھ کو چلا رہے تھے۔ ارجن چھتر لئے ہوئے تھے۔ اور نکل۔ سہدیو چنور اور پنکھا ہلانے لگے۔ وہ پانچوں بھائی رتھ پر بیٹھے ہوئے پانچوں مہابھوتوں کی طرح شوبھا پا رہے تھے۔ مہاراج یدھشٹر کے پیچھے ایک رتھ پر یوتیسو چلا ان کے بعد ایک سندر رتھ پر جس میں شیوبئی اور سکھریو نام کے گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ بھگوان کرشن اور ساتکی چلے۔ دھرم راج کے آگے ایک پالکی میں مہاراج دھرتراشٹر گاندھاری کے ساتھ جا رہے تھے۔ ان سب کے پیچھے کنتی اور دروپدی وغیرہ کورو کل کی استریاں رتھوں میں سوار جا رہی تھیں۔ بدر جی ان کی دیکھ بھال کرتے پیچھے چل رہے تھے۔ ان کے پیچھے سب طرح کے ساز، بار سے سجے ہوئے بہت سے رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑ سوار اور پیدلوں کی پلٹن تھی۔ سوت اور ماگدھ استتی کرتے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اس پرکار مہاراجہ یدھشٹر نے ہستناپور میں پرویش کیا۔

ہستناپور خوب سجایا گیا تھا۔ راج محل شوبھا پا رہے تھے۔ سڑکوں پر رنگ برنگے پھول بکھرے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سڑکوں پر بہت سی سگندھت وستوئیں چھڑکی جا رہی تھیں۔ راج محل کو سگندھت وستوؤں کے چورے اور طرح طرح کے پھولوں کی جھالروں سے سجایا گیا تھا۔ سب طرف سے منوہر اور میٹھی زبان میں مہاراج یدھشٹر کی استتی کے گان سنائی دے رہے تھے۔ اس پرکار اپنے بھائیوں اور متروں کے دھرم راج یدھشٹر نے بڑی سج دھج کے ساتھ ہستناپور میں پرویش کیا۔ سینکڑوں پور واسی لوگ انہیں دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ بہت سی استریاں چوراہوں پر کھڑی پانچوں بھائیوں کی جگہ جگہ پرشنسا کر رہی تھیں۔ وہ سب دروپدی کی سراہنا کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں:

"کلیانی! تم دھنیہ ہو جو تمہیں دیوتا سروپ پانڈوؤں کی سیوا کرنے کا موقع ملا ہے۔ نگر بھر میں دھوم دھام خوب ہو رہی تھی۔

اس طرح راجہ یدھشٹر دھیرے دھیرے راج مارگ سے چلتے ہوئے راج محل کے دروازے پر آئے۔ تب سب درباری۔ نگرواسی اور دیش کے کچھ لوگ اُن کے سامنے آئے اور پرنام کر کے اُن کی استتی کرنے لگے۔ "دھرم راج! سوبھاگیہ کی بات ہے جو آپ نے اپنے دھرم اور کھشتر بل سے اپنے کھوئے ہوئے راج کو حاصل کر لیا ہے۔ پرماتما کرے آپ سو برس تک ہمارے راجہ رہیں اور دھرم پوروک پرجا کا پالن کریں۔ اس پرکار سب لوگوں نے راج دوار پر منگل مئے بچنوں سے اُن کا سنکار کیا اور برہمنوں نے آشیرواد دیا۔ تب مہاراج یدھشٹر رتھ سے اُترے اور محل میں پدھارے۔ محل کے اندر جا کر اُنھوں نے کُل دیوتاؤں کے درشن کئے۔ اور رتن چندن اور مالا وغیرہ سے اُن کی پوجا کی۔ اس کے بعد وہ پھر محل کے باہر آئے۔ اور وہاں ہاتھوں میں منگل مئے دروبیہ لے کر کھڑے ہوئے۔ برہمنوں کے درشن کئے۔ تب مہاراج نے گورو دھومیہ اور راجہ دھرتراشٹر کو آگے کر کے اُن کی پھول رتن، سورن۔ گائے اور بستر وغیرہ سے ودھی پوروک پوجا کی۔ سیوک لوگ برہمنوں سے پوچھ پوچھ کر کہ آپ کی کیا اچھیا ہے۔ انھیں من چاہے پدارتھ دیتے تھے۔ برہمن لوگ آشیرواد دے رہے تھے۔ وید منتر پڑھ رہے تھے جس سے سب کو آنند ہوتا تھا۔ سب طرف سے جے جے کار کی آوازیں آ رہی تھیں اور شنکھ اور دُندبھی بج رہے تھے۔

مہاراجہ یدھشٹر کی تاجپوشی، راج کا انتظام اور اُن کا اپنے مرتک سمبندھیوں کا شرادھ کرانا

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔ "راجن! مہاراج یدھشٹر شوک سے مکت ہو کر پورب کی طرف مُکھ کر کے سورن مئے سندر سنگھاسن پر بیٹھے۔ اُن کی طرف مُکھ کر کے ایک چمکدار سورن کے سنگھاسن پر ستیاکی اور شری کرشن جی بیٹھے۔ اور اُن کے دونوں طرف دو مئی مئے سنگھاسنوں پر ارجن اور بھیم سین بیٹھے۔ ایک طرف سونے جڑت ہاتھی دانت کے آسن پر نکل اور سہدیو کے ساتھ کُنتی بیٹھی۔ اس طرح کورووں کے پروہت سُدھرما، بدر، دھومیہ اور کورو راج دھرتراشٹر بھی الگ الگ سندر سنگھاسنوں پر براجمان ہوئے۔ جہاں مہاراج دھرتراشٹر تھے اُدھر ہی یُیُتسو، سنجے اور گاندھاری نے آسن لگایا۔

مہاراج یدھشٹر نے آسن پر بیٹھ کر سفید پھول ریھوی، سورن، چاندی اور منیوں کو سپرش کیا۔ سنگھاسن کے پاس مٹی، سورن۔ طرح طرح کے رتن۔ جل سے بھرے ہوئے تانبے، چاندی، اور مٹی کے برتن۔ پھول۔ دھان۔ گورشن، اشمی پیپل اور پلاس کی سمدھائیں شہد۔ گھی۔ گولر کا سُروا اور شنکھ یہ سب سامگری اکٹھی کی گئی۔ پھر شری کرشن کی آگیا پا کر پروہت دھومیہ نے پورب اور اُتر کے کونے میں نیچے ستھان پر ودھی پوروک ویدی بنائی۔ اس کے بعد منگل مئے آسن پر یدھشٹر اور دروپدی کو بٹھا کر اُن سے وید منتر پڑھوا کر ودھی پوروک ہون کرایا۔ تب بھگوان کرشن کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے پانچ جنیہ شنکھ میں جل بھر کر دھرم راج کی رسم تاجپوشی ادا کی۔ پھر اُن کے کہنے پر راج رشی دھرتراشٹر اور

سب درباریوں نے پانچ جنیہ شنکھ سے یدھشٹر پر جل کے چھینٹے دے کر انہیں اپنا راجہ سویکار کیا۔
تاج پہنتے ہی نقارے اور باجے بجنے لگے۔ مہاراج یدھشٹر نے پرجا کی بھینٹ سویکار کی۔ اور بہت سا انعام دیکر پرجا کا آدر کیا۔ اس کے بعد برہمنوں کو ہزاروں مُہریں دکشنا میں دیں۔ برہمنوں نے پرسن ہو کر آشیرواد دیا " راجن! جے ہو " راجن! بڑے ہی سوبھاگیہ کی بات ہے کہ آپ کی فتح ہوئی۔ آپ اپنے پراکرم سے دھرم کی رکھشا کرنے میں سمرتھ ہوئے۔ یہ پرجا کا سوبھاگیہ ہی تھا کہ آپ اپنے بھائیوں سمیت کُشل سے ہیں۔ اب آپ جلدی ہی راج کے سارے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیں " اس کے بعد سب آئے ہوئے سجنوں نے دھرم راج یدھشٹر کا ستکار کیا۔ اور انہوں نے اپنے سمبندھیوں کی مدد سے اس وشال سامراجیہ کا بھار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔
پرجا کے ان اُستتی بھرے بچنوں کا اُتر دیتے ہوئے مہاراج یدھشٹر نے کہا۔ " مہاراج دھرتراشٹر میرے پتا ہیں۔ ہمارے لیئے وہ اِشٹ دیو کے سمان ہیں۔ جو لوگ میرا پریہ کرنا چاہیں۔ انہیں اُن کی آگیا کا پالن کرنا چاہیئے۔ اور انہیں جو کچھ اچھا لگے وہی کام کرنا چاہیئے۔ میرا بھی کرتویہ اُنکی سیوا کرنا ہے۔ اگر آپ لوگ مجھ پر کوئی کرپا کرنا چاہتے ہوں تو میں یہی بھکشا مانگتا ہوں کہ ان کا پہلے جیسا ہی آدر ستکار کریں۔ میرے، آپکے اور ساری پرتھوی کے سوامی یہ ہیں۔ یہ سارا راج اور پانڈو لوگ ان کے آدھین ہیں۔ آپ سب لوگ میری پرارتھنا ہردہ سے سویکار کریں۔
اس کے بعد کُرو راج یدھشٹر نے سبھی پُر واسی اور دیش واسیوں کو وداع کیا۔ اور بھیم سین کو یُوراج بنایا۔ مہابدھیمان بدر جی کو راج کاج کے کاموں میں صلاح دینے کا، نشچیہ کرنے کا اور صلح، لڑائی، ستھتی، آشرہ اور دُوسرے راجوں سے ناتا جوڑنے کے ادھیکار سونپ دیئے۔ کیا کام کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اس کا وچار اور خزانے کا انتظام سنجے کے ہاتھوں میں سونپا۔ سینا کے سمبندھ میں سب ادھیکار نکل کو سونپ دیئے۔ شترُو کے دیش پر چڑھائی کرنے اور دُشٹوں کو دنڈ دینے وغیرہ کے کام پر ارجن کو مقرر کیا گیا۔ برہمنوں اور دیوتاؤں کی پُوجا وغیرہ کا کام پروہت دھومیہ کو سونپ دیا گیا۔ سہدیو کو اپنے ساتھ رکھا اُن کو سب وقت راجہ کی رکھشا کا کام سونپا گیا۔ راجہ نے جن جن لوگوں کو جس جس کام کے یوگیہ سمجھا۔ اُن اُن کو اُس اُس کام پر لگا دیا۔ انہوں نے بدر، سنجے اور یُیُتسو سے کہا۔ آپ سب لوگ ساودھان ہو کر سدا میرے ماتا پتا کی سیوا کریں۔ ان کا جو بھی کام ہو اُسے ٹھیک ٹھیک پُورا کرنا چاہیئے۔ مہاراج کو ہر وقت پرسن رکھنا آپ لوگ اپنا فرض سمجھیں" ویشم پاین جی کہتے ہیں " اس کے بعد راجہ یدھشٹر نے یدھ میں مرے ہوئے اپنے کٹمبیوں کے الگ الگ شرادھ کروائے۔ دھرتراشٹر نے اپنے پتروں کے شرادھ میں ان۔ دھن۔ گئوئیں اور بہت سے قیمتی رتن دیئے۔ خود راجہ یدھشٹر نے دروپدی کو ساتھ لے کر درون، کرن، دھرشٹ دیومن۔ ابھمنیو۔ گھٹوت کچ، وراٹ وغیرہ متر راجاؤں اور راجہ دروپد اور اُس کے پتروں کا شرادھ کیا۔ انہوں نے ہر ایک کے نام پر براہمنوں کو دھن، رتن اور گئوئیں دیکر سنتشٹ کیا۔ اس کے بعد جن راجاؤں کا کوئی پتر نہیں بچا تھا۔ اُن کے بھی شرادھ کرائے۔ تب اپنے سمبندھیوں کے نام پر بہت سی دھرم شالائیں۔ کنوئیں اور باؤلیاں وغیرہ وغیرہ بنائے گئے۔ دھرتراشٹر، گاندھاری، بدر اور دُوسرے کوروں

بزرگوں کا وہ پہلے کی ہی طرح آدر کرتے تھے۔ جن کے پتی اور پتر یدھ میں مارے گئے تھے۔ اور کورو کل کی استریوں کا یدھشٹر خاص خیال رکھتے تھے۔ اور اُن کے پالن پوشن کا بھار اپنے اوپر لے رکھا تھا۔ دین دُکھیوں۔ اندھوں۔ اناتھوں کے رہنے کے لئے گھر بنوائے۔ اور اُن کے پالن پوشن کا بھی سرکاری طور پر بندھ کیا۔ وہ سب کے ساتھ کوملتا کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور دین دُکھیوں پر دیا کرتے تھے۔

یدھشٹر کا شری کرشن کی اُستتی کرنا اور اپنے بھائیوں کُٹمبیوں کا سنسکار کرنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ یدھشٹر کی رسم تاجپوشی ہو جانے پر وہ بھگوان کرشن سے ہاتھ جوڑ کر بولے۔ "بھگون! آپ کی ہی کرپا۔ نیتی۔ بل اور بدھی اور پراکرم سے مجھے اپنے باپ دادا کا راج ملا ہے۔ کمل نیتر! میں آپ کو بار بار پرنام کرتا ہوں۔ شدھ انتہ کرن والے برہمن آپ کی ہزاروں ناموں سے اُستتی کرتے ہیں۔ یہ سب سنسار آپ کی لیلا ہے۔ آپ سے ہی اس کی اُتپتی ہوئی ہے۔ آپ ہی اس کے آتما ہیں۔ آپ کو نمسکار ہے۔ آپ سرو ویاپک ہونے کے کارن وشنو اور وجئی ہونے کے کارن جشنو کہلاتے ہیں۔ ہری آپ ہی سچدانند سروپ شری کرشن اور کھشتر اکھشتر پرش سے اُتم پرشوتم ہیں۔ آپ نے سات بار آدتی کے گربھ سے اوتار لیا ہے۔ وِدوان لوگ تینوں یگوں میں پرگٹ ہونے کے کارن آپ کو تری یگ کہتے ہیں۔ آپ کی کیرتی بڑی پوتر ہے۔ آپ اندریوں کے پریرک اور یگیہ سروپ ہیں۔ آپ ہنس (شدھ آتما) کہلاتے ہیں۔ آپ ہی تین نیتروں والے بھگوان شنکر ہیں۔ باراہ، اگنی، سورج، دھرم، گرڑ دھوج، انیک ساہ (شترو سینا کا زور سہہ لینے والا) پرش۔ یگیہ مورتی اور بامن وغیرہ آپ کے ہی نام ہیں۔ آپ سب سے شریشٹھ اور اگر سینا پتی ہیں۔ ستیہ سروپ۔ ان داتا اور سوامی کارتکیہ بھی آپ ہی ہیں۔ آپ ہی کامناؤں کی بارش کرنے والے دھرم ہیں۔ یگیہ سروپ۔ اندر کے ابھیمان کو چور کرنے والے اور وشنو آپ ہی ہیں۔ آپ ہی سمندر، نرگن، پرماتما، سورج، چندرما اگنی اور وایو ہیں۔ اوپر نیچے اور مدھیہ یہ تین دشائیں بھی آپ ہی ہیں۔ آپ نے اپنے بیکنٹھ دھام سے آکر اس پرتھوی پر اوتار دھارن کیا ہے۔ آپ سمراٹ، وراٹ، سوراٹ اور دیوراج اندر ہیں۔ یہ سنسار آپ ہی سے پرگٹ ہوا ہے۔ آپ ہی کرشن (سب کو اپنی طرف کھینچنے والے) اور کرشن ورتما (اگنی) ہیں آپ ہی اشونی کماروں کے پتا، کپل مُنی، بامن یگیہ، گرڑ اور یگیہ سین ہیں۔ آپ مور پنکھ دھاری اور پرانیوں کو مایا سے باندھنے والے ہیں۔ آپ ہی برہما۔ پوتر دھام اور دھام کے گیاتا ہیں۔ آپ ہی ہرنیہ گربھ۔ سودھا، سواہا وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ کرشن! آپ ہی اس جگت کے آدی کارن ہیں۔ آپ ہی اس کی سرشٹی کرتے ہیں۔ اور آپ ہی اس کی پرلے کرتے ہیں۔ آپ سب جگت کی یونی ہیں۔ اس لئے وشو یونی کہلاتے ہیں۔ یہ سمپورن وشو آپ ہی کے آدھین ہے شنکھ، چکر، اور گدا دھارن کرنے والے پرماتما! میں آپ کو بار بار نمسکار کرتا ہوں۔

اس پرکار سبھا میں جب یدھشٹر نے شری کرشن کی استتی کی تو انہوں نے بھی پرسن ہوکر یدھشٹر کی سراہنا کی۔ اس کے بعد راجہ نے دربار میں آئے ہوئے پرجاجنوں کو وداع کردیا۔ وہ سب لوگ اُن کی آگیا سے اپنے اپنے گھر چلے گئے اس کے بعد یدھشٹر نے بھیم سین، ارجن، نکل اور سہدیو کو تسلی دیتے ہوئے کہا" پریہ بھائیو! شتروؤں نے بہت سے تیکھے استر شستر چلاکر تمہارے شریروں کو بہت زخمی کر دیا ہے۔ اس سے تم بہت تھکے ہوئے ہو۔ اس لئے اب جاکر آرام کرو۔ آرام کرنے کے بعد جب تمہارے شریر تندرست ہو جائیں گے اور طبیعت سنبھل جائیگی تو پھر کل میں تم لوگوں سے ملوں گا۔"

تب راجہ دھرتراشٹر کی آگیا سے یدھشٹر نے دریودھن کا محل بھیم سین کو دے دیا۔ اس میں طرح طرح کے ساز و سامان، دھن، جواہرات اور ہیرے وغیرہ موجود تھے اور داس اور داسیاں بھی سیوا کے لئے حاضر تھیں۔ مہا باہو بھیم اس محل میں چلے گئے۔ دوشاسن کا سُندر محل جو دریودھن کے محل سے بڑھ کر تھا۔ ارجن کو سونپ دیا گیا۔ سونے اور مینوں سے سجا ہوا دُرمرشن کا سُندر محل جو راج محل کو بھی مات کرتا تھا وہ مہاراج یدھشٹر نے نکل کو دے دیا۔ دُرمکھ کا سورن منڈت محل سہدیو کو دے دیا گیا۔ یُوتیسیو، ودر، سنجے، سُدھرما اور دھومئے یہ لوگ بھی اپنے اپنے بھونوں کو چلے گئے۔

بھگوان شری کرشن ساتکی کو ساتھ لے کر ارجن کے محل میں چلے گئے۔ اس پرکار سب راجاؤں نے اپنے اپنے استھانوں پر جاکر کھان پان کر کے بڑی پرسنتا کے ساتھ رات گذاری اور پھر سویرے اُٹھ کر سب راجہ یدھشٹر کی سیوا میں حاضر ہو گئے۔

جنمیجے نے پوچھا۔" بھگون! راجہ یدھشٹر نے راجہ بن جانے کے بعد کیا کیا؟ اُن کے سب چرتروں کو تبلایئے۔"

ویشم پاین جی نے کہا۔" راجن! کُنتی نندن یدھشٹر نے راج حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے چاروں ورنوں کی یوگیتا کے انوسار اُنکو اپنے اپنے کرتویہ پر ستھر کیا۔ پھر ہزاروں برہمچاریوں کو ہزاروں سوُرن مُدرائیں دان کیں۔ اور اُن کی روزی کا بھار سرکاری خزانے پر ڈالا۔ شرناگتوں اور اتتھیوں کو اُن کی مرضی مطابق پدارتھ دے کر خوش کیا۔ غریبوں اور مانگنے والوں کی سب کامنائیں پوری کیں۔ اپنے پروہت دھومئے کو انہوں نے ہزاروں گئوئیں، دھن، سوُرن، چاندی اور طرح طرح کے بستر دان کئے۔ کرپا آچاریہ کا گورو کی طرح پُوجن کیا۔ اور بدر جی کا بھی بہت سنمان کیا۔ پھر اپنے آشرت پُرشوں کو کھانے پینے کے پدارتھ۔ طرح طرح کے بستر، پلنگ اور آسن دے کر پرسن کیا اسی پرکار انہوں نے راجہ دھرتراشٹر اور اُن کے پُتر یوتیسو کا بھی بہت ستکار کیا۔ دھرتراشٹر، گاندھاری اور بدر جی کی سیوا میں اپنا سارا راج ہی ارپن کر کے یدھشٹر بڑے بے فکر اور سُکھی ہو گئے۔

یدھشٹر کا بھگوان شری کرشن کی آگیا سے اُن کے ساتھ بھیشم جی کے پاس جانیکا وچار

ویشم پاین جی کہتے ہیں۔" اس پرکار سب نگر نواسیوں کو سنتشٹ کر کے مہاراج یدھشٹر بھگوان شری کرشن جی کے پاس گئے۔ انہوں نے دیکھا بھگوان رتن جڑت ایک سوُرن کے پلنگ پر بیٹھے ہیں شیام سندر شریر

نیل منی کے سمان شوبھا پا رہا ہے۔ شریر کے انگ انگ سے تیج برس رہا ہے۔ اُن کا پیتامبر دھاری شیام شریر سُورن جڑت نیل منی کے سمان جان پڑتا تھا۔ اس منوہر جھانکی کی تینوں لوکوں میں کہیں بھی اُپما نہیں تھی۔ درشن کرنے کے بعد مہاراج یدھشٹر بھگوان کے نزدیک جاکر کہنے لگے "بھگوان! آپ کی ہی کرپا سے ہم نے راج پایا ہے۔ آپ ہی کی دیا سے ہم لوگ دجے پا سکے ہیں۔ اور آپ کی کرپا سے ہی ہم دہرم سے بھرشٹ نہیں ہونے پائے" اس پرکار دہرم راج نے کئی باتیں کہیں لیکن بھگوان چُپ رہے۔ وہ اُس وقت دھیان مگن تھے۔ اُن کی اس دشا کو دیکھ کر دہرم راج نے کہا۔

"بھگون! آپ کس کا دھیان کر رہے ہیں؟ یہ تو بڑے آشچریہ کی بات ہے۔ مادھو! آپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ شریر ذرا بھی ہلتا نہیں۔ بدھی اور من بھی ستھر ہے۔ آپ کی یہ مورتی پتھر۔ کاٹھ اور دیوار کی طرح بے جان سی دکھائی دے رہی ہے۔ شریر بالکل ہلتا جلتا نہیں جیسے ہوا کے بغیر دیپک کی لو کانپتی نہیں۔ ویسے ہی آپ نشچل بیٹھے ہیں۔ مانو پتھر کی مورتی ہوں۔ اگر میں سُننے کا ادھیکاری سمجھا جاؤں اور یہ مجھ سے چھپانے کی بات نہ ہو تو آپ بھی میرے سندیہہ کو دُور کیجیے۔ میں آپ کی شرن میں آکر بار بار یہی پرارتھنا کرتا ہوں۔ پرشوتم! آپ ہی اس جگت کو بنانے اور بگاڑنے والے ہیں۔ آپ ہی کھشر اور اکھشر پرش ہیں۔ آپ کا آدھے ہے نہ انت۔ آپ سب کے آدی کارن ہیں۔ میں آپ کا شرناگت ہوں۔ اور ماتھا ٹیک کر آپ کے چرنوں میں پرنام کرتا ہوں۔ آپ مجھے اس دھیان کا رہسیہ بتا دیجیے۔

یدھشٹر کی پرارتھنا سُن کر من، بدھی اور اندریوں کو اپنے اپنے ستھان پر قائم کر کے بھگوان شری کرشن مسکراتے ہوئے بولے۔ بھیا! بانوں کی سیج پر سوتے ہوئے بھیشم جی اس وقت میرا دھیان کر رہے ہیں۔ اس لئے میرا من بھی اُن میں لگ گیا ہے۔ جنہوں نے تیئیس دن تک پرشرام جی کے ساتھ یدھ کیا اور اُس سے پراست نہ ہو سکے۔ وہ ہی بھیشم جی سب اندریوں کی ورتیوں کو ایکاگر کر کے بدھی سے من کو اپنے آدھین کر کے میری شرن میں آ گئے تھے۔ اس لئے میرا بھی من اُن میں لگ گیا تھا۔ بھگوتی گنگا نے جنہیں جنم دیا۔ جنہوں نے مہرشی وششٹ جی سے ودیا پراپت کی جو ستر دویہ استروں اور انگوں سمیت چاروں ویدوں کے گیاتا ہیں۔ جو تینوں کال کی باتیں جانتے ہیں۔ مہاتماؤں میں سریشٹھ ہیں۔ اُن بھیشم جی کے پاس اس وقت میں من ہی من پہنچ گیا تھا۔ نر سریشٹھ بھیشم جی کے سورگ واسی ہو جانے پر یہ پرتھوی اماوس کی رات کی طرح اپنی شوبھا کھو بیٹھے گی۔ اس لئے آپ گنگا نندن بھیشم جی کے پاس چل کر اُن کے چرنوں میں پرنام کیجیے اور آپ کے من میں جتنے سندیہہ ہوں۔ اُن سب کو اُن سے پوچھئے۔ دہرم ارتھ کام اور موکھش۔ ان چاروں پرشارتھوں کے سروپ کو یگیہ وغیرہ کرموں کو چاروں آشرموں اور راجاؤں کے سب دہرموں کو آپ اُن سے پوچھیئے۔ کورو ونش کا بھار سنبھالنے والے بھیشم روپی سوریہ جس دن است ہو جائیں گے۔ اس وقت سب طرح کے گیانوں کا پرکاش نشٹ ہو جائے گا۔ اس لئے میں آپ کو وہاں چلنے کے لئے کہتا ہوں۔

بھگوان کرشن کی یتھارتھ باتیں سُن کر یدھشٹر کا گلا بھر آیا وہ آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگے۔ مادھو! آپ بھیشم جی کا جیسا پربھاؤ بتا رہے ہیں۔ وہ سب ٹھیک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ مجھے بھی

اُن کا پربھاؤ معلوم ہے۔ اُن کے مہان سوبھاگیہ اور پربھاؤ کے وشے میں میں نے کئی وِدوان برہمنوں کی باتیں سُنی ہیں۔ آپ تو سب جگت کے بدھاتا ہی ہیں۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بھلا ٹھیک کیوں نہ ہو۔ بھگوان! اگر آپ مجھ پر انوگرہ (کرپا) کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ہی آگے کر کے ہم لوگ بھیشم جی کے پاس جانے کا وچار کرتے ہیں۔ سورج کے اُتراین ہوتے ہی وہ دیولوک میں چلے جائیں گے۔ اس لئے اب انہیں بھی آپ کا درشن ملنا ہی چاہیئے۔

دھرم راج کی بات سن کر شری کرشن جی نے سانکی سے کہا "تم رتھ تیار کراؤ" آگیا پا کر سانکی محل سے باہر نکلے۔ اور داڑک سے رتھ تیار کرنے کو کہا۔ داڑک نے رتھ تیار کر لیا۔ بھگوان کے اُس رتھ میں سب طرف سونا جڑا ہوا تھا۔ اُس کا اندر کا حصہ قیمتی منیوں سے سجایا ہوا تھا۔ سورج کی کرنوں کے پڑنے سے رتھ کی شوبھا دوگنی بڑھ گئی تھی۔ اُس میں شیوبی اور سگریو وغیرہ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ اس پرکار رتھ تیار کر کے داڑک بھگوان کے پاس گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر اُس نے اُن کو رتھ تیار ہو جانے کی اطلاع دی۔

بھیشم جی کا بھگوان شری کرشن کی اُستتی کرنا

راجہ جنمیجے نے پوچھا۔ منی ور! باتوں کی سیج پر پڑے ہوئے بھیشم جی نے کس طرح اپنے شریر کا تیاگ کیا؟ اس وقت انہوں نے کس یوگ کی دھارنا کی۔

ویشم پاین جی نے کہا۔ "تم شُدھ ہردے سے من کو یکسو کر کے مہاتما بھیشم جی کے دیہہ تیاگ کا حال سنو۔ جب دکشناین ختم ہو گیا۔ اور سورج اُتراین پر آ گئے۔ اُس وقت بھیشم جی نے دھیان مگن ہو کر من کو پرماتما میں لگایا۔ اُن کے آس پاس بہت سے اُتم برہمن بیٹھے ہوئے تھے۔ وید ویتا ویاس جی۔ دیورشی نارد جی۔ دیوستھان۔ واتسیہ۔ اشمک۔ سمنتو۔ جیمنی۔ شانڈلیہ۔ دیول میترے۔ وششٹ۔ وشومتر۔ لومش۔ دتاترے۔ سنت کمار۔ برہسپتی۔ شُکر۔ کپل۔ والمیک۔ کرو۔ پرشرام۔ پپلاد۔ وایو۔ مریچی۔ انگرا۔ کاشیہ۔ گوتم۔ دھومیہ۔ مارکنڈے۔ بھاسکر۔ اور پُران ان کے علاوہ اور بھی بہت سے سوبھاگیہ شالی منی جو شردھا دم اور شم وغیرہ گنوں سے یُکت تھے بھیشم جی کو گھیرے ہوئے تھے۔ اُن رشیوں کے بیچ میں بھیشم جی گرہوں سے گھرے ہوئے چندرماں کے سمان شوبھا پا رہے تھے۔ بانوں کی سیج پر لیٹے ہی لیٹے وہ ہاتھ جوڑ کر پوتر بھاو سے دھیان کرنے لگے۔ دھیان کرتے کرتے وہ بڑے پرسن ہو گئے اور انند میں بھر گئے۔ اُن کے گلے کے شبد صاف سنائی دینے لگے۔ وہ سنسار کے سوامی یوگیشور شری کرشن جی کی اُستتی کرنے لگے۔

بھیشم جی بولے "میں شری کرشن جی کے آرادھن کی اچھیا سے جن شبدوں کا اچارن کرنے لگا ہوں وہ سنکھیپ میں ہوں یا وستار میں ہوں۔ انہیں سن کر وہ پرشوتم پرسن ہوں۔ جو آپ شدھ ہیں۔ جن کی پراپتی کا مارگ بھی بالکل شدھ ہے جو سب سے ولکشن ہنس سروپ ہیں۔ جو پرجاؤں کا پالن کرنے والے پرم پرش پرماتما ہیں۔ اُن کی میں شرن میں ہوں۔ سب چراچر جگت کو دھارن کرنے والے شری ہری پار برہم پرماتما ہیں۔ اُن کا نہ آدھے نہ انت ہے۔ انہیں نہ دیوتا جان سکتے ہیں نہ رشی۔ ایک ماتر وہ نارائن ہی سب کچھ جانتے ہیں۔ نارائن سے ہی رشی پرگٹ ہوئے ہیں۔ سدھوں اور بڑے

اُن کے وِشئے میں اتنا ہی جانتے ہیں کہ وُہ اوناشی
بڑے ہاتھیوں کی پیدائش بھی اُن سے ہوئی ہے۔ دیوتا اور دیو رشی بھی اُن کے وِشئے میں اتنا ہی جانتے ہیں کہ وُہ اوناشی
پرماتما ہیں۔ اِن باتوں کا یتھارتھ گیان، دیو، دانو، گندھرو، یکش، راکشس اور سرپوں میں سے کسی کو نہیں ہے۔ اُن ہی
میں سمپورن پرانی ٹھہرتے ہیں۔ اور اُن ہی میں وُہ لین ہو جاتے ہیں۔ جیسے ڈوری میں منکے پروئے جاتے ہیں۔ اُسی پرکار اُن
بھوتوں کے ایشور پرماتما ہیں۔ سمپورن تری گُن آتمک بھوت پروئے ہوئے ہیں۔ بھگوان کبھی نہ نشٹ ہونے والے ایک
تنے ہوئے لمبے سوت کے سمان ہیں اُن میں یہ کاریہ کارن روپ جگت اُسی طرح پرویا ہوا ہے۔ جیسے سُوت میں مالا۔ سمپورن
وِشو انہیں کے آدھار پر ٹِکا ہوا ہے۔ یہ اُن کی ہی رچنا ہے۔ اُن شری ہری کے ہزاروں مستک، ہزاروں پاؤں اور ہزاروں
نیتر ہیں۔ ہزاروں بھجائیں۔ ہزاروں مُکٹ ہیں۔ اور ہزاروں مُکھوں سے وُہ پرکاشمان رہتے ہیں۔ وُہ ہی اس جگت کے پرم آدھار
ہیں۔ اُن کو ہی نارائن کہتے ہیں۔ وُہ سُوکھشم سے بھی سُوکھشم اور ستھول سے بھی ستھول ہیں۔ بھاری سے بھاری اور اُتم سے اُتم
ہیں۔ چاروں ویدوں میں جس برہم کی استتی کی گئی ہے وہ برہم ستیہ کرما بھگوان واسدیو ہی ہیں۔ وُہ ہی ویدوں میں کہے
گئے پرمارتھ تتو ہیں۔ شُدھ انتہ کرن میں اُن کا سدا نواس ہوتا ہے۔ وُہ اپنے بھگتوں کا سدا پالن کرتے رہتے ہیں۔
شری کرشن، پردیومن، بلبھدر، اور انیرودھ اِن چاروں رُوپوں میں وُہ ہی پرگٹ ہوتے ہیں۔ بھگت جن اِن چار دِویہ
ناموں سے اُن کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ بھگوان واسدیو کی پرسنتا سے ہی نتیہ تپ کا انوشٹھان کیا جاتا ہے۔ وُہ ہی
سب کے بھیتر براجمان ہیں۔ وُہ سب کے آتما سب کو جاننے والے۔ سروسروپ اور سب کو پیدا کرنے والے ہیں سمپورن
کامناؤں کا تیاگ کر کے اننیہ بھاؤ سے بھگت رہنے والے سادھک موکھش کے اُدیش سے اپنے شُدھ انتہ کرن میں جن
شُدھ بُدھ آتما روپ گوبند کا گیان درشٹی سے ساکھشاتکار کرتا ہے جن کا پراکرم اندر اور وایو سے بہت بڑھ کر ہے۔ جن کے
تیج کے سامنے سورج کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ جن کے سوروپ تک من بُدھی اور اندریوں کی پہنچ نہیں ہو سکتی۔ اُن
پرجا کی پالنا کرنے والے پرمیشور کی میں شرن لیتا ہوں۔

پرانوں میں جن کا پُرش نام سے ورنن کیا گیا ہے۔ جو یگوں کے شروع میں برہما اور یگوں کے انت میں سنکرشن
کہے گئے ہیں اُن پرمیشور کی میں اُپاسنا کرتا ہوں۔ جو ایک ہو کر بھی انیک روپوں میں پرگٹ ہوئے ہیں۔ سب
کامناؤں کو پورن کرنے والے ہیں یگیہ آدی کرموں میں لگے ہوئے اننیہ بھگت جن کا آرادھن کرتے ہیں۔ جنہیں سنسار
کا آدی کارن کہا جاتا ہے۔ جس میں یہ سمپورن پرجائیں سنھت ہیں۔ پانی میں تیرنے والے جل چر جیووں کی طرح جن کے
ہی اوپر سب جگت کی چیشٹائیں ہو رہی ہیں۔ جو پرمارتھ ستیہ سروپ اور ایک اکھشر برہم ہیں۔ جو ست است دونو
سے وِلکشن ہیں۔ جن کا آدی مدھیہ اور انت نہیں ہے۔ جنہیں دیوتا اور رشی بھی ٹھیک ٹھیک نہیں جان پاتے
اپنے من کو قابو کر کے سب دیوتا۔ اسُر۔ گندھرو اور سدھ جن کی سدا پوجا کیا کرتے ہیں۔ جو سنسار رُوپی دُکھ
کے چھڑانے کے لئے سب سے بڑی جڑی بوٹی ہے۔ جو جنم مرن سے پرے سویمبھو اور سناتن دیوتا ہیں۔ جو من اور
اور بُدھی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ اُن بھگوان نارائن کی میں شرن لیتا ہوں۔ جو اس وِشو کے بدھاتا اور چراچر جگت کے سوامی ہیں۔

جنہیں سنسار کا ساکھشی اور ادناشی پرم پد کہتے ہیں۔ اُن پرماتما کی میں شرن پکڑتا ہوں۔

جو سُورن کے سمان کانتی والے اور اسُروں کا سنگھار کرتے ہیں۔ ایک ہونے پر بھی جنہیں آدتی دیوی نے اپنے گربھ سے بارہ آدتیوں کے رُوپ میں پرگٹ کیا اُن ست سرُوپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ جو اپنی امرت مے کلا سے شکل پکش میں دیوتاؤں کو اور کرشن پکش میں پتروں کو ترپت کرتے ہیں۔ اور جو سمپورن دوجوں کے راجہ ہیں۔ اُن چندرماں کے روپ میں پرگٹ ہوئے پرماتما کو پرنام ہے جو اگیان مئے مہا اندھکار سے پرے ہے۔ اور گیان لوک سے پرکاشت ہونے والے آتما ہیں۔ جنہیں جان لینے پر منش موت کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے۔ اُن گیہ رُوپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ اکتھ نامی مہان یگیہ کے وقت اگنی میں آہوتی دیتے وقت برہمن جن کی برہم رُوپ میں اُستتی کرتے ہیں۔ اُن وید بھگوان کو نمسکار ہے۔ رگ وید یجروید اور سام وید جن کے آشرہ ہیں۔ پانچ پرکار کی ہری جس کا سرُوپ ہے۔ گائیتری وغیرہ سات چھند جس کے سات تتو ہیں۔ اُس یگیہ کے رُوپ میں پرگٹ ہوئے پرماتما کو پرنام ہے۔ ہوم سرُوپ پرمیشور کو بار بار نمسکار ہے۔ "جو یجو" نام دھارن کرنے والے وید رُوپی پُرش ہیں گائیتری وغیرہ چھند ہی جن کے ہاتھ پاؤں ہیں۔ یگیہ ہی جن کا مستک ہے اور "برہت" اور "رتھنتر" نامی ڈھارس بھری جن کی بانی ہے۔ اُن ستوتر رُوپی بھگوان کو پرنام ہے۔ جو ہزار برسوں میں پورن ہونے والے پرجاپتیوں کے یگیہ میں سونے کی پانکھ والے پنچھی کے رُوپ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اُن ہنس رُوپ دھاری پرمیشور کو نمسکار ہے۔ پدوں کے سموہ جن کے انگ ہیں۔ سندھی جن کے شریر کی جوڑ ہے۔ سوَر اور ویجن جن کے زیوروں کا کام دیتے ہیں اور جنہیں دویہ اکھشر کہتے ہیں۔ اُن پرمیشور کو بانی کے رُوپ میں نمسکار ہے۔ جنہوں نے تینوں لوکوں کا ہت کرنے کے لئے یگیہ مئے براہ کا رُوپ دھارن کر کے اس پرتھوی کو رساتل سے اوپر اُٹھایا تھا۔ اُن ویریہ (شکتی) سرُوپ بھگوان کو پرنام ہے۔ جو اپنی یوگ مایا کا آشرہ لے کر شیش ناگ کے ہزار پھنوں سے بنے ہوئے پلنگ پر آرام کرتے ہیں۔ اُن ندرا سرُوپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ جن کے سارے بیوہار صرف دہرم کے ہی لئے ہیں۔ جو سنتوں کی دہرم مریادا کا وستار کرتے ہیں۔ اُن ستیہ سرُوپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ وہ الگ الگ دھرموں کا آچرن کر کے الگ الگ اُن کے پھلوں کی اچھیا کرتے ہیں۔ اُن دھرم مئے بھگوان کو نمسکار ہے۔ جو ستھول جگت میں اویکت رُوپ سے براجمان ہیں بڑے بڑے مہرشی جن کے تتو کا دھیان کرتے رہتے ہیں۔ جو سمپورن کھشیتروں میں کھشیتر گیہ کے رُوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کھشیتر گیہ رُوپی پرماتما کو پرنام ہے۔ جو جاگرت سوپن اور سُشُپتی اوستھاؤں کے بھید سے تین طرح سے پرگٹ ہوتے ہیں۔ گنوں کے کاریہ بھوت سولہ وکاروں سے ڈھکے جانے پر بھی اپنے سرُوپ میں ہی ستھت ہیں۔ سانکھ مت والے جنہیں ان سولہ وکاروں کے ساکھشی اور اُن سے نرلیپ ستراہواں تتو (پُرش) مانتے ہیں۔ اُن سانکھیہ رُوپی پرماتما کو نمسکار ہے جو نیند کو جیت کر پرانوں پر وجے پا چکے ہیں۔ اور اندریوں کو اپنے وش میں کر کے شُدھ ستو میں ستھت ہو گئے ہیں۔ وہ سدا یوگ ابھیاس میں لگے ہوئے سمادھی میں جن کے جیوتی مئے سرُوپ کا ساکھشاتکار کرتے ہیں۔ اُن یوگ رُوپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ پاپ اور پُن کے ختم ہو جانے پر آواگون کے بھے سے مکت ہوئے شانت چت سنیاسی جنہیں پراپت کرتے ہیں۔ اُن موکھش رُوپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ سرشٹی کے ایک ہزار یگ گذر جانے پر پرچنڈ لپٹوں سے بھڑکتی ہوئی اگنی کا رُوپ دھارن کر کے جو سمپورن پرانیوں کا سنگھار کرتے ہیں۔ اُن بھینکر رُوپ دھاری پرماتما کو نمسکار ہے۔ اس پرکار

अ आ इ ई उ ऊ ए ऐ وغیرہ یہ سب سوَر ہیں اور باقی جتنے اکھشر ہیں وہ ویجن ہیں

سمپورن بھوتوں کا سنگھار کر کے جو اس جگت کو جل مئے کر دیتے ہیں۔ اور خود کال کا روپ دھارن کر کے اکھشے بٹ کے پتے پر آرام کرتے ہیں۔ اُن مایا مئے بال مکند کو نمسکار ہے۔ جن کے سہارے یہ وشو کھڑا ہے۔ وہ برہمانڈ کمل جن کمل نیتر بھگوان کی نابھی سے پرگٹ ہوا ہے۔ اُن کمل روپ دھاری پرمیشور کو نمسکار کرتا ہوں۔

جو انتریامی روپ سے سب کے بھیتر براجمان ہیں۔ جن کا سروپ کسی حد میں باندھا نہیں جا سکتا جو کھشیر ساگر پر آرام کرتے ہیں۔ اُن لوک نِدرا روپ بھگوان کو نمسکار ہے۔ جن کے مستک کے بالوں کی جگہ میگھ ہے شریر کی سندھیوں میں ندیاں ہیں۔ پیٹ میں چاروں سمندر ہیں۔ اُن جل روپی پرماتما کو نمسکار ہے۔ جن میں سب کی پیدائش قیام اور پرلے ہوتی ہے۔ اُن کارن روپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ جو رات میں بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور دن میں ساکھشی روپ میں سنقت رہتے ہیں۔ اور جو سدا ہی سب کے بھلے بُرے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اُن درشٹا روپی پرماتما کو پرنام ہے۔ جنہیں کوئی بھی کام کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ جو دھرم کا کام کرنے کو سدا تیار رہتے ہیں اور جو بیکنٹھ دھام کے سروپ ہیں۔ اُن کاریہ روپ بھگوان کو نمسکار ہے۔ جنہوں نے دھرماتما ہو کر بھی کرودھ میں بھر کر دھرم کے گوڑ و کا اُلنگھن کرنیوالے کھشتری راجاؤں کا یدھ میں اکیس بار سنگھار کیا۔ اُن رُدر بھیس دھاری بھگوان پرشرام جی کو پرنام ہے۔ جو ہر ایک شریر کے اندر وائو روپ میں سنقت ہو اپنے کو پران اپان ویان وغیرہ پانچ روپوں میں بٹا کر سمپورن پرانیوں کی سب کریاؤں کو دھارن کرتے ہیں۔ اُن وائو روپ پرمیشور کو پرنام ہے۔ جو ہر ایک یُگ میں یوگ مایا کے بل سے اوتار دھارن کرتے ہیں اور ماس رِتو اور برسوں کے ذریعے سرشٹی اور پرلے کرتے رہتے ہیں۔ اُن کال روپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ برہمن جن کے مُکھ ہیں۔ کھشتری جن کی بھجائیں ہیں۔ ویش جنگھا اور پیٹ ہیں۔ اور شودر جن کے چرنوں کے آشرت ہیں۔ اُن چتُر ورن روپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ اگنی جن کا مکھ ہے سورگ مستک ہے۔ آکاش نابھی ہے۔ پرتھوی پاؤں ہے۔ سورج نیتر ہے۔ اور دشائیں کان ہیں۔ اُن لوک روپ پرماتما کو پرنام ہے۔

جو کال سے پرے ہیں۔ یگیہ سے بھی پرے ہیں۔ اور پرے سے بھی بہت پرے ہیں۔ جو سمپورن وشو کے آدی ہیں۔ لیکن جن کا آدی کوئی بھی نہیں ہے۔ اُن وشو آتما پرماتما کو نمسکار ہے۔ ویشیشک درشن میں بتائے ہوئے روپ رس وغیرہ سے موہ میں پڑ کر جو لوگ وشیوں کے سیون میں پرورت ہو رہے ہیں اُن کی وشیوں کی آسکتی سے جو رکھشا کرنیوالے ہیں۔ اُن رکھشک روپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ جو اَن جل روپی ایندھن کو پا کر شریر کے اندر رس اور پران شکتی کو بڑھاتے اور سمپورن پرانیوں کو دھارن کرتے ہیں۔ اُن پران آتما پرمیشور کو نمسکار ہے۔ پرانوں کی رکھشا کے لئے جو چار طرح کے اَن کا بھوگ لگاتے ہیں اور خود ہی پیٹ کے بھیتر اگنی روپ میں سنقت بھوجن کو پچاتے ہیں۔ اُن پاچک روپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ جن کا نرسنگھ روپ دانو راج ہرنیہ کشیپ کا انت کرنے والا ہے۔ اُس وقت جن کے کندھے کے بال پیلے دکھائی پڑتے تھے۔ بڑی بڑی داڑھیں اور ناخن ہی جن کے ہتھیار تھے۔ اُن بھیانک روپ دھاری بھگوان نرسنگھ کو پرنام ہے۔ جنہیں نہ دیوتا نہ گندھرو نہ اسُر نہ دانو ہی ٹھیک ٹھیک جان پاتے ہیں۔ اُن سوکھشم سروپ پرماتما کو نمسکار ہے۔ جو سرو دیاپک

بھگوان شیش ناگ کے رُوپ میں پرتھوی کو اپنے مستک پر دھارن کرتے ہیں اُن شکتی شالی پرمیشور کو نمسکار ہے
جو اس سرشٹی ہر سم پرانی رکھشا کے لئے سمپورن پرانیوں کو پریم کی ڈوری میں باندھ کر موہ میں ڈالے رکھتے
ہیں۔ اُن موہ رُوپ بھگوان کو نمسکار ہے۔ آتن میں وغیرہ پانچ کوشوں میں سھقت انترتم آتما کا گیان ہونے کے
بعد شُدھ بُدھی سے وِدوان پُرش جنہیں پراپت کرتے ہیں۔ اُن گیان سروپ پربرہم کو پرنام ہے۔

جن کا سروپ کسی پرمان کا وِشئے نہیں ہے۔ جن کے بُدھی رُوپی نیتر سب طرف ویاپت ہو رہے ہیں۔ جن کے
بھیتر اننت وِشئے سما جاتے ہیں۔ اُن دِوّیہ آتما پرمیشور کو نمسکار ہے۔ جو جٹا اور ڈنڈ دھارن کرتے ہیں۔ وشال
شریر والے ہیں اور جن کا کنڈل ہی تونیر کا کام دیتا ہے۔ اُن برہماجی کے روپ میں بھگوان کو پرنام ہے۔ جو
ترشول دھارن کرنے والے ہیں اور دیوتاؤں کے سوامی ہیں۔ جن کے تین نیتر ہیں۔ جو مہاتما ہیں۔ اور جنہوں
نے اپنے شریر پر وبھوتی رما رکھی ہے۔ اُن رُدر رُوپ پرمیشور کو نمسکار ہے۔ جن کے مستک پر اردھ چندر
کا مکٹ اور شریر پر سرپ کا یگیوپویت شوبھا دے رہا ہے۔ جو اپنے ہاتھ میں پناک اور ترشول دھارن کرتے
ہیں اُن اُگر رُوپ دھاری بھگوان شنکر کو پرنام ہے۔ جو سمپُورن پرانیوں کے آتما اور اُن کی جنم مرتیو کے کارن
ہیں۔ جن میں کرودھ دروہ اور موہ کا لیش ماتر بھی نہیں ہے۔ اُن شانت آتما پرمیشور کو نمسکار ہے جن کے بھیتر
سب کچھ رہتا ہے۔ جن سے سب اُتپن ہوتا ہے۔ جو خود بھی سروسرُوپ ہیں۔ جو سب طرف ویاپک ہو رہے ہیں۔
اور سروشے آتما کو پرنام ہے۔

اس وشو کی رچنا کرنے والے پرمیشور! آپ کو پرنام ہے۔ وشو کے آتما اور وشو کی اُتپتی کے ستھان بھوت
جگدیشور! آپ کو نمسکار ہے۔ آپ پانچوں بھُوتوں سے پرے ہیں۔ اور سمپورن پرانیوں کے لئے موکھش سرُوپ
برہم ہیں۔ تینوں لوکوں میں ویاپت ہوئے آپ کو نمسکار ہے۔ تینوں لوکوں سے پرے رہنے والے آپ کو نمسکار
ہے۔ سمپُورن وِشئوں میں ویاپک آپ پربھو کو نمسکار ہے۔ آپ سب پدارتھوں سے پورن بھنڈار ہیں۔ سنسار کی
اُتپتی کرنے والے اوناشی بھگوان وشنو ہیں آپ کو نمسکار ہے۔

ہرشی کیش! آپ سب کے جنم داتا اور سنگھار کرتا ہیں۔ آپ کسی سے پراجت نہیں ہوتے۔ میں تینوں لوکوں
میں آپ کے دِوّیہ جنم کرم کا رہسیہ نہیں جان پاتا۔ میں تو تتو درشٹی سے آپ کا جو سناتن روپ ہے۔ اُسی کو اپنا
دھیہ مانتا ہوں۔ سورگ لوگ آپ کے مستک سے۔ پرتھوی دیوی آپ کے پاؤں سے اور تینوں لوک آپ کے
تین قدموں سے ویاپت ہیں۔ آپ سناتن پُرش ہیں۔ دشائیں آپ کی بھجائیں، سُورج آپ کے نیتر اور پرجاپتی
شُکر آچاریہ آپ کے ویریہ ہیں۔ آپ نے ہی مہاتیجسوی وایُو کے رُوپ سے اُوپر کے ساتوں لوکوں کو ویاپت
کر رکھا ہے۔ جن کی کانتی السی کے پھُول کی طرح سانولی ہے۔ شریر پر پیتامبر شوبھا دیتا ہے۔ جو اپنے سرُوپ سے
کبھی چلائمان نہیں ہوتے۔ اُن بھگوان گوبند کو جو لوگ نمسکار کرتے ہیں۔ انہیں کبھی بھئے نہیں ہوتا۔ بھگوان کرشن
کو ایک بار پرنام کیا جائے۔ تو وہ دس اشومیدھ یگیوں کے آخر میں کئے ہوئے اشنان کے سمان پھل دینے والا

ہوتا ہے۔ اس کے سوا پرنام میں ایک بڑائی ہے۔ وہ یہ کہ دس اشومیدھ یگیہ کرنے والوں کا تو اس سنسار میں پھر جنم ہوتا ہے۔ لیکن شری کرشن کو پرنام کرنے والا منش پھر بھوساگر میں نہیں پڑتا۔ جنہوں نے شری کرشن بھجن کا ہی برت لے رکھا ہے۔ جو شری کرشن جی کا سدا سمرن کرتے ہوئے رات کو سوتے ہیں اور ان کا ہی سمرن کرتے ہوئے صبح کو اٹھتے ہیں۔ وہ شری کرشن روپ ہو کر ان ہی میں اس طرح مل جاتے ہیں جیسے منتر پڑھ کر ہون کیا ہوا گھی اگنی میں مل جاتا ہے جو نرک کے بھے سے بچانے کے لئے رکشا گھر تیار کرنے والے اور سنسار روپی سمندر سے پار اتارنے کے لئے کاٹھ کی ناؤ کے سمان ہیں۔ ان بھگوان وشنو کو نمسکار ہے۔ جو برہمنوں کے پریمی اور گئووں کے ہتکاری ہیں۔ جو سب جگت کے کلیان کاری ہیں۔ ان سچدانند سروپ بھگوان گوبند کو پرنام ہے۔ "ہری" یہ دو اکھشر وکٹ راہ میں سنکٹ کے وقت پرانیوں کے لئے راہ خرچ کے سمان ہیں۔ سنسار روپی روگ سے چھٹکارہ دلانے کے لئے سنجیونی بوٹی ہیں۔ اور سب پرکار کے دکھ اور شوکوں سے پار کرنے والے ہیں۔ جیسے ستیہ وشنو مے ہے۔ جیسے سارا سنسار وشنو مے ہے۔ جس پرکار سب کچھ وشنو مے ہے۔ اس پرکار اس ستیہ کے پربھاو سے میرے سارے پاپ نشٹ ہو جائیں۔ دیوتاؤں میں سریشٹھ کمل نیتر بھگوان کرشن! میں آپ کا بھگت آپ کی شرن پڑا ہوں۔ اور اوچیہ گتی کو پراپت کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا کلیان ہو۔ وہ آپ ہی سوچئے سچو دیا اور تپ کے جنم استھان ہیں۔ جو خود اجنما ہیں۔ ان بھگوان وشنو کا میں نے اس پرکار بانی روپ یگیہ سے پوجن کیا ہے۔ اس سے وہ بھگوان جناردن مجھ پر پرسن ہوں۔ نارائن ہی پربرہم ہیں۔ نارائن ہی پرم تپ ہیں۔ نارائن ہی سب سے بڑے دیوتا ہیں۔ اور بھگوان نارائن ہی سدا سب کچھ ہیں۔

ویشمپاین جی کہتے ہیں۔ "بھیشم جی کا من بھگوان کرشن میں لگا ہوا تھا۔ انہوں نے اوپر بتائی ہوئی استتی کرنے کے بعد "نمہ کرشنائے" کہہ کر انہیں پرنام کیا۔ بھگوان بھی اپنے یوگ بل سے بھیشم جی کی بھگتی کو جان کر اویکت روپ سے وہاں جا پہنچے۔ اور انہیں تینوں لوکوں کی باتوں کا بودھ کرنے والا دویہ گیان دے کر لوٹ آئے۔ جب بھیشم جی کا بولنا بند ہو گیا۔ تو وہاں بیٹھے ہوئے برہم وادی مہرشیوں نے آنکھوں میں آنسو بھر کر گد گد بانی سے شری کرشن کی استتی کی۔ پھر وہ دھیرے دھیرے بھیشم جی کی پرشنسا کرنے لگے۔

ادھر پرشوتم شری کرشن بھیشم جی کا بھگتی بھاؤ دیکھ کر ایک دم اٹھے اور فوراً رتھ پر جا بیٹھے۔ شری کرشن اور ساتیکی ایک رتھ پر چلے۔ دوسرے رتھ پر مہاتما یدھشٹر اور ارجن جا رہے تھے۔ تیسرے پر بھیم۔ نکل۔ سہدیو یہ تینوں بھائی سوار تھے۔ کرپاچاریہ، یویتسو اور سنجے بھی اپنے اپنے رتھوں پر بیٹھ کر بھیشم جی کے پاس چلے۔ اس وقت بہت سے برہمن مارگ میں پرشوتم بھگوان کرشن جی کی استتی کر رہے تھے۔ کچھ لوگ ہاتھ جوڑ کر بھگوان کے چرنوں میں پرنام کرتے تھے۔ اور وہ انہیں پرسن کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

شری کرشن جی کا بھیشم کی اور بھیشم جی کا شری کرشن کی استتی کرنا اور شری کرشن کا بھیشم سے دھرم اُپدیش کے لئے کہنا

ویشم پائن جی کہتے ہیں۔ "راجن! راستے میں بھگوان کرشن نے یدھشٹر کو پرشرام جی کا پراکرم کہہ سنایا۔ جس طرح کہ انہوں نے سہسر باہو کو مارا تھا۔ اور جب اُس کے لڑکوں نے کرودھ میں بھر کر پرشرام جی کے پتا جمدگنی کا مستک کاٹ ڈالا۔ تو پرشرام جی نے پرتگیا کر کے اکیس بار کھشتریوں کا سنگھار کر کے ساری پرتھوی ان سے چھین لی اور وہ اشومیدھ یگیہ کر کے کشیپ جی کو دان میں دیدی۔ تب کشیپ جی نے بچے کھچے کھشتریوں کی رکھشا کے لیئے پرشرام جی کو دکھشن سمندر کے کنارے چلے جانے کو کہا۔ اور پرشرام جی وہاں جا کر رہنے لگے وغیرہ وغیرہ پرشرام جی کے پراکرم کی کتھائیں کہتے کہتے کروکھشیتر میں اُس ستھان پر پہنچے۔ جہاں پر کہ بھیشم جی بانوں کی سیج پر سوئے ہوئے تھے۔ وہ جگہ اوگھوتی ندی کے کنارے پر تھی۔ دُور سے ہی بھیشم جی کو دیکھ کر شری کرشن۔ راجہ یدھشٹر اور چاروں پانڈو اور کرپا اچاریہ وغیرہ سب لوگ اپنے اپنے رتھ سے اُتر پڑے اور جہاں رشی منڈلی بیٹھی تھی۔ وہاں آئے۔ اُن سب لوگوں نے پہلے ویاس وغیرہ مہرشیوں کو پرنام کیا۔ اور بھیشم جی کی سیوا میں حاضر ہو کر انہیں چاروں طرف سے گھیر کر بیٹھ گئے۔ تب سری کرشن جی نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

بھیشم جی! آپ کو بانوں کی جو چوٹ لگی ہے۔ اُس سے شریر میں پیڑا تو نہیں ہے؟ کیوں کہ مانسک دکھ سے شاریرک دُکھ بڑا پربل ہوتا ہے۔ شریر میں ایک چھوٹا سا بھی کانٹا چبھ جائے۔ تو وہ بڑا کشٹ دیتا ہے۔ پھر آپ بانوں کی سیج پر سو رہے ہیں۔ آپ کی پیڑا کا تو کہنا ہی کیا؟ لیکن آپ چونکہ جنم مرن کے رہسیہ کو جانتے ہیں۔ اس لیئے دیو کا ودھان سمجھ کر آپ گھبراتے تو نہ ہوں گے؟ آپ تینوں کال کی باتوں کو جانتے ہیں۔ آپ کا گیان سب سے بڑا ہے۔ آپ دیوتاؤں کو بھی اُپدیش دینے میں سمرتھ ہیں۔ پرانیوں کے سنگھار کے کارن وقت اور پھل کا آپ کو پورا پورا گیان ہے۔ آپ راج کے ادھیکاری تھے اور پوری طرح صحت مند تھے۔ اور ہزاروں استریوں کے بیچ میں رہتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ اکھنڈ برہمچریہ برت کا پالن کرنے میں سپھل رہے۔ میں نے تینوں لوکوں میں ستیہ وادی دھرم پرائن۔ شورویر اور مہا پراکرمی آپ کے سوا کوئی نہیں دیکھا جو بانوں کی سیج پر اس طرح پڑا ہوا اپنی مرتیو کو روکنے میں سمرتھ ہو سکا ہو۔

ستیہ وادی۔ تپسوی۔ دانی۔ شدھ انتہ کرن وید ویدانت کے گیاتا اور دھرم نشٹھ پرش آپ کے سمان دوسرا کوئی نہیں ہے۔ آپ سب گندھروں۔ راکھشسوں اور منشوں کو اکیلے ہی جیت سکتے ہیں۔ آپ نویں وسو دیو ہیں۔ آپ اپنی شکتی سے دیوتاؤں میں بھی پرسدھ ہیں۔ آپ سمپورن گنوں کے بھنڈار ہیں۔ اس لیئے ہے مہاباہو! یہ مہاراج یدھشٹر اپنے کٹمبیوں کے سنگھار سے بہت دُکھی ہیں۔ آپ ان کا شوک دُور کیجئے۔ ورن آشرم دھرم کے آپ پورن گیاتا ہیں۔ یوگ اور سانکھ میں جو سناتن دھرم ورنن ہے۔ وہ سب آپ ودیا سمیت جانتے ہیں۔

دیش کال اور جاتی کے دھرم کو بھی آپ جانتے ہیں۔ اتہاس اور پران کے بھی آپ پورن گیاتا ہیں۔ دھرم شاستر تو سدا آپ کے ہردے میں سنتھت ہے۔ شنکاؤں کا نوارن کرنے میں آپ سے بڑھ کر کشل اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے آپ یدھشٹر کے شوک کو دور کر کے انہیں شانت کیجئے۔

شری کرشن جی کی بات سن کر بھیشم جی نے ذرا اپنے سر کو اٹھایا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر بھگوان کی استتی کرنے لگے۔ سمپورن لوکوں کے آدی کارن بھگوان! آپ کو نمسکار ہے۔ آپ ہی سب کی پیدائش اور پرلے کرتے ہیں۔ آپ وشو کے آتما ہیں۔ یہ سمپورن وشو آپ کی رچنا ہے۔ آپ تینوں لوکوں میں ویاپت ہیں۔ یوگیشور! آپ ہی سب کو شرن دینے والے ہیں۔ آپ کو نمسکار ہے بھگوان! آپ نے میرے سمبندھ میں جو بات کہی ہے۔ اس کے ہی پربھاؤ سے میں تینوں لوکوں میں ورتمان آپ کے دویہ بھاوؤں کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے سناتن سروپ کا مجھے ساکشاتکار ہونے لگا ہے۔ آکاش آپ کے مستک سے اور پرتھوی دیوی آپ کے چرنوں سے ویاپت ہے۔ سب دشائیں آپ کی بھجا اور سورج آنکھیں ہیں آپکا السی کے پھول کے سمان شیام شریر پیتامبر پہنے رہنے سے بجلی سمیت میگھ کی طرح جان پڑتا ہے۔ کمل نیتر بھگوان! میں آپ کا شرناگت بھگت ہوں۔ اور پرم گتی پانا چاہتا ہوں۔ جس سے میرا کلیان ہو۔ وہ اپائے آپ ہی سوچئے۔

شری کرشن نے کہا "پرش شریشٹھ! مجھ میں آپکی پرا بھگتی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو اپنے دویہ سروپ کا درشن کرایا ہے۔ بھارت! آپ کا سبھاؤ بہت سرل ہے۔ ساتھ ہی آپ جتیندریہ تپسوی، ستیہ وادی، داتی اور پرم پوتر ہیں۔ اس لئے آپ اپنی تپسیا کے بل سے میرا درشن پانے کے ادھکاری ہیں۔ آپ کی سیوا کے لئے وہ دیو لوک حاضر ہے جہاں جانے پر پھر اس لوک میں واپس آنا نہیں پڑتا۔ اب آپ کے جیون کے کل چھپن دن باقی ہیں۔ اس کے بعد آپ اس شریر کا تیاگ کر کے اپنے شبھ کرموں کے پھل سروپ اتم لوکوں میں جائیں گے۔ دیکھئے! یہ دیوتا اور وسو بانوں میں بیٹھ کر آکاش میں کھڑے اترائن سورج ہونے پر آپ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ گیانی پرش جن لوکوں میں جا کر پھر اس سنسار میں نہیں آتے۔ آپ بھی وہاں جائیں گے۔ اس لوک سے آپ کے چلے جانے پر سنسار سے گیان لوپ ہو جائیگے۔ اس لئے یہ سب لوگ اپنی دھرم سمبندھی شنکاؤں کا نوارن کرنے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس لئے اب آپ دھرم، ارتھ اور یوگ کی یتھارتھ باتیں سنا کر جلدی ہی ان کا شوک نوارن کیجئے۔

بھگوان کرشن جی کا بھیشم کو وردان دینا اور سب کا واپس ہستناپور لوٹ جانا صبح پھر حاضر ہو جانا

ویشم پاین جی کہتے ہیں: "شری کرشن جی کا یہ دھرم اور ارتھ بھرا بچن سن کر بھیشم نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ جگدیشور! آپ کی لمبی بھجائیں ہیں۔ کلیان کاری نارائن! آپ اپنی مہما سے کبھی چلایمان نہیں ہوتے۔ آج آپ کی بات سن کر میں آنند مگن ہو رہا ہوں۔ بھلا میں آپ کے ہوتے ہوئے کیا کہہ سکوں گا۔ جب کہ بانی کا جو کچھ بھی وشے ہے۔ وہ سب

آپ کی وید روپ بانی میں سنتھت ہے۔ جو منش دیوراج اندر کے نزدیک دیولوک کا حال سنانے کی جرأت کر سکے۔ وہی آپ کے سامنے دھرم ارتھ کام اور موکش کی بات کہہ سکتا ہے۔ مدھوسودن! ان بانوں کے گڑنے سے بھاری کشٹ ہو رہا ہے جس سے میرا من ویاکل ہو رہا ہے۔ سارا شریر پیڑا کے مارے شتھل پڑ گیا ہے۔ بدھی میں وچار کرنے کی شکتی نہیں رہی۔ وش اور آگ کے سمان یہ بان مجھے جلائے جا رہے ہیں۔ میرے پران نکلنے کو بیقرار ہو رہے ہیں۔ طاقت گھٹتی جا رہی ہے۔ کمزوری کی وجہ سے زبان بول نہیں سکتی۔ ایسی دشا میں میں کیسے آپ کی استتی کر سکتا ہوں۔ بھگوان! آپ مجھ پر پرسن ہو جائیے۔ کشما کیجئے میں کچھ بول نہیں سکتا۔ آپ کے پاس دھرم اپدیش کرتے ہوئے تو برہسپتی جی بھی ہچکچا جائیں گے۔ میری تو پھر بساط ہی کیا ہے۔ مجھے تو اب نہ دشاؤں کا گیان رہا ہے۔ اور نہ پرتھوی اور آکاش ہی دکھائی دیتے ہیں۔ صرف آپکی شکتی سے ہی جی رہا ہوں۔ اس لئے آپ ہی دھرم راج کے ہت کے لئے انہیں اپدیش کیجئے۔ آپ سب شاستروں کے بھی شاستر ہیں۔ شری کرشن! آپ جگت کے کرتا اور سناتن پرش ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے میرے جیسا کوئی بھی پرش کیسے اپدیش کر سکتا ہے؟ کیا گورو کے ہوتے ہوئے چیلا اپدیش دینے کا ادھیکاری ہے؟

شری کرشن جی نے کہا "گنگا نندن! آپ نے جو کچھ کہا وہ آپ کے یوگیہ ہی ہے۔ کیوں کہ آپ سب وشیوں کے گیاتا ہیں۔ اس کے سوا بانوں کے وار سے ہو رہے کشٹ کے سمبندھ میں جو کچھ آپ نے کہا۔ اس کے لئے پرسن ہو کر میں آپ کو ور دیتا ہوں اُسے سویکار کیجئے۔ اب آپ کو نہ کوئی ویاکلتا ہوگی اور نہ مورچھا۔ نہ درد ہوگا نہ روگ۔ بھوک اور پیاس کا بھی کشٹ نہ ہوگا۔ آپ کے انتہ کرن میں سب طرح کے گیانوں کی سپھرتی ہوگی۔ آپ کی بدھی کسی وشے میں منتھ نہیں ہوگی۔ من سدا ستوگن میں سنتھت رہے گا۔ آپ جس کسی دھرم یا ارتھ بھرے وشے کا چنتن کریں گے۔ اُس میں بدھی بڑی کامیابی سے آگے بڑھتی جائیگی۔ آپ دویہ درشٹی پاکر چاروں طرح کے پرانیوں کو دیکھ سکیں گے۔ اور اپنی گیان درشٹی سے سنسار بندھن میں پڑنے والے جیووں کا بھی ساکھشاتکار کر سکیں گے۔

ویشمپاین جی کہتے ہیں" اس کے بعد ویاس وغیرہ مہرشیوں نے رگ اور سام وید کے منتروں سے بھگوان کرشن جی کا پوجن کیا۔ آکاش سے پھولوں کی بارش ہوئی۔ اتنے میں سوریہ دیو پچھم کی طرف چھپنے لگے۔ اُس وقت سب مہرشی اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور شری کرشن بھیشم اور یدھشٹر سے جانے کے لئے پوچھنے لگے۔ تب پانڈووں سمیت بھگوان شری کرشن ساتیکی۔ سنجے۔ اور کرپا آچاریہ نے انہیں پرنام کیا۔ اس کے بعد وہ مہرشی کل پھر ملنے کا وعدہ کر کے فوراً اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ تب شری کرشن اور پانڈوں نے بھی بھیشم جی سے جانے کی آگیا مانگی اور آگیا لے کر سب اپنے سندر رتھوں پر سوار ہوئے۔ پھر چترانگنی سینا کے ساتھ وہ لوگ ہستنا پور کی طرف چل دیئے۔ پانڈو مہارتھیوں کے آگے اور پیچھے دونو طرف سینا چل رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پورب دشا میں چندرما چڑھ آیا۔ چندرما کا پرکاش پاکر پانڈو بڑے خوش ہوئے۔ سب لوگ ہستنا پور پہنچ گئے۔ اور اپنے اپنے محلوں میں جا کر آرام کرنے لگے۔

بھگوان کرشن اپنے پلنگ پر سو رہے تھے۔ جب آدھا پہر رات باقی رہ گئی تو آپ بستر سے اُٹھ بیٹھے اور سناتن برہم سروپ کا دھیان کرنے لگے۔ اتنے میں سرتی اور پرانوں کے گیاتا منش وہاں آکر استتی کرنے لگے۔ شنکھ اور مردنگ

بجنے لگے۔ بینا اور بانسری کا منوہر شبد سنائی دینے لگا۔ راجہ یدھشٹر کے محل میں گانے بجانے ہونے لگے۔ ادھر بھگوان کرشن نے پلنگ سے اٹھ کر اشنان کیا۔ پھر گایتری کا جاپ کر کے اگنی کے پاس بیٹھ گئے اور ہون کیا۔ پھر برہمنوں کو بہت سی گئوئیں دان میں دیں۔ تب منگل مئے وستوؤں کو چھو کر ساتکی کو رتھ تیار کروانے کی آگیا دی اور رتھ تیار ہونے پر ساتکی سے کہا کہ "یدھشٹر کے محل میں جا کر پتہ لگاؤ کہ ان کے چلنے میں اب کتنی دیر ہے۔ شری کرشن کی آگیا پا کر ساتکی فوراً راجہ کے پاس گئے۔ اور یدھشٹر کو جا کر بتلایا کہ شری کرشن جی رتھ تیار کر کے انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سن کر یدھشٹر نے بھی ارجن کو رتھ تیار کروانے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ آج سینا ساتھ نہیں جائے گی۔ اور آگے چلنے والے لوگوں کو بھی روک دیا جائے۔ کیوں کہ آج بھیشم جی دھرم سمبندھی گوڑھ تتو کا ورنن کریں گے۔ اس لئے جن کی اسے سننے میں رچی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کی بھیڑ وہاں نہیں ہونی چاہئے"

یدھشٹر کی آگیا پا کر ارجن نے ویسا ہی کیا۔ رتھ تیار ہونے پر سب کاموں سے نورت ہو کر دھرم راج اپنے چاروں بھائیوں سمیت ایک ہی رتھ میں سوار ہوئے۔ اور ساتکی و کرشن جی بھی ایک رتھ پر سوار ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوئے وہاں آ پہنچے۔ جہاں پر کہ پرتاپی بھیشم جی بانوں کی سیج پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی سب لوگ رتھوں سے اتر پڑے اور اپنے داہنے ہاتھ اٹھا کر رشیوں کا نمسکار کرنے لگے۔ آخر سب کے ساتھ راجہ یدھشٹر نے بھیشم جی کے درشن کئے۔

شری کرشن اور بھیشم کی بات چیت، بھیشم کی آگیا پا کر یدھشٹر کا پرشن کرنے کے لئے تیار ہونا

ویشم پائن جی کہتے ہیں: جنمیجے! وہاں نارد وغیرہ رشی گن اور بہت سے سدھ پرش بھی پدھارے تھے۔ وہ راجہ یدھشٹر ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو۔ شری کرشن۔ دھرتراشٹر اور بھیشم جی کے پاس جا کر یدھ میں مرنے والے کروڑوں یودھاؤں کی مرتیو پر شوک کرنے لگے۔ تب نارد جی نے تھوڑی دیر تک سوچ وچار کر پانڈوؤں سے کہا "مہانو بھاوو! بھیشم جی سورج کی بھانت اب چھپ جانے والے ہیں۔ اس لئے یہ وقت ان سے کچھ پوچھنے کا ہے۔ کیوں کہ چاروں ورنوں کے جو نانا پرکار کے دھرم ہیں ان کا انہیں پورن گیان ہے۔ اس لئے آپ لوگ دھرم سمبندھی سب شنکاؤں کا ان سے سمادھان کروائیے"

نارد جی کے ایسا کہنے پر سب لوگ بھیشم جی کے نزدیک آئے۔ لیکن کسی کو بھی ان سے بات چیت کرنے کا حوصلہ نہ ہوا سب ایک دوسرے کا منہ تاکنے لگے۔ تب راجہ یدھشٹر نے شری کرشن جی سے کہا "مدھو سودن! آپ کے بغیر اور دوسرا کوئی پرش پتامہ جی سے پرشن کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے پہلے آپ ہی بات چیت شروع کیجئے۔ ہم لوگوں میں سے تو آپ ہی سب سے بڑے دھرمگیہ ہیں"

یدھشٹر کے ایسا کہنے پر بھگوان شری کرشن جی نے بھیشم سے کہا "راجیندر! آپ کی رات تو سکھ سے گذری ہے نہ؟"

اب تو آپ کی بدھی میں وچار شکتی جاگرت ہو گئی ہوگی۔ آپ کے ہردے میں کوئی دکھ تو نہیں ہے ؟ من کی گھبراہٹ دور ہو گئی ہے نہ ؟"

بھیشم جی نے کہا "واسدیو ! آپ کی کرپا سے میرے شریر کی جلن اور پیڑا دور ہو گئی ہے۔ اب مجھے تینوں کال کی باتیں صاف دکھائی دے رہی ہیں۔ وید اور ویدانت ان سبھی پرکار کے گیانوں کو میں آپ کے وردان کے پربھاو سے جان گیا ہوں۔ شریشٹھ پرشوں نے جیسے دھرم کہا ہے اس کا پورن گیان بھی مجھے سمپورن ہو گیا ہے۔ چاروں ورنوں کے نانا پرکار کے دھرموں کا مجھے گیان ہے۔ جس وشے میں جو کچھ بھی کہنے یوگیہ باتیں ہیں۔ ان سب کا میں ورنن کروں گا۔ آپ کے دھیان سے مجھ میں بڑی طاقت آ گئی ہے۔ اور اب میں کلیان کاری اپدیش دینے میں سمرتھ ہوں۔ تو بھی میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ خود کیوں نہیں یدھشٹر کو کلیان کاری اپدیش دیتے۔"

شری کرشن جی نے کہا۔ "بھیشم جی ! یش اور کلیان کا مول میں ہوں۔ یہ سب ست اور است مجھ سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اس لیے میں یش سے پوری پورن ہوں۔ اب میں آپ کے یش کو بڑھانا چاہتا ہوں۔ اس لیے میں نے آپ کی بدھی میں دویہ شکتی پیدا کی ہے۔ جب تک یہ پرتھوی رہے گی۔ تب تک اس سنسار میں آپ کا یش اور کیرتی رہے گی۔ یدھشٹر کے پوچھنے پر آپ جو اپدیش کریں گے۔ وہ وید کے سدھانتوں کی طرح پرمان مانا جائے گا۔ سنسار میں آپ کا یش زیادہ سے زیادہ کیسے بڑھے۔ یہ سوچ کر ہی میں نے آپ کو دویہ بدھی دے دی ہے۔ یہ یدھ سے بچے ہوئے راجہ لوگ دھرم اپدیش سننے کے لیے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ انہیں اپدیش کیجئے۔ آپ بزرگ ہیں۔ اور شاستر گیہ ہیں۔ راج دھرم اور ورن آشرم دھرم کا آپ کو پورا پورا گیان ہے۔ آج تک کوئی بھی دوش آپ میں دیکھنے کو نہیں آیا۔ سب راجہ اس بات کو مانتے ہیں کہ آپ سمپورن دھرموں کے گیاتا ہیں۔ آپ نے سدا دیوتاؤں اور رشیوں کی اپاسنا کی ہے۔ اس لیے آپ کو ضرور ہی دھرم کا اپدیش کرنا چاہیئے۔ ودوانوں کو جب کوئی پرش پوچھنے جائے تو انہیں سننے کی اچھیا والے پرشوں سے اس کا اتر دینا چاہیئے۔ جو سوال کرنے پر بھی اپدیش نہیں دیتا۔ اس کو بڑا پاپ لگتا ہے۔ اس لیے بھگیا سا بھاؤ سے پوچھنے پر آپ ان لوگوں کو ضرور ہی اپدیش کریں۔"

بھیشم جی بولے "گوبند ! میرا من سنفر ہے۔ اب بولنے کی بھی شکتی ہے۔ دھرماتما یدھشٹر مجھ سے پرشن کریں۔"

شری کرشن جی نے کہا۔ "بھارت ! دھرم راج یدھشٹر کو آپ کے پاس آنے میں بڑا سنکوچ ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کو اپرادھی مان کر بڑے ڈرے ہوئے ہیں۔ جو پوجنیہ تھے۔ آدر کے یوگیہ تھے۔ جن کی ان میں بھگتی تھی۔ اور جو گورو جن۔ سمبندھی۔ بندھو جن اور ارگھیہ پاتے یوگیہ تھے۔ ان سب کو انہوں نے بانوں سے چھلنی کر ڈالا ہے۔ اسی ڈر کے مارے وہ آپ کے پاس نہیں آتے۔"

بھیشم جی بولے۔ شری کرشن ! جیسے دان۔ ادھین اور تپ یہ براہمنوں کا دھرم ہے۔ اسی طرح یدھ میں اپنے ششترو کو مار گرانا بھی کھشتری کا دھرم ہے۔ تاؤ۔ چاچا۔ بابا۔ بھائی۔ گورو۔ سمبندھی اور بندھو جن۔ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ استیہ مارگ پر چل رہا ہے۔ تو یدھ میں اسے مار ڈالنا دھرم ہی ہے۔ گورو بھی اگر لوبھ میں

پھنس کر پاپ کا ساتھ دیتا ہو اور اپنے نیت آچار کا تیاگ کر چکا ہو۔ تو اُسے بھی یُدھ میں مار دینا کھشتری کا دھرم ہے سنگرام میں شترو کے للکارنے پر کھشتری کا لڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔ منو جی نے کہا ہے کہ یُدھ کھشتری کے لئے سورگ دلانے والا اور لوک میں یش پھیلانے والا ہے۔ بھیشم جی کے ایسا کہنے پر راجہ یدھشٹر بڑی نمرتا کے ساتھ اُن کے پاس گئے اور اُن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پھر اُن کے چرنوں میں مستک جھکا دیا۔ بھیشم جی نے بھی انہیں حوصلہ دے کر پرسن کیا۔ اور اُن کا مستک سونگھ کر کہا بیٹا! بیٹھ جاؤ۔ ڈرو مت۔ سنکوچ چھوڑ کر جو کچھ پوچھنا ہو بلا جھجک پوچھو۔

بھیشم جی کا راجہ کے دھرم اور گنوں کا ورنن اگلی اشاعت میں پڑھیں

بھگوان کرشن کی استتی

(مارو محلہ ۵)

"گورو ارجن دیو جی مہاراج پانچویں پادشاہی امرت بانی" (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۰۸۲)

اچیت پار برہم پرمیشور انتریامی   مدھو سودن دامودر سوامی
رکھی کیش گوردھن دھاری   مُرلی منوہر ہری رنگا
موہن مادھو کرشن مُرارے   جگدیشور ہری جیو، اسُر سنگھارے
جگ جیون اوناشی ٹھاکر   گھٹ گھٹ واسی ہے سنگا
دھرنی دھر ایش نرسنگھ نارائن   داڑھا اگرے پرتھمی دھرائن
باون رُوپ کیا تُدھ کرتے   سب ہی سیتی ہے چنگا
شری رام چندر جس رُوپ نہ ریکھیا   بنوالی چکر پانی درس انوپیا
سہس نیتر مُورت ہے سہسا   اک داتا سب ہے منگا
بھگت وچھل اناتھہ ناتھے   گوپی ناتھ سنگل ہے ساتھے
واسُو دیو نرنجن داتے   برن نہ ساکوں گن انگا
مُکند منوہر لکشمی نارائن   دروپدی لجا نوار اُدھارن
کملا کنت کرے کنتو ہل   انند ونودی نہہ سنگا
اموگھ درسن اجونی سمبھو   اکال مورت جس کدے ناہیں کھئو
اوناشی ابگت اگوچر   سب کچھ تجھ ہے لگا
سری رنگ بیکنٹھ کے واسی   مچھ کچھ کورم آگیا اوتراسی
کیسو چلت کریں نرالے   کیتا لوڑیں سو ہوئیگا
نراہاری نرویر سمائیا   دھار کھیل چتر بھج کہائیا

ساؤل سُندر رُوپ بناویں   بین سُنت سب مو ہینگا
بن مالا[1] بِبھوکھن کنول نین   سُندر کُنڈل مُکٹ بین
سنکھ چکر گدا ہے دھاری   مہا سارتھی سَت سنگا
پیت پیتمبر ترِبھون دھنی   جگن ناتھ گوپال مُکھ بھنی
سارنگ دھر بھگوان بیٹھولا   میں گنت نہ آوے سر بنگا
نہہ کنٹک نہہ کیول کہیئے   دھنجے جل تھل ہے مہیئے
مرت لوک پیال سمیپت   استھر تھان جس ہے بھنگا
پتت پاون دُکھ بھے بھنجن   اہنکار نوارن ہے بھو کھنڈن
بھگتی توکھت دین کرپالا   گنے نہ کت ہی ہے بھگا
نرنکار اچھل اڈولو   جوت سروپی سب جگ مُولو
سو میلے جس آپ ملائے   آپو کوئی نہ پاوے گا
آپے گوپی آپے کاہنا   آپ گؤ چراویں بانا[1]
آپ اپاویں آپ کھپاویں   تُدھ لیپ نہیں اِک تِل رنگا
ایک جہبہ[2] گُن کون بکھانے   سہس پھنی[3] سیکھ[4] انت نہ جانے
نوتن نام جپے دن راتی   اِک گُن نہیں پربھ کے سنگا
اوٹ گہی جگت پت سرنائیا   بھے بھیانک جمدوت دُتر ہے مایا
ہوؤ کرپال اچھا کر راکھو   سادھ سنتن کے سنگ سنگا
درشٹ مان ہے سگل مِتھینا   اِک مانگوں دان گوبند سنت رینا
مستک لائی پرم پد پاوؤ   جس پراپت سو پاوے گا
جن کو کرپا کری سُکھ داتے   تن سادھو چرن لے ہردے پراتے
سگل نام ندھان تن پائیا   انحد شبد من واجنگا
کرتم نام کتھے تیرے جہبا   ست نام تیرا پرا پُوربلا
کہو نانک بھگت پے سرنائی   دیہو درس من رنگ لگا
تیری گت مت تو ہی جانے   تو آپے کتھیں تے آپ بکھانیں

نانک داس داسن کو کری ہو
ہر بھاوے تاں راکھ سنگا

---

[1] بانا = بن جنگل [2] جہبہ = زبان [3] سہس پھنی = سیش ناگ [4] سیکھ =

اشٹاوکر گیتا

منظوم اُردو ترجمہ

از قلم کوی ہر کرشن لال جی (۱۱۲/۷ گیتا کالونی دہلی ۳۱)

۱. اے پربھو بندھن کٹے مُکتی ملے ویراگ ہو — گیان ایسا دو کہ جس میں دویش ہو نہ راگ ہو

۲. زہر سمجھو چھوڑ دل سے عیش و رسنا خواہشات — رحم بخشش سنیہ تریتی پی یہ ہے آبِ حیات

۳. نہ خلا نہ آگ پانی نہ تو مٹّی نہ ہوا — سب میں تیرا نُور لیکن تُو ہے ان سب سے جُدا

۴. جسم ہو رُوح سے الگ دل آتما میں محو ہو — موکھیہ ہے وہ سُکھ کبھی شَے کی نہ ہو کچھ آرزو

۵. مذہب و دھرم و کرم سے ہو نہیں سکتی نجات — سنگ تج دل کی خوشی سے کچھ نہیں یہ کائنات

۶. دل سے ہی شادی غمی دل کیلئے پُن پاپ ہے — نہ تُو کرتا بھوگتا نرلیپ آتم آپ ہے

۷. دوسرا مانے گا تو بندھن میں خود آجائیگا — ایک تُو دیاپک ہے سب میں اس سے مُکتی پائیگا

۸. مَیں ہوں کرتا سانپ مغروری کا ڈستا ہے سدا — مَیں نہیں کرتا یہ امرت کام دے تریاق کا

۹. ایک ہوں کامل یقیں کا گیان بھی اک آگ ہے — پھُونک بے علمی کا جنگل دُکھ جہاں کا خواب ہے

۱۰. سانپ رسی کا حقیقت میں سمجھ سارا جہاں — ہو مگن آنند میں بس تُو ہے رُوحِ جاوداں

۱۱. مُکت ہوں مُکتی ملے گی بس اسی ایمان سے — جیسی مت ویسی گتی مانو اٹل پرمان سے

۱۲. آتما ساکھشی ہے دیاپک شانت نروکار ہے — مُکت چیتن بس بھرم سے بھاستا سنسار ہے

۱۳. آتما ساکھشی رما ہے ستیہ چیتن لامکان — جگ بھرم سے بھاستا ہے تُو مٹا اسکا نشاں

۱۴. باندھا مغروری کی رسی جسم کو سنسار سے — کاٹ دے جنموں کے بندھن گیان کی تلوار سے

۱۵. لاکھ سُورج سے زیادہ خود بخود روشن ہے تُو — بے عقل لائے سمادھی آپ اپنی جستجو

۱۶. آتما میں جگ پرویا جگ بھرم پیدا کیا — ناش کر سنکلپ سے چیتنیہ ہو چنتا مٹا

۱۷. آتما نرپیکھ نربھر، واسنا کوئی نہ ہو — شانت سیتل مکت سمجھو دھارنا کوئی نہ ہو

۱۸. جسم فانی رُوح نشچل کا یقیں جب پائے گا — تُو امر ہوگا تو آواگون خود چھُٹ جائے گا

۱۹. جس طرح شیشے میں اپنے عکس کو تُو پائیگا — ایسے ایشور رُوح میں تجھ کو نظر آجائے گا

۲۰۔ ہر گھڑے میں عکس ہے پر آسماں تو ایک ہے
ایسے ہے سب میں تُو ہی ۔ پر انساں تو ایک ہے

دُوسرا اَدھیائے

۲۱۔ مَیں نرنجن شانت تھا مایا گئی حیرت ہے یہ
جسم ہو پھر بھی امر ہوں آپکی رحمت ہے یہ

۲۲۔ جیسے دل روشن کیا ویسے کیا سنسار کو
ہو کے مالک مَیں نے تیاگا موہ مایا پیار کو

۲۳۔ جسم ہے رُوح سے الگ اور تیاگ ہی ایمان ہے
دیکھتا ہوں اب تو اپنے آپ میں بھگوان ہے

۲۴۔ رُوح سے نکلی ہے دُنیا جیسے جل سے بُلبلا
روح میں قائم الگ سنسار کی ہستی ہے کیا

۲۵۔ بیج میں پودا چھپا ہے پر نظر آتا نہیں
ذرّے ذرّے میں خُدا ہے پر نظر آتا نہیں

۲۶۔ جیسے گنّے میں ہے شکر رُوح میں سنسار ہے
رُوح کا دیدار ابدی زندگی کا سار ہے

۲۷۔ رُوح روشن کو نظر آتی ہے یہ دُنیا فنا
سانپ رسّی کا تھا دھوکا نور سے جاتا رہا

۲۸۔ نورِ فطرت کی قدرتی محمدؐ میں سمایا اسطرح
گویا میرے نور سے جگ جگمگاتے جسطرح

۲۹۔ واہ دو رنگی کا دھوکا ہی تھا دُنیا کی فنا
سیپ چاندی سانپ رسّی آب بھی سراب تھا

۳۰۔ مجھؐ سے پیدا ہو کے دُنیا مجھ میں جاتی ہے سما
سونا زیور، لہر دریا، جیسے مٹّی کا گھڑا

۳۱۔ سجدہ خود کو اس لیئے ہے مَیں امر ہوں بیمثال
برھما کیڑی تک مٹے میرا نہ ہو کچھ بھی زوال

۳۲۔ سجدہ خود کو ہے کہ ہو کر جسم روح بیکراں
مَیں کہیں آتا نہ جاتا چلتا پھرتا ہے جہاں

۳۳۔ سجدہ خود کو اس لیئے ہے میں عجب ہوں ہوشیار
رُوح ہو کر بھی اُٹھا رکھا ہے اِس دُنیا کا بار

۳۴۔ سجدہ خود کو ہے بیانِ دل زباں سے مَیں پرے
اور وہ سب کچھ ہوں لیکن اس جہاں سے ہوں پرے

۳۵۔ علم عالم بے علم عارف ہے تینوں سے بری
ہیچ ہو بُدھی جہاں وہ رُوح ہے ہستی مری

۳۶۔ دوئیت سے سب جگ دُکھی دُکھ کے بنا کوئی نہیں
برہم ایکو کے سوا اس کی دوا کوئی نہیں

۳۷۔ بِن بچارے سنیہ آتا تھا نظر اگیان سے
جھوٹ آتا ہے نظر پرپنچ آتم گیان سے

۳۸۔ مجھؐ میں دُنیا واہ بندھ موکھیہ اب کچھ بھی نہیں
بھرم سہارا کلپنا سوچا ہے سب کچھ بھی نہیں

۳۹۔ جسم ہو کر ہے یقیں کامل جہاں کچھ بھی نہیں
کلپنا مجھ رُوح چیتن میں کہاں کچھ بھی نہیں

۴۰۔ جسم سورگ و نرک بندھ و موکھیہ بھی سب وہم تھا
عکس تھا مایا بھی جھوٹی رُوح ہوں میں ہوں بقا

۴۱۔ واہ جیوں میں بھی رہ کر بے تعلق سے لے رہا
سب ہیں جھوٹے ہر طرح کا پیار دل سے چھٹ گیا

۴۲۔ جسم ہوں نہ جیو ہوں ، جینے کی اچھیا بھی نہیں
ہے یقیں چیتنیہ ہوں مغرور و کرتا بھی نہیں

۴۳۔ بحر ہوں بادِ تخیل موج ہے طوفان ہے
مجھؐ سے یوں پیدا ہوئی دنیا کا یہ امکان ہے

۴۴ - دِل ہوا ٹھہری ویاپری جیو کشتی جسم کی — پراربدھ ندی سمندر میں بہا کر لے گئی

۴۵ - واہ مَیں ہوں بحر لہریں اور موجیں بے کراں — کھیل کر مجھ میں سما جاتی ہیں ہو کر بے نشاں

تیسرا ادھیائے

۴۶ - رُوح ہیں دُنیا ہے دنیا میں ہے رُوح یہ مان کر — زر کا کیوں محتاج پھر آتا ہے تُو مجھکو نظر

۴۷ - واہ عارف پریت دھن سے دُنیا سچی ہے کہاں — سیپ میں چاندی کا دھوکا ہے فقط وہم و گماں

۴۸ - دُنیا لہروں کی طرح ہے یہ یقیں سے مان کر — دین ہو کر دوڑتا ہے کیوں یہ سب کچھ جان کر

۴۹ - شُدھ سُندر رُوح ہے یہ دیکھکر اور مان کر — پھر پھنسے بھوگوں میں وُہ مُورکھ بنا ہے جان کر

۵۰ - برہما کیڑی آتما میں اور روح میں سارا جہاں — عارف کامل ہے تُو ہر اک میں ہے وُہی نہاں

۵۱ - مُکت دُوئی چھوڑ کر جو رُوح سے ہو باخبر — حیف ہے شہوت ستائے ایسے عارف کو اگر

۵۲ - نفس دُشمن آتما کا اُس کو عارف جیت لے — کیا قریب المرگ خواہش بھوگ کی کوئی کرے

۵۳ - لوک و پرلوک تارک مُکتی پانے کے لئے — حیف وُہ غمگین ہو دُنیا سے جانے کے لئے

۵۴ - کھانا پینا نندیا اُستت خوش نہیں اور غم نہیں — دیکھتا ہے رُوح کے جلوے کو عارف ہر کہیں

۵۵ - جسم ہو رُوح سے الگ جیسے الگ کوئی دُور ہو — غم خوشی عارف کے دِل سے اسطرح کافور ہو

۵۶ - حال ہے مایا کا دُنیا اور فنا کا ہو یقیں — موت کے آنے کا ڈر عارف کو ہوتا ہی نہیں

۵۷ - جس کی سچادک نظر میں ساری دُنیا کچھ نہیں — ترک یا حاصل کبھی شئے کی تمنّا کچھ نہیں

۵۸ - ایسا عارف جس کو مُکتی کی بھی کچھ اچھیا نہیں — کون ہے اُس کے برابر اُس کی کچھ تُلنا نہیں

۵۹ - بے طلب بے حرص ہو کر رزق پر شاکر رہے — دُکھ یا سُکھ ہر قسم کا محسوس تک کچھ نہ کرے

چوتھا ادھیائے

۶۰ - یوگی کرنے سے بھی پُن اور پاپ کا بھاگی نہیں — مُورکھ سے کیا میل وُہ تیاگی ہے وُہ تیاگی نہیں

۶۱ - دیوتا ترسیں مگر عارف کو وُہ نعمت ملے — زعم ہے اُن میں خودی کے ترک سے جلوت ملے

۶۲ - یوگی پُن اور پاپ سے اسطرح رہتا ہے جُدا — جسطرح دھواں آسماں میں رہ کے رہتا ہے جُدا

۶۳ - جس نے ہر ذرّے میں جلوت نُور کی دیکھی عیاں — ایسے یوگی پر صرف رکھے کوئی طاقت کہاں

۶۴ - برہما سے کیڑی تلک خواہش میں خود مجبُور ہے — ہے یہ عارف میں ہی قدرت وُہ ہوس سے دُور ہے

۶۵ - سب میں ایشور دُوسرا کوئی نظر آتا نہیں — اپنے نشکاموں کی غلطی سے بھی گھبراتا نہیں

پانچواں ادھیائے

۶۶۔ نہ کسی سے تنگ ہو نہ ترک کا ابھیمان ہو
روح میں ایسے سما جیسے جسم میں جان ہو

۶۷۔ بلبلے جیسے سما جاتے ہیں اٹھ کر بحر میں
من سمو دے روح میں پانی ہو جیسے لہر میں

۶۸۔ سامنے دکھتی ہے بعد از خواب دنیا کچھ نہیں
سانپ کا دھوکا ہے رسّی کے سوا کچھ بھی نہیں

۶۹۔ غم خوشی آشا نراشا دل سے یکساں جان کر
مکت ہو جیون مرن نشچے برابر مان کر

چھٹا ادھیائے

۷۰۔ میں بھی ہوں اک آسماں دنیا ہے مٹی کا گھڑا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا

۷۱۔ میں سمندر موج دنیا موج کی ہستی ہے کیا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا

۷۲۔ سیپ میں چاندی کا دھوکا تھا یہ عالم کچھ نہ تھا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا

۷۳۔ میرا ہی جلوہ ہے سب میں کچھ نہیں میرے سوا
ترک حاصل فکر کس کو روح روشن ہے بقا

ساتواں ادھیائے

۷۴۔ بحر ہوں دنیا کی کشتی من کی وایو سے رواں
بحر رہتا ہے وہیں ہوتا ہے وہ پہلے جہاں

۷۵۔ میں سمندر ہوں کبھی گھٹتا نہیں بڑھتا نہیں
لہر ہے دنیا اُٹھے اٹھ کر سما جائے کہیں

۷۶۔ میں روحانی بحر ہوں یہ وہم ہے سارا جہاں
روح میں قائم سکوں ہستی ہے میری لامکاں

۷۷ روح نوریں ہے الگ وہ بے تعلق نور ہے
بے خودی اور بے نیازی سے یہ دل مسرور ہے

۷۸ واہ میں چیتنیہ ہوں جادو ہے یہ سارا جہاں
پھر مجھے جادو بھری چیزوں سے مطلب ہے کہاں

آٹھواں ادھیائے

۷۹ حرص پوری ہو نہ ہو بندھن سے چھٹکارہ نہیں
رنج و راحت شوق و نفرت ترک بن چارہ نہیں

۸۰۔ مکت ہے بے لوث دل حرص و ہوس سے ہو بری
شوق و نفرت خوف چھوڑے چھوڑ دے رنج و خوشی

۸۱۔ بندھ ہے دل کا لگاؤ ہو امید و یاس سے
بندھ کٹ جاتا ہے لذت ترک کے احساس سے

۸۲۔ میں کی مغروری ہے بندھن چھوڑ تو آزاد ہے
مت کرو دل کے کہے تو مکت ہے تو شاد ہے

ناواں ادھیائے

۸۳۔ کچھ نہ کچھ کرتا ہے یہ فطرت سے انساں ہر گھڑی
خود کو کرتا مت سمجھ ہوگا اجر سے تب بری

۸۴۔ کوئی اک لاکھوں میں عارف عیش و عشرت چھوڑ دے — خود خوشی سے جیتے جی جینے کی چاہت چھوڑ دے

۸۵۔ حادثے تینوں ہیں فانی ڈرتا رہتا ہے بشر — بے ثباتی مان کر بے لوث رکھ قلب و نظر

۸۶۔ رنج و راحت فطرتاً خاصہ ہے ہر انسان کا — بے تمنا کر نہ ہو احساس جسم و جاں کا

۸۷۔ جتنے مذہب لوگ سادھن مت متانتر رہنما — سب میں ذاتی غرض عارف ہر تمنا سے جدا

۸۸۔ روح کی تصویر دیکھے خود ترے سنسار سے — وہ گورو مانوں حقیقی ذات کے دیدار سے

۸۹۔ جسم کے انگوں کی حرکت روح کی پہچان ہے — جڑ عناصر دیکھ تیری روح پھر بھگوان ہے

۹۰۔ ترک دنیا جسم کو تو چھوڑ دے تقدیر پر — گیان کی خواہش بھی خواہش ہے اسے بھی ترک کر

دسواں ادھیائے

۹۱۔ نفس و زر تن پروری کی خواہشوں کو ترک کر — رہ کے دنیا میں بھی تو بے لوث رکھ اپنی نظر

۹۲۔ گھر زمیں زن مِتّر بھائی خواب و اندر جال ہے — چند روزہ ہیں حقیقت میں فنا ہر حال ہے

۹۳۔ جتنی چیزوں کی تمنا ہے انہیں دنیا سمجھ — گر سکھی ہونا ہے دل کی حرص کو مردہ سمجھ

۹۴۔ خواہشیں بندھن ہیں دوزخ بندھ کا انجام ہے — خواہشوں کو مار دے مکتی اسی کا نام ہے

۹۵۔ تین چیزوں کا جہاں ہے ایک آتم گیان ہے — دوسری دنیا ہے تیجا ہے علم حیوان ہے

۹۶۔ راج سکھ پچھلے جنم کے بیوی بیٹے اب کہاں — اس جنم کا راج کنبہ مر کے ہوگا بے نشاں

۹۷۔ حرص و زر اور نیک کاموں کی بھی خواہش ترک کر — دنیا اک جنگل ہے اس میں بے فکر ہو کر گذر

۹۸۔ جانے کتنے جنم پائے دل زباں سے کیا کیا — اب ذرا آرام پا۔ حرص و ہوا سے دل ہٹا

گیارہواں ادھیائے

۹۹۔ سب کی پیدائش فنا قدرت کی مرضی جان کر — دائمی سکھ اطمینان سے ہی تو پاتا ہے بشر

۱۰۰۔ ایک ہی ایشور ہے پیدا جو کرے سارا جہاں — وال ناخن جسم سے پیدا کرے روح نہاں

۱۰۱۔ سونپ دی قسمت کو جس نے اپنی شادی و غمی — شاکر رزق و رضا کو دکھ نہیں دیتی کبھی

۱۰۲۔ مرنا جینا غم خوشی اسکا لکھا ٹلتا نہیں — یہ سمجھ کر کام کا عارف کو پھل ملتا نہیں

۱۰۳۔ فکر دنیا چھوڑ دی جس کو کوئی چنتا نہیں — وہ سکھی ہے الجھنوں میں پھر کبھی پھنستا نہیں

۱۰۴۔ تن کی مغروری کو چھوڑے روح کو جانے بقا — محویت میں کچھ نہیں محسوس کرتا کیا ہوا

۱۰۵۔ برہما سے تنکے میں ہوں بے غرض دل کامل یقیں — بے تمنا بے حرص غمگیں کبھی ہوتا نہیں

۱۰۶۔ دنیا حیرت جھوٹ ہے بے حرص ہو دنشوا س کر — خود شناسی یہ ہے اپنی روح کا احساس کر

بارہواں اُدھیائے

۱۰۷۔ دل زباں کے کام تھے جو پہلے وہ غم چھوڑ کر ۔ ہو گیا ہوں روح میں قایم محبت توڑ کر

۱۰۸۔ چپ ہوں تعریف نندا پریت انکی چھوڑ کر ۔ روح میں قائم ہوا ہوں روح میں من چھوڑ کر

۱۰۹۔ محویت وہ ہے سمادھی میں وہ محویت نہیں ۔ روح کی خلوت سے بڑھ کر کوئی بھی خلوت نہیں

۱۱۰۔ اب نہ ملنے کی خوشی جانے کا دل کو غم نہیں ۔ روح میں قائم ہوں یکساں مجھ میں بیش و کم نہیں

۱۱۱۔ قوم و جاتی اور فرقے اُن کے مذہب چھوڑ کر ۔ روح میں قائم ہوں دکھلاوے کے بندھن توڑ کر

۱۱۲۔ ترک و حاصل کا دکھاوا بھی ہے جاہل کے لیے ۔ بے تعلق مخلصی ہوتی ہے کامل کے لیے

۱۱۳۔ ہے تصوّر بھی اُسے محدود کرنے کا خیال ۔ اس لیے ترکِ تصوّر میں ملا کامل جمال

۱۱۴۔ اس طرح جو روح کا دیدار حاصل کر گیا ۔ دھنیہ ہے جیتے ہوئے سنسار ساگر تر گیا

تیرہواں اُدھیائے

۱۱۵۔ ترک ہے دل سے لنگوٹی سے نہیں ہوتا کبھی ۔ روح میں قائم ہوں دل سے چھوڑ کر خواہش سبھی

۱۱۶۔ تن سے من سے بولنے سے کام تینوں چھوڑ کر ۔ روح میں قائم ہوں سارے دل کے بندھن توڑ کر

۱۱۷۔ جسم کی خاطر کئے کاموں میں مغروری نہیں ۔ اُس کی مرضی پر ہوں راضی اپنی مجبوری نہیں

۱۱۸۔ کام تن کرتا ہے لیکن اُن میں مغروری نہیں ۔ اُس کی مرضی پر ہوں راضی اپنی مجبوری نہیں

۱۱۹۔ اچھے کاموں کی تو کیا تن کی بھی کچھ چاہت نہیں ۔ روح میں قائم ہوں مغروری نہیں الفت نہیں

۱۲۰۔ جاگتے سوتے یا چلتے مست ہوں یکساں ہوں میں ۔ لابھ ہانی ترک کر کے روح میں شاداں ہوں میں

۱۲۱۔ نیند کو محنت کو دل سے اک برابر مان کر ۔ روح میں قائم ہوں دل کو بے تمنّا جان کر

۱۲۲۔ جیو جنموں سے جنم کے دکھ اُٹھاتا ہی رہا ۔ نیک و بد کاموں کو دل سے چھوڑ کر بے غم ہوا

چودھواں اُدھیائے

۱۲۳۔ دُنیا داری میں بھی اُس قدرت کا پورا ہاتھ ہے ۔ کھانا پینا جاگنا سونا رضا کے ہاتھ ہے

۱۲۴۔ علم و دولت یار عشرت اب میرا کچھ بھی نہیں ۔ بے تمنّا دل میں حسرت گیان بھی باقی نہیں

۱۲۵۔ ذات کا اصفات کے نکتے سے جلوہ پا لیا ۔ فکر مجھ کو اب نجات و بندھ کا پھر کیا رہا

۱۲۶۔ باطنی کتنا سکوں ہے پھر یہ سادہ زندگی ۔ میری اس مستی کا اب عارف ہی سمجھے گا کوئی

پندرہواں ادھیائے

۱۲۷۔ رنگ چڑھتا ہے گورو کا پاک دل انسان پر
بے اثر ہے علم ساری زندگی حیوان پر

۱۲۸۔ شوق بندھن اور ترکِ شوق ہے مکتی تیری
یہ سمجھ کر اب کرو جیسی بھی ہے مرضی تیری

۱۲۹۔ علم عرفاں آلسی گنگا کرے وِدوان کو
جانتے اچھا نہیں عیاشش اس عرفان کو

۱۳۰۔ نہ تو فاعل جسم و عنصر رُوح ہے تُو پاک ہے
بے تعلق ہے مشاہد زعم سے بے باک ہے

۱۳۱۔ دوستی یا دشمنی کیا دل نہیں تو نور ہے
غم اداسی کا اندھیرا تجھ سے کوسوں دور ہے

۱۳۲۔ دیکھ سب میں رُوح اپنی سب کو خود میں جان لے
محو ہو جا اپنی ہستی میں غرور و ترک سے

۱۳۳۔ تو سمندر موج دُنیا ہے تجھی سے رُونما
شک نہیں یہ ستیہ ہے آنند ہے رُوحِ بقا

۱۳۴۔ کر یقین پیارے جنک یہ ہی یقیں عرفان ہے
موہ تج دے رُوح تیری ہی اصل بھگوان ہے

۱۳۵۔ جسم جاتا ہے مگر یہ رُوح کہیں جاتی نہیں
پاک نکلے رُوح تو پھر جسم میں آتی نہیں

۱۳۶۔ جسم مٹ جائے ابھی یا سو برس قائم رہے
روح کا مخزن کمی بیشی سے رہتا ہے پرے

۱۳۷۔ موجِ دُنیا تجھ سمندر سے ہوتی ہے رونما
بحر کا کچھ بھی نہ بگڑے موج کی ہستی ہے کیا

۱۳۸۔ اِک ترے جلوے سے جب سارا جہاں معمور ہے
اس سے کچھ پانے کی خاطر کس لئے مجبور ہے

۱۳۹۔ جو نظر آتا ہے سب میں ایک تُو ہے جلوہ گر
ایک سونے کے ہی زیور مختلف آئیں نظر

۱۴۰۔ مَیں یا تُو ایسے ہٹا دل میں کبھی دُوئی نہ ہو
دل مطمئن ہوتا نہیں جبتک کہ یکسوئی نہ ہو

۱۴۱۔ جہل کی نظروں میں دو پہلو ہیں ہر انسان کے
بھید دنیاوی ختم ہوتے ہیں آتم گیان سے

۱۴۲۔ ہے فقط دھوکا نظر کا ورنہ دنیا کچھ نہیں
ہے تمنا دل کو کرتا ہے سُکھی کامل یقیں

۱۴۳۔ تُو ہی تھا تُو ہی رہے گا جگ ہے بحرِ بیکراں
مکت ہے تُو تجھ کو مکتی اور بندھن ہے کہاں

۱۴۴۔ حرص خواہش اور تمنا چھوڑ کر دل شاد ہو
روح میں قائم غمِ دُنیا سے اب آزاد ہو

۱۴۵۔ مت تصور کر پربھو کا وہ نہیں تجھ سے جدا
تُو پربھو ہے دھیان پھر کرتا ہے کس کا بتا

سولہواں ادھیائے

۱۴۶۔ پا کے مقصد شاستروں سے پھر انہیں دل سے بھُلا
دل کتابوں میں پھنسا ہو چین پا سکتا ہے کیا

۱۴۷۔ کام کر چاہے سبھی چاہے سمادھی بھی لگا
بے تمنا بندھنوں سے مکت رہتا ہے سدا

۱۴۸۔ فکرِ روزی مت کرو یہ کام ہے تقدیر کا
دُکھ اُٹھاتا ہی نہیں عارف کسی تدبیر کا

۱۴۹۔ جتنا زیادہ ہے بیوپاری اُتنا زیادہ ہے دُکھی
آنکھ جھپکانے کو دُکھ جانے وہ عارف ہے سُکھی

۱۵۰۔ نیک و بد کاموں سے دل کو جب نہ ہو خوف سزا — وُہ نجات دین و دنیا کچھ نہ چاہے پھر جزا
۱۵۱۔ گرہست میں نفرت نہ ہو قابو ہو دل سنسار میں — فرق ہے خواہش کا عارف اور دُنیا دار میں
۱۵۲۔ بیج بے علمی کا پیدا دل سے کرتا ہے بشر — بیج ہی عارف نہ بوئے گا تو ہوگا کب شجر
۱۵۳۔ ترک میں نفرت نہ ہو حاصل میں کچھ الفت نہ ہو — دل ہو بچے کی طرح تمیز میں رغبت نہ ہو
۱۵۴۔ دُنیا داری سے دُکھی ہو کر کوئی چھوڑے جہاں — عارف بے آرزو کو اس جہاں کا غم کہاں
۱۵۵۔ تارک الدنیا کی مغروری ہے وُہ عاقل نہیں — عالم و عارف بھی ہو جاہل ہے وُہ کامل نہیں
۱۵۶۔ برہما وشنو شو اگر اُپدیش آکر بھی کریں — خواہش نہ چھوڑے تو اگر وُہ دُکھ نیرا کیسے ہریں

ستارہواں ادھیائے

۱۵۷۔ پاک دل صابر جو تنہا رہتا رہتا ہے سدا — علم کا اصلی ریاضت کا اُسے پھل مل گیا
۱۵۸۔ کوئی عارف کو دُکھائے وُہ نہیں ہوتا دُکھی — وُہ یہ سمجھے ہیں سُکھی میری یہ کُل دُنیا سُکھی
۱۵۹۔ مست اس دُنیا کی لذت پر نظر کرتا نہیں — میٹھے پتے کھا کے ہاتھی نیم کو چرتا نہیں
۱۶۰۔ جو عیش کر کے چھوڑ دے جو عیش کرنی تھی تجے — لاکھوں میں ہوتا ہے کوئی جو دل پہ پاتا ہے وجے
۱۶۱۔ عیش اور مُکتی کے طالب ہیں کروڑوں ہی بشر — عیش و مُکتی چھوڑ دے ورلا کوئی آئے نظر
۱۶۲۔ ترک چاروں[1] مرنا جینا غم خوشی کچھ بھی نہ ہو — کون ہے ہوتے ہوئے اور جیتے جی کچھ بھی نہ ہو
۱۶۳۔ واسطہ دُنیا کے مٹنے سے نہ کچھ رہنے سے ہو — جینے لائق پا کے خوش ہو پوچھنے لائق ہے وُہ
۱۶۴۔ آنکھ ناک اور کان مُنہ ہر انگ میں ہو بیخودی — خود شناس ہو کر نہ سمجھے خود شناسی مل گئی
۱۶۵۔ انگ ڈھیلے ترک دل سے محو خود میں ہو گیا — بحر دنیا کا فنا عارف نے دل سے کر دیا
۱۶۶۔ جاگنا سونا نہ آنکھیں بند کرنا کھولنا — ایسی حالت کا بیاں بے کار ہے کچھ بولنا
۱۶۷۔ ہر جگہ ہر حال میں تسکین و صابر جو رہے — سب سے یکساں سب تمنا دل سے رکھتا ہو پرے
۱۶۸۔ دیکھنا سُننا یا کھانا سونگھنا دل سے چھٹا — شوق اور نفرت کو عارف دل سے رکھتا ہے جُدا
۱۶۹۔ نندا اُستت لینا دینا غم خوشی کچھ بھی نہ ہو — مُکت کو اُمید و حسرت کی غمی کچھ بھی نہ ہو
۱۷۰۔ محفل معشوق ہو یا موت کی آغوش ہو — مُکت دونوں حالتوں میں ایک سا باہوش ہو
۱۷۱۔ مرد و عورت رنج و راحت زر یا غربت ایک ہو — مرد کامل میں کمی بیشی کی صورت ایک ہو
۱۷۲۔ رحم و بے رحمی غرض سے ہاتھ پھیلاتا نہیں — نہ غم و حسرت انکساری اور گھبراتا نہیں

---

[1] دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکھ

۱۷۳- ترک میں نفرت نہیں ملنے کی کچھ چاہت نہیں — جو ملے اس میں مگن کچھ لوبھ یا رغبت نہیں!
۱۷۴- جس کو نہ کچھ فائدے نقصان کا آوے خیال — ایسے عارف میں ہی پوشیدہ ہے قدرت کا کمال
۱۷۵- ختم کر دیں خواہشیں ممتا خودی بھی مٹ گئی — کام سب کرتا ہے کاموں کی لگن جاتی رہی
۱۷۶- ہوش بے ہوشی کی طرح حال نا قابل بیاں — نورِ دل کا ہو رہا ہو روح کی جانب رواں

اٹھارہواں ادھیائے

۱۷۷- جس نے دُنیا خواب سمجھی حامل عرفان ہے — ایسے عارف کو کروں سجدہ کہ وہ بھگوان ہے
۱۷۸- زر بڑھے تو عیش سے کچھ روگ بھی بڑھ جائینگے — ترک جب سب کچھ کریں تب چین دل کا پائیں گے
۱۷۹- جل گیا من کرم رُوپی جس کا شمشی[1] آگ سے — شانتی پاتا ہے امرت کی طرح ویراگ سے
۱۸۰- وہم ہے یا خواب ہے ورنہ یہ دُنیا کچھ نہیں — ہے وہ عارف جس کو دُنیا کے فنا کا ہے یقین
۱۸۱- رُوح کو مت دُور سمجھو دل میں ہے جیسے خیال — ہے نشاں بے نقص ہے ہر سانس ہے اسکا وصال
۱۸۲- خود شناسی ہے کہ خود میں رُوح کا دیدار ہو — اتنی مخموری ہو مستی آنکھ سے اظہار ہو
۱۸۳- ہے خیالی عکس دُنیا رُوح ہے ازلی بقا — جان کر پنڈت بھی بچوں کی طرح کرتا ہے کیا
۱۸۴- آتما اور جان میں پردہ ہے دل کے وہم کا — رُوح کو عارف سمجھتا ہے بقا تن کو فنا
۱۸۵- وہ رہے خاموش سب میں رُوح اپنی دیکھکر — وہ دُوئی سے پاک اور بے لوث رکھتا ہے نظر
۱۸۶- چین بے چینی خوشی غم ہوش و بیہوشی نہیں — دل پہ عارف کے کوئی حالت اثر کرتی نہیں
۱۸۷- راج ہو یا بھیکھ جنگل یا نفع نقصان ہے — اک برابر جانتا ہے ایک سی گذران ہے
۱۸۸- دین و دُنیا کام سب کرنا کرانا چھٹ گیا — ہر خیال آنا چھٹا' دل کا ستانا چھٹ گیا
۱۸۹- کام اپنے دل سے عارف کوئی بھی کرتا نہیں — زندگی جیسی بھی گذرے کچھ ہوس رکھتا نہیں
۱۹۰- دل میں عارف کے نہ دُنیا ہے نہ مکتی کا خیال — دھیان اور حسرت تمنا کٹ گیا دُنیا کا جال
۱۹۱- جس نے دُنیا دیکھ جانا کہ یہ دُنیا ہے نہیں — دل کی آنکھوں کو یہ بندھن کچھ نظر آتا نہیں
۱۹۲- جس نے خود میں رُوح اقدس کا نظارا کر لیا — یُوں سمایا رُوح میں خودی[2] سے کنارا کر لیا
۱۹۳- دل میں بے چینی ہو کوشش چین کی ہوگی تبھی — ہو سکوں حاصل وہ کوشش چین کی ہوگی تبھی
۱۹۴- رسم دُنیا میں بھی عارف کو پریشانی نہیں — نہ سمادھی بندھ اسکو لابھ یا ہانی نہیں
۱۹۵- خود میں ہے بھرپور بندا ہستی سب بے اثر — عام لوگوں کو نظر آتا ہے معمولی بشر

---

[1] سورج [2] خودی۔ غرور۔ اہنکار

۱۹۶۔ کام کچھ کرنا بھی پڑ جاوے وہ مستی میں کرے — ہٹھ نہیں کرتا سکونِ دل سدا دل میں رہے

۱۹۷۔ کام جو کرتا ہے سب کچھ اُس کی مرضی سے کرے — سُوکھا پتہ جیوں ہوا کے زور سے اُڑتا پھرے

۱۹۸۔ نہ کبھی دل کو خوشی نہ غم سے وہ غمگین ہے — مکت کی طرح سدا ہر بات میں تسکین ہے

۱۹۹۔ رُوح میں رہتا ہے عارف دل پہ ہے شیتل سدا — لینے دینے کی غرض سے دل کو رکھتا ہے جُدا

۲۰۰۔ زندگی عارف کی گذرے اِک نرالی شان سے — بے نیازی مان سے اپمان سے ابھیمان سے

۲۰۱۔ کام تن کرتا ہے روحِ پاک کچھ کرتا نہیں — چھُٹ گیا کرنے کے پھل سے جو کرے ایسا یقیں

۲۰۲۔ جو چلے اُس کی رضا پر شان سے رہتا ہے وہ — موہ سے بچتا ہے عزت مان سے رہتا ہے وہ

۲۰۳۔ چھوڑ کر دُوئی کو عارف رُوح میں قائم رہے — دل زباں آنکھوں سے وہ کرتے ہوئے کچھ نہ کرے

۲۰۴۔ مُکت پانے کو سمادھی جہل کرتے ہیں سبھی — ہو سمادھی پر نہ عارف مکت کی خواہش کبھی

۲۰۵۔ کچھ نہ کرنا ڈھونگ ہے خواہش سے قابو آئیگا — سب کرے عارف بِنا ہنکار کے چھُٹ جائیگا

۲۰۶۔ دل سے ہے گمبھیر عارف زعم و خواہش سے جُدا — فکر و صدمہ آرزو دل میں نہ ہو شک و شُبہ

۲۰۷۔ جب یہ دل ہوتا ہے یکسُو چھوڑ کر سارے خیال — تب بھی یہ کرتا ہے اپنے آپ کی کچھ دیکھ بھال

۲۰۸۔ ذہن جاہل پر نہ ہوگا معرفت کا کچھ اثر — جسکا دل کامل ہے وہ مجہول آتا ہے نظر

۲۰۹۔ جہل یک سُوئی کی کوشش کرتا رہتا ہے سدا — مست آتا ہے نظر جیسے ہے وہ سویا ہُوا

۲۱۰۔ برت سمادھی لوگ ڈالے برہم کو جانیں نہیں — جس سے روشن ہے جہاں اُس رُوح کو جانیں نہیں

۲۱۱۔ لوگ برت کرتے ہیں لیکن رُوح کو جانیں نہیں — جس سے روشن ہے جہاں اُس رُوح کو جانیں نہیں

۲۱۲۔ جہل کو علموں سے ہوتا ہی نہیں دیدارِ ذات — مست عارف کو بِناں کوشش کے ملتی ہے نجات

۲۱۳۔ بے علم رُوحانیت اور رُوح سے محروم ہے — رُوح کو پانے کا نکتہ مست کو معلوم ہے

۲۱۴۔ جو گرُو و شاستر بناں کوشش سے دل یکسُو کرے — مُکت ہو سکتا نہیں جاہل وہ جاہل ہی رہے

۲۱۵۔ بے سکوں رہتا ہے جاہل لاکھ وہ کوشش کرے — بے طلب عارف بناں کوشش سکوں میں ہی رہے

۲۱۶۔ جہل دُنیا ست جانے دیدِ حق پاتا نہیں — رُوح بنا عارف کو سچا کچھ نظر آتا نہیں

۲۱۷۔ صبر سے دل پاک جو کرتا ہے کر سکتا نہیں — خود بخود دل پاک کر دیتا ہے عارف کا یقیں

۲۱۸۔ کوئی دُنیا مانتا ہے کوئی مانے ہے نہیں — دونو باتوں سے الگ رہتا ہے عارف کا یقیں

۲۱۹۔ جہل کرتا ہے تصوّر رُوح کو مانے بغیر — زندگی بھر چین آ سکتا نہیں جانے بغیر

۲۲۰۔ جاہلوں کی عقل دُنیا میں رہے محوِ خرام — عارفوں کی عقل اپنی رُوح میں قائم مُدام

۲۲۱۔ لذّتوں کے باگھ سے تن کو چھپانے کے لیئے — کندرا میں جا چھپیں دل کو بچانے کے لیئے

۲۲۲۔ ڈر کے ہاتھی شیر سے جیوں بھاگ جاتے ہیں سبھی — شیرِ نر عارف کی سیوا، لوگ کرتے ہیں سبھی

۲۲۳۔ شک نہیں تم نہیں بندش سے دل آزاد ہے | کھانا پینا دیکھنا ہر رنگ میں دل شاد ہے

۲۲۴۔ مست کے دل پر اثر اچھا بُرا کچھ بھی نہیں | نہ اُداسی نہ خوشی وہ سوچتا کچھ بھی نہیں

۲۲۵۔ ہر کام ہے اُس کی رضا طبع بچے کی طرح | بے خود و المست کا ہر کام کرتا ہے خدا

۲۲۶۔ رُوح کے عرفان سے دل شاد رہتا ہے سدا | رسم اور بندش سے وہ آزاد رہتا ہے سدا

۲۲۷۔ جب یقیں ہوتا ہے کامل کچھ بھی ہیں کرتا نہیں | مان لے جب دل تو کرنے کا اجر ملتا نہیں

۲۲۸۔ سچے تارک کا جلو چہرے سے آتا ہے نظر | جھوٹے تارک کا جلو دل پر نہیں کرتا اثر

۲۲۹۔ چاہے وہ سب کچھ کرے چاہے گھٹنا میں وہ رہے | مُکت ہے دل میں کبھی وہ کلپنا کچھ نہ کرے

۲۳۰۔ گنگا تیرتھ راجہ مندر چاہے کل پریوار ہو | بے تمنا کا ہر اک سے ایک سا وِوہار ہو

۲۳۱۔ لڑکا لڑکی بیوی نوکر کوئی دُرکارے اگر | اپنی اس توہین کا اُس پر نہیں ہوتا اثر

۲۳۲۔ سُکھ میں دُکھ میں ایک سا رہتا ہے جو کامل بشر | اُس کو اس جیسا سمجھ سکتا ہے عارف ہو اگر

۲۳۳۔ دُنیا کے کاموں کا عارف کو خیال آتا نہیں | رُوح میں رہتا ہے قائم دل سے گھبراتا نہیں

۲۳۴۔ جہل کچھ کرتا نہیں بے چین رہتا ہے سدا | کام سب کرتے ہوئے نشچل ہے عارف ہر جگہ

۲۳۵۔ بیٹھتے اُٹھتے ہوئے آتے یا جاتے مست ہے | بولتے وِوہار کرتے پیتے کھاتے مست ہے

۲۳۶۔ دل ہے عارف کا سمندر اور چہرے پر جلال | رنج و غم کو وہ سمجھتا ہے فقط خواب و خیال

۲۳۷۔ جہل زعم ترک سے منزل کبھی پاتا نہیں | پانے والا پا کے منزل زعم میں آتا نہیں

۲۳۸۔ جہل گھر کو چھوڑتے ہیں تیاگی عارف گھر رہے | بے تعلق دل سے ظاہر کام وہ سارے کرے

۲۳۹۔ جہل دل کے شوق میں مغرور رہتا ہے سدا | اور عارف رُوح پر کرتا ہے اپنا دل فدا

۲۴۰۔ ایک بچے کی طرح عارف گذارے زندگی | وہ نتیجے کو کبھی سمجھے بے نیاز و بے خودی

۲۴۱۔ ہے مبارک ایسی مستی جو جینے میں رہے | بس ہیں ناک اور کان آنکھیں کھانے پینے میں رہے

۲۴۲۔ خواہش جنت نہیں اور یگیہ وہ کرتا نہیں | رُوح آتی ہے نظر ہر شے میں ہر سُو ہر کہیں

۲۴۳۔ خواہش دونوں جہاں سے دل ہے عارف کا جُدا | جھومتا رہتا ہے مستی کی سمادھی میں سدا

۲۴۴۔ جان کر پرپنچ دُنیا ترک دل سے کر دیا | اُس کے ذمے زندگی کا کام باقی کیا رہا

۲۴۵۔ رُوح اور پرپنچ دُنیا پر یقیں جب کر لیا | اُس کی فطرت میں سکونِ قلب رہتا ہے سدا

۲۴۶۔ نورِ حق جب دیکھتا ہے رُوح میں حق الیقیں | پیار نفرت شوق کوشش دل میں کچھ رہتا نہیں

۲۴۷۔ ہے مبرا جس کی مایا جال سے اپنی نظر | رنج و راحت مُکت بندھن کچھ نہیں کرتا اثر

۲۴۸۔ عقل سے دُنیا کا پردہ جب نظر سے اُٹھ گیا | بے تمنا عارف کامل کا چہرہ کھل گیا

۲۴۹۔ آتما ہے خود امر عارف کو کرتی ہے امر | ہوگیا وہ دین و دُنیا علم و تن سے بے خبر

۲۵۰۔ چھوڑتا ہے جب بھی جاہل ظاہری سب کاروبار
دل میں کرتا ہے وہ مقصد کے خیالوں کا وچار

۲۵۱۔ جہل سُن کر معرفت کو جہل رہتا ہے سدا
دل کا جاہل پن کبھی ہوتا نہیں دل سے جُدا

۲۵۲۔ کام کرتا ہے مگر عارف کبھی کہتا نہیں
بے تمنا دل میں کرنے کا گماں رہتا نہیں

۲۵۳۔ روشنی ڈر یا اندھیرا لابھ ہانی کچھ نہیں
پیار یا عارف کے دل میں بدگمانی کچھ نہیں

۲۵۴۔ کس قدر گمبھیرتا ہے یہ بیاں ہوتی نہیں
کتنی بے خودی ہے لفظوں سے عیاں ہوتی نہیں

۲۵۵۔ دوزخ و جنت یا مکتی کچھ نہیں جس کے لئے
رُوح کا جلوہ ہے باقی کچھ نہیں جس کے لئے

۲۵۶۔ دل میں ہے امرت زباں سے وہ دعا کرتا ہے
فایدے کی فکر ہانی کا گلہ کرتا نہیں

۲۵۷۔ مہرتہ عارف کو جو کاٹے اور مدح کرتا نہیں
نہ بُرے کو بد کہے سجدہ دعا کرتا نہیں

۲۵۸۔ نہ کرے دنیا کو نفرت نہ کسی کی بندگی
نہ وہ زندہ نہ وہ مردہ کیا عجب ہے زندگی

۲۵۹۔ بیوی بیٹے سے نہ اُلفت کُل جہاں سے بے نیاز
اُس کے چہرے پر ہے رقصاں جلوۂ صد فخر و ناز

۲۶۰۔ سفر دیشوں کا کرے اپنی ہی مستی میں کرے
جو ملے اُس کی رضا سے اُس پہ وہ راضی رہے

۲۶۱۔ جسم کو بھومی سمجھ کر اُس پہ جو سوتا رہے
اُس کو کیا پرواہ ہے وہ مرتا یا جیتا رہے

۲۶۲۔ تارک الدنیا غمِ ہستی سے ہو کر بے خبر
بے تعلق زندگی کرتا ہے دُنیا میں بسر

۲۶۳۔ سونا اور مٹی برابر جو سمجھتا ہے بشر
دیکھ کر نہ دیکھتا ہو یہ ہے عرفانی نظر

۲۶۴۔ کوئی بھی خواہش نہیں دل میں نہیں کوئی خیال
ایسے عارف کی جہاں میں کس سے دی جائے مثال

۲۶۵۔ جان کر نہ جانتا ہو کون ہے ایسا بشر
دیکھ کر نہ دیکھتا ہو یہ ہے عرفانی نظر

۲۶۶۔ ایک سا رہتا ہے چاہے شاہ ہو چاہے گدا
جس کا دل دُنیا کی مایا سے کنارا کش ہُوا

۲۶۷۔ پاک سادہ ہر طرح آزاد رہتا ہے سدا
مست کو مستی سے مطلب اور نہ شک و شبہ

۲۶۸۔ رُوح کی بھرپور مستی سے جو ملتا ہے مزا
وہ کہا جاتا نہیں کہ لطف وہ ہوتا ہے کیا

۲۶۹۔ بے خودی ہوتے ہوئے بیخود کبھی ہوتا نہیں
خواب میں ہے جاگتا سوتے ہوئے سوتا نہیں

۲۷۰۔ غم بھی ہے غمگیں نہیں اور عقل ہے عاقل نہیں
مغرور مغروری نہیں کچھ کام کے قابل نہیں

۲۷۱۔ مکت لوگوں کی نظر میں کیا ہے کچھ جچتا نہیں
نہ سُکھی ہے نہ دُکھی ہے تارک الدنیا نہیں

۲۷۲۔ نہ سمادھی میں سمادھی جڑ میں وہ جڑتا نہیں
نہ وہ پنڈتائی میں پنڈت دُکھ میں دُکھ کرتا نہیں

۲۷۳۔ ہے بھروسہ کام کا اُس کو خیال آتا نہیں
وہ کہیں اُدیوگ میں آتا نہیں جلتا نہیں

۲۷۴۔ خوش نہیں تعظیم سے نندا سے دکھ کرتا نہیں
پیار جینے سے نہیں اور موت سے ڈرتا نہیں

۲۷۵۔ شہر کو دوڑے نہ دوڑے بن کو عارف کا خیال
ہر جگہ یکساں رہے وہ رُوح میں محوِ جمال

۲۷۶۔ نور سے دل جگمگایا بخشا عرفانی سُرور
شک شبہ بندھن کٹا دل میں نہیں مایا غرور

۲۷۷۔ معرفت لطف و نفس اب دین و دنیا ہے کہاں
ترک و حاصل سے بھی بالا میں ہوں روح لامکاں

۲۷۸۔ حال ماضی اور مستقبل نہ خواہش راج کی
روح میں قائم ہوں خواہش جسم کی نہ کاج کی

۲۷۹۔ رنج و راحت فرقِ روح و جاں نہیں مجھ میں رہا
فکر نیک و بد چھٹا دل صاف شیشہ ہو گیا

۲۸۰۔ خواب و بیخود جاگنا اور ہوش و بیہوشی گئی
بے تعلق دل ہوا تو خوف و بیخوفی گئی

۲۸۱۔ دور اور نزدیک روح و جسم کی الجھن نہیں
اب لطیف احساس میں الجھا ہوا تن من نہیں

۲۸۲۔ زندگی اور موت کیا مجھ کو سمادھی ہے کہاں
روح میں قائم کو دنیا کی اُپادھی ہے کہاں

۲۸۳۔ دین و دنیا مکتی کی ساری کہانی بے اثر
روح میں قائم ہوں ہو کر روح میں محوِ نظر

بیسواں ادھیائے

۲۸۴۔ جسم کی حرکات میں نہ ہوں میں موجودات میں
پانچ بھوتوں میں نہیں ہوں محو نوریں ذات میں

۲۸۵۔ نہ دوئی توحیدِ عرفاں ترک اور حاصل کہاں
کیا تعلق شاستروں سے خواہشاتِ دل کہاں

۲۸۶۔ علم و بے علمی کہاں اور روپ میرا پن کہاں
مجھ میں مغروری کہاں اور موکھشیہ بندھن کہاں

۲۸۷۔ اب کہاں ہے جسم مکتی اب کہاں زندہ نجات
دھرم اور تقدیر کیسی اب کہاں مرگ و حیات

۲۸۸۔ کام کا اور بھوگ کا پھرتا نہیں دل میں خیال
اب نہ من میں کچھ بکھیڑے نہ علم عرفاں کا جال

۲۸۹۔ یوگ عرفاں اب کہاں اور مکت و بندھن بھی کہاں
روح کے سوروپ میں دنیا کا چنتن بھی کہاں

۲۹۰۔ آشرم دنیا کا کہاں سادھک کہاں سادھن کہاں
اب نہ سدھی اب نہ دوئی روح کہاں اور من کہاں

۲۹۱۔ مجھ سدا نرمل میں کوشش اب کہاں پرمان ہے
کچھ نہیں بس روح ہوں اب دھیان ہے نہ گیان ہے

۲۹۲۔ مجھ سدا نشکام کو یہ موڑھتا اور گیان کیا
اب نہ تنہائی جھمیلا اب خوشی ارمان کیا

۲۹۳۔ دل ہے نرمل اس پہ رنج و غم کا کوئی بار کیا
دین داری اور دنیاداری کوئی ویوہار کیا

۲۹۴۔ مجھ سدا نرمل کو مایا موہ اور سنسار کیا
آتم ورتی جیو کیا ہے اور دل کا پیار کیا

۲۹۵۔ میں ہوں بے تفریق قائم روح لافانی سدا
دل کا مسئلہ موکھشیہ بندھن اب نہیں کچھ بھی رہا

۲۹۶۔ فرق دوئی تھا گورو اور شِشیہ کا اب وہ کہاں
روح نے بخشا ہے ازلی اک سرورِ جاوداں

۲۹۷۔ ہو گیا ہر شے سے بالا "ہے" "نہیں" دونوں کہاں
میں ہوں نور النور قصۂ مختصر روحِ رواں

اوم شانتی شانتی شانتی

امیر خسرو

دردِ مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

امیر خسرو ترکوں کے قبیلہ لاچین سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے والد سیف الدین شہر کش کے رہنے والے تھے۔ اور اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ چنگیز خانی حملوں نے انہیں اپنا وطن مالوف چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ہندوستان چلے آئے اور سلطان محمد تغلق کے دربار میں ایک عہدۂ جلیلہ پر متعین ہوئے۔ امیر خسرو کی ولادت ۶۰۵ھ میں بمقام پٹیالی جو ضلع ایٹہ کا ایک قصبہ ہے ہوئی۔ سات برس کی عمر میں باپ کے سایہ کو کھو بیٹھے۔ شروع ہی سے انہیں روحانیت اور شاعری کے ساتھ مس تھا۔ اگرچہ صغیر سنی ہی میں اُن کے والد نے انہیں مکتب میں بٹھا دیا تھا۔ لیکن ان کا دل لکھنے پڑھنے پر مائل نہ تھا۔ بلکہ اس طرف پڑا رہتا تھا۔ ۲۰، ۱۵ کے سن میں تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی۔

سلطان غیاث الدین کے دوران حکومت میں کشلو خاں المعروف بہ چھجو ایک گرامی قدر امیر تھا اور سلطان وقت کا بھتیجا بھی۔ جود و سخا اور علم دوستی کے باعث مشہور زماں تھا۔ اولاً اُسی کے دربار میں خسرو نے باریابی حاصل کی اور اکثر قصیدے اس کی مدح میں قلمبند کیے۔

کشلو خاں سے تعلقات زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہے۔ زاں بعد خسرو نے بغرا خاں کی طرف جو کہ سلطان کا بیٹا تھا، مراجعت کی۔ اُس نے خسرو کی بہت زیادہ قدر دانی کی اور اپنا ندیم خاص بنا لیا۔ سلطان اور بغرا خاں ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لیے بنگال گئے۔ خسرو بھی ساتھ تھے۔ سلطان نے بغرا خاں کو بنگال کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن امیر خسرو کا دل بنگال میں کیوں لگتا۔ رخصت لی اور دہلی کی راہ لی۔ خسرو کی شاعری کا اب کافی شہرہ ہو گیا تھا۔ سلطان محمد قاآن جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا۔ اسی اثنا میں ملتان کا گورنر مقرر ہوا۔ اُس نے امیر خسرو کو شعرائے خاص میں داخل کیا اور انہیں اپنے ساتھ ملتان لے گیا۔ اُس کی پانچ سال تک ملازمت کی۔ بدقسمتی سے تاتاریوں نے ملتان پر حملہ کیا اگرچہ کئی تاتاریوں نے شکستیں بھی کھائیں۔ لیکن بالآخر پلہ تاتاریوں کا ہی بھاری رہا۔ امیر خسرو اور حسن دہلوی دونوں معرکہ میں شریک تھے۔ انہیں گرفتار کر کے بلخ لے گئے۔ ان خونیں واقعات پر خسرو نے نہایت ہی دردناک مرثیے لکھے۔ اور دہلی روانہ کیے۔

اُن کے مرسلہ مرثیے دہلی میں گھر گھر پڑھے جاتے تھے۔ اور لوگ اپنے عزیزوں کی موت پر ہزار ہزار آنسو بہاتے تھے۔ دو سال بعد خسرو نے تاتاریوں سے کسی نہ کسی طرح رہائی حاصل کی۔ دہلی پہنچنے پر خان شہید (جو کہ سلطان کا بڑا بیٹا تھا اور ملتان کا گورنر تھا) کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا، اُسے دربار میں پڑھا۔ دربار میں اس قدر رقت طاری اور اتنا واویلا مچا کہ سب بے حواس ہو گئے۔ سلطان اس قدر رویا کہ اُس کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ اور اسی

صدمہ میں چل بسا۔ اس کے بعد خسرو نے خان جہان گورنر اودھ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اس کے دربار میں دو سال تک رہے۔ ماں کی محبت نے پھر دہلی کھینچ بلایا۔ اس زمانہ میں کیقباد تختِ سلطنت پر متمکن تھے۔ اس بادشاہ نے سب سے پہلے خسرو کی قدردانی کی۔

کیقباد نے تین سال بعد وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین خلجی جو ایک سن رسیدہ اور نہایت ہی باثر امیر تھا تختِ سلطنت پر بیٹھا۔ جلال الدین خلجی نہایت قابل اور باعظمت بادشاہ تھا۔ علم دوست اور فیاض بھی تھا۔ شعر بھی کہتا تھا۔ ایسے بادشاہ کے دربار میں خسرو سے زیادہ اور کون مرکزِ عنایات ہو سکتا تھا۔ شروع ہی سے جلال الدین خسرو کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ امارت کے زمانہ ہی میں ان کا معقول مشاہرہ مقرر کر دیا تھا۔ سلطان ہوتے ہی انہوں نے خسرو کو اپنا ندیم خاص بنا دیا۔ امارت کا درجہ عنایت کیا گیا۔ اس زمانہ میں قرآن شریف رکھنے کی خدمت ایک شخص کے سپرد ہوتی تھی۔ چنانچہ خسرو کو یہ خدمت بھی تفویض کی گئی۔ لفظ "امیر" جو خسرو کے نام سے پہلے چسپاں ہے۔ اس کی علت غائی یہی ہے۔

اگرچہ بچپن میں خسرو کے والد نے انہیں حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ڈال دیا تھا۔ تاہم دنیاوی مشاغل کا غبار ان کے اوپر زیادہ چڑھ گیا تھا۔ اس زمانہ میں خسرو نے حضرت نظام الدین اولیا کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی۔ دوآتشہ شراب بہت تیز ہوتی ہے۔ اس دوبارہ بیعت نے خسرو کی حالت کو بالکل ہی بدل دیا اب وہ مذاہب کے عقائد سے بہت بلند ہو گئے اور ان کی نظروں میں سوائے ذاتِ احد کے کچھ رہا ہی نہ۔ چنانچہ اس بیخودی کی حالت میں آپ نے جو نظم لکھی ہے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست — ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

ما اسیراں را تماشائے چمن درکار نیست — داغ ہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

عاشقاں را روزِ محشر با قیامت کار نیست — کارِ عاشق جز تماشائے جمالِ یار نیست

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب — دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش اے دل کہ فردا بر سرِ بازارِ عشق — مژدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست

ناخدائے کشتیٔ ماگر نباشد گو مباش — ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست

خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی مے کند — آرے آرے مے کنم با خلق و عالم کار نیست

اب خسرو پر اور ہی رنگ تھا۔ حضرت نظام الدین اولیا ان کی روحانی فضا میں بلند پروازیوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور خسرو کے اندر درست معنوں میں عشقِ الٰہی جاگ اٹھا تھا اور وہ ہر قسم کی مذہبی حدود سے بہت ہی بلند ہو چکے تھے۔

اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ اپنا تمام مال و زر خواجہ صاحب کے نام پر لٹا دیا۔ اس اثنا میں خواجہ صاحب نے بھی اپنا شریر چھوڑ دیا۔ خسرو ماتمی لباس میں ملبوس ہو گئے۔ اور خواجہ صاحب کے مزار پر بطور مجاور چھ ماہ گزارے اور ۷۲۵ھ میں لبیک کہا۔ انہیں حضرت خواجہ صاحب کے مزار کی پائینتی میں دفن کیا گیا۔ جو ان کی روحانی عظمت کا بدیہی نشان ہے۔

ادم شم

پرماتما کی ہستی

ترجمہ از شری تارا سنگھ سیدوی۔ دیاوتی ضلع نابک

بحوالہ جناب پادری RALPN. WALDO. TRINE اور اُن کی تحریر کردہ کتب

(1.) IN TUNE WITH THE INFINITE —

(2.) MY PHILOSPHY AND MY RELIGION —

کے حوالہ جات کے مطابق۔ خداوند کریم۔ ایشور پرماتما۔ واہگورو کی موجودگی اور انسانی زندگی گذارنے کی خاطر خداوند کریم۔ گاڈ کی موجودگی اور روز آخرت تک من۔ آتما۔ انسانی وجود۔ جسم انسانی اور پرماتما کی موجودگی۔

(۱) برہمانڈ سے علیحدہ۔ قدرت سے علیحدہ۔ زندگی سے علیحدہ۔ ضرور کوئی سرجنہار ہے۔ یہ دنیا ضرور کسی کے حکم سے بنائی گئی ہے۔ اس میں پربھتا ہے۔ اس میں ترتیب ہے۔ اس میں قانون بھی ہے۔

(۲) وہ ہے زندگی۔ خود بخود زندگی کی موجودگی۔ خود بخود زندگی کی روشنی۔ ہزاروں شکلوں میں ہر جگہ موجودگی۔ پہاڑوں دریاؤں، جنگلوں میں وہ ہی طاقت۔ اُسی کی روشنی اور اُسی خداوند کریم کی زندگی ہر ایک جگہ موجود ہے۔

(۳) تمام برہمانڈوں کے اندر۔ تمام قدرت کائنات کے اندر پیدائش کی موجودگی اور طاقت ہے۔ تمام زندگیوں کے اندر حرکات وہ ایک ہی ہے۔ وہ نہ ہی تو انسان کے باہر۔ بلکہ انسان کے اندر موجود ہے وہ ہی انسان کی زندگی ہے۔ قدرت اور قادر دونوں ایک ہی ہیں۔

(۴) وہ صرف ہمارا زندگی کا سرچشمہ ہی نہیں۔ بلکہ خود ہماری زندگی ہے۔ ہماری سلطنت ہے جسطرح ہمارے اندر موجود ہے۔ اُسی طرح باہر بھی ہر ایک جگہ موجود ہے۔

(۵) وہ خود۔ خداوند کریم صرف ایک اکیلا ہی ہے۔ ایک سے وہ زیادہ نہیں اور تمام زندگی کا سرچشمہ ہونے پر وہ ہر ایک زندگی کے اندر بھی موجود ہے۔ اور تمام زندگیوں کی تمام مشکلات اُسی ایک ہستی کی علیحدہ علیحدہ صورت اور شکل میں موجود ہیں۔ وہ ایک آننت آتما ہے۔ زندگی کا اصول ہے۔ اس کے بغیر دوسرا کچھ بھی نہیں ہے۔

(۶) دنیا بھر کی سچائی کی اصلیت صرف وہ ایک ہی ہے۔ کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ انسان ضرور کہہ سکتا ہے کہ وہ خدا تو ہرگز نہیں بن سکتا ہے۔ کیونکہ خداوند تو اپنے آپ سے خود ہی خدا ہے۔

(۷) آپ سب کے اندر پرماتما خدا موجود ہے۔ جو آپ کو بلاتا ہے۔ جو آپ کو آواز بھی دیتا ہے۔ انسانی وصالت

سے ہی خداوند کریم کا وصال ہوتا ہے۔

۸۔ انسان اگرچہ آزاد بھی ہے۔ اور جو کچھ کرم دھرم انسان کرتا ہے۔ اُس کی موجودگی میں اُس کے وکاس اور پیداوار کی زندگی نہیں کرتا ہے۔

۹۔ جبوقت انسان کو انسانیت کی پہچان ہوجاتی ہے۔ انسانی تبدیلی سے انسان کے اندر روحانی زندگی پیدا ہوتی ہے اور انسان کرم اور وکاس میں ایک خاص قدم اٹھاتا ہے۔ اور جس وقت روحانی قدم اٹھایا گیا۔ تب انسان اور قدرت دونوں مل کر مہان بن جاتے ہیں۔ ایک اکیلا انسان بے انت انسانی زندگی میں داخل ہوکر بے انت میں شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ ایشوری زندگی ہمیشہ انسان کو اپنی طرف بلایا کرتی ہے۔

۱۰۔ پرماتما کی شناخت انسان کے اندر موجود ہے۔ جو انسانی خواہشات کو جگاتی ہے۔ اور پرماتما کی طاقت سے لیکر ہر ایک جگہ۔ ہر ایک کاروبار میں یہ پرماتما کی زندگی ساتھ نبھاتی ہے۔ ہر جگہ دیا ایک زندگی کے سرچشمہ کو اُس کے ساتھ ملاتی ہے۔ اور پرماتما کی یہ پیدا ہونے والی پرماتما کی طاقت تمام زندگیوں کے اندر تمام کو خود مختار زندگی کی طاقت دلواتی ہے۔ اور انسان کے اندر انسانیت جگاتی ہے

۱۱۔ انسانوں کے اندر والا بھگوان تمام طاقتوں کا واحد مالک ہے۔ یہی بھگوان ہر ایک انسان کی حفاظت کرتا ہے انسان کی یادداشت میں موجود ہے۔ انسان ہمیشہ ہی اپنے بھگوان کی گود میں بیٹھتا ہے۔ اور اپنے بھگوان کے بازوؤں میں کھیلتا ہے۔

۱۲۔ آپ اپنا سب اُس بھگوان کے حوالہ کردو۔ وہ بھگوان آپ کی خواہشات پوری کرتا ہے۔ جس وقت ہم بھگوان پر مکمل بھروسہ رکھ لیتے ہیں انسان کے اندر ایک طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسان عقاب کے پروں پر اڑتا رہتا ہے۔

۱۳۔ آپ اپنی زندگی اس وشواس اور بھروسہ میں گذاریں۔ کہ وہ بھگوان ہی ہماری حفاظت اور رکھوالی ہے۔ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ہماری ہر ایک آواز بھی سنتا ہے۔ اگر ایسا کیا جاوے تو تمام کام خود بخود سرانجام ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ یقین رکھو کہ تمام دُنیا کی حرکتیں۔ شور و غل میں تمہاری بھی ایک آواز ہے۔ وہاں تمہاری آتما بھگوان کے گیت گاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک جگہ پرماتما موجود ہے۔

۱۵۔ ہر ایک مذہب سب کی خواہش میں وشواس ہی نہیں بلکہ اس طاقت کے ساتھ اُس مذہب کا کوئی رشتہ اور لگاؤ بھی ہے۔ مذہب اُسی طاقت کے ساتھ بیرونی اور اندرونی لگاؤ پیدا کرتا ہے۔ اور اسی مذہب کے رشتہ سے ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے۔

۱۶۔ ایشور کی دریافت اور ایشور کی شناخت سے ایک شکتی شالی شخصیت۔ گہرائی بھرپور مَن۔ اور آتما۔ اس دنیا سے اُوپر کو اُٹھاتا ہے۔ گیان دھیان سے جس وقت انسان بھگوان کی آتما سے ملاپ پراپت کرتا ہے۔ تو انسانی

آتما کو مہاتما پراپت ہوتی ہے۔

۱۷۔ یہ ایک ویاپک موجودگی ہے جس کو پرماتما کہا جاسکتا ہے۔ یہ تمام چیزوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ تمام طاقتوں کی طاقت ہے۔ یہ ایک اٹل انیکتا ہے۔ انسانی من پرماتما کے بے انت من کو ایک چھوٹا سا حصہ بنا لیتا ہے۔

۱۸۔ کوئی بھی انسان اتنا بڑا نہیں ہوسکتا ہے۔ اور نہ بھگوان کے خلاف چلنے پر اُسے سبز اور ٹھہرایا جاوے۔

۱۹۔ ہماری اندرونی زندگی میں اگر کوئی اُبال آجاتا ہے۔ تو ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے گیان سے یاد د بزرگ اور بڑے انسان بن چکے ہیں۔

۲۰۔ اگر بھگوان کی طرف سے ایک ہی زندگی ہے۔ تو سب زندگیوں میں ایک ہی طاقت بھی ہے۔ اور ایک ہی آتما کی شکتی ہے۔ تمام زندگیوں کے اندر اگر بھگوان کی طاقت موجود ہے تو پھر اُسی بھگوان کی طاقت کی صفت اوصاف بھی ہماری زندگی کے کاروبار میں بھی شامل ہے۔ وُہ آپ ہی اس زندگی کا گذاری بھی ہے انسان کی آتما اور اندرونی کیندر میں ہمیشہ بھگوان کی زندگی لہریں تھرتھراہٹ کے ساتھ شمولیت رکھتی ہے۔

۲۱ انسانی آتما کے کیندر یہ چکّر کو بھگوان کے سواس چلاتے ہیں۔ اور اس طرح سانس لینے سے تمام جسم نیا اور صحت مند رہتا ہے۔ ہوش اور خواہش میں تازگی آجاتی ہے۔ انسان کا جذبہ: انسان کی دلیل۔ انسان کی محنت۔ انسان کی حرکت ان تمام کو بھگوان کی طاقت اور ایک نیا تازہ جسم حاصل ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی انسان کے گیان اور خیالات سے افضل ہوتی ہے۔ انسان اپنے اندر بھگوان کی طاقت محسوس کر کے حیران ہوتا ہے جو طاقت بھگوان کے سانس لینے سے انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت وُہ انسان اپنی پرکرتی کی بابت کچھ بھی بیان نہیں کرسکتا۔ انسان کو یقین ہوتا ہے۔ کہ اس کی آئندہ زندگی کے اندر بھگوان کی موجودگی میں حال۔ ماضی۔ اور مستقبل کے حالات اُس کے سامنے آتے رہیں گے۔ وُہ ایک آبی روشنی کی طرف قدم با قدم چلتا ہے۔

۲۲۔ بھگوان کے سانس کو اپنی زندگی کی آتما کے اندر ایک سرسبز بنیاد بنا ڈالو۔ یہ تمہارے سانس جسم سے اندر چھپے ہوئے خفیہ حالات کو باہر لاتے ہیں۔ اُن سانس کے ساتھ ساتھ اُسی طرح کی سرسبز بہار کی زندگی بنا ڈالو۔

۲۳۔ عقلمندی اور طاقت کا ربّی چشمہ انسان کے اندر موجود ہے۔ وُہ ربی چشمہ انسان کی راہ نمائی کرتا رہتا ہے۔ انسان کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ کسی بھی نقصان اور خطرہ کے وقت اور پھر روزانہ زندگی میں۔ اگر ہم انسان اس ربّی چشمہ کو پیار کریں۔ اور اپنے من آتما کے اندر اُس چشمہ کے ساتھ ملاپ کریں۔ تو پھر انسان اور پرماتما دونوں آپس میں گھل مل جاتے ہیں

۲۴۔ کشادہ دل اور بے غرض انسان۔ جن کے دلوں میں دوسروں کے پیار موجود ہے وُہ انسان اپنے ساتھیوں میں پیار اور محبت کے بھرپور جذبے پیدا کرتے ہیں۔ پیار۔ ہمدردی۔ دوسروں کی بھلائی ایک ربّی برکت ہے۔ بھگوان

سے ملتی ہے۔

۲۵۔ جو انسان اپنے آپ کو اُونچا اور افضل خیال کرتا ہے۔ وُہ ضرور ایک دِن آخر کو گرتا ہے۔ اور جو انسان نمرتا اور دُوسروں کو پیار کرتا ہے۔ اُوس انسان کی صفت صلاح ضرور ہوگی۔

۲۶۔ انسانی زندگی کے اندر بھگوان کے ملاپ کا دھیان۔ گیان۔ خواہش اور بے انتہا لگاتار پیار محبت اور عقل کا سرچشمہ کی خاطر اپنا دل اپنی آتما کو کُنٹ دہ رکھو۔ انسان کی زندگی کی آخری منزل ہے۔ وُہ جگہ جس جگہ بھگوان کی موجودگی ہے اور وُہ کونسی جگہ ہے۔ جس جگہ پر بھگوان موجود نہیں ہے۔ بھگوان تو ذرہ ذرہ میں موجود ہے۔ اُس کی تلاش اور دیکھنے والی نرمل آتما اور انسانی آنکھ کی ضرورت ہے۔

آخر میں شری گورو گرنتھ صاحب کی بانی کا ایک شبد لکھتا ہوں۔

تُو میرا پِتا تُو ہے میرا ماتا۔ تُو میرا بندھپ[۱] تُو میرا بھراتا
تُو میرا راکھا سبھنی تھائیں۔ تاں بھؤ[۲] کیہا کاڑا[۳] جی او
تُمری کرپا تے تُدھ پچھاناں۔ تُو میری اوٹ تُو ہے میرا ماناں[۴]
تُدھ بِن دُوجا اور نہ کوئی۔ سب تیرا کھیل اکھاڑہ[۵] جی او
جیئ جنت سب تُدھ اُپائے[۶]۔ جِت جِت بھاناں تِت تِت لائے
سب کچھ کیتا تیرا ہووے۔ ناہی کچھ اساڑا جی او
نام دھیائے مہاں سُکھ پایا۔ ہر گُن گائے میرا من سیتلایا[۷]
گُور پورے وجی ودھائی۔ نانک جِتا بکھاڑا جی او

۱ سمبندھی
۲ ڈر ۳ کلیش
۴ مان
۵ کھیل تماشہ
۶ پیدا کیئے
۷ شانت ہونا
(ماجھ محلہ ۵)

سچّا مذہب

شری آنند کپور دِلّی ۵

جلوۂ حق روز و شب ہے آنکھ والوں کیلئے ۔۔ درِ رحمت بند کب ہے آنکھ والوں کیلئے
جذبہ ہمدردیٔ نوعِ بشر ایمان ہے ۔۔ پیار ہی سچّا مذہب ہے آنکھ والوں کیلئے
اِک قدم بڑھتا ہے عارف سو قدم ربّ غفور ۔۔ فضل مولا مضطرب ہے آنکھ والوں کیلئے
تذکرہ اُن کا بجز ادب سے کرتے ہیں لوگ ۔۔ جنکی آنکھوں میں ادب ہے آنکھ والوں کیلئے
یہ فلک یہ چاند تارے یہ سمندر یہ پہاڑ ۔۔ یہ نظارہ ہائے سب ہے آنکھ والوں کیلئے
کوئی خواہش نہ تمنا نہ لگاؤ ہے کوئی ۔۔ طلب ہی بندھ کا سبب ہے آنکھ والوں کیلئے
ہر طرف آنند ہے موجود گر دیکھے کوئی ۔۔ ہر جگہ ہر وقت ربّ ہے آنکھ والوں کیلئے

پروفیسر میکس مولر

از قلم شری خراتی رام جی پوری بی اے سی

پروفیسر میکس مولر کا جنم جرمنی میں دلسیو نام کے ایک غیر معروف گاؤں میں مورخہ ۶ دسمبر ۱۸۲۳ء کو ہوا تھا۔ ان کا پہلا تعارف ہندوستان سے بقول ان کے اس وقت ہوا جبکہ وہ ابھی سکول میں زیر تعلیم تھے۔ عیسائی مشنریوں نے ہندوستان کے متعلق عجیب و غریب حکایات کو فروغ دے رکھا تھا۔ مثلاً وہاں کے لوگ علم سے بے بہرہ۔ سیاہ رنگ پست قد۔ جادو ٹونکہ میں اعتقاد رکھنے والے۔ سانپوں کو پکڑ کر ان کا تماشہ دکھا کر روزی کمانے والے اور جہالت میں غرق ہیں۔ مگر جب میکس مولر نے بنارس کے گھاٹوں کی تصاویر کو کتاب میں دیکھا تو اس نے سوچا کہ یہ لوگ تو سرو قد۔ گورا رنگ اور ایسے شاندار مندروں کے بنانے والے جو کہ اس کے اپنے گاؤں کے گرجوں اور عمارتوں سے زیادہ فراخ وسیع اور شاندار تھے۔ پوجا پاٹھ کرنے والے جاہل کیسے مانے جا سکتے ہیں۔ وہ انہی خیالات میں غرق تھا کہ استاد نے آکر پوچھا کیا سوچتے تھے تو جواب ملا کہ ہندوستان (انڈیا) بنارس اور گنگا تو استاد نے کہا کہ تینوں لفظ کاپی پر دس دس بار لکھو۔ جس کی تعمیل ہوئی۔

پروفیسر میکس مولر ایک بلند پایہ مصنف تھے ان کی مندرجہ ذیل کتب زیادہ مشہور ہیں:۔

۱۔ رگ وید سائن بھاشا کا انگریزی ترجمہ
۲۔ جرمن کلاسکلس ۱۸۰۰ء تا ۱۹۰۰ء
۳۔ سائینس آف لینگویجز (بھاشاؤں کا وگیان)
۴۔ مبتدیوں کے لیئے سنسکرت گرامر
۵۔ سنسکرت کی تعلیم و تدریس
۶۔ بھارت ہمیں کیا سکھا سکتا ہے
۷۔ وچار وگیان
۸۔ قدرتی دھرم
۹۔ مانو دھرم
۱۰۔ ترجمہ ہت اپدیش
۱۱۔ تواریخ سنسکرت ساہتیہ قدیمی
۱۲۔ چپس آف جرمن ورکشاپ

ان کے علاوہ مشرق کی متبرک کتب تقریباً ۲۰ جلدیں جنمیں بدھ مت۔ اسلام (قرآن) پارسی مذہب۔ تاؤازم یہودی مذہب شامل ہیں اور دیگر کئی چھوٹی کتب ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

جرمنی سے انہوں نے نقل مکانی کر کے ۱۸۴۶ء میں آکسفورڈ (انگلستان) میں بود و باش اختیار کی اور ایک انگریز عورت سے شادی کر لی اور ۱۸۴۸ء میں ان کو انگلستان کے شہری کے حقوق مل گئے۔ جیسا کہ عام خیال ہے کہ انہوں نے ہندوستان آکر سنسکرت کا مطالعہ کیا۔ مبنی بر حقیقت نہیں کہ وہ کبھی ہندوستان نہیں آئے۔ جیسا کہ ناظرین اس معقول

کے آخر میں مطالعہ کریں گے۔

وہ لکھتے ہیں میں اوائل عمر سے جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ میں اپنے کو کام کرنے والا (فاعل) اور جس پر کام ہوا ہو (مفعول) یا درشٹا اور درش دو لو حالات میں مطالعہ کرتا رہا۔ یا تماشہ کرنے والا ACTOR اور SPECTATOR یہ اُس وقت سے پہلے کی بات ہے جبکہ میں نے اپنے آپ کو اُس بڑی آتما کا ایک حصّہ سمجھا اور یہی وہ بنیادی سچائی ہے جو بذریعہ الہام رشیوں پر نمودار ہوئی۔

اگر میری زندگی کا کوئی مقصد ہے تو وہ یہ ہے کہ میں مشرقی و مغربی آستک واد (پرماتما کو ماننے والوں) کو ملا دوں اور یورپ اور ایشیا کے خدا پرستوں کو ایک دوسرے کے قریب لاؤں۔ گو کئی اصحاب کو موجودہ حالات میں یہ خیال جاہلانہ اور مضحکہ خیز معلوم ہوگا اور وہ مجھ سے ناراض ہو کر نامناسب الفاظ بھی استعمال کریں گے مگر آنے والی نسلیں اس کی افادیت کو سمجھ لیں گی۔ اور انصاف کی نظر سے دیکھیں گی۔ آجکل کے لوگوں کو بجائے اُس پرماتما کی جیوتی کو سورج کی ہر شعاع میں دیکھنے۔ ہر آواز میں اُن کی موسیقی کو سُننے اور ہر محبت بھرے ہاتھ سے چھونے میں اُس کی رحمت کو دیکھنے میں ہمارے آجکل کے فلسفی یہ کہتے سُنے جاتے ہیں۔ کہ "اُس چیز کو حاصل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جسے دیکھا، سُنا، اچھوا نہیں جاسکتا اور ایسے علم (گیان) حاصل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو سراسر غلط ہے۔

سنسکرت کے متعلق نظریہ یہ ہے:-

"سنسکرت کی دریافت کا مطلب ہے دماغ کی وسعت۔ دل کی فراخ دلی۔ اور تمام دنیا سے ہمدردانہ برتاؤ کرنا"

ایک دوسری جگہ سنسکرت کے متعلق رقم طراز ہیں:-

"ہندوستان کی بیشتر آبادی کے نظریہ سے سنسکرت ادب نہ صرف مُردہ بلکہ بالکل ختم ہو چکا ہے۔ مگر یہ نظریہ تو زمانہ قدیم کے تمام علم و ادب اور زبانوں کے متعلق قائم کیا جا سکتا ہے"

زمانہ سلف کے رشیوں کے متعلق اُن خیالات کا اظہار کیا:-

"اُنہوں نے مجھے اس انداز فکر (برہم ودیا) سے روشناس کرایا جس کا کسی دوسری جگہ نام و نشان نہیں ملتا۔ اور مجھے مذاہب کے فلسفہ اور کہاوت کہانی پر اولین طور پر روشنی ڈالنے کے قابل بنایا جو کہ مذاہب کے لیئے تاریک اور پر آشوب زمانہ تھا"

جب پروفیسر میکس مولر نے انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کرلی تو اُن کی سنسکرت کی زباندانی اور لیاقت سے آگاہ ہو کر پادریوں کی مہربانی سے مشنری رنگ میں رنگے جانے لگے اور پھر یہی خیال دل میں جاگزیں ہو گیا کہ ہندوستان کی ہندو آبادی کو کیسے عیسائی بنایا جائے۔ ایک پادری ای۔ پی۔ پیسی (E.P. PUSEY) نے اُن کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

"آپکا کام (وید کا انگریزی ترجمہ) ان کوششوں کے لیے جو ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لیئے کی جارہی ہیں ایک نئے باب کا آغاز کرے گا۔ اور اکسفورڈ جس نے آپکو انگلستان میں بود و باش کے لیئے جگہ دی بجا طور پر فخر کرسکتا ہے۔ اور یہ عیسائی

بنانے کا کام ایسا بنیادی اور دُور رس نتائج کا حامل ہوگا جس سے باطل (جھوٹے) ہندو مذہب کو بلند پایہ عیسائیت کے مقابلہ میں ہیچ ثابت کرکے ہماری طبیعت کو بہت خوشی نصیب ہوگی۔"

اس طرح خیالات میں تغیر و تبدل شروع ہُوا تو اپنے بیٹے کو ایک خط میں لکھا

"کیا آپ یہ جاننے کے خواہش مند ہیں کہ دُنیا میں سب سے بہترین کتاب کونسی ہے۔ گو یہ جواب خود پسندی یا خود ستائی کا حامل معلوم ہوگا۔ مگر تمام واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ انجیل کا پرانا عہد نامہ (OLD TESTAMENT) سب سے افضل ترین ہے۔ اس کے بعد قرآن کا نام لیا جاسکتا ہے مگر اس کا اخلاقی اُپدیش بھی نئے عہد نامہ انجیل (NEW TESTAMENT) کا ہی ترجمہ ہے۔ اس کے بعد نیا عہد نامہ مذکورہ۔ پھر بدھ مت کی تری پٹکا پھر شاہ لاوز (LAOTZE) کا تاؤ ازم پھر چینی بادشاہ کنفیوشیس (Confucious) کے احکام۔ پھر وید اور پھر اوستا (پارسی دھرم گرنتھ)۔ مگر یہ تقسیم بالکل عارضی نوعیت کی ہے اور ممکن ہے دوسرے لوگ میرے ساتھ متفق نہ ہوں گے۔ مگر یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ روحانیت کا جو سبق انجیل (نئے و پرانے عہد نامہ) میں دیا گیا ہے۔ وُہ سب سے بلند پایہ ہے۔ اور اسی میں انجیل کی شان ہے۔ دیگر مذہبی کتب صرف ان باتوں کا مجموعہ ہیں جو وقتاً فوقتاً سُنا گیا تھا۔ مثلاً ویدوں میں بھی طوفانِ نوح کا ذکر ہے۔ مگر انجیل اس کے روحانی پہلو یعنی یہ خدا کی جانب سے سزا اور جزا کا انتظام ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ گو تباہی کا ذکر تو ہر مذہبی کتاب میں ہے مگر انجیل میں یہودی جو اپنے آپ کو خدا کے خاص منتخب لوگ مانتے تھے یہ خیال ہر جگہ جاگزیں ہے۔ کہ ہر خوشی اور غم کا دینے والا وہی ہے۔ اور حالات سے خدا کی رحمت و قہر کا اندازہ لگاتے تھے جب رگ وید (سائن بھاشا) کا ترجمہ انگریزی مکمل کرتے ہوئے پروفیسر میکس مولر اپنی بیوی کو ۹ دسمبر ۱۸۶۷ء کو لکھتے ہیں"

"زندگی اُن اشخاص کے لیئے نہایت خوش گوار ہے جو کہتے یا سمجھتے ہیں کہ اُن کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ اور وقت فضول ضائع کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ مگر مَیں نے زندگی کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا۔ ابھی میرے پاس بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ اور جتنا کیا ہے اُس سے شائد زیادہ بھی کرسکتا تھا۔ اگر زندگی کا مقصد صرف وید کا ترجمہ ہی پیشِ نظر رکھنا۔ اور آپ بھی مجھے سوائے وید کے اور کوئی کام کرنے کی ترغیب نہ دیتی۔ اُمید ہے میں یہ کام ختم کرلوں گا۔ اور شائد میں دیکھنے کے لیئے زندہ نہ رہوں۔ مگر میرا ترجمہ بہت حد تک ہندوستان کی قسمت اور ان لاکھوں روحوں کی تقدیر بدل دیگا۔ یہ (وید) اُن کے دھرم کی بنیاد ہے اور ان کو اسباب سے آگاہ کردینا کہ وہ جڑھ کیا ہے۔ اُسے جڑ سے اکھاڑنے اور جو کچھ اس سے ... ۳ سال میں پیدا ہوا ہے ملیامیٹ کرنے کو کافی ہے جب یہ خیالات میرے دماغ میں آتے ہیں تو میں اُس وقت جو کہ میں سالہا سال اس میں صرف کیئے گئے ہیں۔ خدا کی رحمت تصور کرتا ہوں۔ (یعنی خدا نے عیسائیت کے پرچار کے لیئے اسے مامور کیا)

وید منتروں کے متعلق گوہر فشانی ملاحظہ ہو:۔

"وید کے بیشتر منتر بالکل بچوں جیسی باتیں اور دماغ کو تھکاوٹ دینے والی معمولی سمجھداری کے حامل اور عام اشخاص کی

گفتگو کی مانند ہیں۔ مگر اس کوڑا کوکٹ کے نیچے قیمتی جواہرات بھی چھپے پڑے ہیں"

نوٹ :۔ نہ معلوم وید منتروں کو کوڑا کرکٹ (Rubbish) کہنے کا حق میکس مولر کو کیسے مل گیا وہ خود ہی اس چیز کا جج بن بیٹھا۔ جس کی اُسے مکمل واقفیت ہی نہ تھی۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے :۔

فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ وید دُنیا کی سب سے قدیم پُستک ہے۔ اور کیا انجیلی پرانا عہد نامہ کے کچھ حصہ جات اس سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یا اس سے بھی قدیم ہیں۔ یا وید کے پُرانے منتر انجیل سے اخذ کئے گئے ہیں۔ بہر حال آرین جاتی کے عقیدہ کے مطابق یہ سب سے قدیم ترین کتاب ہے۔ اور اس کی آجتک حفاظت ایک معجزہ سے کم نہیں ہے

Chips of German Work Shop. Vol. I

اس ضمن میں لارڈ میکالے جس نے انگریزی تعلیم بھارت میں رائج کروائی" کا خط جو اُس نے اپنے باپ کو لکھا ناظرین کے پیش خدمت ہے۔

کلکتہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۳۶ء

میرے پیارے پتا جی !

ہمارے انگریزی سکول خوب ترقی کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں پر ہماری تعلیم کا بہت اثر ہو رہا ہے۔ جس بھی ہندو نے انگریزی تعلیم حاصل کر لی اپنے دھرم میں شردھا کو کھو دیتا ہے۔ کچھ تو ہندو دھرم کو بلا واسطہ طور پر مانتے جاتے ہیں۔ اور کچھ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ میرا پختہ یقین ہے کہ اگر ہمارا یہ لائحہ عمل تعلیم کے متعلق جاری رہا تو آئندہ ۳۰ سالوں میں معزز بنگالی خاندانوں میں ایک بھی مورتی پوجک (ہندو) نہیں رہے گا۔ اور یہ کام مشنریوں کے پرچار کے بغیر ہی سر انجام پا جائیگا اور بغیر سرکاری طور پر مذہبی مداخلت کے تکمیل پا جائے گا۔ صرف علم اور خیالات کی تبدیلی ہی کافی ہو گی۔ مجھے اس بات کے نتائج کا خیال آتے ہی بے حد خوشی ہوتی ہے۔ نیاز مند :۔

جے۔ بی۔ میکالے

ایک دوسرے پادری جے۔ بی ولکنس (J.B. WILKINS) نے اپنی کتاب "ہندوستان کا روزمرہ کا کام اور زندگی" میں لکھا ہے :۔

"اگر کسی طرح ہندوؤں کے دماغ سے اس بات کو نکال دیا جائے کہ وید الہامی ہیں یعنی ایشوری گیان ہیں تو پھر ہندو بغیر جانبداری کے ہماری باتوں پر توجہ دیں گے۔ اور اسی مطلب کے لئے انگریزی سکول جاری کئے گئے ہیں"۔

"وید کے دھرم کے متعلق میکس مولر لکھتے ہیں۔ ویدک دھرم بالکل جھوٹا اور زمانہ قدیم کے جاہل اور سادہ لوح لوگوں کا دھرم ہے۔ گو انگریز دانشور اس بات کو مانتے تھے۔ کہ پانی کو گذرے پانچ ہزار سال گذر چکے ہیں۔ مگر پروفیسر میکس مولر نے نہایت ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ وید تقریباً تین ہزار سال پُرانے ہیں۔

سوامی برہمانند سرسوتی جو وید کے مشہور ودوان اور تاریخ دان ہیں لکھتے ہیں :۔

تقریباً سو سال تک ریسرچ کر کے اور ہندوستان سے لاکھوں قلمی نسخہ جات اور دستاویزات بیجاکر اور ہندوستان کے ٹیکس دہندگان کا کروڑہا روپیہ ہضم کر کے اب مغربی سکالر مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کے پاس دنیا کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اور ہندو جتنی جلدی عیسائی مت گرہن کریں اچھا ہے۔ وید تو ایک پاگل کی بڑ اور بچوں کی گفتگو کے برابر ہے۔

رگ وید جیسے سائن بھاشیہ کا انگریزی ترجمہ کرنے میں بیس سال لگائے اس کے متعلق لکھا ہے:۔

"میں پھر کہوں گا کہ رگ وید میں کوئی منتر ایسا نہیں جسے اصلی معنوں میں خوبصورت (بلند پایہ) کہہ سکیں۔ صرف بھدی سی پرارتھنا اندھیری لانے والے دیوتا کی گئی ہیں۔ کیا یہی مشرق کی دانش و فراست ہے۔ کیا یہی گیان تھا جو پہلے پہل الہٰیور سے پراپت ہوا۔ میکس مولر نے ۱۸۶۲ء میں ڈیوک آف ارگائل (Duke of Aragyll) جو اس وقت سیکرٹری آف سٹیٹ برائے امور ہندوستان تھے لکھا کہ ہندوستان کا قدیمی دھرم ہندومت مرگیا اور نیست و نابود ہوگیا ہے۔ اور اگر اب عیسائی مذہب اپنے پاؤں نہیں جماتا تو یہ قصور کس کا ہوگا۔ میکس مولر نے ۲۵/۸/۱۸۵۸ کو بیرن بنسن Baron Bunsen کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

"ان ایام میں ہندوستان میں عیسائی مذہب کے فروغ کے لئے وقت سینٹ پال کے ایام کے روم اور یونان سے زیادہ موزوں اور پختہ ہے۔ یہ گلا سڑا درخت مصنوعی طور پر کھڑا رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا گر جانا سرکار کے لئے شائد خوشگوار نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میں دس سال اور زندہ رہوں ان کی زبان سیکھوں۔ ان سے راہ و رسم پیدا کروں اور پھر ان میں کام کا دائرہ وسیع کروں تاکہ پنڈتوں کی شرارت بند کر سکوں اور ساتھ انگریزی (عیسائی) مت کو فروغ ہو اور پنڈتوں کے پھیلائے ہوئے جال کو نیست و نابود کر دوں جس فلسفہ نے ہندوؤں کے دماغ کو تالہ لگا دیا ہے۔

پروفیسر میکس مولر نے ویسٹ منسٹر گرجا لندن میں ۳ دسمبر ۱۸۷۳ء کو ایک لیکچر دیا تھا جسکا ترجمہ پیش خدمت ہے جس میں اس نے ہندوؤں کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

گو یہ بات بالکل واضح ہے کہ قدیم پارسی مذاہب نے مشنری دھرم (دوسروں کو ہندو یا پارسی بنانے) نہ ہونے کی سزا پائی ہے۔ مگر یہ براہمنوں کے دھرم کے متعلق کہنا مشکل ہے۔ اس مت کو ماننے والے اب بھی گیارہ کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں۔ جیسا کہ پچھلی مردم شماری سے ظاہر ہے۔ شائد ہندو آبادی اس سے بھی زیادہ ہو مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ یہ دھرم مر رہا ہے یا مرچکا ہے۔ کیوں کہ یہ آجکل کی روشنی کے زمانے میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ شو اور وشنو و دیگر عام دیوتاؤں کی پرستش، روم اور یونان کے دیوتا جوپیٹر (Jupiter) اپولو (Appollo) اور منروا (Minerwa) کی پوجا سے بہت حقیر اور گناہ آلودہ ہے۔ یہ اس زمانہ قدیم کے خیالات ہیں جو مدت مدید سے ہمارے پاؤں کے نیچے زیر زمیں دبائے گئے ہیں۔ گو یہ شیر ببر یا شبر کی طرح زندہ رہے۔ مگر

اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ آزاد خیالی اور تہذیب کی ہوا اس روشنی کو فوراً بجھا دے گی۔ ایک مذہب کافی عرصہ تک قائم رہے۔ اور اُسے ماننے والوں کی تعداد بھی کافی ہو کیونکہ وہ لوگ اُسے ہی جانتے ہیں۔ اور اس سے بہتر کسی چیز سے واقف نہیں۔ مگر یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے۔ جو مذہب پیغمبر۔ شہید۔ دانشور اور دھرم رکھشک پیدا نہیں کرتا وہ مردہ ہی تصوّر کیا جائے گا۔ اور اس لحاظ سے براہمنوں کا مذہب پچھلے ایک ہزار سال سے ختم ہو چکا ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ ہزاروں مرد۔ عورت اور بچے وشنو کی چار بازوں والی مورتی جو کہ نصف پرندہ اور نصف آدمی پر سوار ہے۔ سر جھکاتے ہیں۔ اور وہ سانپوں کی سیج پر سوتا ہے۔ یا وہ شو کی پوجا کرتے ہیں جو کہ تین آنکھوں والا دیو سا جان پڑتا ہے۔ وہ ننگ دھڑنگ ایک بیل پر سوار ہے۔ گلے میں زیور صرف انسانی سروں کی مالا ہے۔ اس زمانہ میں اب بھی ایسے انسان ہیں جو کہ ایک جنگ کے دیوتا کارتکیئے کو مانتے ہیں۔ جو مور پر سوار ہے۔ چھ منہ ہیں۔ اور ہاتھ میں تیر و کمان پکڑا ہوا ہے۔ دوسرے لوگ سدّھی کے دیوتا گنیش کو سر جھکاتے ہیں۔ جس کے چار ہاتھ۔ ہاتھی کا سر اور چوہے پر سوار ہے۔ نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ اس انیسویں صدی کے روشنی کے زمانے میں کالی کی مورتی اپنے شہر کلکتہ میں اب بھی چکر لگاتی ہے۔ سر کے چھتے سے بال جو پاؤں تک چھوتے ہیں۔ انسانی سروں کا ہار۔ زبان باہر نکلی ہوئی اور کمر میں خون آلودہ ہاتھ لٹک رہے ہیں۔ گو یہ سب درست ہے۔ مگر آپ کسی ہندو سے جو لکھ پڑھ یا سوچ سکتا ہے۔ سوال کریں کہ کیا یہی دیوتا ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ وہ آپ کی سادہ لوحی پر مسکرا دیگا۔ مگر یہ مردہ بدست زندہ مذہب کتنی دیر تک رہے گا۔ کوئی نہیں بتا سکتا مگر مذاہب کی کش مکش کو دیکھ کر یہ ماننا پڑے گا کہ یہ دھرم مر کر ملیا میٹ ہو گیا ہے۔

لارڈ کرزن نے پروفیسر میکس مولر کو لکھا۔

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ ہندوستان میں ایک نیا نیم دھارمک اور نیم فلسفیانہ خیالات کا جوار بھاٹا آرہا ہے۔ جو کہ پرانے خیالات کو بنیاد بنائے ہوئے ہیں اور پرانے فلسفہ کی کتابیں پڑھ کر پروفیسر نئے معنی نکال رہے ہیں۔ اس سے عجیب قسم کا ملا جلا خیالات کا مجموعہ بن جائے گا۔ جس میں مشرق کی توہمات دماغی انتشار۔ دنیا سے پرے عقبے کا یقین۔ اگیان کی تاریکی اور یورپ کی روشنی ایک کٹھالی میں ڈال کر نہ جانے کیا نئی چیز پیدا ہوگی جس کی خاص قدر وقیمت نہ ہوگی۔

جب وید کے مطالعہ کے بعد کچھ خیالات میں تغیر و تبدل شروع ہوا تو وہ لارڈ میکالے جب وہ انگریزی کی تعلیم ہند میں رائج کر کے واپس گئے۔ پروفیسر میکس مولر اُن سے ملے اور اُن پر علوم مشرقی یعنی سنسکرت کی تعلیم رائج کرنے کو کہا مگر دوران گفتگو معلوم ہوا کہ لارڈ میکالے تو سنسکرت وغیرہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہ لکھتے ہیں کہ میں وہاں سے زیادہ آدرش اور زیادہ دانا بن کر واپس آیا۔

برٹش راج ہندوستان میں ہونے کے متعلق لندن کے اخبار ٹائیمز نے لکھا کہ ہم نے ہندوستان کو خون اور اسلحہ

سے فتح کیا ہے۔ اور اسی سے قائم رکھا جائے گا۔ اِس پر میکس مولر نے لکھا کہ چونکہ رعایا کے دل کو جیتا نہیں گیا یہ کورے شیخی کے الفاظ ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مزید لکھا کہ ہندوستان میں انگریزی راج ایک سرکس کی مانند ہے۔ جس میں ایک آدمی بہ یک وقت تین گھوڑوں کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔ جو کہ ممکن نہیں۔ اُس زمانے میں جو انگریز آتا تھا اُسے کہتے کہ رچ بنو Rich کے معنے ہیں ROB INDIA COME HOME یعنی "ہندوستان کو لوٹ کر واپس گھر آجاؤ" (مترجم)

اور کہ گو رعایا وفادار معلوم ہوتی ہے۔ مگر بغاوت بھی ساتھ ہی پل رہی ہے۔ سنسکرت علم وادب کے متعلق لکھا کہ ہندو ساہتیہ کی دوبارہ دریافت جسمیں ہندو دھرم کا فلسفہ بھی شامل ہے میرے خیال میں واسکوڈے گاما کی دریافت سے افضل ترین ہے۔ (واسکوڈے گاما نے افریقہ کا چکر کاٹ کر ہندوستان آنے کا راستہ دریافت کیا تھا مترجم)

مزید لکھا کہ رگ وید کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ پہلے پہلے ایشور کا خیال کیسے پیدا ہوا جو کہ اپنشدوں میں جاکر مکمل ہوا جیسا کہ پہلی صدی عیسوی میں یونانیوں یہودیوں اور سکندریہ کے مفکرین نے سمجھا تھا۔ اس سے قدیم روحانیت کی شاہراہ ہے اور یقین واثق ہے کہ گو ہم اس کے آخری منزل تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس راستہ پر چل کر آدمی بلندی سے بلندی تک جاتا ہے۔ اور جوں جوں اوپر پہنچتا ہے۔ دُنیا حقیر سے حقیر نظر آنے لگتی ہے۔

اس زمانے کے مشنریوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اُنھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ اس سے خود بھی واقف نہیں اور وقت آنے پر اپنی کارکردگی سے منکر بھی ہو سکتے ہیں۔ انیسویں صدی کی عیسائیت ہندوستان کی عیسائیت نہیں ہو سکتی (یعنی کہ عیسائیوں کا کردار لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دے گا۔) (ان خیالات کا اُسے بہت بڑا مول چکانا پڑا) یعنی اُسے آکسفورڈ یونیورسٹی کا سنسکرت کا پروفیسر نہ بنایا گیا۔ جس کے لیئے وہ ہر طرح موزوں تھا۔ کہ اسکے خیالات عیسائیت کے لیئے اچھے نہیں۔ اس کی جگہ (SIR WILLIAM MONIER) کو پروفیسر بنایا گیا۔ جس نے بعد میں سنسکرت انگلش اور انگلش سنسکرت ڈکشنریاں بنائیں (مترجم)

ایک اور جرمن فلاسفر شوپن ہاور (Schopen Hauer) نے جب اپنشدوں کا مطالعہ کیا تو ان الفاظ میں برہم ودّیا کو خراج تحسین ادا کیا:-

"میرے خیال میں کوئی مطالعہ اتنا منفعت بخش اور جیون کا ادھار کرنے والا نہیں جتنا کہ اپنشدوں کا"۔ یہ تمام زندگی میرا سہارا رہا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی میرا سہارا ہوگا۔ سوائے اپنشدوں کے ویدک دھرم میں سب فضول چیزیں ہیں۔ اس پر پروفیسر میکس مولر نے لکھا:-

کہ "مَیں پورے طور پر شوپن ہاور سے متفق ہوں۔ اور درحقیقت میں خود ویدانت کا شائق رہا ہوں اور تمام عمر وید اور ویدانت کے سٹڈی میں گذار دی۔

۱۸۷۵ء میں ایک لیکچر میں فرمایا:- کہ "آرین حملہ آور ہندوستان میں ۱۵۰۰ قبل مسیح سے ۲۰۰۰ قبل مسیح کے

درمیان وار ہوئے ۔ یہ سب ہمارے آبا و اجداد تھے۔ ہم انڈو یورپین ہیں سیمٹک (SEMETIC) نہیں (عرب ترک کو سیمٹک کہتے ہیں) ہمارے رُوحانی برادران تو ہندوستان ۔ ایران ۔ یونان ۔ اٹلی ۔ جرمنی میں رہائش پذیر ہیں نہ کہ عراق مصر اور فلسطین میں ۔ کوئی ملک مذہب کی پیدائش اور نشو ونما کے متعلق اتنا مسالہ نہیں دے سکتا جتنا کہ ہندوستان' یہ بات واضح ہے ۔ وقت کے پرواز کے ساتھ اس کی محبت ہندوستان سے روز افزوں ترقی کرتی گئی ۔ اُس نے اُس عرضداشت پر بھی دستخط کیے جو مہاتما تلک کو رہا کرنے کے لیئے دی گئی تھی ۔ جب اُن کو رنیڈ قتل کیس میں ۱۸ ماہ کی قید ہوئی تھی جو مانڈلے جیل میں کاٹی اور وہاں گیتا رہسیہ جیسا شاہکار لکھا ۔

میکس مولر نے ایک کتاب سوامی رام کرشن پرم ہنس کے جیون پر لکھنے کا خیال کیا تو کیشپ چندر سین (برہمو سماجی) نے اس پر میکس مولر کو سوامی مذکور کی زندگی کی چار خامیوں پر توجہ دلائی ۔ کہ

(۱) اُن کی گفتگو شائستہ نہیں (وُہ دیہاتی زبان استعمال کرتے تھے)

(۲) اُن کا بیوی سے سلوک درست نہیں (وہ اُس کو دیوی ماتا مان چکے تھے ۔

(۳) وُہ بازاری عورتوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نفرت نہیں کرتے ۔

(۴) بدچلن اور شرابی آدمیوں سے بھی نفرت نہیں کرتے ۔

مگر ان باتوں کا پروفیسر میکس مولر پر کوئی اثر نہ ہوا اول وُہ گاؤں کے رہنے والے ہیں ۔ اور زبان دیہاتی ہونا بُری بات نہیں ۔ وُہ بیوی کی مرضی سے برہم چریہ کا پالن کرتے ہیں اور دونو خوش ہیں کیا بغیر اولاد پیدا کرنے محبت نہیں ہو سکتی ۔

بابت تیسرے اور چوتھے کہ سوامی رام کرشن اس میں اکیلے نہیں امبا پالی اور میری میگڈلین کو کون نہیں جانتا ۔

جب سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے یہ لکھا کہ توپ اور بندوق کا ذکر ہمارے اتہاس میں ہے تو میکس مولر نے لکھا کہ موجودہ زمانے کی دریافت کسی وقت پہلے بھی موجود تھی میں یہ بالکل باور کرنے کو تیار نہیں اور نہ میں سوامی دیانند سے متفق ہوں ۔

انگریزی راج کے پرچار کے بارے میں ایسے رقمطراز ہیں "میرے خیال میں اس سے شرارت آمیز اور کیا بات ہوگی کہ جو سول سرونٹ I. C. S. ہندوستان روانہ کیا جاتا ہے اُسے کہا جائے کہ ہندوستان کے لوگ اخلاقی طور پر بدچلن اور اُن کے علم و ادب جھوٹ کا پلندہ ہیں اور اس سے انگریزی راج کے ہندوستان میں مستقل طور پر قائم رہنے میں بڑی بھاری رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ۔ اس لیئے میں ان نئے ہندوستان میں جانے والے افسروں سے کہوں گا کہ وُہ نسلی تعصب کو خیر باد کہہ کر ہندوستانیوں کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کریں ۔ ورنہ یہ ذہنیت تو پاگل پن کی حد تک پہنچ سکتی ہے ۔ اُس زمانے کے ہندوستانی دانشوروں کا خیال تھا کہ پروفیسر میکس مولر ہندوستانی کے لٹریچر (ویدوں) کا مترجم ضرور ہے ۔ مگر ہندوستان کی اصلیت (گیان) کا نہیں اُس کے اس بیان سے کہ ہندو ازم مشنری دھرم نہیں مسٹر اے ۔ لائل A. ..... نے اتفاق نہ کیا جو کہ ہندوستان میں رہ کر برہمو سماج کو دیکھ چکا تھا ۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کیشپ چندر سین سے اُن کی خط و کتابت تھی اور خیالات میں بھی یگانگت تھی ۔ تو اُنہوں نے

کیشب چندر سین کو لکھا۔ تم برملا طور پر کیوں نہیں عیسائیت قبول کر لیتے تو جواب بلا فرض کر و آج سے تیس سال بعد دنیا یہ جان لے گی کہ میں عیسےٰ کا پیرو تھا تو کوئی مضائقہ نہیں مگر اگر میں آج کہدوں کہ میں عیسائی ہوں تو میرا تمام اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا۔

کیمبرج یونیورسٹی میں ۱۸۸۲ء میں میکس مولر کو نئے ہندوستان کو جانے والے آئی سی۔ ایس افسروں کو خطاب کرنے کو مدعو کیا گیا۔ جو لیکچر وہاں دیئے گئے اُن کا مجموعہ ایک کتاب موسومہ "ہندوستان ہمیں کیا سکھا سکتا ہے میں درج ہے

WHAT CAN INDIA TEACH US. I SHALL POINT TO INDIA

اِن لیکچروں کا کچھ خلاصہ پیش خدمت ہے۔ آپ اس میں خیالات میں خاص تغیر و تبدل ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۱) اگر مجھے تمام دُنیا میں ایسا ملک تلاش کرنا پڑے جہاں کہ قدرت نے فراوانی سے دولت ثروت۔ طاقت اور حسن کی بارش کی ہے جو کئی حالتوں میں بہشت کے مشابہ ہے۔ میرا اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔

(۲) اگر مجھ سے استفسار کیا جائے کہ کس ملک میں انسانی دماغ نے ترقی کے منازل طے کئے اور دُنیا کے دقیق ترین مسائل پر غور کیا اور کئی کا حل بھی تلاش کیا اور جنہوں نے پلاٹو (افلاطون) اور کینٹ (Kant) کے فلسفہ کے مطالعہ کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو میرا اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔

(۳) اگر مجھ پر یہ سوال کیا جائے کہ ہم یورپی باشندوں کو کس لٹریچر (علم و ادب) سے پرورش کیا گیا ہے۔ خصوصاً یونانی رومن اور یہودی وغیرہ جس سے صحیح راستہ پر گامزن ہوئے جس سے انسانی زندگی کی اندرونی تکمیل۔ زیادہ ہمدردی۔ زیادہ پرواز انسانیت کا جذبہ نہ صرف اس زندگی میں بلکہ عاقبت کی بھی بہتری منظور رہے تو بھی میرا اشارہ ہندوستان کی طرف ہوگا۔

سوامی ووِیکانند کے تاثرات

۱۸۹۶ء کی شکاگو میں ہونے والی عالمی مذہبی کانگرس سے فارغ ہو کر آتے ہوئے انگلستان میں سوامی وویکانند پروفیسر میکس مولر سے ملے۔

یہ کانگریس صرف عیسائی مذہب کے پرچار اور اُس کی فضیلت دکھانے کے لیے منعقد کی گئی تھی۔ کہ جن ممالک کا مذہب عیسائیت ہے وہ خوشحال امیر اور تعلیم یافتہ ہیں مگر غیر عیسائی ملک غریب۔ پسماندہ اور مفلوک الحال ہیں۔ تو جب وویکانند ہندو دھرم کی فضیلت ظاہر کر کے امریکہ میں اور تقاریر کیں تو نیویارک ٹائمز نے لکھا تھا کہ اگر ہندو دھرم اتنا ہی بلند انداز فکر رکھتا ہے تو ہماری جہالت کا کیا اندازہ ہے کہ ہم پھر بھی اپنے مشنری وہاں بھیج رہے ہیں (اُسے شاید یہ خیال نہ رہا کہ یہ سب سیاسی چالیں ہیں) جب سوامی وویکانند پروفیسر میکس مولر سے ملے تو وہ اس قدر متاثر ہوئے جو اُن کے الفاظ میں ہی مطالعہ فرمایئے:-

(۱) گو مغربی ممالک میں کئی بلند اخلاق اشخاص (ہر جنہیں) ہیں جو صدق دلی سے ہندوستان کی بہبودی کے خواہش مند ہیں مگر ہیں اسباب سے واقف نہ ہوتا ہوا بھی یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کرتا کہ پروفیسر میکس مولر سے بہتر ہندوستان کا بہی خواہ ملنا مشکل ہے۔

(۲) پروفیسر میکس مولر ایک غیر معمولی شخصیت کا مالک ہے۔ چند یوم ہوئے۔ میں اُن سے ملنے گیا بالفاظ دیگر اُن کی خدمت میں آداب بجالانے پہنچا۔ کیونکہ جو بھی شخص سوامی رام کرشن پرم ہنس سے محبت کرتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ مذہب یا قومیت سے تعلق رکھتا ہو میرے لئے قابل احترام ہے۔ اور اُسے ملنا میرے لئے زیارت کے برابر ہے۔ اُس کے دل میں ہندوستان کے لئے اتنا جذبہ محبت ہے۔ کہ کاش میرے دل میں اُس سے ایک فیصدی بھی ہندوستان کے لئے جذبۂ محبت ہوتا۔

جیسا کہ مضمون کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ پروفیسر میکس مولر ویدانت کا پیرو تھا (درشٹا درشن واد) سوامی وویکانند اس پر لکھتے ہیں:۔

پروفیسر میکس مولر ویدانتیوں کا ویدانتی ہے۔ اُس نے تمام ناسازگار ماحول میں ویدوں کے خوش کن ناد کو سُنا اور سمجھا ہے اور اس لافانی موسیقی سے لطف اندوز ہوا جس نے تمام دُنیا کے مذاہب کو منوّر کیا ہے۔ ویدانت وہ لاثانی اور لافانی پیغام ہے کہ مختلف مذاہب اُس کی گوناگوں تاویلیں ہیں۔

(۳) میرا پروفیسر میکس مولر سے تعارف نہ تو ایک زباندانی کے ماہر، نہ ہی دانشور سے تھا بلکہ ایک ایسی بلند پایہ شخصیت سے تھا جو ہر وقت اپنے آپ اور برہم کو ایک سمجھتا تھا۔ اُس کا دل زیادہ سے زیادہ فراخ ہوتا جاتا تھا۔ کہ تمام کائنات میں جذبۂ محبت پیدا ہو اور سرچشمہ زندگی سے سرور اور خوشی کی لہریں موجزن ہوں نہ کہ خشک بحث و مباحثہ میں پڑ کر وقت ضائع کریں۔ اُسے اُپنشدوں کی موسیقی اور آتما کی آواز پر تمام دیگر مسائل سے کنارہ کش ہو کر توجہ دی۔

(۴) سوامی وویکانند پھر رقم طراز ہیں:۔

وہ ہندو دھرم کو تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا ہمیں ایسے مخلص خیرخواہوں کی ضرورت ہے۔ جو ہندوستان کی اس مرض کا کہ یا تو بالکل غلامانہ طور پر دیہاتی توہمات کو چمٹے رہیں یا ہر ایک بات کو شیطانی کہہ کر اُس کی تردید شروع کر دیں کا ازالہ کر سکیں اور ایسی شرارت کا سدِّباب کر سکیں کہ ہندوستانیوں اور اُس کی تاریخ میں کوئی چیز خوبصورت یا اچھی نہیں اور وہ ہمارے قدیم مذہب۔ تہذیب و تمدّن و فلسفہ ہماری سماجی۔ روحانی تنظیم کو نیست و نابود کر دیں گے۔ (ہندوؤں کو عیسائی بنا لیں گے۔ (برسبیل تذکرہ۔ ایک بنگالی دانشور کرشن گوپال بینرجی پہلے پہل عیسائی ہوا اور ایک کتاب ہندو ازم پر مکالمہ (DIOLOGUE ON HINDUISM) لکھ کر دل کے پھپھولے پھوڑے اور ہندو دھرم کا مذاق اُڑانے کی کوشش کی مترجم)

(۵) اگست ۱۸۹۶ء میں ملاقات کے بعد سوامی وویکانند نے لکھا

پروفیسر میکس مولر اصل لفظوں میں مہاتما ہے۔ میرے لئے یہ کہنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ غلط تاویلوں اور بیہودہ پرچار سے (عیسائیوں کے) لوگوں کے دلوں میں دشمنی اور نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور کہ ہندوؤں کے دیوی اور دیوتا نفرت آمیز خیالات کے حامی تھے۔ اور اُن کے پیروکاروں میں کوئی دھارمک شخص پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر اس موج دریا کی تندی کے آگے یہ خیالات اور وہ اشخاص (جو سوامی رام کرشن پرم ہنس کے مخالف ہیں) خس و

خاشاک کی طرح بہ گئے اور سوامی رام کرشن کی روحانی طاقت کے سامنے سوائے مایوسی و نامرادی کے کچھ ہاتھ نہ لگا۔

(۶) رگ وید کے ترجمہ کے متعلق سوامی وِدیکا نند لکھتے ہیں۔

رگ وید سنگھتا جو پہلے نایاب تھی اب پبلک کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی نوازش سے میسر ہوئی۔ کئی دستی نسخہ جات جو ہندوستان کے مختلف مقامات سے فراہم کئے گئے ہیں۔ گو اس ترجمہ میں بہت سی خامیاں ہیں مگر آپ اسبات کا خیال بھی نہیں لاسکتے کہ ایک غیر ملکی چاہے وہ کتنا ہی عالم و فاضل ہو سنسکرت کا مکمل گیان کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ اور ایک پیچیدہ شرح کو درست طور پر بیان کر سکے۔ تاہم پروفیسر میکس مولر کا رگ وید سنگھتا ترجمہ کا طبع ہونا ایک اہم اور تاریخی واقعہ ہے۔

(۷) پروفیسر میکس مولر پچاس برس تک ہندو انداز فکر (فلسفہ) میں زندہ رہا اور مطالعہ کیا اور خیالات کی گوناگوں لہروں کی دھوپ چھاؤں میں سنسکرت علم و ادب کا شیدائی رہا کہ ہندو فلسفہ اُس کی رگ رگ بلکہ رُوح میں سرائت کر کے اُس کے اثر سے رنگیں ہوگیا (وِدیکانند)

مضمون کو ختم کرنے سے قبل دو تین خطوط کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ جو پروفیسر مذکور نے آخری ایام میں تحریر کئے:۔

(۱) خط بنام مسٹر جی۔ این گپتا۔ انڈین کونسل مقیم برطانیہ ۱۸۹۲ء

انڈین نیشنل کانگریس نے یہ درست اور صحیح قدم اُٹھایا ہے کہ نمک پر ٹیکس لگانے پر احتجاج کیا ہے اور نمک پر ٹیکس تو دُنیا کی تاریخ میں ایک غیر مہذب اور ناشائستہ حرکت ہے۔ گو میں شاید یہ دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہوں کہ ہندوستان کی پارلیمنٹ کا اجلاس کلکتہ میں ہو (اُن دنوں کلکتہ ہندوستان کا دارالخلافہ تھا) مگر میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹے اداروں (میونسپل کمیٹی۔ ڈسٹرکٹ بورڈ) کا انتخاب ہو رہا ہے۔ جو ایک نیک فال ہے۔

(۲) ۱۸۹۹ء اپنی وفات سے ایک سال پہلے جب برہمو سماج کے راجہ رام موہن رائے۔ کیشپ چندر سین (جن کی کوششوں سے رسم ستی بند ہوئی) سماج سیوی رامانند بائی اور بہرام جی مالا باری وغیرہ ہندوستان کے دانشوروں سے تعارف ہوا تو تحریر کیا:۔

"جیسا کہ میں محسوس کرتا ہوں۔ اور خواہش مند ہوں کہ میرے احباب بھی مجھ سے اتفاق کریں۔ کہ ہندوستان جیسا ملک جو غلامی میں جکڑا ہوا ہے اور بے بسی کی حالت میں ہے اور اُس کی بہادری مفقود ہو چکی ہے۔ ان حالات میں بھی کیشپ چندر سین۔ رامابائی۔ راجہ رام موہن رائے اور بہرام جی مالا باری جیسا قابل ترین شخص پیدا کرسکتا ہے وہ مُردہ دلیش نہیں اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ ہندو ازم مرگیا اور نیست و نابود ہوگیا ہے۔ درحقیقت مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے اور وہ ایک شاندار مستقبل کا متمنی ہوسکتا ہے۔ جب وہ اپنے پچھلے چار ہزار سال کے اتہاس کو اطمینان بلکہ فخر سے ملاحظہ کرسکتا ہے۔ گو اب حالات اتنے پُرشکوہ نہیں ہیں۔

اِس مضمون کے آخر میں ناظرین کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ ہندوستان واپس آنے پر سوامی وِدیکانند نے پروفیسر

میکس موئر کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ یہ واقعہ اوائل ۱۹۰۰ء کا ہے جس پر اُن کو جواب آیا۔ کہ "جوان عمر میں جب دل میں ہندوستان جانے کا اشتیاق تھا۔ خاطر خواہ کرایہ کے لئے رقم نہ تھی۔ مگر اب گو مالی پریشانی نہیں مگر عمر کا تقاضا اس وقت اتنا لمبا سفر کرنے میں مانع ہے۔ (اُن دنوں افریقہ کا چکر کاٹ کر سمندری جہاز میں آنا پڑتا تھا۔ اور کئی ماہ لگ جاتے تھے۔ مترجم) نیز اگر میں پہنچ بھی گیا۔ تو میں واپس نہ آسکوں گا۔ اور میرے شریر کا وہیں داہ سنسکار کرنا پڑے گا۔"

اس طرح یہ گوناگوں صفات کا حامل ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو عالم فانی سے رخصت ہُوا۔ اور اپنے پیچھے بے شمار لٹریچر اور مداح چھوڑ گیا۔

اوم شانتی شانتی شانتی

منزلِ مقصود

از قلم شری ہر پرشاد جی شوہرے

ضیا فشاں ہے مُراری عجب نمو تیری
کھنچی ہے دل میں جو تصویر ہو بہو تیری

ہے لابیان جلال اور جمال لاثانی
کہ لاجواب ہے دُنیا میں باس و بُو تیری

ہر ایک جا پہ ہر اک شے میں دشت و گلشن میں
مجھے رہی تو رہی ایک جستجو تیری

مجھے تو یاد نہیں اور کچھ اب اس کے سوا
کہ دل میں تُو ہے فقط دل میں آرزو تیری

پیامبر ہے تُو اتحادِ امنِ عالم کا
بشر میں صورتِ اُلفت ہے آبرو تیری

زبان کھلتے ہی بے ساختہ گل افشانی
بیان شیریں کی صورت ہے گفتگو تیری

خلوصِ دل سے ہو تائب تو عیب جوئی سے
وصالِ یار میں حائل یہی ہے خُو تیری

بنا کے پردۂ فطرت پہ منظرِ باطل
دکھا رہی ہے عجب خواب آرزو تیری

بنالے خاکِ کوئے یار گر ہری دل کو
تو پائے منزلِ مقصود روبرو تیری

(وشنو سہسر نام مسلسل) سالانہ شانتی انک صفحہ ۳۲ سے آگے

रुद्रो बहुशिरा बभ्रुर्विश्वयोनि: शुचिश्रवा: ।
अमृत: शाश्वत: स्थाणु र्वरारोहो महातपा: ॥ २६॥

رُدرو بہشِرا بھبرُر وِشو یونی ہ : شچی شروا ہ :
امرِتہ : شاشوتہ : ستھانُر وراروہو مہاتپا ہ : -۲۶-

(۱۱۴) رُدرہ :- پرلے کال میں سب کو رُلانے والے اتھوا رُو = دُکھ کو، در = بھگانے والے
(۱۱۵) بہشِرا :- جن کے بیشمار سر ہیں = سہسر شیر شا بھگوان (۱۱۶) بھبرُوہ :- لوک کے دھارن اور پالن کرنیوالے
(۱۱۷) وِشو یونی ہ :- جگت کے کارن (۱۱۸) شچی شروا ہ :- جن کا یش اور نام پرم پوِتر ہے۔
(۱۱۹) امرِتہ :- جو نتیہ امر ہیں (۱۲۰) شاشوتہ ستھانوہ :- جو نتیہ اور ستھر ہیں یعنی جو سدا موجود قائم ہیں۔
(۱۲۱) وراروہ :- جہاں پہنچ کر پھر گرنے کی شنکا نہیں رہتی۔ (۱۲۲) مہاں گیانی اتھوا مہاتپسوی

(شلوک ۲۶)

پرارتھنا :- بھبرُوہ ! ہے پربھو ! آپ سب جگت کو دھارن کئے ہوئے ہیں - میرے پاجی من کو بھی اپنے
میں دھارن کرنے کی دیا کریں۔

सर्वग: सर्वविद् भानुर्विष्वक्सेनो जनार्दन: ।
वेदो वेद विदव्यङ्गो वेदाङ्गो वेदवित्कवि: ॥ २७॥

سروگہ : سروِوِد بھانُر وِشوک سینو جناردنہ :
ویدو ویدوِد ویَنگو ویدانگو ویدوِت کوی ہ : -۲۷-

(۱۲۳) سروگہ :- سرو ویاپک -
(۱۲۴) سروِدبھانوہ :- سب کچھ جاننے والے (سروگیہ) اور روشن (پرکاشمان)
(۱۲۵) وِشوک سینہ :- جن کے ڈر سے جنگ میں راکھشسوں کی فوجیں چاروں طرف بھاگ جاتی ہیں۔
(۱۲۶) جناردھنہ :- پاپیوں کو پاپ کے جواب میں دُکھ دینے والے۔ اتھوا بھگت لوگ جن سے کلیان مانگتے ہیں۔
(۱۲۷) ویدہ :- وید سروپ، خود ہی اپنے سروپ کا گیان کرانے والے۔
(۱۲۸) ویدوِت :- وید کے صحیح ارتھ کو جاننے والے - اتھوا وید ویدیہ -
(۱۲۹) اَویَنگہ :- ادی کل = گیان آدی سے پرتی پورن - اتھوا - اویکت -
(۱۳۰) ویدانگہ :- وید جن کے انگ ہیں
(۱۳۱) ویدوِت :- وید کو وچارنے والے = وید ہنتا -
(۱۳۲) کوی ہ :- کرانت درشی = سرو درشٹا بھگوان - (شلوک ۲۷)

लोकाध्यक्षः सुराध्यक्षो धर्माध्यक्षः कृताकृतः ।
चतुरात्मा चतुर्व्यूहश्चतुर्दंष्ट्रश्चतुर्भुजः ॥ २८ ॥

لوکا دھیکشہ: سُرادھیکشو دھرمادھیکشہ کرِتا کرِتہ:

چُتر اتما چتُروِیوہ سُ چتُر دنشٹرش چتُر بھجُہ: -۲۸-

(۱۳۳) لوکادھیکشہ :- سارے جگت کو دیکھنے والے۔ (۱۳۴) سُرادھیکشہ :- دیوتاؤں کے سوامی

(۱۳۵) دھرمادھیکشہ :- سب کے دھرم اور ادھرم کو ساکشات دیکھنے والے اور اُس کا پھل دینے والے۔

(۱۳۶) کرِتاکرِتہ :- کاریہ و کارن سروپ = علت و علول

(۱۳۷) چتُر آتما :- چار سروپوں والے۔ ارتھات۔ (I) اپتّی کال میں ۱۔ برہما ۲۔ دکش ۳۔ کال ۴۔ سب جیو جنتو۔ اِن چاروں روپوں والے (II) پالن کال میں ۱۔ وشنو ۲۔ منو آدی ۳۔ کال ۴۔ سرو بھوت سروپ۔ (III) سنگھار کال میں (۱) رُدر ۲۔ کال ۳۔ انتک ۴۔ سرو جنتو اِن چار رُوپوں والے۔

(۱۳۸) چتُر ویوہ :- چار ہیں وبھاگ جن کے جیسے ۱۔ واُسدیو ۲۔ سنکرشن ۳۔ پرَدیُمن ۴۔ انی رُدھ

(۱۳۹) چتُر دنشٹرہ :- چار ہیں داڑھیں جن کی۔ نرسنگھ رُوپ بھگوان۔

(۱۴۰) چتُر بھجُہ :- چار ہیں بھُجائیں (بازو) جن کے۔ چتُربھج وشنو۔ (شلوک ۲۸)

भ्राजिष्णु र्भोजनं भोक्ता सहिष्णुर्जगदादिजः ।
अनघो विजयो जेता विश्वयोनिः पुनर्वसुः ॥ २९ ॥

بھراجشنُر بھوج نم بھوکتا سہشنُر جگ دا دِجہ:

اَن گھو وِج یو جےتا وشویونیہ: پنُر وسوہ: -۲۹-

(۱۴۱) بھراجشنوہ :- ہمیشہ روشن (سدا پرکاشمان (۱۴۲) بھوج نم :- بھوجیہ = پرکرتی سرُوپ۔

(۱۴۳) بھوکتا :- پُرش روپ سے پرکرتی یعنی مایا کو بھوگنے والے۔

(۱۴۴) سہشنوہ :- دیتوں (راکھششوں) کا ترسکار (انادر) کرنے والے۔

(۱۴۵) جگ دادِجہ :- برہما جی کے رُوپ میں جگت کے آغاز میں خود ہی پیدا ہونے والے۔

(۱۴۶) ان گھہ :- پاپ سے رہت۔ شُدھ

(۱۴۷) وِج یہ :- گیان وغیرہ سے سب سے افضل (سریشٹھ)

(۱۴۸) جےتا :- سب کو جیتنے والے (۱۴۹) وشویونی :- وِشو۔ کاریہ روپ، یونی۔ کارن رُوپ یعنی کارج کارن سرُوپ برہم۔ اتھوا۔ جگت کارن۔

(۱۵۰) پنُر وسوہ :- بار بار جیو رُوپ سے شریروں میں بسنے والے بھگوان۔ (شلوک ۲۹)

उपेन्द्रो वामनः प्रांशुर मोघः शुचिरूर्जितः ।
अतीन्द्र संग्रहः सर्गो धृतात्मा नियमो यमः ॥ ३० ॥

اُپیندرو وامنہ؛ پرانشُر موگھہ؛ شچی رُور جتہ؛
اَتیندرہ؛ سنگرہ؛ سرگو دھرتاتما نیمو یمہ؛ -۳۰-

(۱۵۱) اُپیندرہ :- اِندر کے چھوٹے بھائی۔ اتھوا بڑے اِندر (اُپ = اُپری)

۱۵۲- وامنہ :- چھوٹے آکار والے۔ وامن بھگوان (۱۵۳) پرانشوُہ :- سب سے اونچے۔ بڑے۔

۱۵۴- اموگھہ :- سپھل کرما۔ کامیاب (۱۵۵) شچی :- سمرن کرنے ماتر سے پوتر کرنے والے = پرم پوِتر۔

۱۵۶- اُورجتہ :- پرم بلوان۔ سنسار کے سب بل اُن کے ہی بل کے جزو ماتر ہیں۔ انش ہیں۔

۱۵۷- اَتیندرہ :- گیان۔ ایشوریہ وغیرہ میں اِندر سے بڑے۔ (۱۵۸) سنگرہ :- پرلے کال میں سب کو ایک کردینے والے

۱۵۹- سرگہ :- سرشٹی روُپ اتھوا سرشٹی کے کارن (۱۶۰) دھرت آتما :- ایک روپ سے مقرر۔

۱۶۱- نیمہ :- اپنے اپنے ادھیکار میں پرجا کو لگانے والے

۱۶۲- یمہ :- ہردے میں بیٹھ کر سب کو پریرنا دینے والے۔ اتھوا۔ انتریامی سوروپ (شلوک نمبر ۳۰)

वेधो वैद्यः सदायोगी वीरहा माधवो मधुः ।
अतीन्द्रियो महामायो महोत्साहो महाबलः ॥ ३१ ॥

ویدیو ویدیہ؛ سدایوگی وِیرہا مادھوو مدھوہ؛
اَتیندریو مہامایو مہوتساہو مہابلہ؛ -۳۱-

۱۶۳- ویدیہ :- جاننے لائق

۱۶۴- وَیدیہ :- سب علموں کے جاننے والے۔ اتھوا بھو روگ کے معالج۔ پرم وَید اسب سے بڑے وید۔

۱۶۵- سدایوگی :- سدا ظاہر۔ سدا پرکٹ روپ۔

۱۶۶- وِیرہا :- راگ دویش (رغبت نفرت) وغیرہ وِرودھی وِیروں کو نشٹ کرنے والے۔

۱۶۷- مادھوہ :- ما = وِدیا کے، دھو = پتی۔ ارتھات وِدیا کے سوامی

۱۶۸- مدُھوہ :- مدھو = امرت کی طرح پرم آنند دینے والے

۱۶۹- اُتیندریہ :- شبد سپرش وغیرہ گنوں سے رہت ہونے کے کارن اندریہ یعنی آنکھ کان جلد وغیرہ جن کو نہیں جان سکتے۔

۱۷۰- مہامایہ :- جن کی بڑی مایا ہے۔ مایا ادھی پتی۔

۱۷۱- مہوتساہہ :- جگت کی اُتپتی پالن۔ پرلے کے لئے سدا لگے رہنے کے کارن بڑے اُتساہ والے۔

۱۷۲- مہابلہ :- سب بلوانوں سے بڑے طاقتور (شلوک ۳۱)

महाबुद्धिर्महावीर्यो महाशक्तिर्महाद्युतिः।
अनिर्देश्यवपुः श्री मान मेयात्मा महाद्रिधृक्॥३२॥

مہا بُدھر مہاویریو مہاشکتر مہادیُتی:
انرِدیش یہ وپُوہ شری مان مے یاتما مہادِرِ دھرک ۳۲۔

۱۷۳۔ مہابدھی ہ :۔ سب سے بڑی بُدھی والے (۱۷۴) مہاویریہ :۔ سب سے بڑے پراکرم والے
۱۷۵۔ مہاشکتی ہ :۔ بڑے سامرتھیہ (طاقت) والے (۱۷۶) مہادیتی ہ :۔ بڑے پرکاش والے۔ سویم جیوتی
۱۷۷۔ انرِدیشیہ وپوہ :۔ جن کے شریر کا کچھ بھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۷۸) شری مان :۔ ایشوریہ والے
۱۷۹۔ اَمے یاتما :۔ جن کی بدھی کا پتہ نہیں کتنی ہے اَمے یہ ہے
۱۸۰۔ مہادِر دھرک :۔ بڑے پربت = مندراچل یا گوردھن کو دھارن کرنے والے۔ (شلوک ۳۲)

:۔ پرارتھنا :۔ ہے پربھو! میں تچھ بُدھی آپ کے سروپ کے بارے کیا جانوں۔ آپ جیسے ہیں خود ہی انوبھو (احساس) گیان کروانے کی کرپا کریں۔

महेष्वासो मही भर्ता श्री निवासः सतां गतिः।
अनिरुद्धः सुरानन्दो गोविन्दो गोविदां पतिः॥३३॥

مہیش واسو مہی بھرتا شری نواسہ: ستام گتی ہ :
انی رُدھ: سُرانندو۔ گووندو گووِدام پتی ہ : ۳۳۔

۱۸۱۔ مہیش واسہ :۔ بڑا ہے دھنش جن کا (۱۸۲) مہی بھرتا :۔ پرتھوی کو دھارن کرنے والے۔
۱۸۳۔ شری نواسہ :۔ جن کی چھاتی پر لکشمی جی نواس کرتی ہیں۔ سنسار کی شوبھائیں اُن ہی کا انش ماتر ہیں۔
۱۸۴۔ ستام گتی ہ : گیانی بھگتوں کے محافظ۔
۱۸۵۔ انی رُدھ :۔ جن کو کوئی روک نہ سکے۔ (۱۸۶) سُرانند و :۔ دیوتاؤں کو انند دینے والے۔
۱۸۷۔ گووندہ :۔ سبھی استوتی روپ وانی جن کو پاتی ہیں۔ ارتھات سب اُستوتیوں سے اُستوتی کئے گئے۔ اتھوا۔ گو = پرتھوی کو پانے والے۔ پالنے والے۔
اتھوا۔ گوپال کرشن روپ میں گئوؤں کو پراپت کر کے چرانے والے
۱۸۸۔ گووِدام پتی ہ :۔ واچسپتی۔ برہسپتی وغیرہ کے سوامی

(شلوک ۳۳)

मरीचिर्दमनो हंसः सुपर्णो भुजगोत्तमः।
हिरण्यनाभः सुतपाः पद्मनाभः प्रजापतिः ॥ ३४ ॥

مری چر دمنو ہنسہ؛ سپرنو بھج گوتمہ؛
ہرنیہ نابھہ؛ سُت پاہ؛ پدم نابھہ؛ پرجاپتی ۰ ؛ ۔۳۴۔

۱۸۹۔ مری چہ :۔ جہان تیج والے (۱۹۰)۔ دمنہ :۔ اُدنڈوں (جو مریاد ارہت ہیں) کا دمن کرنے والے
۱۹۱۔ ہنسہ :۔ سنسار بھے کو ناش کرنے والے۔ اتھوا سروویاپک (۱۹۲) سپرنز :۔ سب کے ہردے میں گمن کرنیوالے۔ سرو انتریامی۔
۱۹۳۔ بھج گوتمہ :۔ شیش وا سکی روپ سے سانپوں میں اُوتم (افضل)
۱۹۴۔ ہرنیہ نابھہ :۔ سونے کی طرح سُندر ناف والے۔ اتھوا جن کا سمبندھ (تعلق) پریم دینے والا ہے۔
۱۹۵۔ ست پاہ :۔ شوبھن تپسوی = نرنارائن سروپ بھگوان (۱۹۶) پدم نابھہ :۔ کمل کے سمان نابھی والے۔ اتھوا سب کے ہردے کمل میں جیو روپ سے وراجمان (رہنے والے)
۱۹۷۔ پرجاپتی :۔ پرجاؤں کے سوامی

(شلوک ۳۴)

پرارتھنا :۔ (دمنہ) ہے ناتھ! میری اُدنڈ (بے مریاد۔ بے اصولی) اندریوں کا دمن (کنٹرول) کیجئے۔

अमृत्युः सर्वदृक् सिंहः सन्धाता सन्धिमान् स्थिरः।
अजो दुर्मर्षणः शास्ता विश्रुतात्मा सुरारिहा ॥ ३५ ॥

امرت یوہ؛ سرو درک سنگھ؛ سندھاتا سندھیمان ستھرہ؛
اجو درمرشنہ؛ شاستا وشرتاتما سُرا رہا ۔ ۳۵۔

۱۹۸۔ امرت یوہ :۔ لافانی۔ مرتیو رہت۔ اوناشی (۱۹۹) سرو درک :۔ سب کو دیکھنے والے
۲۰۰۔ سنگھہ :۔ دیتیہ یا پاپ ورتی روپی مرگوں کو مارنے والے۔
۲۰۱۔ سندھاتا :۔ کرم پھل داتا
۲۰۲۔ سندھی مان :۔ جیو روپ سے کرموں کا پھل بھوگنے والے بھگوان۔
۲۰۳۔ ستھرہ :۔ سدا ایک روپ
۲۰۴۔ اجہ :۔ بھگتوں کے ہردے میں گماگم کرنے والے۔ اتھوا۔ دیتوں۔ راکششوں پر بان چلانے والے۔
۲۰۵۔ درمرشنہ :۔ جن کا پرتاپ تیج برداشت نہ ہو سکے۔
۲۰۶۔ شاستا :۔ سب کو شکشا دینے والے (۲۰۷) وشرتاتما :۔ پرسدھ آتم سروپ
۲۰۸۔ سُرا رہا :۔ دیوتا اور ستوگنی ورتیوں کے مخالفوں کو نشٹ کرنیوالے۔

(شلوک ۳۵)

गुरुर्गुरुतमो धाम सत्यः सत्यपराक्रमः ।
निमिषो ऽनिमिषः स्त्रग्वी वाचस्पतिरुदारधीः ॥ ३६ ॥

گوُرر گرُوتمو دھام ستیہ ہ: ستیہ پراکرمہ:
نمشو انمشہ: سترگوی واچسپتی رُدا رُدھی ہ: - ۳۶ -

۲۰۹۔ گرُوہ :۔ سب علموں کا اُپدیش کرنے والے (۲۱۰) گرُوتمہ :۔ برہما وغیرہ کو بھی برہم وِدّیا پڑھانے والے پرم گورو

۲۱۱۔ دھام :۔ جیوتی سروپ ۔ اتھوا سب کاماؤں کے استھان (۲۱۲) ستیہ ہ :۔ ستیہ سروپ ۔ پرمارتھ ستیہ۔

۲۱۳۔ ستیہ پراکرمہ :۔ سچے پراکرم والے (۲۱۴) نمشہ :۔ یوگ نِدرا سے آنکھیں مُوندنے والے

۲۱۵ انی مشہ :۔ نتیہ پربُدھ ۔ آتم رُوپ (۲۱۶) سترگوی :۔ پانچ تن ماترا روپی ویجنیتی مالا جنھوں نے پہن رکھی ہے

۲۱۷۔ واچسپتی رُدا رُدھی :۔ عالم علم کُل (سروودیا ادھی پتی) اور اُدار بُدھی والے (شلوک ۳۶)

پرارتھنا :۔ (گرُوہ) ہے پرم گورو ! دین کو سچا مارگ آپ ہی بتلانے کی کرپا کریں ۔

अग्रणी ग्रामणीः श्रीमान् न्यायो नेता समीरणः ।
सहस्त्रमूर्धा विश्वात्मा सहस्त्राक्षः सहस्त्रपात् ॥ ३७ ॥

اگرنی گرامنی ہ: شریمان نیایو نیتا سمی رنہ:
سہسر موُردھا وشواتما سہسراکشہ: سہسر پات - ۳۷ -

۲۱۸۔ اگرنی ہ :۔ موکش چاہنے والوں کو اوتم پد پر پہنچانے والے ۔

۲۱۹۔ گرامنی ہ :۔ سارے پرانی ورگ کو نیمن (کنٹرول) کرنیوالے

۲۲۰۔ شریمان :۔ سب سے زیادہ شوبھا دینے والے

۲۲۱۔ نیایہ :۔ نیائے سرُوپ

۲۲۲۔ نیتا :۔ سنسار کا نِرواہ ۔ پالن کرنے والے ۔ اتھوا سیدھے راستہ پر لے جانے والے ۔

۲۲۳۔ سمی رنہ :۔ پران وایو رُوپ سے سب کے پریرک

۲۲۴۔ سہسر موُردھا :۔ وشو رُوپ ہونے سے ہزاروں سروں والے ۔

۲۲۵۔ وشواتما :۔ سب جگت کے آتما ۔ اتھوا وشو رُوپ ۔ وراٹ بھگوان

۲۲۶۔ سہسراکشہ :۔ ہزاروں آنکھوں والے ۔

۲۲۷۔ سہسرپات :۔ ہزاروں پاؤں والے ۔ وراٹ سُروپ بھگوان ۔

(شلوک ۳۷)

आवर्तनो निवृत्तात्मा संवृतः संप्रमर्दनः।
अहः संवर्तको वह्निरनिलो धरणीधरः॥ ३८॥

آورتنو نِورِتاتما سنورِتہ سنپرمردنہ :
اہہ : سنورتکو وہنیرنِلو دھرنی دھرہ : ۳۸۔

۲۲۸۔ آورتنہ :۔ سنسار چکر کو گھمانے والے (۲۲۹) نِورِتاتما :۔ سنسار بندھن سے آزاد
۲۳۰۔ سنورتہ :۔ اپنی مایا سے خود ہی ڈھکے ہوئے (۲۳۱) سنپرمردنہ :۔ رُدر روپ سے سنگھار کرنے والے
۲۳۲۔ اہہ سنورتکہ :۔ سورج روپ سے دن کرنے والے
۲۳۳۔ وہنیہ :۔ اگنی روپ سے دیوتاؤں کو حصّہ پہنچانے والے
۲۳۴۔ انلیہ :۔ اونا شی۔ اتھو روپ سے جگت کو پالن کرنے والے اور وایو جیسے سوگندھ درگندھ کو گرہن کرتا ہوا نرلیپ ہے۔ اسی طرح ایشور بھی بنیہ پاپ سے رہت شُدّھ نرلیپ ہے۔
۲۳۵۔ دھرنی دھرہ :۔ شیش ناگ روپ سے پرتھوی کو دھارن کرنے والے (اشلوک ۳۸)

پرارتھنا :۔ ہے دیا مئے! میرے اندر کی سب باتیں جاننے والے آپ انتریامی ہیں۔ پھر میں پرارتھنا بھی تو کیا کروں۔

सुप्रसादः प्रसन्नात्मा विश्वधृग् विश्वभुग् विभुः।
सत्कर्ता सत्कृतः साधुर्जह्नुर्नारायणो नरः॥ ३९॥

سُپرساده: پرسنّاتما وشودھرگ وشوبھگ وبھوہ :
ست کرتا ست کرتہ : سادھر جہنر نارائنو نرہ : ۳۹۔

۲۳۶۔ سُپرسادہ :۔ جن کی خوشی یا کرپا سُندر ہے۔ ادبھات عجیب (ادبھت ہے) ہے۔ جنھوں نے دشمنوں کو بھی دشمنوں کو بھی دشمنی کے بدلے مکتی دی = اتھوا پریم پورو ک پھول پتر وغیرہ دینے سے ہی پرسن ہو جانے والے۔
۲۳۷۔ پرسنّاتما :۔ نرمل سروپ۔ اتھوا دیالو سوبھاو۔
۲۳۸۔ وشو دھرگ :۔ جگت کو دھارن کرنے والے اتھوا جگت کو ہیچ ماننے والے۔
۲۳۹۔ وشو بھگ۔ جگت کے پالک۔ اتھوا سنگھار کرنے والے۔
۲۴۰۔ وبھوہ :۔ انیک روپ۔ اتھوا ویاپک (۲۴۱) ست کرتا :۔ سنکار کرنے والے
۲۴۲۔ ست کرتہ :۔ برہما وغیرہ سے بھی پوجت (۲۴۳) نیائے کرتا۔ اتھوا سرو ارتھ سادھک
۲۴۴۔ جہنہ :۔ سنگھار کرنے والے۔ دشٹوں کو نیا گنے والے۔ بھگتوں کو پرم پد دینے والے
۲۴۵۔ نارائنہ :۔ نارہ یعنی پانچ بھوت۔ ان میں رہنے والے۔ اتھوا جل شائی بھگوان
۲۴۶۔ نرہ :۔ جیووں کے پریرک۔ اتھوا پھل داتا۔ (اشلوک ۳۹)

असंख्येयोऽप्रमेयात्मा विशिष्टः शिष्टकृच्छुचिः ।
सिद्धार्थः सिद्ध संकल्पः सिद्धिदः सिद्धि साधनः ॥४०॥

اسنکھ ییو اپرمے یاتما وشِشٹہ شِشٹ کرِچ چھچی :
سِدھارتھ : سِدھ سنکلپہ : سِدھی دَہ : سِدھسادھنہ : -۴۰-

۲۴۷ - اَسنکھ ییہ :- جن کے نام ، روپ اور کرم گنتی میں نہیں آسکتے ۔
۲۴۸ - اَپرمے یاتما - جن کے سروپ کا یہ گیان نہیں کہ کتنا ہے ۔ (۲۴۹) وِشِشٹہ :- سب سے اُتم
۲۵۰ - شِشٹ کرِت - شِکشا دینے والے (۲۵۱) شُچی ہ :- مایا کے پردے سے رہت
۲۵۲ - سدھارتھہ :- ستیہ کام - یعنی جن کی کامنائیں سدا سدھ ہیں ۔
۲۵۳ - سدھ سنکلپہ :- ستیہ سنکلپ یعنی سچے سنکلپ والے (۲۵۴) سدھی دہ :- یتھا یوگ کرم کے پھل دینے والے
۲۵۵ - سدھی سادھنہ :- بھگتوں کو اَنِی ما آدی سدھیاں اور مکتی دینے والے (شلوک ۴۰)

پرارتھنا ۔ سدھی سادھنہ :- ہے پربھو ! سب سِدھیوں کے داتا (دینے والے) آپ ہی ہیں ۔ پھر انتہ کرن کی شُدھی روپی سِدھی بھی تو آپ ہی دینے کی کرپا کرینگے ۔

वृषाही वृषभो विष्णुर्वृषपर्वा वृषोदरः ।
वर्धनो वर्धमानश्च विविक्तः श्रुति सागरः ॥४१॥

وِرشاہی ورِش بھو وِشنُر ورِش پَروا ورِشو دَرہ :
وَردھنو وردھ مان شچ وِوکتہ : شُرتی ساگرہ : -۴۱-

۲۵۶ - ورِشاہی :- دھرم کے پرکاشک ۔ اتھوا یگیہ وشیش جس میں ستت ہے ۔
۲۵۷ - ورِش بھہ :- بھگتوں کی کامنائیں پوری کرنے والے
۲۵۸ - وِشنُوہ :- جگت کو آکرمن (جیتنے والے) کرنے والے (وامن روپ سے)
۲۵۹ - ورِش پروا :- دھرم کے ذریعہ حاصل کرنے لائق (۲۶۰) ورشو درہ :- ساری پرجا جن کے بطن سے پیدا ہوئی ہے ۔
۲۶۱ - وردھنہ :- بڑھانے والے (۲۶۲) وَردھ مان ہ :- جگت رُوپ سے بڑھنے والے
۲۶۳ - وِوِکتہ :- تٹ ستھہ - یعنی جگت سے نیارے (NEUTRAL)
۲۶۴ - شُرتی ساگرہ :- وید کے سمندر ۔ اتھوا جن میں وید شاستر رُوپی سمندر نواس کرتے ہیں ۔ (شلوک ۴۱)

پرارتھنا ۔ وردھنہ :- ہے میرے پیارے موہن ! جبکہ سب کو بڑھانے والے آپ ہی ہیں تو پھر میرے پریم ، میرے ویراگ اور دیا کلپنا کو آپ ہی تو بڑھائیں گے ۔

सुभुजो दुर्धरो वाग्मी महेन्द्रो वसुदो वसुः ।
नैकरुपो बृहद्रूपः शिपिविष्टः प्रकाशनः ॥ ४२ ॥

سُبھجو دُردھرو واگمی مہیندرو وسُدو وسُوہ۔
نیک رُوپو برہد رُوپہ؛ شپی وشٹہ؛ پرکاشنہ؛ -۴۲-

۲۶۵۔ سُبھجہ :۔ جن کے بازو جگت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پرم سُندر ہیں۔

۲۶۶۔ دُردھرہ :۔ سب کو دھارن کرنے والے۔ جن کو کوئی دھارن نہیں کر سکتا۔

۲۶۷۔ واگمی ۔ اوتم وید رُوپی وانی کے وکتا (۲۶۸) مہیندرہ :۔ جہاں اندر، سوامیوں کے سوامی

۲۶۹۔ وسُدہ :۔ دھن دینے والے (۲۷۰) وسُوہ :۔ دھن سروپ۔ اتھوا مایا سے خود ہی اپنے سروپ کو چھپانے والے

۲۷۱ نیک روپہ :۔ انیک سوروپ۔ انیک اوتار دھارن کرنے والے۔

۲۷۲۔ برہد روپہ :۔ بہت بڑے روپ والے (۲۷۳) شپی وشٹہ :۔ شپی یعنی کرنیں۔ اُن میں پرویشٹ۔ سورج روپ

۲۷۴۔ پرکاشنہ :۔ سب کو روشن کرنیوالے (شلوک ۴۲)

ओजस्तेजोद्युतिधरः प्रकाशात्मा प्रतापनः ।
ऋद्धः स्पष्टाक्षरो मन्त्रश्चन्द्रांशु र्भास्करद्युतिः ॥ ४३ ॥

اوجس تیجو دُیتی دھرہ؛ پرکاشاتما پرتاپ نہ؛
اردھہ؛ سپشٹاکشرو منترشچندر انشر بھاسکر دُیتی؛ -۴۳-

۲۷۵۔ اوجس تیجو دُیتی دھرہ :۔ بل۔ شورتا اور پرکاش کو دھارن کرنے والے۔ اتھوا بل سروپ۔ تیج سروپ۔ گیان سروپ۔ پرکاش کو دھارن کرنے والے

۲۷۶۔ پرکاشاتما :۔ پرکاش سروپ

۲۷۷۔ پرتاپ نہ :۔ سورج روپ سے جگت کو تپانے والے

۲۷۸ اردھہ :۔ دھرم۔ گیان۔ ایشوریہ وغیرہ سے پری پورن

۲۷۹۔ سپشٹاکشرہ :۔ سپشٹ (بالکل عیاں) ہے اکشر یعنی اونکار جن کا تتیہ سروپ۔ پرنو (اوم) واچیہ۔

۲۸۰۔ منترہ :۔ رگ وید منتر سروپ

۲۸۱ چندر انشوہ :۔ سنسار کے تاپ کو دور کرنے کے لیے چندر کرن کے سمان۔

۲۸۲۔ بھاسکر دُیتیہ :۔ سورج کے سمان جگت کے پرکاشک (شلوک ۴۳)

अमृतांशूद्भवो भानुः शशबिन्दुः सुरेश्वरः।
औषधं जगतः सेतुः सत्यधर्मपराक्रमः ॥४४॥

امرت آنشوُد بھوو بھانوُہ: شش بندوہ: سُریشوَرہ:
اوشدھم جگتہ: سے توہ: ستیہ دھرم پَراکرمَہ: ۴۴۔

۲۸۳۔ امرت آنشوُد بھوہ :۔ سمندر کو متھ کر چندرما کو نکالنے والے
۲۸۴۔ بھانوُہ :۔ سدا پرکاشمان۔
۲۸۵۔ ششش بندوہ :۔ چندر روُپ سے پرجا کا پوشن کرنے والے۔
۲۸۶۔ سُریشورہ :۔ سُندر پھل دینے والے۔ دیوتاؤں کے سوامی
۲۸۷۔ اوشدھم :۔ سنسار روپ روگ کے اوشدھ سروُپ
۲۸۸۔ جگتہ : سیتوُہ :۔ سنسار سمدر سے پار اتارنے والے۔ اتھوا ورن آشرم اصول کے پالنے والے۔
۲۸۹۔ ستیہ دھرم پراکرمہ :۔ جن کے دھرم گیان وغیرہ گن اور پراکرم ستیہ ہیں۔ (شلوک ۴۴)

نوٹ "پُشنامی چَوشدھی ہ : سروَاہ : سومو بھوُتوا رَساتمکہ"
ارتھات : میں رس روُپ چندرما ہو کر سب اوشدھیوں کا پوشن کرتا ہوں (گیتا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۳)

भूतभव्य भवन्नाथः पवनः पावनोऽनलः।
कामहा कामकृत् कान्तः कामः कामप्रदः प्रभुः ॥४५॥

بھوُت بھوِیہ بھوَن ناتھہ: پَوَنہ: پاوَنو انلہ:
کامَہا کام کرت کانتہ: کامہ: کام پردہ: پربھوہ: ۴۵۔

۲۹۰۔ بھوُت بھوِیہ بھوَن ناتھہ :۔ ماضی، مستقبل حال کے پرانی ورگ کے سوامی۔ اتھوا اُنکو آشیرواد دینے والے۔
۲۹۱۔ پوَنہ :۔ وایو روُپ سے سب کو پوِتر کرنے والے۔
۲۹۲۔ پاوَنہ :۔ بھگتی دوارا پتتوں کو بھی پوِتر کرنے والے
۲۹۳۔ انلہ :۔ پران گرہن کرنے والے۔ جیو روُپ اتھوا اگنی سروپ بھگوان۔
۲۹۴۔ کامَہا :۔ دُشٹوں کی اِچھیا کو ناش کرنیوالے۔ اتھوا مُمکشو بھگتوں کی سنسارک کامناؤں کو ناش کرنے والے۔
۲۹۵۔ کام کرت :۔ سکام بھگتوں کی کامناؤں کو پوری کرنیوالے۔ (۲۹۶) کانتہ :۔ پرم سُندر
۲۹۷۔ کامہ :۔ بھگت لوگ جن کو چاہتے ہیں۔ اتھوا دھرم انوکول کاما روُپ (۲۹۸) کام پردہ :۔ بھگتوں کو پورن پھل دینے والے (۲۹۹) پربھوہ :۔ بڑی سنتہ والے۔ سروسمرتھ   شلوک ۴۵

युगादि कृद युगावर्तो नैकमायो महाशनः।
अदृश्यो व्यक्तरूपश्च सहस्त्रजिदनन्तजित् ॥ ४६ ॥

یُگادی کرد یُگاورتو نیک مایو مہاشنہ :
ادرشیو ویکت رُوپشچ سہسر جد ننت جت : -۴۶-

۳۰۰ - یُگادی کرت :- یُگ ۔ سمت وغیرہ کے کرتا ۔ (۳۰۱) یُگاورتہ :- یُگوں کا پریورتن کرنے والے
۳۰۲ - نیک مایہ :- انیک پرکار کی مایا رچنے والے (۳۰۳) مہاشنہ :- پرلے کال میں سب کو کھا جانیوالے ۔
۳۰۴ - ادرشیہ :- نہ دکھائی دینے والے (۳۰۵) ویکت رُوپہ :- پرگٹ سوروپ
۳۰۶ سہسر جت :- ہزاروں کو جیتنے والے (۳۰۷) اننت جت :- لاتعداد کو جیتنے والے (شلوک ۴۶)

پرارتھنا :- یُگاورتہ :- ہے دین بندھو ! آپ تو یُگوں تک کا پری ورتن کر دینے والے ہیں ۔ پھر بھلا میری دُوشت چت ورتیوں کو ہٹا کر اوتم ورتی پیدا کر دینا آپ کے لئے کیا بڑی بات ہے ۔ کرپا کریں اور میرے مَن کو سدا اپنے چرنوں میں لگائے رکھیں ۔ یہی پرارتھنا بار بار ہے ۔

इष्टोऽ विशिष्टः शिष्टेष्टः शिखण्डी नहुषो वृषः।
क्रोधहा क्रोधकृत्कर्ता विश्वबाहुर्महीधरः ॥ ४७ ॥

اِشٹو اوِشِشٹہ : شِشٹےشٹہ : شکھنڈی نہُشو ورِشہ :
کرودھہا کرودھ کرت کرتا وِشو باہُر مہی دھرہ : -۴۷-

۳۰۸ - اِشٹہ :- پرم آنند سرُوپ ہونے سے سب کو پریہ لگنے والے ۔ اتھوا یگیہ وغیرہ سے پُوجت
۳۰۹ - اَوِشِشٹہ :- سب کے ہردے میں سمان رُوپ سے رہنے والے ۔ سروانترجامی
۳۱۰ - شِشٹےشٹہ :- سداچاری پُرش جن کو پیارے ہیں ۔ اتھوا جو سداچاریوں کو پیارے لگتے ہیں ۔
۳۱۱ - شکھنڈی :- مور مکٹ دھاری گوپال کرشن بھگوان ۔ (۳۱۲) نہُشہ :- مایا سے جیووں کو باندھنے والے ۔
۳۱۳ - ورِشہ :- دھرم رُوپ ہو کر کامناؤں کو برسانے والے ۔ (۳۱۴) کرودھہا :- سجنوں کے کرودھ کو ناش کرنیوالے
۳۱۵ - کرودھ کرت کرتا :- دُشٹوں کے کرودھ کو بڑھانے والے ۔ اتھوا کرودھ شیل ۔ راکششوں وغیرہ کے پیدا کرنے والے اور مارنے والے ۔

۳۱۶ - وِشو باہوہ : جن کے بازو سب کے آدھار ہیں ۔ اتھوا جن کی چاروں طرف باہیں ہیں ۔
۳۱۷ - مہی دھرہ :- پوجنے یوگیہ ۔ اتھوا پرتھوی کو دھارن کرنے والے ۔

(شلوک ۴۷)

अच्युतः प्रथितः प्राणः प्राणदो बासवानुजः।
अपां निधिरधिष्ठानमप्रमत्तः प्रतिष्ठितः ॥४८॥

اَچیُتہ : پرتھِتہ : پرانہ : پران دو باس وانجہ :
اپام ندھر دھشٹھان میرمتّہ : پرتشٹھتہ : ۴۸۔

۳۱۸۔ اَچیُتہ :۔ سب وکاروں سے رہت ۳۱۹۔ پرتھِتہ :۔ پرسدھ
۳۲۰۔ پرانہ :۔ پران روپ سے پرجا کو زندہ رکھنے والے (۳۲۱) پران دہ :۔ بل کو دینے والے۔
۳۲۲۔ باس وانجہ :۔ اندر کے چھوٹے بھائی۔ وامن روپ بھگوان (باون اوتار)
۳۲۳۔ اپام ندھی :۔ سمندر روپ بھگوان (۳۲۴) ادھشٹھانم۔ کارن روپ برہم
۳۲۵۔ اپرمتّہ :۔ کرم انوسار پھل دینے میں ہمیشہ ساودھان۔
۳۲۶۔ پرتشٹھتہ :۔ اپنی مہما میں ستھت (قائم) (شلوک ۴۸)

"سرسام اسمی ساگرہ"۔ جل آشیوں میں میں سمندر روپ ہوں
(گیتا ادھیائے ۱۰ شلوک ۲۴)

پرارتھنا :۔ اَچیُتہ :۔ ہے وکار رہت بھگوان! میری سب خامیوں کو دور کیجیے اور پورن روپ بنا کر اپنے پورن روپ میں ملا لیجیے۔

स्कन्दः स्कन्दधरो धुर्यो वरदो वायुवाहनः।
वासुदेवो बृहद्भानुरादि देवः पुरन्दरः ॥४९॥

سکندہ : سکند دھرو دھریو وردو وایو واہنہ
واسدیوو برہد بھانُرا دِدوہ : پرندرہ : ۴۹۔

۳۲۷۔ سکندہ :۔ امرت روپ سے بہنے والے (۳۲۸) سکند دھرہ :۔ دھرم مارگ کو دھارن کرنیوالے
۳۲۹۔ دھریہ :۔ ست جگت کے پالن پوشن وغیرہ کے بوجھ کو اٹھانے والے
۳۳۰۔ وردہ :۔ یگان روپ سے گئو دان کرنے والے۔ اتھوا حسب منشا ور دینے والے۔
۳۳۱۔ وایو واہنہ :۔ وایو کو چلانے والے (۳۳۲) واسدیوہ :۔ سب میں بسنے والے دیو۔ اتھوا جن میں سب نواس کرتے ہیں۔
۳۳۳۔ برہد بھانوہ :۔ بڑی ہے = سورج اور چندر میں پرکاش کرنیوالی ہے کرن جن کی = بھا رشم
۳۳۴۔ آدی دیوہ :۔ کارن روپ دیو (۳۳۵) پرندرہ :۔ دیوتاؤں کے دشمنوں کے پروں کو ناش کرنیوالے۔
(شلوک ۴۹)

پرارتھنا :۔ وردہ :۔ ہے دیا ساگر! آپ سرو وردہیں۔ مجھے بھی وردان دیجیے کہ ہمیشہ آپ کا خفتن کیا کروں۔

अशोक स्तारणस्तार: शूर: शौरिर्जनेश्वर: ।
अनुकूल: शतावर्त: पद्मी पद्मनिभेक्षण: ॥ ५० ॥

اشوکستارن ستارہ : شورہ : شورِ رجنیشورہ :

انُوکُولہ : شتاورتہ : پدمی پدمنی بھیکشنہ : - ۵۰ -

۳۳۶ - اشوکہ :- شوک سے رہت (۳۳۷) تارنہ :- سنسار سمندر سے تارنے والے

۳۳۸ - تارہ :- جنم مرتیو وغیرہ کے بھے سے بچانے والے (۳۳۹) شورہ :- بڑے پراکرم والے

۳۴۰ - شوری ہ :- شورسین کل میں اُتپن - کرشن رُوپ بھگوان (۳۴۱) جنیشورہ : سب پرانیوں کے سوامی

۳۴۲ - انُوکُولہ :- سب کے انُوکُول = انھوا جن کے کوئی اُلٹ (مخالف) نہیں -

۳۴۳ - شتاورتہ :- پران رُوپ سے سینکڑوں ناڑیوں میں ورتنے والے - انھوا - دھرم کی رکھشا کے لئے سینکڑوں روپ بدلنے والے

۳۴۴ - پدمی - جن کے ہاتھ میں کمل ہے (۳۴۵) پدم بھیکشنہ :- کمل کے سمان نیتروں والے
(شلوک نہ ۵۰)

پرارتھنا :- تارنہ :- ہے ناتھ! اس سنسار رُوپی اتھاہ سمندر سے آپکے علاوہ مجھ دین ہین کو کون پار کرے گا -

---

पद्मनाभोऽरविन्दाक्ष: पद्मगर्भ: शरीर भृत् ।
महर्द्धि ऋद्धो वृद्धात्मा महाक्षो गरुड़ध्वज: ॥ ५१ ॥

پدم نابھو اروِنداکشہ : پدم گربھہ : شریر بھرت

مہہ ردھر ارِدھو وردھاتما مہاکشو گرڑ دھوجہ :- ۵۱ -

۳۴۶ - پدم نابھہ :- کنول ہے ناف میں جن کے (۳۴۷) اروِنداکشہ :- کنول نیتر

۳۴۸ - پدم گربھہ :- ہردے کنول میں رہنے والے (۳۴۹) شریر بھرت :- ان رُوپ سے یا پران رُوپ سے شریر کا پالن کرنیوالے

۳۵۰ - مہہ ردھی ہ :- بڑی وبھوتی والے (۳۵۱) اردھہ :- پرپنچ رُوپ سے بڑھنے والے -

۳۵۲ - وردھاتما :- وردھ یعنی پرانا ہے آتما جن کا یہ سب سے پرانے

۳۵۳ - مہاکشہ :- بڑی آنکھوں والے - مہاں درشن - (۳۵۴) گرڑ دھوجہ :- جن کی دھوجا میں گرڑ کا نشان ہے
(شلوک نہ ۵۱)

پرارتھنا :-

مہہ ردھی ہ :- ہے پربھو! سب وبھوتیاں آپ کے پاس ہیں - آپ میرے پیارے سوامی ہیں - پھر میرے جیسا سمردھی شالی (دولت مند) کون ہو سکتا ہے -

अतुल: शरभो भीम: समयज्ञो हविर्हरि:।
सर्वलक्षण लक्षण्यो लक्ष्मीवान् समितिञ्जय: ॥५२॥

اُتُلہ: شربھو بھیمہ: سم یگیو ہوِر ہری ہ:
سرولکشن لکشنیو لکشمی وان سمی تنجیہ: ۵۲

۳۵۵- اُتلہ:- جن کے سمان کوئی نہیں (۳۵۶) شربھہ:- شریر میں آتم روپ سے محسوس ہونے والے
۳۵۷- بھیمہ:- جن سے سبھی ڈرتے ہیں۔ اتھوا ابھیم: ابھے دینے والے۔
۳۵۸- سم یگیہ:- اُتپتی۔ پالن اور سنگھار کے وقت کو جاننے والے۔ اتھوا۔ سم بھاو ہی جن کا یگیہ یعنی آرادھن ہے۔
۳۵۹- ہوِرہری ہ:- سب یگیوں میں آہوتی گرہن کرنیوالے۔ اتھوا جن کو یگیہ میں بلاتے ہیں اور ہری: پاپوں کو ہرنے والے
۳۶۰- سرولکشن لکشنیہ:- سبھی پرمانوں سے جن کا گیان ہوتا ہے۔ اتھوا۔ سرو لکشن سمپن۔
۳۶۱- لکشمی وان:- لکشمی جن کی چھاتی پر نواس کرتی ہے۔
۳۶۲- سمی تنجیہ:- یدھ میں سدا وجے پانے والے۔ (شلوک ۵۲)

विक्षरो रोहितो मार्गो हेतुर्दामोदर: सह:।
महीधरो महाभागो वेगवानमिताशन: ॥५३॥

وِکشرو روہتو مارگو ہیتُر دامودرہ: سہہ:
مہی دھرو مہابھاگو ویگ وان متاشنہ۔ ۵۳۔

۳۶۳- وکشرہ:- اوناشی۔ وناش رہت (۳۶۴) روہتہ:- متسیہ روپ بھگوان۔
۳۶۵- مارگہ:- مُمکشو جن کو ڈھونڈتے ہیں (۳۶۶) ہیتوہ:- جگت کے کارن۔
۳۶۷- دامودرہ:- دم آدی (اندریہ سنیم) سادھنوں سے جو پائے جاتے ہیں۔ اتھوا۔ یشودھا نے جن کو دام یعنی رسّی سے پیٹ میں باندھا تھا (بال کرشن)
۳۶۸- سہہ:- سب کو معاف کرنیوالے۔ اتھوا دشمنوں کا ترسکار کرنے والے۔
۳۶۹- مہی دھرہ:- پربت رُوپ سے پرتھوی کو دھارن کرنے والے۔
۳۷۰- مہا بھاگہ:- مہیشور۔ بڑے بھاگ والے
۳۷۱- ویگ وان:- من سے بھی تیز رفتار
۳۷۲- امی تاشنہ:- پرلے کال میں امِت (بلا ناپ تول) بھوجن کرنے والے ارتھات کال رُوپ سے سب کو کھا جانے والے (شلوک ۵۳)

उद्भव: क्षोभणो देव: श्री गर्भ: परमेश्वर: ।
करणं कारणं कर्ता विकर्ता गहनो गुह: ॥ ५४ ॥

اُدبھوہ : کشوبھنو دیوہ : شری گربھہ : پرمیشورہ :
کرنم کارنم کرتا وکرتا گہنو گہہ : -۵۴-

۳۷۳ - اُدبھوہ :- سنسار جس سے اُتپن ہوتا ہے ۔ اتھوا سنسار بندھن سے رہت ۔
۳۷۴ - کشوبھنہ :- اُتپتی کال میں پرکرتی میں ہلچل پیدا کرنے والے ۔
۳۷۵ - دیوہ :- جگت کو پیدا کر کے کھیلنے والے ۔ اتھوا پرکاشمان ۔
۳۷۶ - شری گربھ :- جگت روپ وبھوتی جن کے پیٹ میں ہے ۔
۳۷۷ - پرمیشورہ - بڑے ایشور یہ والے ۔ اتھوا سب سے پر پرے ورتمان ۔ تتھا ایشور = سب کے پریرک ۔
۳۷۸ - کرنم - جگت کی اُتپتی کے وشیش کارن (۳۷۹) کارنم :- جگت کے اُپادان کارن (مصالحہ) اتھوا نمت کارن ۔
۳۸۰ - کرتا :- سوتنتر روپ سے جگت کو پیدا کرنے والے (۳۸۱) وِکرتا :- عجیب و غریب سنسار کو بنانے والے ۔
۳۸۲ - گہنہ :- جن کے سروپ سامرتھیہ اور کرم کو کوئی نہیں جان سکتا ۔
۳۸۳ - گہہ :- اپنی مایا سے آپ ہی چھپے ہوئے ۔ (شلوک ۵۴)

व्यवसायो व्यवस्थान: संस्थान: स्थानदो ध्रुव: ।
परर्द्धि: परमस्पष्टस्तुष्ट: पुष्ट: शुभेक्षण: ॥ ५५ ॥

ویوسایو ویوستھانہ : سنستھانہ ستھان دو دھروہ :
پررِدھی : پرم سپشٹ تشٹہ پشٹہ : شبھیکشنہ : -۵۵-

۳۸۴ - ویوسایہ :- ست گیان سروپ (۳۸۵) ویوستھانہ :- سب کے ستھان جنہیں سب کی مریادہ ہے اتھوا سب کے ویوستھا یعنی مریادا کرنے والے (۳۸۶) سنستھانہ :- پرلے کال میں جن میں سب کی ستھتی ہے ۔
۳۸۷ - ستھان دہ :- کرم انوسار سب کو ستھان دینے والے (۳۸۸) دھروہ :- اوناشی ۔ اچل ۔
۳۸۹ - پرردھی :- سب سے سرشیشٹھ وبھوتی والے (۳۹۰) پرم سپشٹہ :- اُتم شوبھا والے ۔ اتھوا ۔ سب سے بڑے اور سپشٹ
۳۹۱ - تشٹہ :- پرم آنند سروپ ہونے سے سدا سنتشٹ (۳۹۲) پشٹہ :- پوری پورن ہونے سے پشٹ ۔
۳۹۳ - شبھیکشنہ :- شبھ درشٹی والے ۔ اتھوا جن کا درشن شبھ ہے ۔ شلوک ۵۵

پرارتھنا :- ویوستھانہ :- ناتھ ! سبھی ویوستھائیں آپ کے ادھین ہیں ۔ پھر میں کیوں اپنی نئی ویوستھا باندھ رہا ہوں ۔

रामो विरामो विरजो मार्गो नेयो नयोऽनयः ॥
वीरः शक्तिमतां श्रेष्ठो धर्मो धर्म विदुत्तमः ॥ ५६ ॥

رامو ورامو ورجو مارگو نے یو نیونیہ ۱

ویرہ : شکتی متام شریشٹھو دھرمو دھرم ودُتمہ : ۔۵۶۔

۳۹۴۔ رامہ :۔ یوگی جن جن ہیں رمن کرتے ہیں۔ انکوا جو یوگیوں کے ہردے میں رمن کرتے ہیں۔ انکوا جو آتما میں رمن کرتے ہیں۔ انکوا مریادا پرشوتم اوتار داشرتھی رام سروپ بھگوان۔ (۳۹۵) ورامہ :۔ جن میں جگت کا وشرام ہوتا ہے۔

۳۹۶۔ ورجہ :۔ رجوگن سے رہت (کہیں ورتہ پاٹھ ہے یعنی ویراگی)

۳۹۷۔ مارگہ :۔ مارگ سوروپ۔ موکشش کا مارگ گیان ہے۔ بھگوان سروگیان سروپ ہیں۔

۳۹۸۔ نے یہ :۔ جن کو برہم روپ میں پہچانا ہے۔ یعنی جیو سروپ۔

۳۹۹۔ نیہہ :۔ لے جانے والا یعنی مارگ بھی وہی ہیں۔ جس کو لے جانا ہے جیو بھی وہی ہیں۔ لے جانے والے بھی وہی ہیں۔ جہاں پہنچنا ہے وہ بھی وہی ہیں (۴۰۰) انیہ ہ :۔ جن کا کوئی پریرک نہیں (۴۰۱) ویرہ :۔ پراکرم والے

۴۰۲ شکتی متام شریشٹھ :۔ سب شکتیمان برہما وغیرہ سے سریشٹھ (۴۰۳) دھرمہ :۔ دھرم سروپ۔ انکوا دھرم سے پراپت ہونے والے

۴۰۴۔ دھرم ودُتمہ :۔ سبھی دھرم کے جاننے والوں میں اوتم (شلوک ۵۶)

वैकुण्ठः पुरुषः प्राणः प्राणदः प्रणवः पृथुः ।
हिरण्यगर्भः शत्रुघ्नो व्याप्तो वायुरधोक्षजः ॥ ५७ ॥

ویکنٹھ پُرشہ : پرانہ : پران دہ : پرنوہ : پرتھوہ :

ہرنیہ گربھ : شترو دھنو ویاپتو وایور دھوکشجہ : ۔۵۷۔

۴۰۵۔ ویکنٹھ :۔ انیک پرکار کی گتی کو روک دینے والے۔ انیکوں کو کنٹھت کر دینے والے اور خود کنٹھا رہت۔

۴۰۶۔ پُرشہ :۔ سب شریروں میں آتم روپ سے نواس کرنے والے انکوا سبھی پاپوں کا ناش کرنے والے۔

۴۰۷۔ پرانہ :۔ شواس روپ سے سب کا جیون دھارن کرنے والے

۴۰۸۔ پران دہ :۔ پرلے کال میں سب کے پران کھنڈن کرنے والے۔

۴۰۹۔ پرنوہ :۔ استوتی کرنے و نمسکار کرنے یوگیہ۔ اونکار سروپ۔ (۴۱۰) پرتھوہ :۔ پرپنچ روپ سے پھیلے ہوئے

۴۱۱۔ ہرنیہ گربھہ :۔ سب سرشٹی کے کارن۔ انکوا ہرنیہ روپ برہمانڈ جن کے گربھ میں ہے۔

۴۱۲۔ شترو دھنہ :۔ دیوتاؤں کے شتروؤں کو ناش کرنے والے (۴۱۳) ویاپتہ :۔ سب میں ویاپت ، سروگت

۴۱۴۔ وایوہ :۔ سب کو سوگندھت کرنیوالے

۴۱۵۔ ادھوکشجہ :۔ جو نیچے کبھی کشین نہیں ہوتے۔ انترمکھ اندریوں سے جن کا گیان ہوتا ہے۔ (شلوک ۵۷)

मृतु: सुदर्शन: काल: परमेष्ठी परिग्रह: ।
उग्र: संवत्सरो दक्षो विश्रामो विश्वदक्षिण: ॥ ५८ ॥

اِرتوہ: سُدرشنہ: کال: پرمیشٹھی پری گرہ:
اُگرہ: سنبت سرو دکشو وشرامو وشودکشنہ: ۔ ۵۸ ۔

۴۱۶ ۔ اِرتوہ :۔ کال سروپ (۴۱۷) سُدرشنہ :۔ جن کا گیان شُبھ ہے ۔ اتھوہ جن کے نیتر سُندر ہیں ۔ اتھوا ۔ جن کا درشن سُکھ دینے والا ہے ۔ (۴۱۸) کالہ :۔ کال روپ سے سب کو کھانے والے ۔

۴۱۹ ۔ پرمیشٹھی :۔ اُوتم مہما میں استھت ۔ اتھوا ہردے آکاش میں سنستھت

۴۲۰ ۔ پری گرہ :۔ شرن میں آنے والوں کو آشرا ٹھکانہ دینے والے ۔ اتھوا جن کا گیان سب جگہ ہے ۔ اتھوا بھگتوں کے دیئے ہوئے پھل پتر کو گرہن کرنے والے ۔

۴۲۱ ۔ اُگرہ :۔ سب کو بھَے دینے والے (۴۲۲) سنبت سرہ :۔ سب پرانی ورگ جن میں سکھ کا نواس کرتا ہے ۔

۴۲۳ ۔ دکشنہ :۔ چتروں میں مہا چتر (۴۲۴) وشرامہ ۔ سنسار میں تھکے ہوئے ممکشوؤں کو وشرام یعنی آرام دینے والے

۴۲۵ ۔ وشودکشنہ :۔ سب کرموں میں چتر ۔ اتھوا وشو یعنی سنسار میں ایک چتر ۔ شلوک ۵۸

विस्तार: स्थावरस्थाणु: प्रमाणं बीजमव्ययम् ।
अर्थोऽनर्थो महाकोशो महाभोगो महाधन: ॥ ५९ ॥

وِستارہ: ستھاور ستھانوہ: پرمانم بیج مویّیم
ارتھو انرتھو مہاکوشو مہابھوگو مہادھنہ: ۔ ۵۹ ۔

۴۲۶ ۔ وِستارہ :۔ جن میں سارا جگت پھیلا ہوا ہے (۴۲۷) ستھاور ستھانوہ :۔ جن کی ستھتی سوبھاوک ہے اور جن میں پرتھوی وغیرہ ستھت ہیں ۔ (۴۲۸) پرمانم :۔ گیان روپ ہونے سے پرتیکش آدی پرمان سروپ

۴۲۹ ۔ بیج مویّیم :۔ وناش رہت سب کے کارن (۴۳۰) ارتھہ :۔ سکھ روپ ہونے سے جن کو سب ہی چاہتے ہیں ۔

۴۳۱ ۔ انرتھہ :۔ جن کو کسی سے کوئی غرض نہیں ۔ ارتھات ۔ سوئیم آپت کام

۴۳۲ ۔ مہاکوشہ :۔ انّ مے وغیرہ بڑے بڑے کوش جن کو ڈھکنے والے ہیں ۔

۴۳۳ ۔ مہا بھوگہ :۔ مہان ۔ بڑا ہے سکھ روپ بھوگ جن کا ۔

۴۳۴ ۔ مہادھنہ :۔ سب دھنیوں میں مہادھنی (supreme Land Lord) (شلوک ۵۹)

پرارتھنا :۔ مہادھنہ :۔ ہے مہادھن ! میری ساری دردرتا کو پوری طرح دور کر دیجئے ۔ سب سب طرف سے من کو پورن سنتشٹ کر دینے کی کرپا کیجئے ۔

अनिर्विण्णः स्थविष्ठो भूर्धर्मयूपो महामखः।
नक्षत्रनेमि नक्षत्री क्षमः क्षामः समीहनः ॥ ६० ॥

انر ونیہ: ستھ وشٹھو بھوُ دھرم یوُ پو مہا مکھہ:
نکشتر نیمر نکشتری کشمہ: کشامہ: سمی ہنہ: -۶۰-

۴۳۵ - انر ونیہ:- پورن کام ہونے سے کھیتا رہت - بے فکر - (۴۳۶) ستھ وشٹھ:- وراٹ روپ سے سنفت
۴۳۷ - بھوُہ:- ستہ روپ - اتھوا پرتھوی سروپ - اتھوا اٹھوہ = جنم وغیرہ سے رہت
۴۳۸ - دھرم یو پہ:- دھرم کا ستون (۴۳۹) مہا مکھہ:- جن کو ارپن کر دینے سے یگیہ مہان یعنی بڑا پھل دینے والا ہو جاتا ہے۔
۴۴۰ - نکشتر نیمی:- تارا چکر کو گھمانے والے (۴۴۱) نکشتری:- تاروں میں چندر سروپ
۴۴۲ - کشمہ:- سرو کاریہ سمرتھ سب کاموں کے کرنے کی پوری طاقت رکھنے والے۔ اتھوا کشما شیل
۴۴۳ - کشامہ:- سب کے فنا ہو جانے پر آتم روپ سے قائم رہنے والے۔
۴۴۴ - سمی ہنہ:- سرشٹی پیدا کرنے وغیرہ میں بھلی پرکار چیشٹا کرنے والے (شلوک ۶۰)

यज्ञ इज्यो महेज्यश्च क्रतुः सत्रं सतां गतिः।
सर्वदर्शी विमुक्तात्मा सर्वज्ञो ज्ञानमुत्तमम् ॥ ६१ ॥

یگیہ اجیو مہیج یشچ کرتوہ: ستر م ستام گتی ہ:
سرو درشی وِمکتاتما سروگ یو گیان متمم -۶۱-

۴۴۵ - یگیہ:- سرو یگیہ سروپ (۴۴۶) اجیہ:- جن کے لئے یگیہ کئے جاتے ہیں - اتھوا سب کے اِشٹ دیو
۴۴۷ - مہے جیہ:- سب پوجنیوں میں بڑے پوجنیہ (۴۴۸) کرتوہ:- یگیہ وشیش سروپ استمبھ سہت یگیہ کا نام کرتو
۴۴۹ - سترم:- ست پرشوں کے رکشک - اتھوا یگیہ وشیش سروپ
۴۵۰ - ستام گتی ہ:- مکتشوں کے رکشک
۴۵۱ - سرو درشی:- سب کے سب کرموں کو دیکھنے والے۔
۴۵۲ - وِمکت آتما:- سدا مکت سوبھاو
۴۵۳ - سروگیہ:- سرو = سرو سروپ - ارتھات سب کچھ وہی ہیں - اور گیہ = جاننے والے - اتھوا سرو گیاتا
۴۵۴ - گیان متمم:- اوتم گیان سروپ
اتھوا اوتم اور گیان سروپ

(شلوک ۶۱)

सुव्रतः सुमुखः सूक्ष्मः सुघोषः सुखदः सुहृत् ।
मनोहरो जितक्रोधो वीर बाहुर्विदारणः ॥ ६२ ॥

سُوورَتہ : سُمُکھہ : سُوکشمہ : سُگھوشہ : سُکھدہ : سُہرت
منوہرو جت کرودھو ویر باہر ودارنہ ۔ ۶۲ ۔

۴۵۵ ۔ سُوورَتہ :۔ اوتم ہے نیم (ورت) جن کا (۴۵۶) سُمُکھہ :۔ سُندر مُکھ والے ۔

۴۵۷ ۔ سُوکشمہ :۔ جو آنکھوں وغیرہ کے وشئے نہیں ہیں (۴۵۸) سُگھوشہ :۔ جن کا وید رُوپی شبد شُوبھا دیتا ہے ۔

۴۵۹ ۔ سُکھدہ :۔ ست پُرشوں کو سُکھ دینے والے ۔ اتھوا دُشٹوں کے سُکھ کو ناش کرنے والے ۔

۴۶۰ ۔ سُہرت :۔ بدلہ نہ چاہ کر اُپکار کرنے والے مِتر (۴۶۱) منوہرہ :۔ پرم آنند رُوپ ہونے سے من کو ہرنے والے ۔

۴۶۲ ۔ جت کرودھہ :۔ جنھوں نے کرودھ کو جیت رکھا ہے ۔

۴۶۳ ۔ ویر باہوہ :۔ وید مریادہ کی رکھشا کے لیئے جن کے بازُو طاقتور ہیں ۔

۴۶۴ ۔ ودارنہ :۔ ادھرمیوں کا ناش کرنیوالے ۔ (شلوک ۶۲ ۔)

پرارتھنا :۔ سُہرت :۔ ہے میرے پرم سُہرد ! مَیں اپنے لیئے کیا مانگ سکتا ہوں ۔ اگیان میں بھُولا ہُوا ہوں ۔ آپ میرے لیئے جو کچھ دیں گے وہی واستوک (سچا ۔ اصل) سُکھ روپ ہو سکے گا ۔

स्वापनः स्ववशो व्यापी नैकात्मा नैककर्मकृत् ।
वत्सरो वत्सलो वत्सी रत्न गर्भो धनेश्वरः ॥ ६३ ॥

سوَاپنہ : سوَوشو ویاپی نَیکا تما نیک کرم کرت
وَتسرو وَتسلو وَتسی رَتن گربھو دھنیشورہ ۔ ۶۳ ۔

۴۶۵ ۔ سُواپنہ :۔ سب کو سُلانے والے (۴۶۶) سووشہ :۔ سوتنتر

۴۶۷ ۔ ویاپی :۔ آکاش کے سمان ویاپک (۴۶۸) نیک آتما :۔ انیک سروپ

۴۶۹ ۔ نیک کرم کرت :۔ جگت کا پیدا کرنا ۔ پالن کرنا وغیرہ انیک کام کرنے والے

۴۷۰ ۔ وَتسرہ :۔ جن میں سب جگت نواس کرتا ہے ۔

۴۷۱ ۔ وَتسلہ :۔ بھگتوں پر پریم رکھنے والے ۔ (۴۷۲) وَتسی :۔ وَتس روپ پرجا کا پالن کرنے والے ۔

۴۷۳ ۔ رَتن گربھہ :۔ رَتن ہے گربھ ۔ ادھیہ میں جن کے ۔ سمندر سروپ (۴۷۴) دھنیشورہ :۔ سب دھن کے مالک کُبیر سروپ

(شلوک ۶۳)

پرارتھنا :۔ ہے پربھو ! تیری شرن ہوں ۔ میرے لیئے جو مناسب (اُچت) سمجھیں کریں یا نہ کریں یہ اب آپکی اچھا ہے ۔

धर्मगुब् धर्मकृद् धर्मी सदसत् क्षरमक्षरम् ।
अविज्ञाता सहस्त्रांशुर्विधाता कृतलक्षणः ॥ ६४॥

دھرم گُب دھرم کرد دھرمی سداست کشر مکشرم
اَوگیاتا سہسرانشُر ودھاتا کرت لکشنہ : -۶۴-

۴۷۵ - دھرم گُپ :- دھرم کی رکھشا کرنے والے (۴۷۶) دھرم کرت :- وید مریادا کے مطابق دھرم کو کرنیوالے ، چلانے والے ۔

۴۷۷ - دھرمی - دھرم کو دھارن کرنے والے (۴۷۸) ست :- ستہ ماتر = ستیہ پر برہم

۴۷۹ - اَست :- پرپنچ رُوپ (جگت رُوپ) اپر برہم (۴۸۰) کشرم :- جگت رُوپ سے فانی ۔

۴۸۱ - اکشرم :- کوٹستھ رُوپ سے لافانی (کوٹستھ = اَہرن - لوہا کوٹنے والی) ۔

۴۸۲ - اَوگیاتا :- جن کو جاننے والا دُوسرا کوئی نہیں ہے ۔

۴۸۳ - سہسرانشُوہ :- جن کی ہزاروں کرنیں سُورج وغیرہ میں پرکاشمان ہیں ۔

۴۸۴ - ودھاتا :- سب کو دھارن کرنے والے - انکو اپیدا کرنے والے ۔

۴۸۵ - کرت لکشنہ :- سدا چیتن سرُوپ - سب کے لکشن بنانیوالے انکو خود شری وتس وغیرہ لکشن یعنی نشان (چنہہ) رکھنے والے ۔

(شلوک ۶۴)

गभस्तिनेमिः सत्त्वस्थः सिंहो भूतमहेश्वरः ।
आदि देवो महादेवो देवेशो देवभृद्गुरुः ॥ ६५॥

گبھستِ نیمی ہ : ستوستھہ : سِنگھو بھوت مہیشورہ :
آدی دیوو مہادیوو دے ویشو دیو بھرد گورُوہ : -۶۵-

۴۸۶ - گبھستِ نیمیہ :- سُورج رُوپ سے کرنوں کے منڈل میں وراجمان ۔

۴۸۷ - ستوستھہ :- سدا ستوگن میں قائم - انکو اسب پرانیوں میں موجُود ۔

۴۸۸ - سنگھہ :- شیر کے سمان بہادر - انکو انرسنگھ کا نصف جسم سنگھ کا ہے ، یعنی نرسنگھ بھگوان ۔

۴۸۹ - بھوت مہیشورہ :- سب پرانیوں کے مہان ایشور (۴۹۰) آدی دیوہ :- آدی سب بھوتوں کو پیدا کرنیوالے دیو ۔ پرکاشمان انکو اسب سے پہلے دیو (۴۹۱) مہا دیوہ :- سب سے بڑے دیوتا ۔

۴۹۲ - دیویشہ :- دیوتاؤں کے بھی سوامی (۴۹۳) دیو بھرت گروہ :- دیوتاؤں کے سوامی اِندر کے بھی گورو ، حکومت (شاسن) کرنے والے ۔

(شلوک ۶۵)

پرارتھنا :- ستوستھہ :- ہے ناتھ ! آپ ستوگن میں سُتھت ہیں - میرے رَج - تم (رجوگُن - تموگُن) کو دُور کریں ۔

उत्तरो गोपति र्गोप्ता ज्ञानगम्यः पुरातनः ।
शरीरभूत भृद भोक्ता कपीन्द्रो भूरिदक्षिण: ॥ ६६ ॥

اُتّرو گوپتر گوپتا گیان گمیہ : پُراتنہ :
شریر بھوت بھرد بھوکتا کپیندرو بھورِ دکشنہ - ۶۶ -

۴۹۴ - اُترہ :- سنسار ساگر سے پار اتارنے والے - اتھوا سب سے اوتم

۴۹۵ - گوپتی ہ :- گوپال روپ سے گئوؤں کے پالک (پالنے والے) - اتھوا - گو یعنی پرتھوی کے پالک

۴۹۶ - گوپ تا :- سب کے رکھشک = محافظ (۴۹۷) گیان گمیہ :- جن کی پراپتی گیان سے ہوتی ہے۔

۴۹۸ - پُراتنہ :- سب سے پُرانے - سدا رہنے والے۔

۴۹۹ - شریر بھوت بھرت :- پران روپ شریر کے کارن پانچ بھوتوں کو دھارن کرنے والے۔

۵۰۰ - بھوکتا :- سب کے پالک - اتھوا سب سے بڑے آنند کا بھوگ کرنے والے۔

۵۰۱ کپیندرہ :- کپی = وراہ روپ ، اِندر = اندر سروپ - اتھوا - بانروں کے سوامی (رامچندر جی)

۵۰۲ - بھوری دکشنہ :- بہت دکشنا والے - یگیہ کرنے والے شلوک ۶۶

सोमपोऽमृतपः सोमः पुरुजित: पुरुसत्तमः ।
विनयो जयः सत्यसन्धो दाशार्हः सात्वतांपति: ॥ ६७ ॥

سوم پو امرت پہ سومہ : پُرو جت پُرو ستّمہ :
ون یو جے یہ : ستیہ سندھو داشراہہ : ساتوتام پتی ہ : - ۶۷ -

۵۰۳ - سوم پہ :- سب یگیوں میں سوم رس پینے والے (۵۰۴) امرت پہ :- امرت کو پینے اور پلانے والے۔

۵۰۵ - سومہ :- چندر روپ سے اوشدھیوں کو پُشٹ کرنیوالے اتھوا پاروتی کے ساتھ - یعنی شو روپ -

۵۰۶ - پُروجت :- بہتوں کو جیتنے والے - سرو جیتا (جیتا)

۵۰۷ - پُرو ستّمہ :- وشو روپ - سریشٹھ تم یعنی سب سے افضل۔

۵۰۸ - ون یہ :- دُشٹوں کو ڈنڈ دینے والے - (۵۰۹) جے یہ :- جیتنے والے - جے شیل

۵۱۰ - ستیہ سندھ :- ستیہ سنکلپ = جن کا سنکلپ سدا سچا ہے۔

۵۱۱ - داشراہہ :- داش = دان ، ارہہ = یوگیہ - ارتھات دان دینے کے یوگیہ ، اتھوا - شری کرشن کے رُوپ میں یادو۔

۵۱۲ - ساتوتام پتی ہ :- یادووں کے پالک - اتھوا بھگتوں کے پالک -

(شلوک ۶۷)

जीवो विनयितासाक्षी मुकुन्दोऽमित विक्रमः।
अम्भोनिधिरनन्तात्मा महोदधिशयोऽन्तकः॥ ६८॥

جیوو ونِ یتا ساکشی مکندو امت وکرمہ:
امبھو ندھر ننتاتما مہو دوھشیو انت کہ: - ۶۸ -

۵۱۳۔ جیوہ :۔ جیو آتما روپ
۵۱۴۔ ونِ یتا ساکشی :۔ پرجاؤں کی ونیتا = ونیتو کے ساکشی یعنی پرجا کی نمرتا کے ساکشی۔ (ونیتو = نمرتا)
۵۱۵۔ مکندہ :۔ مکتی دینے والے (۵۱۶) امت وکرمہ :۔ اننت پراکرم والے۔ پراکرم شالی یعنی شکتی شالی۔
۵۱۷۔ امبھوندھی :۔ جن میں دیوتا وغیرہ لین ہوں۔ اتھوا سمندر روپ۔
۵۱۸۔ اننت آتما :۔ اننت سروپ۔ ارتھات دیش کال یعنی جگہ و وقت سے لامحدود
۵۱۹۔ مہو دوھشیہ :۔ سمندر میں سونے والے (۵۲۰) انت کہ :۔ یم روپ ہو کر سب کا انت (خاتمہ) کرنیوالے :

پرارتھنا :۔ (اشلوک ۶۸)
ونِ یتا ساکشی :۔ ہے ناتھ! جبکہ آپ میرے سارے کرموں کے ساکشی ہیں تو پھر میں آپ کے آگے اپنی کیا صفائی رکھ سکتا ہوں۔ جیسا بھی ہوں آپ کا ہوں۔

अजो महार्हः स्वाभाव्यो जितामित्रः प्रमोदनः।
आनन्दो नन्दनो नन्दः सत्यधर्मा त्रिविक्रमः॥ ६९॥

اجو مہارہہ: سوابھادیو جتامترہ: پرموونہ:
آنندو نندنو نندہ: ستیہ دھرما تِر وکرمہ: - ۶۹ -

۵۲۱۔ اجہ :۔ وشنو سے پیدا ہونے والے کام دیو۔ ست سوروپ
۵۲۲۔ مہارہہ :۔ پوجا کے یوگیہ۔ پوجنیہ (۵۲۳) سوابھادیہ :۔ سدا سوبھاو سدھ سروپ
۵۲۴۔ جتامترہ :۔ جنہوں نے بیرونی و اندرونی ششتروں کو جیت رکھا ہے۔
۵۲۵۔ پرمودنہ :۔ آنند دینے والے (۵۲۶) آنندہ :۔ آنند سروپ
۵۲۷۔ نندنہ :۔ پرسن کرنے والے۔ (۵۲۸) نندہ :۔ تمام سمردھیوں سے سمپن
۵۲۹۔ ستیہ دھرما :۔ جن کے دھرم۔ گیان وغیرہ سچے ہیں۔
۵۳۰۔ تر وکرمہ :۔ تین قدموں سے تینوں لوکوں کو ناپ لینے والے۔ یعنی باون بھگوان۔ (اشلوک ۶۹)

پرارتھنا :۔
پرمودنہ :۔ ہے پربھو! آپ آنند کے سمندر ہیں مجھ پر کرپا کر اپنے آنند سے بھرپور کریں۔

महर्षिः कपिलाचार्यः कृतज्ञो मेदिनीपतिः ।
त्रिपदस्त्रिदशाध्यक्षो महाशृङ्गः कृतान्तकृत् ॥७०॥

مہرشی ہ: کپلاچاریہ: کرت گیو میدنی پتی ہ:
تر پدستر دشا دھیکشو مہا شرنگہ کرتانت کرت - ۷۰ -

۵۳۱- مہرشی ہ: کپلاچاریہ:- مہاں رشی کپل آچاریہ سروپ
۵۳۲- کرتگیہ:- جگت سروپ اور آتم سروپ وہ ہی جگت ہیں - وہ ہی آتما ہیں۔
۵۳۳- میدنی پتی ہ: پرتھوی کے سوامی (۵۳۴) ترپدہ:- تین ہیں ناپنے کے قدم جن کے (وامن روپ)
۵۳۵- تردشادھیکشہ:- تینوں گنوں کی تینوں دشاؤں کے سوامی۔ اتھوا دیوتاؤں کے سوامی۔
۵۳۶- مہاشرنگہ:- متسیہ روپ (متسیہ اوتار)
۵۳۷- کرتانت کرت:- جگت کا انت کرنے والے۔ اتھوا مرتیو کے بھی ناش کرنے والے۔ (اشلوک ۷۰)

پرارتھنا:- ہے ناتھ! مجھ پر کرپا کیجئے۔ میرے سبھی دُرگنوں کو نشٹ کر دیجئے۔ مجھے اس قابل بنا دیجئے کہ میں آپ کی شرن میں آسکوں۔

महावराहो गोविन्दः सुषेणः कनकाङ्गदी ।
गुह्यो गभीरो गहनो गुप्तश्चक्रगदाधरः ॥७१॥

مہاوراہو گووندہ سشینہ: کنک آنگدی
گہیو گبھیرو گہنو گپتش چکر گدا دھرہ: -۷۱-

۵۳۸- مہاوراہہ:- وراہ اوتار سوروپ
۵۳۹- گووندہ:- دید وانی سے جن کی پراپتی ہے۔ اتھوا جو ویدانت واکیوں سے جانے جاتے ہیں۔
۵۴۰- سشینہ:- سندر ہے تین گن (ستو- رج- تم) روپ فوج جن کی
۵۴۱- کنک آنگدی- سونے کے بھُج بھوشن پہننے والے۔
۵۴۲- گہیہ:- اُپنشدوں سے جاننے یوگیہ- اتھوا ہردے گپھا میں لین
۵۴۳- گبھیرہ:- گیان اور ایشوریہ کے بل سے گمبھیر
۵۴۴- گہنہ:- جن میں پرویش ہونا کٹھن ہے۔
۵۴۵- گپتہ:- گپت۔ اندریہ۔ وانی۔ من وغیرہ جن کو نہیں پا سکتے۔
۵۴۶- چکر گدا دھرہ:- لوک رکھشا کے لیے من روپی چکر اور بدھی تتو روپی گدا کو دھارن کرنے والے۔
(اشلوک ۷۱)

वेधाः स्वाङ्गोऽजितः कृष्णो दृढः संकर्षणोऽच्युतः ।
वरुणो वारुणो वृक्षः पुष्कराक्षो महामनाः ॥ ७२ ॥

ویدھاہ : سوانگو اجتہ کرشنو درڑھ : سنکرشنو چیتیہ :
ورُونو وارُنو برکشہ : پُشکر راکشو مہا مناہ : ۷۲

۵۴۸ - ویدھاہ :- برہما روپ سے جگت کو رچنے والے (۵۴۸) سوانگہ :- آپ ہی کاریہ کے کرنے میں معاون ۔
۵۴۹ - اجتہ :- جن کو کسی نے نہیں جیتا ۔ (۵۵۰) کرشنہ :- کرشن دوپی پاین ویاس سروپ
۵۵۱ - درڑھہ :- جن کا سوروپ اور سامرتھیہ کبھی گھٹتا نہیں ۔
۵۵۲ - سنکرشنو چیتیہ :- پرلے کال میں ساری پرجا کو سمیٹ کر اپنے میں ملا لینے والے اور مقام سے نہ وچلیت (پریشان) ہونے والے ۔ (۵۵۳) ورونہ :- سورج وجل ادھی پتی سوروپ
۵۵۴ - وارُنہ :- ورن کی سنتان وشسٹ و اگست سروپ ۔
۵۵۵ - درکشہ :- ورکش کے سمان اچل سوبھاو والے
۵۵۶ - پُشکر راکشہ :- ہردے کمل میں چنتن کرنے یوگیہ (چنتنیہ) ۔ اتھوا چت سوروپ سے پرکاشمان ۔
۵۵۷ - مہامناہ :- بڑے من والے ۔ وہ من سے ہی سرشٹی ستھتی سنگھار کرتے ہیں ۔ (شلوک ۷۲)

भगवान् भगहाऽऽनन्दी वनमाली हलायुधः ।
आदित्यो ज्योतिरादित्यः सहिष्णुर्गतिसत्तमः ॥ ७३ ॥

بھگوان بھگ ہا آنندی وَن مالی ہلا یدھہ :
آدتیو جیوترا دِتیہ : سہشنُر گتی سنتمہ : (۷۳)

۵۵۸ - بھگوان :- بھگ - ایشوریہ - دھرم - گیان - شری - ویراگیہ موکش یہ چھ جنہیں ہیں ۔ ارتھات سمست ایشوریہ شالی ۔
۵۵۹ - بھگہا :- پرلے کال میں سارے لوک کے ایشوریہ کو نشٹ کرنے والے (۵۶۰) آنندی :- سکھ سروپ ہونے سے سدا آنند یکت
۵۶۱ - ون مالی :- پانچ بھوت (آکاش - وایو - اگنی - جل - پرتھوی) اور ان کی تن ماترائیں (شبد - سپرش - رس - روپ - گندھ) انت سوروپ ویجنتی مالا کو دھارن کرنے والے ۔ اتھوا تلسی - کند - مندار - پارجات - کمل ان پانچ پرکار کے پھولوں کی مالا دھارن کرنے والے
۵۶۲ - ہلایدھہ :- ہل ہی جن کا ہتھیار ہے ۔ بلبھدر سروپ بلرام جی (۵۶۳) آدتیہ :- ادتی پتر - وامن بھگوان ۔
۵۶۴ - جیوتی رادتیہ :- سورج منڈل میں قائم جیوتی سوروپ ۔ اتھوا - خود ہی جیوتی سروپ اور سورج سروپ ۔
۵۶۵ - سہشنوہ :- سہن شیل کشما شیل (۵۶۶) گتی ستمہ :- گتی دسوم سب کے رکھشک اور ستم - سب سے سریشٹھ (شلوک ۷۳)

सुधन्वा खण्डपरशुर्दारुणो द्रविणप्रदः ।
दिवः स्पृक् सर्वदृग्व्यासो वाचस्पतिरयोनिजः ॥७४॥

شدھنوا کھنڈ پرشُر دارُنو دروِن پردہ :
دِوَہ سپرک سرو درگ ویاسو واچسپتر ریونجہ : ۷۴۔

۵۶۷۔ سُدھنوا :۔ سُندر ہے اندریہ آدی رُوپ دھنش یا شارنگ دھنش جن کا۔

۵۶۸۔ کھنڈ پرشوہ :۔ شتروؤں کو مارنے والے کلہاڑے کو دھارن کرنے والے پرشرام سروپ۔

۵۶۹۔ دارُنہ :۔ دُشٹوں کا ناش کرنیوالے (۵۷۰) دروِن پردہ :۔ بھگتوں کو دھن یعنی من چاہا پھل دینے والے۔

۵۷۱۔ دِوَہ، سپرک :۔ سؤرگ کو چھُونے والے (۵۷۲) سرو درگ ویاسہ :۔ ویاس مُنی روپ سے اتھوا برہما روپ سے سبھی گیانوں یعنی وید وغیرہ کا وِستار کرنے والے۔

۵۷۳۔ واچسپتر یونجہ :۔ وِدّیا کے سوامی۔ اور ایونج یعنی ماتا کے گربھ سے نہ پیدا ہونے والے۔ (شلوک ۷۴)

پرارتھنا :۔ دارُنہ :۔ ہے دشٹ دمن ناتھ ! سنسار میں سبھی دُشٹ دُرگنوں کا دمن ہو کر سُندر سدگنوں کا پرکاش ہو۔ جس سے سبھی سکھ اور آنند کو پراپت کریں۔

त्रिसामा सामगः साम निर्वाणं भेषजं भिषक् ।
संन्यासकृच्छमः शान्तो निष्ठा शान्तिः परायणः ॥७५॥

ترساما سام گہ : سام نِروانم بھیش جم بھشک
سنیاس کرِچھمہ : شانتو نشٹھا شانتی ہ : پرائینہ : ۷۵۔

۵۷۴۔ ترساما :۔ تینوں ساموں سے جن کی استوتی کی جاتی ہے۔

۵۷۵۔ سام گہ :۔ سام وید کا گائن کرنے والے (۵۷۶) سام :۔ سام وید سروپ

۵۷۷۔ نروانم :۔ سرو دُکھ ناشک۔ پرم آنند سروپ (۵۷۸) بھیش جم :۔ سنسار رُوپ روگ کو ناش کرنے والی اوشدھی۔

۵۷۹۔ بھشک :۔ سنسار روگ کو ناش کرنے والی اپنشد وغیرہ پرا ودیا کا اُپدیش کرنے والے (ویدیہ)

۵۸۰۔ سنیاس کرت :۔ موکش کے لئے چوتھا آشرم سنیاس کی رچنا کرنے والے۔

۵۸۱۔ شمہ :۔ شم سروپ (۵۸۲) شانتہ ہ :۔ وِشے سکھوں میں مکمل طور پر لگاؤ رہت

۵۸۳۔ نشٹھا :۔ آخر میں سب جن میں جذب ہوتے ہیں

۵۸۴۔ شانتی ہ :۔ برہم وِدیا سوروپ۔

۵۸۵۔ پرائینہ :۔ پرہ۔ اَین = سب سے اعلےٰ حاصل منزل۔ اعلےٰ منزل مقصود جو سب سے اونچی ہے۔ جہاں جانے پر پھر واپس آنے کا شک نہیں رہتا۔ (شلوک ۷۵)

शुभाङ्गः शान्तिदः स्त्रष्टा कुमुदः कुवलेशयः ।
गोहितो गोपति गोप्ता वृषभाक्षो वृषप्रियः ॥७६॥

شبھانگہ: شانتی دہ: سرشٹا کمدہ: کوُلیش یہ:
گو ہتو گوپتی گوپتا ورش بھاکشو ورش پری یہ: -۷۶-

۵۸۶۔ شبھانگہ:۔ سندر شریر والے
۵۸۷۔ شانتی دہ:۔ راگ دویش (رغبت و نفرت) کو نشٹ کر کے شانتی دینے والے۔
۵۸۸۔ سرشٹا:۔ آغاز میں سب کو رچنے والے (۵۸۹) کمدہ:۔ پرتھوی پر آنند پانے والے
۵۹۰۔ کوُلیش یہ:۔ جل میں سونے (شین کرنے) والے
۵۹۱۔ گوہتہ:۔ گئوؤں کے ہمدرد۔ اتھوا پرتھوی کا بوجھ اتار کر اس کا ہت کرنے والے۔
۵۹۲۔ گوپتی ہ:۔ پرتھوی کے سوامی (۵۹۳) گوپتا:۔ جگت کے محافظ
۵۹۴۔ ورشبھاکشہ:۔ سبھی کامناؤں کو پورن کرنے والی ہے نظر (درشٹی) جن کی
۵۹۵۔ ورش پریہ:۔ دھرم جن کو پیارا ہے۔ (شلوک ۷۶)

अनिवर्ती निवृत्तात्मा संक्षेप्ता क्षेमकृच्छिवः ।
श्री वत्सवक्षाः श्री वासः श्री पतिः श्री मतां वरः ॥७७॥

انی ورتی نورت آتما سنکشیپتا کشیم کرچھوہ:
شری ونس وکشاہ: شری واسہ: شری پتی ہ: شری متانورہ: ۷۷۔

۵۹۶۔ انی ورتی:۔ جن کو دیوتاؤں اور راکھشسوں کے یدھ سے کبھی فرصت نہیں۔
۵۹۷۔ نورتاتما:۔ سوبھاؤ سے ہی جن کا آتما وشیوں سے نورت ہے۔
۵۹۸۔ سنکشیپتا:۔ پھیلے ہوئے سنسار کو پرلے کال میں سکیڑنے والے۔
۵۹۹۔ کشیم کرت:۔ سب کی حفاظت کرنے والے (۶۰۰) شوہ:۔ نام سمرن ماتر سے پوتر کرنے والے۔
۶۰۱۔ شری وتس وکشاہ:۔ جن کے وکش ستھل (چھاتی پر) میں شری وتس چنہہ یعنی نشان ہے۔
۶۰۲۔ شری واسہ:۔ جن کے ہردے میں ہمیشہ لکشمی رہتی ہے۔ (۶۰۳) شری پتی ہ:۔ لکشمی کے پتی
۶۰۴۔ شری متانورہ:۔ شری مان = برہما وغیرہ میں پردھان (شلوک ۷۷)

پرارتھنا:۔

ہے سرو کلیان کاری بھگوان! آپ کی کرپا سے سارا سنسار کلیان کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔ سبھی بھولے بھٹکے سچے کلیان مارگ پر آجائیں۔

श्रीद: श्रीश: श्रीनिवास: श्रीनिधि: श्री विभावन: ।
श्रीधर: श्रीकर: श्रेय: श्री माल्लोकत्रयाश्रय: ॥७८॥

شری دہ: شری شہ: شری نواسہ: شری ندھی ہ: شری وبھاونہ:
شری دھرہ: شری کرہ: شرے یہ: شری مان لوک تریا شریہ: -۷۸-

۶۰۵- شری دہ:- بھگتوں کو لکشمی دینے والے (۶۰۶) لکشمی کے سوامی
۶۰۷- شری نواسہ:- لکشمی جن میں سدا نواس کرتی ہے۔ اتھوا لکشمی وانوں میں نواس کرنے والے
۶۰۸- شری ندھی ہ:- سبھی شوبھائیں جن میں سدا رہتی ہیں۔
۶۰۹- شری وبھاونہ:- کرم انوسار سب کو لکشمی یعنی ایشوریہ وغیرہ دینے والے۔
۶۱۰- شری دھرہ:- لکشمی کو دھارن کرتے والے (۶۱۱) شری کرہ:- بھگتوں کو ایشوریہ دینے والے۔
۶۱۲- شرے یہ:- پرم کلیان سوروپ (۶۱۳) شری مان:- شوبھا والے
۶۱۴- لوک تریا شریہ:- تینوں لوکوں کے سہارے (شلوک ۷۸)

پرارتھنا:- شری دہ:- ہے شری دھر بھگوان! سارا سنسار اس وقت شوبھا رہت ہو رہا ہے۔ کرپا کیجئے اسے پھر سے اپنائیے۔ پھر سے شری سمپن بنائیے۔

स्वक्ष: स्वङ्ग: शतानन्दो नन्दिर्ज्योतिर्गणेश्वर: ।
विजितात्माऽविधेयात्मा सत्कीर्तिश्छिन्नसंशय: ॥७९॥

سوکشہ: سونگہ: شتانندو نندر جیوتر گنیشورہ:
وجتاتما ودھے یاتما ستکیرتش چھن سنشیہ: -۷۹-

۶۱۵- سوکشہ:- سندر آنکھوں والے
۶۱۶- سونگہ:- سندر انگوں (اعضا) والے ۶۱۷- شتانندہ: انیک آنند سروپ
۶۱۸- نندی ہ: پرم آنند سروپ
۶۱۹- جیوتر گنیشورہ:- سورج چندرما وغیرہ کے ایشور ادتھات ان کو پرکاش دینے والے۔
۶۲۰- وجتاتما- جنہوں نے من کو جیت رکھا ہے ۶۲۱- اودھے یاتما- جن کے سروپ کو کوئی بیان نہیں کر سکتا ہے۔
۶۲۲- ست کیرتی ہ:- سچی کیرتی والے ۶۲۳- جن کو کوئی سندیہ نہیں (شلوک ۷۹)

پرارتھنا:- جیوتر گنیشورہ:- ہے پربھو! میرے اندر بھی اپنی جیوتی کا پرکاش دینے کی کرپا کریں۔ جس سے میرے اندر کا سارا اندھیرا دور بھاگ جائے۔

उदीर्ण: सर्वतश्चक्षुरनीश: शाश्वतस्थिर: ।
भूशयो भूषणो भूतिर्विशोक: शोक नाशन: ॥८०॥

اُدیرنہ : سَروتش چکشُورنیشہ : شاشوت سِتھرہ :
بھُوشیو بھوشنو بھُوتِر وشوکہ : شوک ناشنہ : -۸۰-

۶۲۴ - اُدیرنہ :- سب سے سرشیٹھ (افضل) (۶۲۵) سَروتش چکشوہ :- جن کی نگاہ سب طرف سے سبھی طرف دیکھنے والے

۶۲۶ - انی شہ :- جن کا کوئی سوامی نہیں۔ سوئم ایشور (۶۲۷) شاشوت ستھرہ :- سدا رہنے والے اور وکار رہت

۶۲۸ - بھوشیہ :- شری رام روپ سے وَن میں بھومی پر سونے والے۔

۶۲۹ - بھوشنہ :- پرتھوی کو بھوشت کرنے یعنی سجانے والے

۶۳۰ - بھوتی :- ایشوریہ سوروپ۔ اتھوا ستہ سروپ ۶۳۱ - وشوکہ :- آنند سروپ ہونے سے شوک رہت۔

۶۳۲ - شوک ناشنہ :- سمرن کرنے ماتر سے شوک کو ناش کرنے والے (شلوک ۸۰)

پرارتھنا :- شوک ناشنہ :- ہے شوک ناشن بھگوان! کرپا کیجئے۔ ہم تجھ جیووں کے انتہ: کرنوں میں اگیان کے کارن سدا رہنے والے شوک کو سدا کے لئے نرمول کر دیجئے۔ آپ کے سوا دوسرا کون ایسا کر سکے گا۔

अर्चिष्मानर्चित: कुम्भो विशुद्धात्मा विशोधन: ।
अनिरुद्धोऽप्रतिरथ: प्रद्युम्नोऽमित विक्रम: ॥८१॥

ارچش مانرچتہ : کمبھو وِشُدھاتما وشو دھنہ :
اُنی رُدھو اپرتِرتھہ : پردیُمنو امت وکرمہ : -۸۱-

۶۳۳ - ارچش مان :- پردھان تیج والے۔ سورج و چندر وغیرہ انہیں کے پرکاش سے پرکاشمان ہیں۔ اتھوا سوئم سورج چندر سروپ

۶۳۴ - ارچتہ :- برہما وغیرہ سے پوجت۔

۶۳۵ - کمبھہ :- گھڑے کے سمان جن میں سارا جگت بھرا ہوا ہے۔ ۶۳۶ - وِشدھاتما :- وِشدھ۔ پوتر سوروپ

۶۳۷ - وِشودھنہ :- سمرن کرنے ماتر سے پاپوں کا شودھن کر دینے والے۔

۶۳۸ - انی رُدھہ :- یُدھ میں نہ رُکنے والے

۶۳۹ - اپرتِرتھہ :- جن کے سمان کوئی دوسرا نہیں۔ ۶۴۰ - پردیُمنہ :- اوتم سمپتی والے

۶۴۱ - امت وکرمہ :- جن کے پراکرم بل کا پری مان نہیں ہے۔ (شلوک ۸۱)

پرارتھنا :- وِشُدھاتما :- ہے پربھو! آپ خود شُدھ سروپ ہیں۔ کرپا کر کے ہم سب کو شُدھ کر دیں۔ تاکہ ہم آپ کے نزدیک پہنچ سکیں۔

कालनेमिनिहा वीरः शौरिः शूरजनेश्वरः।
त्रिलोकात्मा त्रिलोकेशः केशवः केशिहा हरिः॥८२॥

کال نیمی نہا ویرہ: شوئری ہ: شوُرج نیشورہ:
تِرلوک آتما ترلوکیشہ: کیشوہ: کیشی ہا ہری ہ: -۸۲-

۶۴۲۔ کال نیمی نہا۔ کال نیمی راکھشش کو مارنے والے (۶۴۳) ویرہ:۔ دشمنوں کو بھگانے والے
۶۴۴۔ شوئری ہ:۔ شوُر کل میں پیدا ہونے والے (۶۴۵) شوُرج نیشورہ:۔ اندر آدی کے ایشور یہ سوامی
۶۴۶۔ ترلوک آتما۔ تین لوک سروپ ۶۴۷۔ ترلوکیشہ:۔ تینوں لوکوں پر حکومت کرنے والے۔
۶۴۸۔ کیشوہ:۔ سورج وغیرہ کی کرنیں جن کے کیش ہیں۔ اتھوا برہما۔ وشنو۔ شو تینوں شکتیاں جن کے کیش یعنی انش ہیں۔ ۶۴۹۔ کیشی ہا:۔ کیشی راکھشش کو مارنے والے۔
۶۵۰۔ ہری ہ:۔ پاپوں کو ہرنے والے۔ اتھوا سنسار کو ہرنے والے (شلوک ۸۲)

پرارتھنا:۔ ہری ہ:۔ ٹھیک آپ ہری ہیں۔ سبھی پاپوں کو ہر لیتے ہیں۔ تبھی تو بھگت لوگ بار بار ہری ہری کہہ کر پکارتے ہیں۔

कामदेवः कामपालः कामी कान्तः कृतागमः।
अनिर्देश्यवपु विष्णु वीरोऽनन्तो धनञ्जयः॥८३॥

کام دیوہ: کام پالہ: کامی کانتہ: کرتاگمہ:
انِردیشیہ وپُور وشنوُ ویرو اننتو دھننجیہ: -۸۳-

۶۵۱۔ کام دیوہ:۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش کو چاہنے والے جن کو چاہتے ہیں۔ اور پوجا کرتے ہیں۔
۶۵۲۔ کام پالہ:۔ کامنا پورن کرنے والے۔ (۶۵۳) کامی:۔ پورن کام۔
۶۵۴۔ کانتہ:۔ پرم سندر۔ اتھوا برہما کا انت کرنے والے (ک = برہما)
۶۵۵۔ کرتاگمہ:۔ وید شاستر وغیرہ کے بنانے والے۔
۶۵۶۔ انِردیشیہ وپُوہ:۔ جن کے شریر کا اظہار نہ کیا جا سکے۔ (۶۵۷) وشنوہ:۔ جن کی کانتی سارے سنسار میں پھیلی ہوئی ہے۔
۶۵۸۔ ویرہ:۔ گتی مان یعنی حرکت والے (۶۵۹) اننتہ:۔ جن کا انت نہیں ہے۔
۶۶۰۔ دھننجیہ[1]:۔ شتروؤں کے دھن کو جیتنے والے۔ ارجن روپ (شلوک ۸۳)

---

[1] پانڈوانام دھننجیہ۔ گیتا ادھیائے ۱۰ شلوک ۳۷
[پانڈوؤں میں دھننجیہ = ارجن میرا سوروپ ہے (وبھوتی ہے)]

ब्रह्मण्यो ब्रह्मकृद् ब्रह्मा ब्रह्म ब्रह्मविवर्धनः ।
ब्रह्मविद् ब्राह्मणो ब्रह्मी ब्रह्मज्ञो ब्राह्मणप्रियः ॥८४॥

برہمنیو برہم کرد برہما برہم برہم وِوردھنہ :
برہم وِد براہمنو برہمی برہم یگیو براہمن پریہ : ۔۸۴۔

۶۶۱۔ برہمنیہ :۔ برہم = تپ ۔ وید ۔ ستیہ ۔ گیان ۔ ان کے ہتیشی (ہمدرد) ۔ اتھوا جاننے والے ۔

۶۶۲۔ برہم کرت :۔ برہم = تپ ۔ وید ۔ ستیہ ۔ گیان وغیرہ کے کرتا ۔ (۶۶۳) برہما :۔ سب کو رچنے والے ۔ برہما روپ ۔

۶۶۴۔ برہم :۔ بڑے یا بڑھانے والے ۔ ستیہ گیان آنند سروپ برہم ۔

۶۶۵۔ برہم وِوردھنہ :۔ تپ ۔ وید ۔ ستیہ ۔ گیان وغیرہ کو بڑھانے والے ۔

۶۶۶۔ برہم وِت :۔ وید کے ارتھ جاننے والے ۔ (۶۶۷) براہمنہ :۔ برہمن روپ سے ویدک گیان کا اُپدیش کرنے والے ۔

۶۶۸۔ برہمی :۔ تپ ۔ وید ۔ ستیہ ۔ گیان وغیرہ جن کے پاس ہیں ۔ (۶۶۹) برہم یگیہ :۔ وید گیاتا ۔ وید کے جاننے والے ۔

۶۷۰۔ براہمن پریہ :۔ براہمنوں کے پیارے ۔ اتھوا جن کو برہمن پیارے ہیں ۔

(شلوک ۸۴)

پرارتھنا :۔ ہے ناتھ ! انیک روپوں میں آپ ہمارے کلیان کا کاریہ کر رہے ہیں ۔ آپ دھنیہ ہیں ۔

महाक्रमो महाकर्मा महातेजा महोरगः ।
महाक्रतुर्महायज्वा महायज्ञो महाहविः ॥८५॥

مہاکرمو مہاکرما مہاتیجا مہورگہ :
مہاکرتُر مہایجوا مہایگیو مہاہوی ہ : ۔۸۵۔

۶۷۱۔ مہاکرمہ :۔ بڑا ہے کرم = قدم جن کا ۔

۶۷۲۔ مہاکرما :۔ بڑا ہے سرشٹی روپی کرم جن کا ۔ (۶۷۳) مہاتیجاہ :۔ بڑے تیج والے

۶۷۴۔ مہورگہ :۔ بڑے سروپ ۔ واسکی روپ ۔ (۶۷۵) مہاکرتوہ :۔ مہان یگیہ سروپ

۶۷۶۔ مہایجوا :۔ سب سے بڑے اور لوک سنگرہ کے لئے یگیہ کرنے والے ۔

۶۷۷۔ مہایگیہ[1] :۔ مہان یگیہ = جپ یگیہ سوروپ

۶۷۸۔ مہاہوی ہ :۔ مہان آہوتی سروپ

(شلوک ۸۵)

---

[1] "یگیہ نام جپ یگیو اسمی" گیتا ادھیائے ۱۰ ۔ شلوک ۲۷

سب یگیوں میں جپ یگیہ میرا سوروپ ہے ۔ میری وبھوتی ہے ۔

ایک جپ یگیہ ہی ایسا یگیہ ہے جو کسی بیرونی سامگری کی ضرورت نہ رکھنے کے کارن کسی پرانی کو کسی پرکار کا کشٹ دیئے بنا پورا (سمپنّ) ہوتا ہے ۔

स्तव्य: स्तवप्रिय: स्तोत्रं स्तुति: स्तोतारणप्रिय: ।
पूर्ण: पूरयिता पुराय: पुण्यकीर्तिरनामय: ॥ ८६ ॥

ستوُیہ : ستوپریہ : ستوترم ستوتی ہ : ستوتارن پریہ :
پوُرنہ : پوُریتا پُنیہ : پُنیہ کیرتر نام یہ : ۔۸۶۔

۶۷۹۔ ستویہ :۔ استوتی کرنے یوگیہ
۶۸۰۔ ستوپریہ :۔ استوتی جن کو پیاری ہے (۶۸۱) ستوترم :۔ گن ورنن سروپ (۶۸۲) ستوتی ہ :۔ استوتی روپ
۶۸۳۔ ستوتا :۔ استوتی کرنے والے بھی وہ ہی ہیں۔ (۶۸۴) رن پریہ :۔ یدھ جن کو پیارا ہے۔
۶۸۵۔ پوُرنہ :۔ سب کاماؤں یا شکتیوں سے پوُرن (۶۸۶) پوُریتا :۔ اوروں کو پورن کرنے والے
۶۸۷۔ پُنیہ :۔ سمرن کرنے ماتر سے پاپوں کو نشٹ کرنے والے = پرم پوتر۔
۶۸۸۔ پنیہ کیرتی ہ :۔ پوتر کیرتی والے (۶۸۹) انام یہ :۔ سب روگوں سے رہت　　شلوک ۔۸۶۔

پرارتھنا :۔ پوُرنہ ، اتھوا ۔ پوُریتا :۔ ہے پورن سوروپ پربھو ! ہم سبھی اپوُرنوں کو کرپا کر کے پوُرن بنایئے ۔ اور اپنایئے = ے مجھے اپنا بناؤ نند لالہ

मनोजवस्तीर्थ करो वसुरेता वसुप्रद: ।
वसुप्रदो वासुदेवो वसुर्व सुमना हवि: ॥ ८७ ॥

منوجوس تیرتھ کرو وسو ریتا وسو پردہ :
وسو پردو واسدیوو وسُر وسُمنا ہوی ہ : ۔۸۷۔

۶۹۰۔ منوجوہ :۔ من کے سمان رفتار والے (۶۹۱) تیرتھ کرہ :۔ چودہ ودیا اور اُپ ودیاؤں کے کرتا۔
۶۹۲۔ وسوریتاہ :۔ سونا چاندی وغیرہ سمپتی والے (۶۹۳) وسوپردہ :۔ دھن دینے والے = کبیر سوروپا۔
۶۹۴۔ وسو پردو :۔ اوتم دھن ، موکش بھگتوں کو دینے والے = موکش داتا۔ اتھوا دشٹوں کے دھن کو سرووناش کرنیوالے
۶۹۵۔ واسدیوہ :۔ وسدیو پتر = کرشن روپ بھگوان۔
۶۹۶۔ وسوہ :۔ جن میں سب پرانی نواس کرتے ہیں۔ اتھوا جو اپنے کو اپنی مایا سے ڈھکے رکھتے ہیں۔
۶۹۷۔ وسمناہ :۔ جن کا من وسو روپ ہے۔ (۶۹۸) ہوی ہ :۔[۱] آہوتی روپ　　(اشلوک ۸۷)

---

[۱] برہم ارپنم برہم ہوی ہ :" گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۲۴
ارپن بھی برہم روپ ہے ۔ آہوتی بھی برہم روپ ہے
اگنی بھی برہم روپ ہے ۔ وغیرہ وغیرہ

सद्गतिः सत्कृतिः सत्ता सद्भूतिः सत्परायणः।
शूरसेनो यदुश्रेष्ठः सन्निवासः सुयामुनः॥८८॥

سدگتی ہ : ست کرتی ہ : ستّہ سدبھوتی ہ : ستّ پرائینہ :
شور سینو یدو شریشٹھ : سنی واسہ : سویامنہ : ۸۸ ۔

۶۹۹ ۔ سدگتی ہ : گیانی پرشوں سے پراپت کرنے یوگیہ ۔ اتھوا شریشٹھ بدھی والے ۔

۷۰۰ ۔ ست کرتی ہ : جن کا سرشٹی پیدا کرنا وغیرہ کرم شریشٹھ ہے ۔

۷۰۱ ۔ ستّہ : ستّہ روپ ۔ ادویت یعنی ایک برہم

۷۰۲ ۔ سدبھوتی ہ : ایک روپ ہوتے ہوئے بھی انیک پرکار سے دکھائی دینے والے ۔

۷۰۳ ۔ ست پرائینہ : گیانیوں کی منزلِ مقصود ۔ سب سے اوتم پراپت کرنے یوگیہ ستھان

۷۰۴ ۔ شور سینہ : جن کی سینا پراکرم شالی ہے (۷۰۵) یدو شریشٹھ : کرشن روپ سے یادووں میں پردھان

۷۰۶ ۔ سنی واسہ : ودوانوں کے سہارے (۷۰۷) سویامنہ : سندر یمنا کے جگّہ (گھیرا) جن کے چاروں گردہیں (کالیہ کو ڈنڈ دیتے وقت)

پرارتھنا :- سویامنہ :- واہ نٹور ! ناچنے کے لیئے رنگ بھومی بہت اچھی ڈھونڈی (شلوک ۸۸)
(کالیہ ناگ کے پھن پر ناچ کیا) ٹھیک ہے ۔ آیئے میرا انتہ کرن جو یمنا روپی تالاب ہے اس کو موہ روپی کالیہ نے
دوشت کر رکھا ہے ۔ اس کا بھی تو دمن کیجئے ۔ اسے بھی ڈنڈ دیجئے ۔ موہ دور بھگائیں ۔

भूतावासो वासुदेवः सर्वासुनिलयोऽनलः।
दर्पहा दर्पदो दृप्तो दुर्धरोऽथापराजितः॥८९॥

بھوتا واسو واسدیوہ : سرواسنل یو انلہ :
درپ ہا درپ دو درپتو دردھرو اتھا پراجتہ : ۸۹ ۔

۷۰۸ ۔ بھوتا واسہ : سب پرانی جن میں نواس کرتے ہیں (۷۰۹) واسدیوہ : اپنی مایا سے جگت کو ڈھکنے والے

۷۱۰ ۔ سرواسنل یہ : سبھی پرانی جن میں لین ہوتے ہیں (۷۱۱) انلہ : جن کی شکتی اور سمپتی کا انت نہیں ہے

۷۱۲ ۔ درپ ہا ۔ دھرم کے مخالفوں کے اہنکار کو ناش کرنے والے (۷۱۳) درپ دہ : دھرم ابھیمان کو دینے والے ۔

۷۱۴ ۔ درپتہ : آتم روپی امرت رسا سواد سے سدا ترپت ۔ (۷۱۵) دردھرہ : جن کی دھارنا مشکل سے ہوتی ہے ۔

۷۱۶ ۔ اپراجتہ : جو بیرونی دشمنوں سے اور اندرونی شترووں سے کبھی جیتے نہیں جاتے ۔

(شلوک ۸۹)

پرارتھنا :- درپ ہا :- واہ بھگوان ! آپ کا تو نام ہی درپ ہا = درپ ہاری ہے
کئی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ آپ کا بھوجن ہی درپ یعنی اہنکار ہے ۔ ٹھیک ہے
پھر بھلا آپ اپنے بھگتوں کے پاس اہنکار کیوں رہنے دیں گے ۔

وشنو سہسر نام کا بقیہ مضمون ماہ مارچ ۱۹۷۸ء کے پرچہ میں چھپے گا ۔

مہارانی کُنتی

"میدانِ جنگ میں دھرم پر مر مٹنے کا اُپدیش دینے والی بیرماتا"

بھگونت مال پانڈوؤں کی ماتا کُنتی کا شمار بھی بھگتوں میں ہے۔ اُس کا من ہمیشہ پربھو کے چرنوں میں لین رہتا تھا۔ اور کسی دُنیاوی چیز سے اُسے آسکتی نہ تھی۔ بھگوان کرشن جی نے ایک دفعہ دریافت کیا کہ ماتا! آپ کی دِلی اِچھیا کیا ہے۔ ظاہر کرو۔ پُورن ہوگی۔ جواب دیا۔ بپّد (مصائب) چاہتی ہُوں۔ کیونکہ دُنیا میں یہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو منش کو بھگوان کے سنمکھ رکھتی ہے اُسے اپنے پتروں کے جسم سے ہرگز پریم نہیں تھا بلکہ وہ انہیں کھشاتر دھرم میں ہر وقت سولہ آنے پُورا اُترنے والا دیکھنا چاہتی تھی۔ چنانچہ کورو کھشیتر کے میدانِ جنگ میں اُس نے اپنے بچوں کا اُتساہ بڑھانے کے لئے سنجے کی ماتا وِدُلا کی کتھا سُنائی تھی۔ جو مُردوں کو زندہ کرنے والی ہے چنانچہ وہ کتھا ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

وِدُلا سی تیجسوی ماں کے گربھ میں جنم لے کر بھی سنجے ڈرپوک اور کومل سوبھاو والے تھے۔ سِندھ کے راجہ کے ساتھ جب اُن کا یُدھ ہُوا، تو وہ جان کے خوف سے میدانِ جنگ میں بھاگ کر گھر میں آکر سو رہے اور بچوں کی مانند رونے لگے۔

وِدُلا نے پُتر کے گھر میں آکر اُس کی حالت دیکھی، تو وہ اگنی رُوپ تیجومئی ماتا کرودھ سے جلت ہوکر بولی۔ او ڈرپوک! تم موت کے ڈر سے میدانِ جنگ سے بھاگ کر گھر میں خوفزدہ عورت کی مانند رو رہے ہو۔ دھتکار ہے تمہیں۔ تم نے پِتا کی پُشت سے میرے گربھ میں جنم لیا ہے یا کسی ہین کُل میں پیدا ہوکر اس راجیہ کے راجیشور بن گئے ہو۔ اے پُرشتو ہین پشو! اِنسانیت سے خالی حیوان! تمہاری کیرتی نشٹ ہو گئی ہے۔ تمہارے راجیہ کو شترو نے جیت لیا ہے، اب کس لئے دِیرگھ جیتے ہو؟ دُوسروں کے حملے برداشت کرنے کی وجہ سے تو پُرش (مرد) کہلاتا ہے۔ جو اِستریوں کی مانند بے جوش، بے اُمنگ زندگی بسر کرتا ہے اور جو دُشمن کے خوف سے جان بچا کر بھاگ جاتا ہے، وہ کیونکر پُرش کہلا سکتا ہے؟ اِستریوں کو بھی اپنی مہانتا ہوتی ہے۔ اِستریاں بھی مہت چرتر (اعلےٰ چال چلن) سے پرشوں سے بڑھی ہیں۔ اِستریاں بھی دین ہین ہوکر جینا پسند نہیں کرتیں۔ لیکن ہماری مانند جو ہین ہوکر جینا پسند کرتا ہے اور تمہاری طرح جو سماج میں گھرنت (مکروہ) زندگی بسر کرتا ہے، وہ نہ تو پُرش ہے اور نہ ہی اِستری۔ وہ تو اُدھم ہیجڑا ہے۔ خاندان کو مٹانے والے بدبختی کی مُورت! تم نے میرے گھر آکر جنم لیا ہے، تم نے دُشمن کو ہنسا کر اپنے سب رشتہ داروں کا مُنہ کالا کیا ہے۔ تیج اور ویریہ ہین! ڈرپوک اور بُزدل!!

ایسا پتر کوئی بھی ماں اپنے گربھ میں دھارن نہ کرے۔"

"سنجے! ابھی اٹھو، جاگو۔ دشمن سے ہار کر اور دل شکستہ ہو کر مت پڑے رہو۔ دشمن سے مغلوب ہو کر راجیہ سے گر کر اور لوگوں میں بدنام ہو کر تمہیں ایک دن بھکاری کی مانند خوار زندگی بسر کرنی ہوگی۔ کیا ایسی ذلیل زندگی کی نسبت تمہارا مرنا بہتر نہ ہوگا؟ اگر تم دشمن کو جیت کر اپنے دیش کی رکھشا نہیں کر سکتے۔ تب ایک بیر کی نیائیں جب تک تمہاری طاقت ختم نہ ہو جائے۔ دشمنوں کو مارتے مارتے خود مر جاؤ۔ لوگ کہتے ہیں کہ غیرت مند آدمی گرتا ہوا بھی دشمن کی ٹانگیں پکڑ کر اسے اپنے ساتھ گرا لیا کرتا ہے۔"

اپنی ماں کے ان تیر واکیوں سے دکھی ہو کر سنجے بولے۔ "ماں! کیا میری موت سے تمہیں سکھ ملے گا؟ میں تو تمہارا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے مر جانے پر اس پرتھوی کے اوپر تجھے کیا سکھ مل سکے گا؟"

وِدُلا بولی۔ "پتر! کیا میں چاہتی ہوں کہ تم مر جاؤ؟ تم بیر کل میں جنم لینے والے راج پتر اور راجہ ہو کر بھکھاری کی زندگی بسر کرو گے۔ جس ونش میں کوئی بھی آج تک دوسروں کا منہ تکنے والا اور دوسروں کے قدموں میں لپٹنے والا نہیں ہوا۔ اسی کل میں پیدا ہو کر تم دوسرے کے آدھین ہو کر اس کے منہ کی طرف تکتے رہو گے۔ جس نسل کے راجہ کھلے دل سے دھن دان کرتے چلے آئے ہیں جس کے دوار سے کوئی بھی بھکھاری خالی نہیں پھرا۔ اسی ونش کے نام لیوا تم دوسروں کی دی ہوئی کھدر جیوکا (معمولی گزارے) سے اپنا پالن کرو گے۔ تم کبھی سائل کی درخواست منظور کرنے، کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے، پرورش کے لائق کو پالنے اور حفاظت کے محتاج کو بچانے کے قابل نہیں رہو گے۔ کیا اس درشیہ کو دیکھنے کی نسبت تمہارا مر جانا ہی بہتر نہیں۔

اگر تمہارے اندر ذرا سی بھی انسانیت موجود ہے۔ اگر تم کھشتری سنتان ہو۔ تب کیا تم اس ہین جیون میں دوسروں کی بخشی ہوئی تھوڑی سی دولت لے کر سکھی ہو رہو گے؟

چوہے کے ہاتھ تھوڑی سی چیز سے بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح جو نامرد ہوتا ہے، وہ تھوڑا سا فائدہ دیکھ کر ذلیل حالت میں بھی مطمئن ہو رہتا ہے۔ اسی لئے میں کہتی ہوں۔ پتر! دشمنوں سے جلتے ہوئے دوسروں کے مشکور ہو کر ذلیل زندگی کبھی بسر نہ کرو۔ کھشتری ہو کر دشمنوں کے پاؤں میں مت گرو۔ تیج سے دمکتا ہوا دڑھ پرتگیا والا کھشتری کبھی ہار کر گر پڑتا ہے۔ یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ اسی لئے میں پھر کہتی ہوں۔ پتر! اٹھو، کھشتری کا نام سارتھک کرو۔ تمہارا سنجے (فتح مند) نام ویرتھ نہ جائے۔ زندگی جاتی ہے تو جانے دو۔ ایک دفعہ تو کھشتری کے تیج سے پرجلت ہو کر دکھا دو۔ جو آگ صرف ایک پل کے لئے شعلہ زن ہو کر بجھ جاتی ہے۔ وہ تیج ہین اور دیر تک دہکنے والی آگ سے بدرجہا بہتر ہے۔ اسی لئے اے سنجے! میں تمہیں کہتی ہوں کہ دھوئیں سے ڈھکی ہوئی بے چمک آگ کی مانند بہت دیر تک جینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک ہی دفعہ بیر تیج کا چمتکار دکھا دو۔ نہیں تو ہمیشہ کے لئے بجھ ہی جاؤ۔

سنجے بولا "ماں! تم کتنی سنگدل ہو۔ ودھاتا نے کس لوہے سے تمہارا دل تیار کیا ہے؟ کیا ویرتا کے ابھیمان میں تو اپنی سُدھ بُدھ کھو کر پُتر کے سنیہہ (محبت) کو بھی بھول چکی ہے؟ ماں! اپنے ہین پُتر پر دیا کرو۔ اور سخت بچنوں سے مجھے دُکھاؤ نہیں۔ میں جان کے خوف سے تمہاری شرن میں آیا ہوں۔ میری زندگی کی طرف دیکھو اور میری بُرائی کی خواہش نہ کرو۔"

وِدُلا نے کہا۔ "سنجے! میں تیری ماں ہوں۔ پُتر سنیہہ ماں کا دھرم اور پُتر کی بھلائی ہی ماں کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن اگر تمہیں شرن ہیں، نیش ہیں دیکھ کر بھی چپ بیٹھی رہوں۔ تو میرا پُتر ایک گدھی کے پُتر سنیہہ کی مانند ہوگا۔ کھشتری ہونا ہی کھشتری کا جیون ہے۔ اور کھشتری پن کی لاج رکھنی ہی کھشتری کی بھلائی ہے۔ کھشتری ماتا پُتر کا کھشتری جیون چاہتی ہے اور کھشتری کے گُن والے کو ہی اپنے پُتر کا منگل سمجھتی ہے۔ جس کھشتری کے اندر تیج اور وِکرم نہیں ہے۔ وہ چور کی مانند گھرنت ہے۔ کونسی ماتا ہے جو اپنے چور پُتر کے ساتھ پیار کرے گی۔ جو ماں تیج ہین، وِدیا ہین، ڈرپوک پُتر لے کر بھی سُکھی رہتی ہے۔ اُس کا ماتری جنم برتھا ہے۔ ہائے! جس طرح مرنے کو تیار آدمی دوائی لینا پسند نہیں کرتا۔ اُسی طرح میرا پریم بھرا اُپدیش بھی تمہیں کشٹ دینے والا پرتیت ہو رہا ہے۔ مگر اے پُتر! موہ اور بُدھی کے کارن ہی میری بات نہیں بھاتی۔ ایک دفعہ موہ (بے ہوشی) اور دُربُدھی (کج فہمی) کو دور کرو۔ پھر تم جانو گے کہ تمہارا فرض کیا ہے کیوں تم نے یہ مہت کھشتری جیون دھارن کیا ہے؟ اور کیوں میں تمہاری ماتا ہو کر بھی تمہاری جان کی پرواہ نہ کرتی ہوئی تمہیں میدانِ جنگ میں جانے کے لئے اُبھار رہی ہوں۔ پھر تم سمجھو گے کہ لڑائی اور فتح مندی کے لئے کھشتری جنم ہوا ہے مفتوح اور احسان مند ہو کر خوار زندگی بسر کرنے کے لئے نہیں۔ پھر تمہیں پتہ لگے گا کہ دشمن کے خوف اور دوسروں کے سہارے پر جینے کی نسبت رن کھشیتر میں پران تیاگ دینا کس قدر سریشٹ ہے؟ ہاں پھر سمجھو گے کہ کرم ہین، اُدم ہین۔ اور بیکار زندگی کی نسبت کرم بیر کی نشپھل چیشٹا بھی ادھک سُکھدائی ہوتی ہے۔"

پُتر! میں پھر کہتی ہوں من کو سُتھر کرو۔ جان کے خوف سے ڈرو مت۔ پران دے کر مان رکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تو نے مجھے سنیہہ ہین کہہ کر میرا ترسکار کیا ہے۔ ایک بار کھشتری ماتا کی لائق سنتان بنو۔ کھشتریوں کی شان کے لائق تیج اور وکرم سے دشمن کو دنگ کر دو۔ بیر گتی میں اپنا جنم سارتھک کرو۔ جگت میں بیرتا کا گورو حاصل کرو۔ اپنے ساہس اور بیرتا سے سینا کے دل میں بیحد دلیری اور بہادری پھونک کر دیش سے شترو کو دفع کرو۔ شترو سے جیتے ہوئے راجیہ کا اُدھار کر کے دوسروں سے دُکھی ہوئی ہوئی پرجا کی رکھشا کر کے راج دھرم پالن کرو۔ پھر تم دیکھو گے۔ کہ ماتا کے ہردے میں اپنے یوگیہ پُتر کے لئے کتنا سنیہہ اور کتنی شردھا چھپی ہوتی ہے۔"

سنجے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ماں کے شعلہ زن الفاظ نے اُس کے دل میں دلیری پھونک دی۔ وہ اپنی نامردی سے خود بخود شرمسار ہو کر ماں کو چرن وندنا کرتا ہوا کہنے لگا "یا تو شترو کو شترو کو جیت لوں گا یا پران تیاگ دوں گا۔"

یہی پرتگیا کر کے سنجے میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ ماں کے آتشیں الفاظ میدانِ جنگ میں بھی سنجے کے کانوں میں ڈھول کی مانند بجتے رہے۔ آخر میں اُتساہ اور اَتُل وکرم کے ساتھ سنجے نے سندھو راج کو فتح کر کے شانِ نصرت سے گھر واپس آکر ماں کو چرن وندنا کی۔ "ہندو جاتی ایسی ہی ویر ماتاؤں کی سنتان ہے۔"

عوام کے اپنے نئے انتظامیہ کا پختہ عہد

- باشندگانِ دہلی کی زندگی کے ہر پہلو کی ترقی
- صاف ستھرا اور مستعد انتظامیہ کا بندوبست
- کم لاگت والے پروجیکٹوں کے ذریعہ روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع مہیا کرنا۔
- گندی وسلم، غیر مجاز بستیوں و نو آباد کالونیوں اور دیہی علاقوں کے باشندوں کو بہتر اور راحت والی سہولتیں۔

دوسرے خصوصی ترقیاتی پروگرام :-

- ہر سال ۷۰ - ۸۰ ہزار رہائشی اکائیوں کی تعمیر
- ہریجنوں کو معاشی طور پر خودکفیل بنانے کیلئے آسان شرحوں پر قرضے اور خام مال کا بندوبست
- سماج بہبود پروگراموں پر خصوصی زور
- عوام کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق نظامِ تعلیم کی از سرِ نو تنظیم و تشکیل
- بہتر اور باقاعدہ ٹرانسپورٹ سروس
- سرکاری کام کاج میں ہندی کا زیادہ سے زیادہ استعمال
- پالیسی طے کرنے میں عوام سے صلاح و مشورہ اور اشتراک

آئیے ہم سب مِل کر دہلی کو ہندوستان کا ایک آدرش شہر بنائیں

جاری کردہ:۔ محکمۂ اطلاعات و اشاعت، دہلی انتظامیہ دہلی

ضروری اعلان

رسالہ اوم کے معزّز خریداران توجّہ دیں

۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرمادیں اور اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع کریں تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔

۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کرلیں اور بوقت خط وکتابت یا منی آرڈر بھیجتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں تاکہ آپ کے حکم کی فوراً تعمیل ہوسکے۔

۳۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا نام اور پورا پتہ خوشخط اردو انگریزی دونوں زبانوں میں لکھیں۔ خریداری نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں لکھیں کہ میں پرانا خریدار ہوں اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔

۴۔ سالنامہ "شانتی انک" جنوری اور فروری ۱۹۷۷ء گویا ۲ ماہ کا پرچہ تصوّر کیا گیا ہے۔ ماہ فروری کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہوگا اس لئے اس کے نہ پہنچنے کے متعلق شکایت کرنا بے سود ہے۔ ہم ایسی چٹھیوں کا جواب نہیں دینگے۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ بھیجئے۔

۵۔ منی آرڈر صرف رسالہ "اوم" دلی کے نام بھیجا کریں کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں اور چیک بنام "اوم" دلی "THE 'OM' DELHI" ہونا چاہیئے۔ دلی کے باہر کے چیک پر ۱/۵۰ زائد ارسال کریں۔ یا دلی کے کسی بنک کا ڈرافٹ بھیجیں۔ (مینیجر)

رسالہ "اوم" دلّی کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریمیوں کی سہاتا سے "دھرم پرچار پرکاشن" کے انتر گت گذشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسیوں دھارمک پُستکیں مُفت یا خاص رعایتی قیمت پر بھینٹ کر چکے ہیں۔ اب رسالہ "اوم" کے نئے یا پُرانے سبھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعایتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

شریمد بھگوت گیتا کا نتیہ پاٹھ اُردو (پاکٹ سائز) مُفت

بالمیکی رامائن (اُردو حصّہ اوّل) قیمت دس ۱۰/ روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ ۶/ روپے

بالمیکی رامائن (اُردو حصّہ دوئم) قیمت اٹھارہ ۱۸/ روپے خاص رعایتی قیمت صرف دس ۱۰/ روپے

سالنامہ یوگ انک سنہ ۱۹۷۶ قیمت دس ۱۰/ روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ ۶/ روپے

سالنامہ بھگتی انک سنہ ۱۹۷۷ قیمت دس ۱۰/ روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ ۶/ روپے

ضروری نوٹ:۔ (۱) یہ رعایتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لئے ہیں۔

(۲) ہر کتاب کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ دو ۲/ روپے علاوہ ہوگا۔

(۳) رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ وی۔پی منگوانے پر دو ۲/ روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ (مینیجر)

جن دان ویر سجنوں سے دھرم پرچار پرکاشن کیلئے ہمیں مورخہ ۱۲/۱۷ تک رقوم وصول ہوئی ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ملک سیتا رام جی بھوپال

۲۔ میسرز موہن لال ہر کرشن لال جی سیل دہلی

۳۔ شری پریم ناتھ جی کھنہ دہلی

۴۔ شری موہن لال جی ساہنی سائیکل سٹور سنگرور

۵۔ گپت دان مالویہ نگر نئی دہلی

۶۔ شری ہر کرشن لال جی پردھی سونی پت

۷۔ شریمتی کوشلیا سرین بازار سیتا رام دہلی

۸۔ گاندھی کلاتھ مارکیٹ دہلی

۹۔ پنڈت ہیم راج جی کھنہ ضلع ادھیانہ

۱۰۔ شری دھرم سنگھ شاہزاد پور کوآپریٹو سوسائٹی ٹبڑیا

۱۱۔ راؤ مول چند پٹواری یونین جھجر

۱۲۔ شری روشن لال جی لدھیانہ

۱۳۔ شری ہری کرشن جھنڈ رو سرینگر کشمیر

۱۴۔ چودھری لکشمی چند جی تلک نگر نئی دہلی

۱۵۔ شری منگلداس جی سہارنپور (۱۶) شری اشوک کمار مدن گوپال چاننہ انبالہ

۱۷۔ شری وشوبندھو چاننہ انبالہ چھاؤنی (۱۸) کمکیت دیسراج جی چاننہ مالک چاننہ وشوبندھو سٹور انبالہ چھاؤنی (۱۹) پنڈت سریچند جی داصلباقی نویس بمقام ...

۲۰۔ پنڈت چھجو رام جی سترماشاستری نگر لدھیانہ (۲۱) شری رام گوپال ... چند نگر کلکتہ (۲۲) شری بھگوان داس جی بلبھ گڑھ (۲۳) میسرز ولائتی رام ... پدم پور منڈی (۲۴) گپت دان حوض خاص نئی دہلی۔

JANUARY : 1978 Regd. No. of the Newspaper R.N.660/57
Monthly 'OM' Delhi
Vol.46 P.O. Regd.No.D(D)-68